

عہد نبویؐ کی
حلیل القدر خواتین کا لکھن تکرار

صحابیات طبیات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



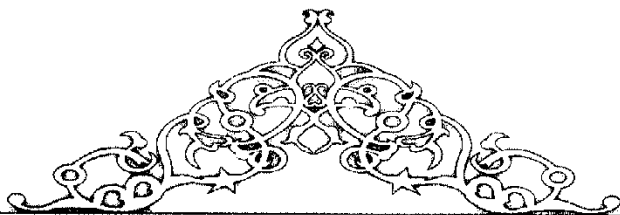
تالیف :
احمد خلیل جمعہ

ترجمہ و تفسیر
دعوتیہ محمد وحید غصنف

نعمانی مکتبہ خانہ
حق سڈیٹ
اردو بازار لاہور

WWW.IRCPK.COM





جملہ حقوق بحق مؤلف و ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب

صحابیاتِ طیبات

تألیف: محمد رفیع
موضوع: صحابہ کرام

تألیف: احمد خلیل جمہ

نظر ثانی و تصحیح

حافظ محمد الیاس

اکتوبر ۲۰۰۲ء

تاریخ اشاعت

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

مطبوعہ

مؤلف: محمد رفیع
موضوع: صحابہ کرام

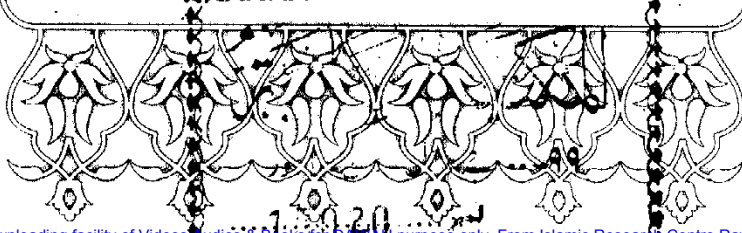
ناشر



NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 7321865

Free downloading facility of Videos, Audios & Books for DAWAH purpose only. From Islamic Research Centre Rawalpindi



عہدِ نبویؐ کی جلیل القدر خواتین کا نقشہ تذکرہ

www.KitaboSunnat.com

صحابیات طیبات

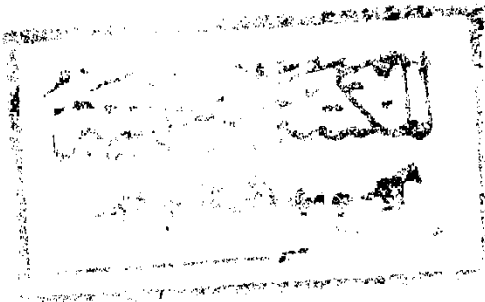
تالیف :
احمد خلیل جمہ

ترجمہ و تفسیر
محمود احمد غنیمت

نعمانی کتب خانہ
حق سنیٹ
آر و بازار لاہور

E-Mail: nomania2000@hotmail.com

248.87
ج ۲-۴۸





صحابیات، مومنات، محسنات، طیبات رضی اللہ عنہن

صفحہ	عنوان
9	حرفے چند
11	۱۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا
25	۲۔ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا
33	۳۔ ام ایمن الحبشہ رضی اللہ عنہا
44	۴۔ ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا
55	۵۔ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا
63	۶۔ حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا
70	۷۔ ام الدرداء الانصاریہ رضی اللہ عنہا
80	۸۔ ام معبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا
94	۹۔ زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا
103	۱۰۔ اسماء بنت یزید الانصاریہ رضی اللہ عنہا
114	۱۱۔ امیمہ بنت خلف رضی اللہ عنہا
120	۱۲۔ حواء بنت یزید بن سنان رضی اللہ عنہا
127	۱۳۔ ام قیس بنت مخضن رضی اللہ عنہا
135	۱۴۔ حبیبہ بنت سہل الانصاریہ رضی اللہ عنہا
142	۱۵۔ ارومی بنت کریم رضی اللہ عنہا

صفحہ	عنوان
------	-------

148	۱۶۔ ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا
157	۱۷۔ امیمہ بنت صبیح رضی اللہ عنہا
167	۱۸۔ اسماء بنت عمرو الانصاریہ رضی اللہ عنہا
174	۱۹۔ ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا
183	۲۰۔ الصعبہ بنت الحضر رضی اللہ عنہا
191	۲۱۔ الربیع بنت معوذ الانصاریہ رضی اللہ عنہا
201	۲۲۔ الشفاء بنت عبداللہ العدویہ رضی اللہ عنہا
211	۲۳۔ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا
222	۲۴۔ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا
229	۲۵۔ الربیع بنت النضر الانصاریہ رضی اللہ عنہا
237	۲۶۔ عفراء بنت عبید الانصاریہ رضی اللہ عنہا
244	۲۷۔ درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا
255	۲۸۔ النوار بنت مالک الانصاریہ رضی اللہ عنہا
262	۲۹۔ فاطمہ بنت قیس الانصاریہ رضی اللہ عنہا
269	۳۰۔ سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا
276	۳۱۔ سلمیٰ بنت صحر الانصاریہ رضی اللہ عنہا
285	۳۲۔ لیلیٰ بنت ابی حشمہ رضی اللہ عنہا
293	۳۳۔ کبشہ بنت رافع الانصاریہ رضی اللہ عنہا
304	۳۴۔ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا
324	۳۵۔ عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا
340	۳۶۔ نسیتہ بنت کعب الانصاریہ رضی اللہ عنہا

صفحہ	عنوان
352	۳۷۔ ام رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا
361	۳۸۔ امامۃ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا
370	۳۹۔ ام ایوب الانصاریۃ رضی اللہ عنہا
381	۴۰۔ ام ورقۃ الانصاریۃ رضی اللہ عنہا
388	۴۱۔ ہند بنت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہا
396	۴۲۔ الفریجۃ بنت مالک رضی اللہ عنہا
405	۴۳۔ سلمیٰ بنت قیس الانصاریۃ رضی اللہ عنہا
414	۴۴۔ ام مبشر الانصاریۃ رضی اللہ عنہا
420	۴۵۔ سہلۃ بنت سہیل رضی اللہ عنہا
430	۴۶۔ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا
436	۴۷۔ الشفاء بنت عوف رضی اللہ عنہا
443	۴۸۔ الشیماء بنت الحارث السعدیۃ رضی اللہ عنہا
452	۴۹۔ سمیۃ بنت خطاب رضی اللہ عنہا
460	۵۰۔ ضباعۃ بنت الزبیر رضی اللہ عنہا
470	۵۱۔ رملۃ بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا
475	۵۲۔ جمیلۃ بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا
485	۵۳۔ زینب بنت ابی سلمۃ رضی اللہ عنہا
492	۵۴۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا
506	۵۵۔ ام کلثوم بنت عقبہ الامویۃ رضی اللہ عنہا
517	۵۶۔ فاطمۃ بنت الیمان رضی اللہ عنہا
525	۵۷۔ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا

صفحہ	عنوان
537	۵۸۔ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا
546	۵۹۔ اسماء بنت سلامۃ التمیمیہ رضی اللہ عنہا
553	۶۰۔ صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا
566	۶۱۔ جعدۃ بنت عبید الانصاریہ رضی اللہ عنہا
572	۶۲۔ سلمیٰ مولاء رسول اللہ رضی اللہ عنہا
582	۶۳۔ ام سنان الاسلمیہ رضی اللہ عنہا
590	۶۴۔ ام الفضل بنت الحارث رضی اللہ عنہا
600	۶۵۔ بسرۃ بنت صفوان رضی اللہ عنہا
607	۶۶۔ ام عبد اللہ بنت مسعود رضی اللہ عنہا
616	۶۷۔ فاطمہ بنت الجبل العامریہ رضی اللہ عنہا
621	۶۸۔ فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ عنہا
633	۶۹۔ ہند بنت عتبہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا
653	۷۰۔ ام حکیم بنت الحارث رضی اللہ عنہا
664	کتابیں جن سے استفادہ کیا گیا
669	تالیفات



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حرفے چند

www.KitaboSunnat.com

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على سيد المرسلين

و على اله و اصحابه اجمعين و بعد!

عہد نبوی کی جلیل القدر خواتین کا دشین تذکرہ ”صحابیات طیبات“ کے عنوان سے پیش خدمت ہے۔ اس میں ۷۰ جلیل القدر صحابیات کی حیات طیبہ کے درخشاں پہلو نہایت دلربا، دلفریب، دلآویز اور دلپذیر انداز میں نمایاں کیے گئے ہیں۔ یہ احمد خلیل جمعہ کے رشحات قلم کی ایک یادگار دستاویز ہے۔ جسے میں نے اردو قالب میں ڈھالنے کی ایک ادنیٰ سی کوشش کی ہے۔ تاکہ اردو بولنے والے اس کے مندرجات سے استفادہ کر سکیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جن کے سینوں پہ انوار رسالت براہ راست پڑے اور صحابیات طیبات جنہوں نے گلشن رسالت کے مہکتے ہوئے پھولوں سے اپنے دامن سجائے۔ یہ کائنات کی وہ ہستیاں ہیں جن کے وجود پر جتنا بھی فخر کیا جائے کم ہے۔ جن کا تذکرہ رب کائنات نے اپنی آسمانی کتابوں تورات، انجیل اور قرآن میں بھی کیا۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اس روئے زمین پر ان سے بہتر انسانوں کی کوئی قدسی صفات جماعت معرض وجود میں نہیں آئی۔ ان برگزیدہ ہستیوں کا تذکرہ ان کی پاکیزہ سیرت سے خوشہ چینی ان کے سوانحی خاکے قلم بند کرنا بلاشبہ بہت بڑی سعادت ہے۔ اسی سلسلہ میں جواب تک کتابیں منظر عام پر آ چکی ہیں۔ ان کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

۱۔ حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو۔

۲۔ جرنیل صحابہؓ۔

۳۔ حکمران صحابہؓ۔

۴۔ صحایات مبشراتؒ۔

علاوہ ازیں صحابہ کرامؓ کے شاگردان رشید اور تلمیذات رشیدہ یعنی تابعین عظام اور تابعات کریمات کا تذکرہ۔

۵۔ حیات تابعین کے درخشاں پہلو۔ اور

۶۔ عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین۔

کے عنوان سے منظر عام پر آچکا ہے نیز جرنیل صحابہؓ اور صحایات مبشراتؒ کے انگلش ایڈیشن بھی نہایت دیدہ زیب انداز میں شائع ہو چکے ہیں۔

اب ”صحایات طیبات“ پیش خدمت ہے اس میں ۷۰ جلیل القدر عظیم المرتبت اور کریم الصفات صحایات کی سوانح حیات قلم بند ہے۔ اس میں ازواج مطہراتؓ کا تذکرہ نہیں کیا گیا اس کے لیے میری الگ مستقل کتاب ”صحایات مبشرات“ کافی عرصہ پہلے سے منصہ شہود پر آ کر قبول عام حاصل کر چکی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ کتاب خصوصاً خواتین کے لیے مشعل راہ ثابت ہوگی۔ اسے زیور طباعت سے آراستہ کرنے کی سعادت نعمانی کتب خانہ لاہور کے حصے میں آئی ہے۔ جو دینی کتابوں کی طباعت و اشاعت کا معروف مستند ادارہ ہے اور بڑی تیزی سے ارتقائی منازل طے کر رہا ہے۔ قارئین سے مؤدبانہ التجا ہے کہ اپنی خصوصی دعاؤں میں میرے اور ناشر کے والدین اساتذہ کرام اور اہل خانہ کو یاد رکھیں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ دنیا و آخرت میں سرخروئی کامیابی و کامرانی سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

و ما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب۔

و صلی اللہ علی النبی محمد و علی آلہ و اصحابہ وسلم۔

ابوضیاء محمود احمد غفنف

جون ۲۰۰۲ء

۱

حضرت حلیمہ السعدیہ رضی اللہ عنہا

إِنَّ ابْنَ أَمِنَةَ الْأَمِينِ مُحَمَّداً
خَيْرُ الْأَنَامِ وَخَيْرَةُ الْأَحْيَارِ
مَا إِنَّ لَهُ غَيْرَ الْحَلِيمَةِ مُرْضِعٌ
نِعَمَ الْأَمِينَةُ هِيَ عَلَى الْأَسْرَارِ
مَأْمُونَةٌ مِنْ كُلِّ غَيْبٍ فَاحِشٍ
وَنَقِيَّةٌ الْأَثْوَابِ وَالْأَوْزَارِ

☆ اماں آمنہ کے امین فرزند ارجمند حضرت محمد ﷺ ساری مخلوق سے اچھے اور سب بہتروں سے برتر ہیں۔

☆ دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ کو کوئی اور دودھ پلانے والی اس جیسی نہ تھی اور وہ بڑی ہی خوبی کے ساتھ راز ہائے دروں کی امین و محافظ تھی۔

☆ اور وہ ہر واضح عیب سے مامون و محفوظ تھی اور وہ پاک دامن و پاکیزہ خصال تھی۔

خاندان بنو سعد

سرزمین عرب کے باشندوں میں یہ رواج تھا کہ جب ان کے ہاں کوئی بیٹا پیدا ہوتا تو اسے دودھ پلانے کے لیے کسی دوسرے قبیلے سے آیا کا انتخاب کیا کرتے تھے۔ اشراف مکہ اپنے نونہال دور دراز دیہاتوں میں بھیج دیا کرتے تھے تاکہ وہ دودھ پینے کی مدت دیہاتی خواتین کی گود میں گزاریں۔

سرداران مکہ اپنے نونہالوں کو دودھ پلانے کے لیے ایسی خواتین کا انتخاب کیا کرتے تھے جو فطری طور پر ذہین و فطین، اعلیٰ اخلاق، بلند کردار اور خاندانی وجاہت کی مالک ہوا کرتی تھیں۔

عرب اپنے بچے دایوں کے سپرد کرنے سے پہلے کہ ان میں سے عمدہ اخلاق، صحت مند، سلیقہ شعار شیریں گفتار اور قابل قدر خاندان والی کون ہے؟ جس میں یہ خوبیاں پائی جاتیں اس کا انتخاب ترجیحی بنیادوں پر کیا جاتا، ان اوصاف سے آراستہ دائی کو کامیاب و کامران تصور کیا جاتا۔

دیہاتی خواتین گاہے بگاہے شہروں اور قصبوں میں اس وقت چکر لگاتیں جب ان میں دودھ پلانے کی صلاحیت بھرپور ہوتی۔ وہ شہری نونہالوں کو دودھ پلانے کے لیے گود میں لے کر واپس جاتیں اور وہ بچوں کی پرورش کے لیے صاف شفاف کشادہ اور خوشگوار ماحول کا اہتمام کرتیں۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ادا ہونے والا معجزانہ کلام فصاحت و بلاغت کی خوبی سے آراستہ و پیراستہ ہوتا کیونکہ آپ نے خاندان قریش میں آنکھ کھولی اور خاندان بنو سعد میں دودھ پینے کی مدت گزاری۔

فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے دونوں خاندان مشہور و معروف تھے رسول

اللہ ﷺ بسا اوقات اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

((اَنَا عَرَبِيٌّ، اَنَا قُرَشِيٌّ وَ اَسْتَرْضَعْتُ فِي بَنِي سَعْدٍ)) (۱)

”میں تم سب سے بڑھ کر فصیح و بلیغ ہوں اس لیے کہ میں قریشی ہوں اور میں نے خاندان بنو سعد میں دودھ پیا ہے۔“

ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ سے بڑھ کر میں نے کسی کو بھی اتنی فصاحت و بلاغت سے گفتگو کرتے نہیں دیکھا آپ تو ماشاء اللہ کمال درجے کے فصیح و بلیغ ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا، میرے خلیل یہ فصاحت و بلاغت مجھے ورثے میں ملی ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ قبیلہ بنو سعد میں دودھ پینے کی مدت گزاری۔

قارئین ذی وقار۔ ان صفحات میں جس خوش نصیب خاتون کا ہم تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں وہ قبیلہ بنو سعد کی چشم و چراغ ہے۔ وہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کی خوش بخت، خوش خصال و خوش اطوار کو دودھ پلانے کی سعادت عظمیٰ حاصل کرنے والی عظیم المرتبت خاتون دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا ہے جس کے بارے میں شیخ یوسف نبھانی نے اپنے اشعار میں کیا خوب خراج تحسین پیش کیا ہے۔

وَأَرْضَعَتْهُ ذَاتَ حَظٍّ مَافِي

حَلِيمَةُ مِنْ غُرَرِ الْعَشَائِرِ

كَأَنَّ لَدَيْهَا الْقُوَّةَ غَيْرَ يَاسِرٍ

فَأَصْبَحَتْ أَيْسَرَ أَهْلِ الْحَاضِرِ

آپ ﷺ کو ایک بڑے ہی نصیب والی خاتون دائی حلیمہ نے دودھ پلایا جس کا تعلق روشن و درخشاں اور نیر و تاباں قبیلے سے تھا۔

اس کے پاس کھانے پینے کے لیے معمولی سی غذا ہوا کرتی تھی، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنے علاقے کی خوش حال خاتون بن گئی۔

قبیلہ بنو سعد کی سعادت مند خاتون:

یہ خوش بخت اور سعادت مند خاتون حلیمہ بنت عبد اللہ بن حارث السعدیہ رضی اللہ عنہا ہے جسے نبی کریم ﷺ کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ جو حارث بن عبد العزیٰ بن رفاعہ السعدی کی زوجہ محترمہ تھی، جو عبد اللہ انیسہ اور خذافہ کی والدہ ماجدہ تھی، یاد رہے کہ خذافہ ہی وہ سعادت مند بیٹی ہے جو تاریخ کے اوراق میں شیماء کے نام سے مشہور و معروف ہے حارث بن عبد العزیٰ کے بیٹے بیٹیاں نبی کریم ﷺ کے رضاعی بہن بھائی قرار پائے۔

دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کو دودھ پلانے کے لیے اپنی گود میں لیا اسی طرح آپ ﷺ کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے بھی خاندان بنو سعد بن بکر میں دودھ پینے کی مدت گزاری، امیر حمزہ کی والدہ نے بھی رسول اللہ ﷺ کو ایک دن دودھ پلایا جب کہ آپ ان دنوں حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی گود میں تھے۔

اس طرح امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو طرح سے رضاعت کا سلسلہ قائم ہوا ایک ابو لہب کی کنیز ثویبہ کی جانب سے اور دوسرا حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے۔

حلیمة کیا ہی خوب امینہ:

سیرت کی تمام کتابوں میں متفقہ طور پر یہ درج ہے۔ کہ دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جس نے رسول اللہ ﷺ کو دودھ پلانے کی سعادت حاصل کی وہ سرزمین عرب کی تمام دایوں میں زیادہ مشہور و معروف ہوئی اس اعتبار سے وہ اپنا جادو اثر بیان دیتے ہوئے ارشاد فرماتی ہیں، کہ میں خشک سالی کے موسم میں قبیلہ بنو سعد سے تعلق رکھنے والی، ان

دس خواتین کے ہمراہ سفید رنگ کی نہایت ہی کمزوری گدھی پر سوار ہو کر گھر سے نکلی ہم سب کا ایک ہی مقصد تھا کہ دودھ پلانے کے لیے سرداران مکہ کے بچے اپنی گود میں لیں۔ ہمارے پاس ایک عمر رسیدہ اونٹنی بھی تھی جس کا دودھ خشک ہو چکا تھا۔

بھوک کی وجہ سے ہمارے اپنے بچوں کی چیخ و پکار اور پیچ و تاب کھانے کی وجہ سے رات بھر ہم سونہ سکے میری چھاتی میں اتنا دودھ نہ تھا جو بیٹے کی بھوک کا مداوی بن سکتا۔ ہماری اونٹنی بھی اس قابل نہ تھی کہ وہ ہماری غذائی ضرورت پوری کر سکے۔ ہمارے دل میں یہ احساس رہ رہ کر انگڑیاں لے رہا تھا۔ کہ کاش آسمان سے بارش نازل ہو اور گھر کے آنگن میں خوشحالی کے دیپ روشن ہوں۔

انہی خیالوں میں گم ہم سب کے پہنچ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو ہم میں سے ہر ایک نے دیکھا لیکن اپنی گود میں لینے کے لیے کسی کے دل میں اس بنا پر رغبت نہ ہوئی کہ آپ یتیم ہیں ہر ایک نے اس لیے پہلو تہی اختیار کی کہ اس گھر سے معقول معاوضہ نہیں ملے گا۔

آپ کی والدہ اور دادا خاطر خواہ ہماری خدمت نہ کر سکیں گے، ہم سب سہیلیوں کی دلی خواہش یہ تھی کہ ہم ایسے بچے کو اپنی گود میں لیں جس کا والد مالدار ہو جس کے آنگن میں خوشحالی رقص کناں ہو مال و دولت کی ریل پیل ہوتا کہ ہمیں بھی اپنی خدمت کا خاطر خواہ صلہ مل سکے۔ میری سب سہیلیوں کو گود میں لینے کے لیے ان کی منشاء کے مطابق نونہال میسر آ گئے لیکن میرا دامن خالی تھا۔ جب واپسی کا وقت قریب آیا تو میں نے اپنے خاوند سے کہا، بخدا مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ میں اپنی سہیلیوں کے ہمراہ خالی گود ہی واپس چلی جاؤں۔

اللہ کی قسم میں تو اس یتیم نونہال کو اپنی گود میں لینے جا رہی ہوں، جسے سب نے چھوڑ دیا ہے۔

خاوند نے کہا واہ واہ کیا خوب سوچا تو نے میرے دل کی بات کہی، بہت خوب

یہ بچہ اپنی گود میں لے لیں ہو سکتا ہے یہ ہمارے لیے خیر و برکت کا باعث بن جائے۔
 دائی حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں لہذا میں گئی اور اس نو نہال کو اپنی گود میں لے لیا۔
 ایک دوسری حدیث میں یہ واقعہ کچھ اس انداز میں وارد ہوا ہے۔ دائی حلیمہ
 سعدیہ فرماتی ہیں۔ عبدالمطلب نے میرا استقبال کیا اور فرمایا تم کون ہو؟
 میں نے عرض کی کہ میں قبیلہ بنو سعد کی ایک خاتون ہوں۔

آپ نے فرمایا: تیرا نام کیا ہے؟

میں نے کہا: حلیمہ

یہ سن کر حضرت عبدالمطلب مسکرائے اور فرمانے لگے بس بس اتنا ہی کافی ہے۔
 سعادت اور بردباری یہ دو ایسی خوبیاں ہیں جن میں زمانے بھر کی خیر و
 برکت اور ہمیشہ کے لیے عزت و سر بلندی پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد عبدالمطلب دائی
 حلیمہ سعدیہ کو نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ اماں آمنہ کے گھر لے گئے دائی حلیمہ نے
 آگے بڑھ کر عرب کے چاند کو اپنی گود میں لے لیا۔

دلچسپ بات یہ ہوئی کہ دائی حلیمہ کے نصیب جاگ اٹھے۔

تاریخ طبری، انساب الاشراف، تاریخ اسلام ذہبی میں یہ دلچسپ واقعہ منقول
 ہوا ہے کہ جب دائی حلیمہ عبدالمطلب کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی تو پردہ
 غیب سے یہ اشعار سنائی دیئے۔

إِنَّ ابْنَ أَمَّةٍ الْإِمِينِ مُحَمَّدًا

خَيْرُ الْأَنَامِ وَ خَيْرُ الْأَخْيَارِ

مَا إِنَّ لَهُ غَيْرَ الْحَلِيمَةِ مُرْضِعًا

نَعَمْ الْإِمِينَةُ هِيَ عَلَى الْأَبْرَارِ

مَا مَوْنَةٌ مِنْ كُلِّ عَيْبٍ فَاجِشِرْ

و نَقِيَّةُ الْأَثْوَابِ وَالْأَوْزَارِ

لَا تَسْلِمْنَهُ إِلَّا سَوَاهَا إِنَّهُ

أَمْرٌ وَحُكْمٌ جَاءَ مِنْ جَبَّارٍ^(۱)

☆ اماں آمنہ کے امین فرزند ارجمند حضرت محمد ﷺ ساری مخلوق سے اچھے اور سب بہتروں سے برتر ہیں۔

☆ دائی حلیمہؓ کے سوا آپ کو کوئی اور دودھ پلانے والی اس جبینی نہ تھی اور وہ بڑی ہی خوبی کے ساتھ راز بائے دروں کی امین و محافظ تھی۔

☆ وہ ہر واضح عیب سے مامون و محفوظ تھی۔ اور وہ پاک دامن و پاکیزہ کردار تھی۔

☆ آپ انہیں اس دائی کے سوا کسی اور کے سپرد نہ کریں، کیونکہ اللہ عزوجل کا یہی حکم ہے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ.

www.KitaboSunnat.com
☆☆☆

(۱) تاریخ طبری ۱/۴۵۴ و ۴۵۵۔ تاریخ اسلام للذہبی ۱/۴۵ و ۴۶۔

السيرة النبوية ۱/۱۶۲-۱۶۳۔ انساب الأشراف ۱/۹۳، ۹۴۔

مبارک روح

جب سے دائی حلیمہؓ نے نبی کریم ﷺ کو اپنی گود میں لیا اسی وقت سے اس پر اور اس کے خاوند پر برکت و رحمت کی بارش اترنے لگی، جونہی اس نے آپ کو اپنی گود میں لیا اور اپنے سینے سے لگایا تو چھاتی دودھ سے بھر گئی۔ پہلے نبی کریم ﷺ کو خوب شکم سیر کیا پھر اپنے بیٹے عبداللہ بن حارث کو دودھ پلایا اور اس نے بھی خوب جی بھر کے دودھ پیا پھر دونوں دودھ پینے والے نونہال میٹھی نیند سو گئے۔ دائی حلیمہؓ اور اس کے خاوند کو بھوک کی آگ اور پیاس کی تپش نے بے حال کر رکھا تھا انہیں کھانا کہاں میسر تھا اونٹنی بچاری اتنی لاغر تھی کہ اس کے ہوانے میں دودھ کا نام و نشان تک نہ تھا۔

لیکن اچانک حالات نے پلٹا کھایا ان دونوں کی محرومیاں ختم ہوئیں۔ دائی حلیمہؓ اس نئی صورت حال کا نقشہ کچھ یوں بیان فرماتی ہیں۔ میرا خاوند اونٹنی کے پاس گیا کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس کا ہوانہ دودھ سے لبریز ہے۔ اس نے دودھ دوھا ہم دونوں نے جی بھر کر دودھ پیا۔ ہمارے وارے نیارے ہو گئے۔ ہم نے شکم سیر ہو کر یہ رات خیر و برکت سے گزاری، صبح ہوئی تو میرا خاوند کہنے لگا، اللہ کی قسم حلیمہؓ تو نے تو ایک بابرکت روح اپنی گود میں لے لی ہے۔ واللہ ہمارے نصیب جاگ گئے۔

اپنے خاوند کی یہ باتیں سن کر میں نے بھی اپنی دلی خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا! اللہ کی قسم میرے احساسات بھی یہی ہیں۔

پھر ہم مدانہ ہوئے میں برکتوں والی روح عظمتوں والے نونہال کو اپنی باہوں میں اٹھا کر گدھی پر سوار ہوئی، تو اس کے جسم میں ایسی توانائی آ گئی کہ برق رفتاری سے چلنے لگی چشم زدن میں قافلے سے آگے نکل گئی۔ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے میری سہیلیوں نے مجھ سے کہا۔

فی ذویب کی بنی ہم یہ کیا دیکھ رہی ہیں فی ذرا آہستہ چل کیا یہ وہی گدھی ہے

جسے لے کر تو گھر سے روانہ ہوئی تھی، میں نے کہا: بالکل سواری تو وہی لیکن اب سوار بدل گیا ہے۔ کہنے لگیں بخدا اس کی تو اب نرالی ہی شان دیکھائی دیتی ہے۔^(۱)

حلیمہ : اور برکت:

قافلہ بنو سعد کے علاقے میں پہنچ گیا۔ جہاں اس سال خشک سالی کے آثار نمایاں تھے۔ دائی حلیمہؓ اس دریتیم کی برکت کو پچشم خود دیکھ رہی تھیں۔ خیر و بھلائی ہر طرف سے خندہ زن تھی، ہر چیز میں برکات و رحمت کا نزول ہو رہا تھا۔ دائی حلیمہ کی بکریاں محلے کی دوسری بکریوں کے ساتھ خشک اور بے آب و گیاہ چراگاہ کی طرف جاتیں تو جب واپس آتیں تو اس کی بکریوں کے ہوانے دودھ سے بھرے ہوتے اور دیگر تمام بکریاں اسی حالت میں واپس آتیں جیسے وہ بھوکی پیاسی گھر سے جاتی تھیں ان کے ہوانے دودھ سے خالی ہوتے تھے۔ لوگ اپنے چرواہوں کو ملامت کرتے ہوئے کہتے تھے۔ ارے تمہارا ستیاناس ہو تم دختر ابی ذؤیب کی طرح اپنی بکریوں کو کیوں نہیں چراتے وہ شکم سیر ہو کر واپس آتی ہیں اور تم یونہی منہ لٹکاتے ہوئے بھوکی پیاسی بکریاں لے کر واپس چلے آتے ہو۔ چرواہے بڑا جتن کرتے کہ ان کی بکریاں بھی اس طرح اسودہ حال ہوں جس طرح حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی بکریاں ہوتی ہیں لیکن نتیجہ خاطر خواہ برآمد نہ ہوتا۔

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے یونہی دو سال خوشحالی و فراوانی میں گزارے اسے ہر روز روز عید کی طرح دیکھائی دیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے خیر و برکت اس کے آنگن میں بہن کی طرح برسنے لگی۔

پھر اس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مدت رضاعت کو پورا کیا آپ جوانی کی طرف تیزی سے قدم بڑھانے لگے آپ دوسرے بچوں سے مختلف انداز میں پروان

(۱) دلائل النبوة للاحسانى ۱/ ۱۹۸ اسد الغابہ ۵/ ۲۷۰ البدایہ والنہایہ ۳/ ۲۵۵۔

چڑھ رہے تھے۔ جسمانی پرورش کی اٹھانی قابل رشک تھی۔ دودھ پینے کی مدت پوری ہونے پر اب دائی حلیمہ کے لیے یہ ضروری تھا کہ آپ کو لے کر ان کی والدہ ماجدہ آمنہ کے پاس مکہ پہنچے لہذا اس نے ایسے ہی کیا لیکن بلی رغبت یہی تھی کہ آپ ﷺ ابھی اسی کے پاس رہیں جو برکات دائی حلیمہ کو دیکھائی دے رہی تھیں وہ ان سے محروم نہیں ہونا چاہتی تھی۔

اماں آمنہ نے جب اپنے لخت جگر کو دیکھا تو خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ ماشاء اللہ صحت و تن درستی کا یہ عالم تھا کہ دو سال کی عمر میں چار سال کے دیکھائی دے رہے تھے۔ دائی حلیمہ نے اماں آمنہ جان سے مودبانہ انداز میں التماس کی ابھی اپنے لخت جگر کو مزید کچھ مدت کے لیے میرے پاس ہی رہنے دیں۔ تو انہوں نے اس کا مطالبہ مانتے ہوئے دوبارہ اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔

دائی حلیمہ اپنے رضاعی فرزند کو لے کر شاداں و فرحاں واپس اپنی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔ اسی طرح آپ ﷺ بھی دیہات کے طبعی ماحول میں مزید دن گزارنے پر بڑے خوش دیکھائی دے رہے تھے۔

نبی کریم ﷺ قبیلہ بنو سعد میں رہائش پزیر رہے۔ جب آپ کی عمر چار یا پانچ سال کی ہوئی تو سینہ چاک ہونے کا واقعہ پیش آیا۔

امام مسلم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ دیگر بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے آپ کو پکڑ کر لٹایا اور سینہ چاک کر کے دل نکالا اور اس سے خون کا ایک لوتھڑا الگ کر کے دل کو سونے کی ایک طشتری میں رکھا پھر اسے آب زمزم سے دھویا اور دل کو اس کی جگہ پر رکھ کر سینے کو ملا دیا۔ دوسرے بچے یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر مدھمکتے ہوئے آپ کی رضاعی والدہ دائی حلیمہ کے پاس آئے سب نے بیک زبان ہو کر کہا کہ ہمارے ساتھی حضرت محمد ﷺ کو قتل کر دیا گیا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کو

سامنے سے آتے ہوئے دیکھا آپ کا رنگ زرد ہو چکا تھا۔^(۱)

دائی حلیمہؓ یہ حیرت انگیز واقعہ دیکھ کر خوف زدہ ہو گئیں اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس پہنچانے میں ہی عافیت خیال کرنے لگیں۔ لہذا آپ کو والدہ کے سپرد کر دیا یہاں تک کہ آپ کی عمر چھ سال ہو گئی۔^(۲)

خوش گوار یاد:

دائی حلیمہ سعدیہؓ اپنے گاؤں واپس آ گئیں کئی سال بیت گئے۔ نبی کریم ﷺ جوان ہو گئے تھے۔ دائی حلیمہؓ بچپن کے دل میں آپ کی یادیں جاگزیں ہو چکی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دائی حلیمہؓ کا دل کی گہرائی سے احترام کیا کرتی تھی۔

ایک دفعہ دائی حلیمہؓ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی آپ اس کے ساتھ بڑی عزت و احترام کے ساتھ پیش آئے دائی حلیمہؓ نے خشک سالی اور مویشیوں کی ہلاکت کا ذکر کیا تو حضرت خدیجہ الکبریٰؓ نے اسے چالیس بکریاں اور بار برداری کے لیے ایک اونٹنی دی دائی حلیمہ سعدیہؓ نے ان کو افریقہ میں عطیات لے کر اپنے گھر واپس آئیں۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت محمد ﷺ کو منصب رسالت پر فائز کیا تو دائی حلیمہؓ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی علامہ ابن حجر عسقلانی شرح ہمزہ میں رقمطراز ہیں۔ کہ دائی حلیمہؓ بچپن کے لیے یہ بہت بڑی سعادت تھی کہ خود اسے اس کے خاوند اور اس کی اولاد عبد اللہ شیماء اور انیسہ کو اسلام قبول کرنے کی توفیق ارزانی میسر آئی۔

سیرت حلبیہ کے مصنف فرماتے ہیں۔ کہ جمہور علماء کو اس بات پر کوئی شک و شبہ نہیں ہے کہ دائی حلیمہ سعدیہؓ اسلام کی سعادت سے سرفراز ہوئیں۔ ابن حبان نے ان کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں ایک صحیح حدیث اپنی کتاب میں نقل

(۱) صحیح مسلم ۱۰۱/۱ و ۱۰۲۔

(۲) السیر النبویہ ۱۶۷/۱۔

کی ہے۔ حافظ مغلطائی نے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں مستقل ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام: ”التحفة الحسیمیة فی اسلام حلیمہ“ ہے۔

دانی حلیمہ کا مرتبہ اور اس کے ساتھ شفقت کا رویہ:

نبی کریم ﷺ بڑے ہی شفیق و رحیم تھے۔ حتی الامکان ہر ایک کے ساتھ نہایت ہی شفقت اور نرم خوئی سے پیش آتے، آپ کی مہربانی اور شفقت کا دائرہ بڑا وسیع تھا۔ ہر قریب و بعید آپ کے مشفقانہ رویے سے مستفیض ہوتا۔ بھلا جس خاتون نے آپ کو دودھ پلایا ہو وہ آپ کی مہربانیوں سے کس طرح محروم رہتی؟ تاریخ و سیرت کی کتابوں میں یہ درج ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بڑی ہی عزت و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے آپ کی عمر چالیس برس سے قدرے زیادہ ہو چکی تھی آپ نے جب اپنی رضاعی والدہ کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا تو اماں جان اماں جان پکارتے ہوئے اٹھے اور اس کے لیے اپنی چادر زمین پر بچھا دی۔ وہ اس چادر پر تشریف فرما ہوئیں۔ آپ اپنے بچپن کا وہ زمانہ یاد کرتے ہوئے جو اس کی گود میں گذر رہا تھا مسکراتے ہوئے اور ادب و احترام کا انداز اپناتے ہوئے نہایت شائستگی سے باتیں کرنے لگے آپ نے بھرپور انداز میں یہ تاثر دیا کہ میں آپ کی شفقتوں کو بھولا نہیں مجھے آپ کے احسانات یاد ہیں آخر میں نبی کریم ﷺ نے وہ تمام اشیاء مہیا کر دیں جن کی اسے ضرورت تھی۔

قاضی عیاض اپنی مشہور و معروف کتاب الشفاء میں رقمطراز ہیں۔ ابو طفیل کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو بھرانہ مقام پر بیٹھے ہوئے دیکھا میری عمر اس وقت لڑکپن کی تھی ایک خاتون آپ کے قریب آئی آپ نے اس کے لیے چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے مجھے بتایا کہ یہ آپ کی رضاعی والدہ ہے۔

عمرو بن سائب سے مروی ہے۔ کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ اتنے میں آپ کا رضاعی والدہ وہاں آ پہنچا آپ نے اپنی چادر کا ایک پلو بچھا دیا۔ وہ اس پر

بیٹھ گیا پھر آپ کی رضاعی والدہ تشریف لے آئیں آپ نے چادر کا دوسرا کونہ اس کے لیے بچھا دیا وہ اس پر تشریف فرما ہوئیں پھر آپ کا رضاعی بھائی عبداللہ بن حارث آیا آپ کھڑے ہوئے اور اسے اپنے سامنے بٹھالیا۔^(۱)

سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ.

الوداع! الوداع! :

خواتین کی تاریخ میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کو بڑا بلند مقام حاصل ہوا سیرت، سوانح اور طبقات پر مشتمل کتابوں میں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا تذکرہ رنگا رنگ انداز میں کیا گیا ہے۔ لیکن سب کتابوں میں یہ بات قدر مشترک ہے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا بڑے ہی شرف و فضل والی عظیم المرتبت خاتون تھیں، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ انتہائی حسن سلوک سے پیش آتیں۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے حدیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس سے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔^(۲)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں شیخ احمد زینی دحلان بیان کرتے ہیں کہ اس نے اسلام قبول کیا، ہجرت کی سعادت حاصل کی۔ مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ اس کی قبر وہاں معروف و مشہور ہے۔

یہ عظیم المرتبت صحابیہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کی سیرت طیبہ کی پاکیزہ جھلک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جن کے بارے ارشاد فرمایا:

﴿وَأَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فَبِئْسَ الْجَنَّةُ خَالِدِينَ فِيهَا مَا ذَاقَتِ السَّمُوتُ وَالْأَرْضُ إِلَّا مَا شَاءَ رَبُّكَ عَطَاءٌ غَيْرَ مَجْذُوذٍ﴾ صدق اللہ العظیم۔
”رہے وہ لوگ جو نیک بخت نکلیں گے تو وہ جنت میں جائیں گے۔ اور وہاں

(۱) الشفاء ۱/۲۶۰، الاستيعاب ۴/۲۶۲، الطبقات ۱/۱۱۴ وغیرہ

(۲) الاستيعاب ۴/۲۶۲ و دلائل النبوة للبيهقي ۱/۱۳۳۔

ہمیشہ رہیں گے۔ جب تک زمین و آسمان قائم ہیں۔ الایہ کہ تیرا رب کچھ اور چاہے۔ ایسی بخشش ان کو ملے گی جس کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہوگا۔“۔
حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں:

- ۱۔ السَّيْرَةُ الْحَلِيمِيَّةُ ۱/۱۴۶
- ۲۔ حُجَّةُ اللَّهِ عَلَى الْعَالَمِينَ ۱/۲۵۲
- ۳۔ الاستيعاب ۴/۲۶۲
- ۴۔ تَهْذِيبُ الْأَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ ۲/۳۳۹
- ۵۔ السَّيْرَةُ النَّبَوِيَّةُ لِابْنِ هَشَامٍ ۱/۱۶۲-۱۶۳
- ۶۔ تاريخ الطبري ۱/۴۵۴، ۴۵۵
- ۷۔ انساب الاشراف ۱/۹۴، ۹۳
- ۸۔ تاريخ الاسلام ذهبي ۱/۴۶، ۴۵
- ۹۔ السَّيْرَةُ النَّبَوِيَّةُ دَحْلَان ۱/۵۶، ۵۵
- ۱۰۔ دلائل النبوة ۱/۱۹۸
- ۱۱۔ أسد الغابة ۵/۴۲۷
- ۱۲۔ البداية و النہاية ۳/۲۵۵
- ۱۳۔ صحيح مسلم ۱/۱۰۱-۱۰۲
- ۱۴۔ الشفاء ۱/۶۴۳
- ۱۵۔ الاستيعاب ۴/۲۶۲
- ۱۶۔ الطبقات ۱/۱۱۴
- ۱۷۔ دُرُ السَّحَابَةِ صفحہ ۵۴۴



۲

حضرت فاطمہ بنتِ اسد رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میری امی جان اللہ تعالیٰ آپ پہ اپنی رحمت کی برکھا برسائے آپ میری امی جان کے بعد میرے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں۔ آپ خود بھوکے رہیں اور مجھے خوب جی بھر کے کھانا کھلائیں۔ خود معمولی کپڑے پہنیں اور مجھے اچھا لباس پہنائیں۔ خود عمدہ کھانے سے ہاتھ روکے رکھیں اور مجھے کھانا پیش کر دیتیں۔ بلاشبہ آپ اس سے محض اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کا ارادہ رکھتی تھیں۔

طاہرہ طیبہ شریف الطبع

فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی البہاشمیہ حضرت علی بن ابی طالب کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ الزہراء کی خوش دامن اور رسول اللہ ﷺ کے چچا ابوطالب کی زوجہ محترمہ تھیں۔ (۱)

جب نبی کریم ﷺ کو آپ کے چچا ابوطالب نے اپنی کفالت میں لیا تو اسے آپ کی نگہداشت اور خدمت کا سنہری موقع میسر آیا آپ کی والدہ ماجدہ کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد اس نے کما حقہ ماں کا کردار ادا کیا آپ کو حقیقی ماں کی کمی محسوس نہ ہونے دی یہ آپ کا ہر طرح سے خیال رکھتیں اور آپ کے تمام معاملات کو خوش اسلوبی سے نبھاتی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے بارے میں سب لوگوں سے زیادہ معلومات رکھتی تھیں۔ یہ آپ کے چچا ابوطالب کی بیوی اور آپ کی پرورش کا فریضہ سرانجام دینے والی ایک عظیم خاتون تھیں۔

فقد قضی قراۃ عقدین من حیاتہ فی کنفہا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے آپ کو ایک ایسے کامل انسان کے روپ میں دیکھا جس میں تمام خوبیاں ایک ساتھ جمع ہو چکی تھیں تمام عمدہ عادات کے آپ خوگر تھے۔ پاکیزہ صفات ایسے کہ کسی معمولی سی کمی کا کوئی شائبہ تک بھی آپ میں نہ پایا جاتا تھا۔ امانت دار ایسے کہ آپ کی امانت معاشرے میں ضرب المثل بن چکی تھی۔ صادق ایسے کہ آپ کے کردار میں جھوٹ کی معمولی سی بھی کوئی آمیزش نہ پائی جاتی تھی۔

(۱) سیر اعلام النبلاء ۲/۱۱۸، و جمہرۃ انساب العرب ۱/۱۲۔

ان عمدہ نفیس پاکیزہ اور اعلیٰ صفات کی وجہ سے حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے اپنے نخت جگر علی رضی اللہ عنہ کو اس وقت آپ کی کفالت میں دے دیا جب آپ کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ہو چکی تھی۔

جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے دین کے اظہار اور اعلان کا حکم دیا اور اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرانے کی تلقین کرنے کے لیے یہ آیات نازل کیں:

﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ﴾ (الحجر: ۹۴)

”اعلان کر دو جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اور مشرکوں کی پرواہ نہ کرو۔“

نیز یہ ارشاد فرمایا:

﴿وَإِذْ يُرَى الْآفَرِيقَ ۖ وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴، ۲۱۵)

اپنے قریب ترین رشتہ داروں کو ڈراؤ اور ایمان لانے والوں میں سے جو تیری پیروی اختیار کریں ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ۔

﴿وَقُلْ إِنِّي أَنَا النَّذِيرُ الْمُبِينُ﴾ (الحجر: ۸۹)

”کہہ دو کہ میں تو صاف صاف تنبیہ کرنے والا ہوں۔“

جب نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسلام کی دعوت پیش کی تو حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا۔ اور صحابیہ ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا اللہ تعالیٰ نے اس کی تمام اولاد کو بھی اسلام قبول کرنے کے شرف سے نوازا دیا۔ اس طرح عقیل، جعفر، علی، ام ہانی اور طالبؒ سبھی مسلمان ہو گئے۔ (۱) لیکن اس کے رفیق حیات ابوطالب کے لیے اپنی قوم سے جدائی اور ان کی عداوت کا سامنا کرنا گراں گذرا انہوں نے بڑے ہی نرم لہجے سے معذرت کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ سے

کہا: مجھ پر ایسا بار نہ ڈالئے جسے میں اٹھانے کی سکت نہیں رکھتا۔
اس معذرت کے باوجود پہچانے اپنے بھتیجے کے ساتھ تعاون سے کوئی پہلو تھی
اختیار نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنے بھتیجے کی خوبیوں کا کھلے دل سے اعتراف کرتے
ہوئے یہ اشعار کہے:

وَ اَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْعَمَامُ بِوَجْهِهِ

ثَمَالُ الْيَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

حَلِيمٌ رَشِيدٌ عَادِلٌ غَيْرُ طَائِشٍ

يُوَالِي إِلَهًا لَيْسَ عَنْهُ بِغَافِلٍ^(۱)

خوب رو بادل بھی ان کے چہرہ انور سے سیراب ہو تیشوں کے غم خوار اور
یوگان کی ناموس کے محافظ۔

بردار، رشد و ہدایت کے خوگر، عدل و انصاف کے دہنی اور عقل و فراست
سے سرفراز۔

معبود حقیقی سے ایسی محبت کرنے والے کہ پل بھر کے لیے بھی کبھی غفلت کا
شکار نہ ہوئے۔

فضل و شرف کے قافلے میں:

فضائل کے میدان میں مسابقت ایک قابل تعریف کارنامہ ہے۔ حضرت
فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے ابتدائی مراحل میں بھی اسلام قبول کر لینے۔ نیک کاموں میں
بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور ایمان و تصدیق کی خوبیوں سے آراستہ ہونے کی بنا پر ان
خصوصی خواتین میں بڑے ہی بلند مقام پر فائز ہوئیں۔ جنہوں نے فضائل کے میدان
میں اعلیٰ مراتب حاصل کر لیے تھے۔ جنہیں پہلے قافلے میں ہونے کا شرف حاصل ہوا

تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی حفظ و امان میں رواں دواں تھا۔ جن کا نام تاریخ کے اوراق میں سنہری الفاظ سے لکھا گیا۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو فضل و شرف کے اعتبار سے بڑے ہی اعزازات حاصل ہوئے، یہ ان خواتین میں سے تھیں جنہیں پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جس نے ہاشمی اولاد کو جنم دیا بلکہ وہ ہاشمی خاتون ہیں جس کی شادی ہاشمی سے ہوئی۔ اور اس نے ایک خلیفہ کو جنم دیا۔

عمدہ صفات:

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا امن، آشتی اور دین کا سنگم تھیں، رسول اللہ ﷺ اس کے حسن سلوک، اور اسلام قبول کرنے میں مسابقت کی بنا پر اس کی نہایت درجہ تکریم و تعظیم کیا کرتے تھے، آپ مدینہ منورہ میں اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جاتے^(۱) اور اس کے گھر میں کبھی کبھار آرام کیا کرتے تھے۔ مکہ معظمہ میں بھی اس خاتون کا گھر رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک بہترین ٹھکانہ اور ایک عمدہ آرام گاہ تھا۔ ان کے مقام و مرتبے کو کوئی قریشی خاتون نہیں پہنچ سکتی، یہ اس لیے کہ جگر گوشہ رسول فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی یہ خوش دامن تھیں اس کے ساتھ نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتیں۔ اس کا سیدۃ النساء العالمین فاطمہ الزہراء اور ان کے والد مکرم کے ساتھ حسن سلوک مثالی نوعیت کا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے اپنی امی جان سے عرض کی کہ پانی لانے اور باہر سے کوئی چیز لانے کا کام آپ اپنے ذمے لے لیں آنا پیسے اور گوند ہنے کا فریضہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سرانجام دے دیا کریں گی۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے فضائل و محامد یوں تو بہت ہی زیادہ ہیں جس سے خیر و برکت کی مہک چہار طرف پھیلتی ہے۔ ان کا دل اللہ تعالیٰ کی محبت سے سرشار تھا نیز انہیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تعلق خاطر کی بنا پر حدیث یاد کرنے اور اسے روایت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ انہیں نبی کریم ﷺ سے ۴۶ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا ان میں سے ایک حدیث بخاری اور مسلم میں بھی مذکور ہے۔

فاطمہ نامی خواتین:

رسول اللہ ﷺ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو بڑی ہی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے آپ اس کے ساتھ اسی طرح حسن سلوک سے پیش آتے جس طرح اپنی بیٹی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آتے تھے اور اس کی خدمت میں گاہے بگاہے تحائف بھی پیش کرتے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں (۱) کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی چونغ بطور تحفہ پیش کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس ریشمی چونغ کے دوپٹے بنا کر فاطمہ نامی خواتین میں تقسیم کر دو یہ حکم پا کر میں نے اس کے چار دوپٹے بنائے ان میں سے ایک فاطمہ الزہراء جگر گوشہ رسول ﷺ کو دے دیا۔ دوسرا حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تیسرا فاطمہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا اور چوتھی فاطمہ کا نام نہیں لیا، ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ چوتھی خاتون عقیل بن ابی طالب کی زوجہ محترمہ فاطمہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

سفر آخرت:

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا زندگی اور وفات کے اعتبار سے خوش نصیب

ثابت ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں اس نے وفات پائی۔ آپ اس کے جنازے میں شریک ہوئے آپ نے کفن دفن کا اہتمام کیا آپ نے اپنی زبان مبارک سے اس کے فضائل و مناقب بیان کیے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کی۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا نے وفات پائی تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اس کے سر ہانے بیٹھ کر در دہرے انداز میں فرمانے لگے۔

اماں جان اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے، آپ میری امی جان کے بعد میرے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں آپ خود بھوکی رہتیں اور مجھے خوب جی بھر کے کھانا کھلاتیں خود معمولی کپڑے پہنتیں اور مجھے اچھا لباس پہناتیں، خود عمدہ کھانے سے ہاتھ روکے رکھتیں اور مجھے کھانا پیش کر دیتیں، بلاشبہ آپ اس سے محض اللہ کی رضا اور آخرت کی کامیابی کا ارادہ رکھتی تھیں۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے وہ پانی ان کے جسم پر ڈالا جس میں کافور کی آمیزش کی گئی تھی، اپنی قمیص اتار کر اسے پہنا دی اور اس کے اوپر ایک اور چادر کا کفن پہنایا، جب اس کی قبر کھودی گئی اور کھودنے والے لحد تک پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے لحد بنائی اس سے اپنے ہاتھوں سے مٹی نکالی، جب رسول اللہ ﷺ اس عمل سے فارغ ہوئے، آپ خود اس لحد میں لیٹ گئے اور فرمایا: ”وہ اللہ جو زندگی اور موت دیتا ہے۔ جو خود زندہ ہے کبھی فوت نہیں ہوگا“

الہی میری والدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کو بخش دے، اس کی قبر کو تاحد نگاہ فراخ کر دے بلاشبہ تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔“

پھر آپ نے جنازہ پڑھاتے ہوئے اسے لحد میں اتار دیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ بٹایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ منظر دیکھ کر بڑا تعجب کما اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس سے پہلے آپ کو کسی کی بھی وفات پر اس

طرح کا عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا چچا ابو طالب کے بعد سب سے زیادہ اس عظیم المرتبت خاتون نے میرے ساتھ حسن سلوک کا رویہ اختیار کیا ہے۔ میں نے اسے اپنی قمیص اس لیے پہنائی تاکہ جنت میں اسے زیشی لباس پہنایا جائے لحد میں اس لیے لیٹا تاکہ قبر میں ان کے لیے آسانی میسر آئے۔^(۱)

رسول اللہ ﷺ کے لحد میں لیٹنے کی وجہ سے قبر میں سکڑنے کی کیفیت پیدا نہ ہوئی، اس طرح حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا قبر کے شکنجے سے محفوظ و مامون رہیں۔ آپ کے لحد میں لیٹنے کی وجہ سے قبر منور ہو گئی۔ اور اس سخی اور عظیم المرتبت خاتون پر رحمت کی برکھا برسنے لگی۔ جو دنیا جہاں کی خواتین کے لیے ایک عمدہ نمونہ ثابت ہوئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں:

- ۱۔ سیر اعلام النبلاء ۱۱۸/۲
- ۲۔ جمہورۃ انساب العرب ۱۴/۱
- ۳۔ تاریخ الاسلام ذہبی ۱۶۳/۲
- ۴۔ طبقات ابن سعد ۲۲۲/۸
- ۵۔ الاصابة فی تمییز الصحابة ۳۶۹/۴
- ۶۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۱۲۷/۱
- ۷۔ الاستیعاب ۳۷۰/۴
- ۸۔ منح المذح صفحہ ۱۸۵



۳

اُمّ ایمن الحبشیة رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

- ☆ یہ خاتون میرے اہل بیت کی نشانی ہے۔
- ☆ ام ایمن میری امی جان کے بعد ماں کا درجہ رکھتی ہے۔
- ☆ جو کسی جنتی خاتون کے ساتھ شادی کرنے کا خواہاں ہو تو وہ ام ایمن کے ساتھ شادی کر لے۔

مہربان اور محبّت

جب کوئی انسان خود لوگوں سے محبت کرتا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی محبت کا اہل ثابت کرتا ہے۔ تو دونوں طرف سے آشنائی کی صداقت اس کے لیے مکمل ہوتی دیکھائی دیتی ہے۔ اس صداقت کی تکمیل انسانی احساسات ذوق سلیم اور اخلاق و مروت جیسی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر ہوتی ہے۔

ایک ایسی عظیم خاتون جسے مخلصانہ حیات بخش محبت و مودت اور سچی شفقت و رافت میں بلند مقام حاصل تھا۔ وہ ایمان و یقین کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھی۔ جسے حبیب کبریاء ﷺ کی طرف سے عزت و تکریم کا وافر حصہ نصیب ہوا۔

یہ شفیق خاتون طبقہ خواتین میں کوئی اجنبی نہ تھی بلکہ اسے خواتین میں بڑا بلند مقام اور قابل قدر شہرت حاصل تھی اسے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بڑا اونچا مرتبہ حاصل تھا۔

ایک وقت ایسا تھا کہ یہ وراثت کے مال و متاع میں تقسیم ہو کر وارثوں کے حصے میں آئی لیکن پھر اس کی زندگی میں یہ دن بھی آئے کہ یہ آزادی کی نعمت سے سرفراز ہوئی اور شان و شوکت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئی اس کے ممتاز مرتبے کی وجہ سے لوگ اس پر رشک کرتے بھلا لوگوں کو رشک کیوں نہ ہوتا۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ اسے اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے ماں سے بڑھ کر بھی بھلا کسی اور کا درجہ ہو سکتا ہے؟

یہ شفیق خاتون کون ہے؟

یہ خاتون ام ایمن حبشیہ کے نام سے مشہور و معروف تھی۔ اس کا نام برکت بنت ثعلبہ بن عمرو تھا۔ یہ باپ کی جانب سے پانچ اونٹوں اور بکری کے ہمراہ مال

وراثت میں تقسیم ہو کر رسول اقدس ﷺ کے حصے میں آئی۔ اسے رسول اللہ ﷺ کو بچپن میں اپنی گود میں کھیلانے کا شرف حاصل ہوا۔^(۱)
جب رسول اللہ ﷺ کی خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی ہوئی تو آپ نے اسے آزاد کر دیا۔

یہ میرے اہل بیت کی نشانی ہے:

ام ایمن کی زندگی میں اہم ترین واقعہ یہ رونما ہوا کہ جب نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ آمنہ بنت وہب مدینہ منورہ میں ربائش پذیر آپ کے ننھیال سے مل کر واپس تشریف لا رہی تھیں تو مقام ابواء پر اس کا انتقال ہو گیا اس سفر میں ام ایمن ان کے ہمراہ تھیں۔

ان غمناک و اندوہ ناک لمحات میں ام ایمنؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ انتہاء درجے کی محبت و شفقت کا مظاہرہ کیا اس وقت آپ کی عمر ابھی چھ سال تھی یہ والدہ ماجدہ کی جدائی میں غمگین درمیتیم کو لے کر مکہ پہنچی۔

انسانی محبت اور صاف ستھری تاریخ میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی پرورش اور نگہداشت کے اعتبار سے نمایاں کردار ادا کرتے ہوئے امتیازی مقام حاصل کر لیا۔ آپ کے دادا عبدالمطلب نے اس خوش نصیب خاتون کو اپنے لاڈلے پوتے کی دیکھ بھال کا پوری طرح اہتمام کرنے کی وصیت کرتے ہوئے یہ کہا تھا کہ دیکھنا کسی لمحے بھی اس کی نگہداشت میں کوئی غفلت یا کوتاہی نہ برتا۔
اور اس نے ایسا کر کے دیکھا دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس ماحول میں پرورش پائی کہ آپ ام ایمن کو اپنے ساتھ حسن سلوک اور ہمدردی سے پیش آتے ہوئے بچشم خود دیکھا کرتے تھے۔ آپ

(۱) الطبقات ۸/۲۲۴، انساب الاشراف ۱/۹۶، سیر اعلام النبلاء ۲/۲۲۳۔

اسے اماں جان کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ جب آپ اس کی طرف دیکھتے تو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرماتے۔

”یہ میرے اہل بیت کی نشانی ہے۔“ (۱)

بلکہ ایک مرتبہ تو آپ ﷺ نے اسے اہل بیت کا فرد قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((غطفی قناعک یا ام ایمن))۔ (۲)

السابقة ام الکرام:

جب نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو آپ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اس کے ساتھ عبید بن زید الخزرجی نے شادی کی جس سے ایمن بن عبید پیدا ہوئے۔ بعد ازاں اس کی شادی زید بن حارثہ کے ساتھ اس وقت ہوئی جب آپ منصب رسالت پر فائز ہوئے اس سے اسامہ بن زید پیدا ہوئے ان دونوں باپ بیٹے سے رسول اللہ ﷺ کو بہت پیار تھا۔

اس دوران رسول اللہ ﷺ گا ہے بگا ہے اس کی زیارت کے لیے اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کی عظمت و برتری کا اعتراف کرتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے:

”ام ایمن رضی اللہ عنہا میری امی جان کے بعد ماں کا درجہ رکھتی ہے۔“ (۳)

جب نبی کریم ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اسلام کی طرف دعوت دینے کا فریضہ سرانجام دینے کے لیے کمر بستہ ہوئے۔ تو ام ایمنؓ نے پہلے مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ سیرت حلبیہ کے مصنف حافظ ابن کثیر کے

(۱) الطبقات ۸/۲۲۳، الاصابہ ۴/۱۱۵۔

(۲) الطبقات ۸/۲۲۳۔

(۳) الاستیعاب ۴/۲۴۴ و تہذیب الاسماء ۲/۳۵۸۔

حوالے سے رقمطراز ہیں کہ سب سے پہلے آپ کے اہل خانہ میں سے خدیجۃ الکبریٰ زید بن حارثہؓ اس کی اہلیہ ام ایمن اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا۔

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دیگر صحابیات سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی علامہ ابن اثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس خاتون نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

اس عظیم المرتبت خاتون کا تعلق ان اہل ایمان میں سے تھا۔ جنہوں نے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے قریش کے ہاتھوں طرح طرح کی تکالیف، مشکلات اور ایذیتیں اٹھائیں۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے دو دفعہ ہجرت اختیار کی پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینے کی طرف اس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اس نے جہاد صبر اور سخاوت کے میدان میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

صبر و تحمل کی پیکر مجاہدہ:

ام ایمن رضی اللہ عنہا نے جہاد میں بھرپور حصہ لیا غزوہ احد میں شریک ہوئیں زخمی مجاہدین کو پانی پلانے اور ان کی مرہم پٹی کا فریضہ سرانجام دیا، غزوہ احد میں جب مسلمان پسپا ہوئے تو ان میں سے چند ایک کو اسلامی حمیت، غیرت اور خود داری کا درس دیتے ہوئے بڑا ہی تلخ لہجہ اختیار کرتے ہوئے فرمانے لگیں تم یہاں بیٹھ کر مکھیاں مارو اور تلوار میرے حوالے کرو۔ (۱)

ام ایمن رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر میں دیگر صحابیاتؓ کے ہمراہ شریک ہوئیں۔ اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے مال غنیمت میں سے ان جلیل القدر صحابیات کو بقاعدہ حصہ بھی عطا کیا۔

غزوہ حنین میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بیٹوں ایمن اور اسامہ کے ساتھ قافلہ مجاہدین میں شریک ہوئیں، غزوہ حنین میں ایک موقع پر جب مجاہدین میں بھگدڑ مچی تو جو عظیم المرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کو اپنے گھیرے میں لے کر ثابت قدم رہے ان میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بیٹوں کے ہمراہ شامل تھیں۔ یاد رہے کہ اس کا بڑا بیٹا ایمن غزوہ حنین میں شہید ہو گیا تھا۔ اپنے بیٹے کی شہادت پر ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ایمان و یقین اور جذبہ تسلیم و رضا میں مزید اضافہ ہوا۔

تقدیر الہی کے فیصلوں پر صبر و تحمل، تسلیم و رضا اور ایمان و ایقان کے اعتبار سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا تعلق ان خواتین میں سے تھا جن کو بطور مثال پیش کیا جاتا تھا۔ جنگ موتہ میں سب سے پہلے جب اس عظیم المرتبت خاتون کا شریک حیات امیر لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ شہید ہوا تو اس خاتون نے اپنے خاوند کے شہید ہونے کی خبر کو تسلیم و رضا کے جذبے سے سنا۔ اور اس پر اللہ کریم سے اجر و ثواب کی توقعات وابستہ کر لیں۔

ام ایمن کا مقام و مرتبہ:

نبی کریم ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اس کے بارے میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ سَرَّ أَنْ يَتَزَوَّجَ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَتَزَوَّجْ أُمَّ أَيْمَنَ﴾ (۱)

”جسے یہ بات خوش آسند معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی جنتی خاتون سے شادی کرے تو وہ ام ایمن کو اپنے حوالہ عقد میں لے آئے۔“

یہ فرمان سن کر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ سنہ چند ہو گیا تو انہوں نے اس عظیم المرتبت خاتون کے ساتھ شادی کر لی۔

(۱) الطبقات ۸/۲۲۴، انساب الاشراف ۱/۴۷۲۔

رسول اللہ ﷺ اس عظیم المرتبت خاتون کو اماں جان کہہ کر پکارا کرتے اور اس کی باتیں بڑے غور سے سنتے اس کے ساتھ بڑے ادب و احترام سے پیش آتے۔ بعض اوقات اس کی باتوں سے بڑے محظوظ ہوتے کیونکہ زبان میں لکنت کی وجہ سے الفاظ کی صحیح ادائیگی نہ کر سکتی تھیں۔

غزوہ حنین کے دوران یہ دعائیہ کلمات اس انداز میں ادا کر رہی تھیں:

”سَبَّتُ اللّٰهَ اَقْدَامَكُمْ“

اصل لفظ ہے:

”ثَبَّتَ اللّٰهَ اَقْدَامَكُمْ“

لیکن زبان کی لکنت کی وجہ سے ث کو سین کی صورت میں ادا کر رہی تھیں۔

ادھر معرکہ آرائی اپنے جوہن پر تھی گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور تلواروں کی چھنکار سے میدان جنگ شور و غوغا کی لپیٹ میں تھا۔ اسی دوران آپؐ نے جب ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان سے دعائیہ کلمات سنے تو فرمایا:

”اے ام ایمن رضی اللہ عنہا خاموش ہو جاؤ آپ کی زبان میں لکنت پائی جاتی

ہے۔“ (۱)

☆ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زبان میں لکنت کے آثار واضح طور پر پائے جاتے تھے۔ الفاظ کی درست ادائیگی اس کے بس میں نہ تھی۔

ابو جعفر باقر روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جب نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو ”سلام لا علیکم“ کہتیں حالانکہ وہ کہنا یہ چاہتی ہوتیں ”سلام اللہ علیکم“ لیکن ایسا کہہ نہ سکتیں اس بنا پر آپؐ نے اسے یہ اجازت دے دی تھی کہ آپ صرف ”السلام“ کہہ دیا کریں۔ (۲)

(۱) الطبقات ۸/۲۲۵۔

(۲) الطبقات ۸/۲۲۴۔

☆ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لیے تشریف لے گئے آپ کے ہمراہ آپ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ضیافت کے لیے دودھ پیش کیا غالباً آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے آپ نے دودھ نہ پیا۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ خوش مزاجی سے پیش آئیں۔^(۱) آپ یہ انداز ضیافت دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کے فضل و شرف اور عظمت کا آپ کے دل میں اور زیادہ احساس پیدا ہوا۔

سخی آنکہ:

جب رسول اللہ ﷺ کا اس دنیائے فانی سے کوچ ہوا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا کو بہت زیادہ دلی صدمہ پہنچا آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑپاں لگ گئیں۔ پاکیزہ خیالات و احساسات میں ایک طوفان کا سماں بندھ گیا جس کی بنا پر اپنے غم و اندوہ کا ایک قصیدے کی صورت میں اظہار کیا جس کے تین اشعار یہ ہیں۔

عَيْنُ جُودِي فَإِنَّ بَدَايَكَ لِلدَّ

مَعَ شَفَاءٍ فَأَكْثَرِي الْبُكَاءِ

حِينَ قَالُوا الرَّسُولُ أُمْسِي فَقِيدَا

مَيِّتًا كَانَ ذَاكَ كُلُّ الْبَلَاءِ

وَأَبْكِيَا خَيْرَ مَنْ رُزِنَاهُ فِي الدَّدِ

بِئَا وَ مَنْ خَصَّهُ بِوَحْيِ السَّمَاءِ (۲)

☆ زبان کی لکنت کے باوجود حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے اشعار کہنے اور حکمت و دانائی

(۱) الاصابہ ۴: ۵۱۶

(۲) الطبقات ۲/۳۳۲ و ۳۳۳

کی باتیں کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ زبان کی لکنت کا اثر ان کے دل و دماغ پر تو نہ تھا حکمت و دانائی میں زبان کی لکنت کوئی سد راہ ثابت تو نہیں ہوتی بلکہ اس صورت حال سے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے حاصل کردہ علم دل و دماغ پر بڑے گہرے نقوش چھوڑتا ہے۔

☆ مسلم شریف کی یہ روایت جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا فضل و شرف اور زیادہ اجاگر ہوتا ہے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَفَاقَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِعُمَرَ انْطَلَقَ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزَّوْرُهَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَزُورُهَا فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ. فَقَالَ لَهَا مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ فَقَالَتْ: مَا ابْكِي إِلَّا أَكُونُ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ ﷺ وَلَكِنْ ابْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدْ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يُبْكِيَانِ مَعَهَا. (۱)

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: آئیے ام ایمن کی زیارت کے لیے چلیں جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اس کی زیارت کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ فرماتے ہیں کہ جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ روتی کیوں ہیں حالانکہ اللہ رب العزت کے پاس اپنے رسول کے لیے آخرت میں بہتر بہتر اہتمام ہے۔ کہنے لگیں ہاں میں جانتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے رسول ﷺ کے لیے بہت بہتر انتظام و

اہتمام ہے۔ میں تو اس لیے روتی ہوں کہ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما رونے لگے۔“

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو زندگی میں بہت بڑا اعزاز نصیب ہوا اور آخرت میں بھی بلند مقام پر فائز ہوئیں۔ اس کے پوتے ”بنو الحب“ کے اعزاز سے سرفراز ہوئے۔ اس لیے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا بیٹا اسامہ اور خاوند زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ ﷺ کے محبوب نظر صحابی تھے۔

ایہ شفیق خاتون الوداع:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پانچ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔^(۱) اس سے حضرت انس بن مالک و حنظل بن عبد اللہ صنعانی اور ابو یزید المدنی نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی مرویات میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے جسے حنظل بن عبد اللہ نے ام ایمن رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کیا کہ اس نے آٹا چھانا تاکہ نبی کریم ﷺ کے لیے چپاتی تیار کرے آپ نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ عرض کی یہ کھانا ہے میں نے ارادہ کیا کہ میں آپ کے لیے چپاتی بناؤں آپ نے فرمایا اسے گوندھ لیجئے۔^(۲) امام ذہبی اور علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات کے پانچ ماہ بعد فوت ہوئیں۔^(۳) جنتی خاتون حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ راضی ہوا اور اسے اصحاب الیمین کی

(۱) سیر اعلام النبلاء ۲/۲۲۷۔

(۲) الحلیۃ ۲/۶۸۔

(۳) المحبیرۃ ۱/۱۱، و الاصابہ ۴/۴۱۷۔

فہرست میں شامل کر دیا۔

حضرت ام ایمن الحبشیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے

لیے درجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------------|--------------------------|
| ۲۲۳/۸ | ۱۔ طبقات ابن سعد |
| ۹۶/۱ | ۲۔ انساب الاشراف |
| ۲۲۴ و ۲۲۳/۲ | ۳۔ سیر اعلام النبلاء |
| ۴۱۵/۴ | ۴۔ الاصابة |
| ۲۴۴/۱ | ۵۔ الاستيعاب |
| ۳۵۸/۲ | ۶۔ تہذیب الاسماء واللغات |
| ۴۳۵/۱ | ۷۔ السيرة الحلیة |
| ۶۸/۲ | ۸۔ الحلیة |



۴

ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں جنت میں داخل ہوا تو کسی کے چلنے کی مجھے آہٹ سنائی دی۔

میں نے پوچھا یہ کون ہے؟

تو اہل جنت نے کہا:

کہ یہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھے اس پر ترس آتا ہے کیونکہ اس کا بھائی میرے ہمراہ تھا جو جام شہادت

نوش کر گیا۔“

یہ کون ہے؟

جس صحابیہ رضی اللہ عنہا کی عطربیز سیرت کا ہم مطالعہ شروع کر رہے ہیں اس کا تعلق ان عظیم المرتبت خواتین کے ساتھ ہے جو آفاقی شہرت اور عظیم الشان کارناموں کی خورگرتھیں۔ اس جلیل القدر خاتون کی کنیت ام سلیم تھی۔ اس پر سبھی سوانح نگاروں کا اتفاق ہے۔ البتہ ان کے لقب اور نام میں اختلاف پایا جاتا ہے بعض نے ان کا لقب غمیصاء لکھا ہے اور بعض نے رمیصاء اس طرح نام میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

سوانح نگاروں نے ان کے یہ نام بیان کئے ہیں۔ سَحْلَةُ، رُمَيْلَةُ، أُكَيْفَةُ اور رُمَيْسَةُ۔ (۱) ☆ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کے خادم خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں اس میں تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو میری عمر دس سال تھی۔ میری والدہ محترمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میرا یہ بیٹا انس آپ کی خدمت کے لیے حاضر ہے آپ نے اسے قبول کر لیا اور اس کی کنیت ابو حمزہ رکھ دی۔

اور اس کے ساتھ خوش طبعی کرتے ہوئے فرمایا:

”ارے دوکانوں والے ذرا ادھر تو آؤ“ (۲) یہ آپ کے مزاح یعنی خوش طبعی کا ایک لطیف انداز تھا۔

(۱) الطبقات ۴۲۴/۸ و صفوة الصفوة ۶۵/۲، سیر اعلام النبلاء ۳۰۴/۲ وغیرہ۔

(۲) الترمذی فی المناقب ۳۸۳۱، الاصابہ ۸۴/۱ و ابوداؤد ۵۰۰۲، احمد ۱۲۷/۳۔

صحابیات طہیبات

46

حضرت ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا

☆ اور آپ نے اس کے لیے کثرت مال و اولاد اور رزق میں برکت کی دعا فرمائی۔
حضرت ام سلیم اور حضرت حرام بنت ملحانؓ دونوں رسول اللہ ﷺ کی رضائی خالہ تھیں۔

اس اعتبار سے یہ دونوں معزز صحابیات بڑی ممتاز دیکھائی دیتی ہیں۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا مہر:

رسول اللہ ﷺ ابھی مکہ معظمہ میں ہی تھے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا تھا، البتہ آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت مدینہ منورہ میں حاصل کی اس کا اسلام قبول کرنا اس کے خاوند مالک بن نضر کے لیے بڑی ہی تکلیف اور دل آزاری کا باعث بنا اس نے کہا تو بے دین ہو گئی ہے۔ فرمانے لگیں نہیں میں بے دین نہیں ہوئی بلکہ میں ایمان لائی ہوں۔

☆ یہ اپنے بیٹے انس کو مسلسل ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ کہنے کی تلقین کرتی رہتی یہاں تک کہ انس روانی سے کلمہ پڑھنے لگے۔

ام سلیم رضی اللہ عنہا کا یہ پر امن رویہ اس کے خاوند مالک بن نضر کے لیے سوہان روح بنا ہوا تھا، وہ اکثر بڑا تے ہوئے کہتا میرے بیٹے کو خراب نہ کر میں کہتا ہوں اسے برباد نہ کر۔

وہ سن کر بڑے ہی دھیمے انداز میں فرماتیں میں اسے خراب نہیں کر رہی اور نہ ہی برباد کر رہی ہوں۔ جب وہ مایوس ہو گیا تو تنگ آ کر کہنے لگا جاؤ جو جی آئے کرو اور خود گھر سے نکل گیا اور شام پہنچ گیا وہاں اسے اس کے دشمن نے قتل کر دیا جب اس کے قتل کی خبر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ملی تو کہا چلو ”خس کم جہاں پاک“ میں اب پوری توجہ سے اپنے بیٹے کی پرورش کا فریضہ سرانجام دوں گی میں اب شادی اس وقت کروں گی جب یہ میرا بیٹا مجھے کہے گا۔

☆ جب انس بن مالک جواں ہوئے تو ابو طلحہ انصاری کی طرف سے نکاح کا پیغام

آیا وہ اس وقت مشرک تھا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انکار کر دیا اس نے دوبارہ پیغام بھیجا تو حضرت ام سلیمؓ نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فرمایا: میرے لیے یہ مناسب ہی نہیں کہ میں کسی مشرک کے ساتھ شادی کروں۔ اے ابو طلحہ کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں کہ تم خود ہی اپنے ہاتھوں سے لکڑی کے خدا بناتے ہو پوجا پاٹ کے بعد جب کھانا تیار کرنا ہوتا ہے تمہیں جلانے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو انہیں کو ایندھن کے طور پر چولہے میں لگا دیتے ہو تو یہ جل کر راکھ بن جاتے ہیں کیا یہ خدا تمہیں کوئی فائدہ دے سکتے ہیں۔

آخر تمہاری عقل کو کیا ہو گیا، تم لوگ عقل و دانش سے اس قدر عاری کیوں ہو گئے ہو تمہاری عقل کیا گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس موضوع پر کھل کر بات کی ابو طلحہ نے بڑے غور سے یہ باتیں سنیں، باتیں سنتے ہوئے مسلسل اپنا منہ گریبان میں دیئے رکھا یہ باتیں اس کے دل پر اثر انداز ہو چکی تھیں بوجھل پاؤں اٹھاتے ہوئے وہ اپنے گھر گیا لیکن پھر اسی وقت وہ واپس آ گیا اس دفعہ نور اسلام اس کی آنکھوں کے درمیان چمکتا دمکتا دیکھائی دے رہا تھا۔ اس نے بڑے ہی دھیمے لہجے میں ام سلیمؓ سے کہا آپ نے جو باتیں کہیں میرے دل کو لگیں یہ کہتے ہوئے اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے یہ صورت حال دیکھتے ہوئے فرمایا، میں آپ کے ساتھ شادی کے لیے تیار ہوں اور آپ کا آج اسلام قبول کرنا ہی میرے لیے حق مہر ہو گا۔ (۱)

☆ اس دلچسپ داستان کو پیش نظر رکھتے ہوئے ثابت البنانی رحمۃ اللہ کہتے ہیں۔ ہم نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بہتر مہر آج تک نہ دیکھا اور نہ سنا: اس نے اسلام کو اپنے لیے حق مہر قرار دیا واہ: سبحان اللہ اس انداز فکر کے کیا کہنے!

نیک اولاد:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حسن صبر، قوت ایمان، یقین کامل اور حسن توکل کے اعتبار سے درجہ کمال تک پہنچی ہوئی تھیں، اس حوالے سے حضرت انس اپنی والدہ محترمہ کے بارے میں یہ ایمان افروز واقعہ بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابو طلحہؓ کی جانب سے میرا ایک چھوٹا بھائی تھا جس کی کنیت ابو عمیر تھی نبی کریم ﷺ بڑے ہی شفقت بھرے انداز میں اسے خوش کرنے کے لیے فرمایا کرتے تھے:

((یا ابا عمیر ما فعل النغیر))

”اے ابو عمیر تیری چڑیا کا کیا بنا۔“

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ابو طلحہؓ سفر پر تھے چھوٹا بھائی ابو عمیر بیمار ہوا اور فوت ہو گیا۔ امی جان نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے چار پائی پر لٹایا اور اسے چادر سے ڈھانپ دیا، امی جان نے سب سے کہہ دیا کہ ابو طلحہؓ کو بیٹے کی وفات کے بارے میں نہ بتانا، ابو طلحہؓ گھر تشریف لائے بیٹے کا پوچھا انہیں بتایا کہ پہلے سے زیادہ سکون میسر ہے پھر ان کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا انہوں نے کھانا تناول کیا انہیں سفر کی تھکان اتارنے کے پورے مواقع فراہم کیے گئے، جب امی جان نے دیکھا کہ ہر طرح سے وہ خوش و خرم ہیں تو ان سے پوچھا ابو طلحہؓ مجھے ایک بات تو بتائیں۔ اگر کوئی امانت رکھنے والا اپنی چیز کی واپسی کا مطالبہ کر دے لیکن جس کے پاس امانت رکھی گئی ہے وہ واپس کرنے سے کبیدہ خاطر ہو۔ اس کا دل نہیں چاہتا کہ امانت واپس کی جائے۔ آپ کے نزدیک اس کا یہ رویہ کیسا ہے؟۔ ابو طلحہؓ نے کہا: مطالبے پر اسے امانت فوری طور پر واپس کر دینی چاہیے، امانت واپس کرتے ہوئے کبیدہ خاطر ہونا تو سراسر انصافی ہے۔ یہ جواب سنتے ہی اپنے خاوند ابو طلحہؓ سے کہا: دیکھئے یہ بیٹا ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت تھی اس نے واپس لے لی۔ یہ اندوہناک خبر سنتے ہی انا للہ وانا الیہ راجعون کہا: کہنے لگے تو نے مجھے پہلے بتا دیا ہوتا!

صبح ہوئی مسجد نبوی میں گئے رسول اللہ ﷺ نے ابو طلحہ کو دیکھتے ہی فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس رات کو بابرکت بنا دیا، اس شب بسری کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اسے گھڑتی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔ (۱)

ایمان و صبر کے پیکر دونوں میاں بیوی کو اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت سے نوازا بیٹے کی زندگی کو بابرکت بنا دیا اس کے سات بیٹے ہوئے بھی قرآن و حدیث کے عالم فاضل تھے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

نَعِمُ الْإِلَٰهَ عَلَى الْعِبَادِ كَثِيرَةٌ

وَأَجَلُهُنَّ نَجَابَةُ الْأَوْلَادِ

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا میں اس قدر اوصاف حمیدہ اور کمالات جلیلہ پائے جاتے تھے کہ ان کی ذات دینی اعتبار سے قابل رشک دیکھائی دیتی تھی۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے انتھک محنت کی اپنے خاوند کی خدمت میں کوئی کسر باقی اٹھانہ رکھی صبر و تحمل اور تسلیم و رضا میں اعلیٰ مقام حاصل کیا جب اللہ تعالیٰ نے اس کی خلوص نیت کو دیکھا تو اسے صالح اولاد کی نعمت سے سرفراز کیا۔

اپنے لخت جگر ابو عمیر کی وفات کا صدمہ صبر و تحمل سے برداشت کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا نعم البدل عبداللہ کی صورت میں عطا کیا، جس کے سارے بیٹے قرآن و حدیث کے حافظ اور علوم دینیہ کے ماہر تھے۔

ام سلیمؓ کا خنجر:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات کے مطالعے سے ان کے ایسے ایسے

حیرت انگیز ایمان افروز اور ولولہ پذیر کارناموں کا پتہ چلتا ہے کہ انسان انگشت بندناں رہ جاتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو بڑا ہی مضبوط دل عطا کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس عظیم المرتبت خاتون کو زخمیوں کو پانی پلانے اور ان کی مرہم پٹی کرنے کے لیے غزوات میں شرکت کی اجازت عنایت کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت امّ سلیم اور دیگر انصاری خواتین کو زخمیوں کے علاج معالجے اور انہیں پانی پلانے کی خدمات سرانجام دینے کے لیے غزوات میں شریک ہونے کی اجازت عطا کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور بڑے ہی اہم فرائض سرانجام دیئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احد کے دوران جب مجاہدین کو پسپائی کا سامنا کرنا پڑا تو میں نے دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا اپنی پیٹھ پر مشکینے اٹھائے ہوئے زخمیوں کو پانی پلا رہی تھیں۔^(۱)

جب رسول اللہ ﷺ غزوہ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تو یہ بھی جہاد کا اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے آپ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ غزوہ حنین میں تو حضرت امّ سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنی جرأت و شجاعت کا اظہار بڑے ہی کمال انداز میں کیا وہ اس طرح کہ ایک خنجر اپنی کمر کے ساتھ باندھ لیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع رسول اقدس ﷺ کو دی کہ امّ سلیم کے پاس خنجر ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے خنجر اپنے پاس اس لئے رکھا ہے کہ اگر کوئی دشمن میرے قریب آیا تو میں اس سے اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔^(۲)

امّ سلیم اور اس کا خاوند ابو طلحہ ان لوگوں میں سے تھے۔ جن کے بارے میں

(۱) رواہ مسلم و الترمذی و ابوداؤد .

(۲) رواہ مسلم فی الجہاد والسير .

ایک شاعر نے یہ کہا ہے۔

نَصَرُوا نَبِيَّهُمْ وَ شَدُّوا أَزْرَهُ

بِخُنَيْنَ يَوْمَ تَوَاكَلَ الْإِبْطَالُ

جنت کی بشارت:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فضائل و خصائل حمیدہ کے اعتبار سے بڑی مشہور و معروف خاتون تھیں۔ خیر و بھلائی کے ہر کام میں اس کا حصہ دیکھائی دیتا ہے۔ علاوہ ازیں اسے روایت حدیث کی بھی سعادت حاصل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ سے اس نے ۱۳ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ رسول اللہ ﷺ سے اس نے جنت کی بشارت پائی جس سے اس کے فضل و شرف میں بے پناہ اضافہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ خَشْفَةً. صَوْتُ مَشْيٍ. فَقُلْتُ مَنْ هَذَا؟

قَالُوا هَذِهِ الْغَمِيصَاءُ بِنْتُ مِلْحَانَ أُمِّ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ.

”میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے چلنے کی آواز سنائی دی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ اہل جنت نے بتایا کہ انس بن مالک کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے۔“ (۱)

مقام و مرتبہ:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا صحابیات میں بڑے ہی بلند مقام پر فائز دیکھائی دیتی ہیں۔ اس کے لیے یہی فضل و شرف کافی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے اپنے اہل بیت میں سے قرار دیتے تھے۔ بعض اوقات اس کے گھر بھی تشریف لے جاتے اس کے بارے میں آپ فرمایا کرتے تھے مجھے اس خاتون پر اس لیے بہت ترس آتا ہے کہ اس کا بھائی میرا ساتھ دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر گیا۔ (۲)

(۱) التاج الجامع للإصول ۳/۳۸۶۔ رواہ الشيخان في صحيحهما.

(۲) التاج ۳/۳۸۶، السيرة الحلبية ۳/۷۳.

حضرت ام سليم رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جنہیں اپنی زیارت کا شرف بخشا ان کے گھر آپ نے کھانا تناول کیا، چٹائی پر نماز پڑھی آرام کیا اور ان کے حق میں کثرت سے دعائیں کیں فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں اتنی دعائیں کیں کہ مجھے مزید دعا کروانے کی ضرورت ہی محسوس نہ ہوئی۔^(۱)

رسول اللہ کا ﷺ جب کبھی حضرت ام سليم رضی اللہ عنہا کے محلے سے گذر ہوتا تو آپ اس کے گھر تشریف لے جاتے اسے سلام کہتے۔^(۲) اور بعض اوقات وہاں قدرے آرام کے لیے لیٹ بھی جاتے۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت ام سليم کے گھر دوپہر کے وقت تشریف لائے۔ اور چمڑے کی چٹائی پر لیٹ گئے آپ کو نیند آ گئی۔ آپ کے جسم مبارک سے پسینہ بہہ کر چٹائی پر جمع ہونے لگا حضرت ام سليم رضی اللہ عنہا نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے پسینہ برتن میں ڈالنا شروع کر دیا اتنے میں آپ کی آنکھ کھلی آپ نے فرمایا یہ کیا کر رہی ہیں۔ کہنے لگی یہ بابرکت پسینہ محفوظ کر رہی ہوں تاکہ اسے خوشبو میں ملا کر استعمال کیا کروں اس سے خوشبو دو چند ہو جایا کرے گی۔^(۳) حضرت ام سليم رضی اللہ عنہا نے اُس مشکیزے کا منہ کاٹ کر اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔ جس سے رسول اللہ ﷺ نے پانی پیا تھا۔ یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چند بال بھی اسے دیئے تھے۔^(۴)

سیرت و سوانح کی کتابوں میں اس قسم کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔ ڈاکٹر محمد رمضان البوطی نے اپنی کتاب ”فقہ السيرة“ میں ”تبرک“ کے عنوان کے تحت اس نوعیت کے بہت سے واقعات بیان کیے ہیں۔

(۱) الاستيعاب ۴/۴۳۹، تہذیب التہذیب ۱۲/۴۷۲۔

(۲) رواہ الشيخان والنسائي

(۳) رواہ مسلم و احمد، الطبقات ۸/۴۲۹۔

(۴) زاد المعاد ۲/۲۶۹۔

الوداع:

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا اس اعتبار سے بڑی خوش نصیب خاتون تھی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وفاداری اور آپ کے احکام پر عمل پیرا ہونے میں کامل یکسوئی کا انداز اپنایا۔ حضرت ام معاذ انصاریہ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے بیعت لیتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ دیکھنا تم میں سے کوئی نوحہ نہ کرے۔ تو اس پر پوری وفاداری کے ساتھ اگر کسی نے عمل کیا تو ان میں حضرت ام سلیم، ام العلاء، ام معاذ اور زوجہ معاذ ہی دیکھائی دیتی ہیں۔ (۱)

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے بارے میں مشہور و معروف علماء کے تاثرات کچھ اس طرح سے ہیں۔

ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا ایک دانشمند خاتون تھیں۔ علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا فاضل صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے تھیں۔ یہ تھی حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی معطر سیرت کی چند جھلکیاں آخر میں پھر اس بات کا تذکرہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان نقل کر دیا جائے جس میں اس جلیل القدر خاتون کے حق میں جنت کی بشارت کا تذکرہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”میں جنت میں داخل ہوا تو مجھے کسی کے چلنے کی آواز سنائی دی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ اہل جنت نے بتایا یہ انس بن مالکؓ کی والدہ غمیصاء بنت ملحان ہے۔“

اللہ اس سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت ام سليم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

- ۱۔ طبقات ابن سعد ۴۲۴/۸
- ۲۔ صفة الصفوة ۶۵/۲
- ۳۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۲۳/۲
- ۴۔ سیر أعلام النبلاء ۳۰۴/۲
- ۵۔ تہذیب التہذیب ۴۷۱/۱۲
- ۶۔ الاصابة ۸۴/۱
- ۷۔ اسد الغابة ۵۹۱/۵
- ۸۔ زاد المعاد ۱۷۸/۵
- ۹۔ التاج الجامع للاصول ۳۸۶/۳
- ۱۰۔ السيرة الحلبية ۷۳/۳
- ۱۱۔ الاستيعاب ۴۳۹/۴
- ۱۲۔ دلائل النبوة للبيهقي ۲۵۸/۱



۵

ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((انت من الاولین))

”تو اولین میں سے ہے“

یہی لوگ کامیاب ہیں

آل ملحان کا تعلق ان قابل قدر انصاری صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھا جو ایمان کے میٹھے ذائقے سے لطف اندوز ہوئے۔ جن کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت رس بس چکی تھی۔ جو اسلام کی روحانی غذاء سے پروان چڑھے، جنہوں نے سعادت کی زندگی بسر کی اور انہیں اللہ کے حکم سے آخرت میں بھی اچھا ٹھکانہ نصیب ہوگا۔ نیز انہیں اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ان کامیاب صاحب ایمان مردوں اور عورتوں نے جہادِ علم، ایثار اور سخاوت کے میدان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور انہوں نے اللہ و رسول کی خوشنودی کو اپنا نصب العین بنائے رکھا۔ ان خوش نصیب رضائے الہی کے حصول میں کامیابی حاصل کرنے والوں میں جناب ملحان کے دو بیٹے حرام رضی اللہ عنہ اور سلیم رضی اللہ عنہ بڑے بلند مقام پر دیکھائی دیتے ہیں۔ دونوں بدر احد اور بئر معونہ کے معرکوں میں شریک ہوئے اور دونوں نے آخری معرکہ بئر معونہ میں جام شہادت نوش کرتے ہوئے اپنے اللہ سے اجر پایا۔

ان کی دو بہنیں ام سلیم اور ام حرام جناب ملحان کی بیٹیاں ان جلیل القدر صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے تربیت حاصل کر کے اپنے دلوں کو پاک کر لیا تھا۔ اور مسلم خواتین کے لیے ایک عمدہ نمونہ بن گئیں۔ آج ہم حضرت ام حرام بنت ملحان بن خالد انصاریہ نجاریہ (۱) کا تذکرہ کریں گے۔ جس نے عہد نبوت

(۱) تاریخ دمشق۔ تراجم النساء ص ۴۸۶ سیر اعلام النبلاء ۲/۳۱۶ تہذیب

میں اپنے کردار کے بڑے عمدہ، نفیس اور گہرے اثرات چھوڑے۔

☆ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا مشہور و معروف صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خالہ جرنیل صحابی حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ اور نبی کریم ﷺ کی رضاعی خالہ تھیں۔ (۱)

زیارت، دعا اور بشارت:

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسجد قباء کبھی پیدل اور کبھی سواری پر تشریف لے آتے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے۔ (۲)

☆ وادی قباء میں تقوے کی بنیاد پر مسجد تعمیر کی گئی جس کے بارے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿لَمَسْجِدَ أُسَسِّ عَلَى التَّقْوَى مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَحَقُّ أَنْ تَقُومَ فِيهِ﴾

(التوبة: ۱۰۸)

بابرکت وادی قباء میں حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا رہائش پذیر تھیں، اس عظیم خاتون کو رسول اقدس ﷺ کے ہاں بلند مرتبہ اور معتبر مقام حاصل تھا۔ آپ اس خاتون کی بڑی عزت کیا کرتے تھے، بسا اوقات اس کے گھر تشریف لے جاتے کبھی کبھار وہاں نماز ادا کرتے اور آرام کے لیے لیٹ جاتے۔ (۳)

مسلم شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک روز ہمارے گھر تشریف لائے میں ای جان اور خالہ جان ام حرامؓ وہاں موجود تھے۔

(۱) السيرة الحلبية ۷۳/۳.

(۲) صحيح مسلم ۱۲۷/۴.

(۳) الاستيعاب ۴/۲۴، اسد الغابہ ۵/۵۷۴.

آپ نے ارشاد فرمایا اٹھو میں تمہیں نماز پڑھاؤں یہ کسی فرضی نماز کا وقت نہیں تھا آپ نے ہمیں نفلی نماز پڑھائی اور ہمارے حق میں دنیا و آخرت کی بہتری کی ڈھیر ساری دعائیں کیں۔ (۱)

☆ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ کھانا تناول کیا۔ اور اس نے آپ کا سر مبارک دھویا آپ سو گئے مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے تو ام حرام رضی اللہ عنہا کو شہادت کی بشارت دی اس کے بعد اسے شہیدہ کے نام سے پکارا جانے لگا۔

ام حرام اور نبوی تحفہ:

یہ جلیل القدر صحابیہ ان عظیم المرتبت صحابیات میں سے تھیں جنہیں قابل ستائش کارنامے سرانجام دینے اور صالح اعمال کے بجالانے میں کمال درجے کی دسترس حاصل تھی۔

ام حرام رضی اللہ عنہا نے بے شمار قابل تکریم کارنامے سرانجام دینے میں ندرت سے کام لیا ان کی زندگی میں سب سے نمایاں خوبی یہ دیکھائی دیتی ہے کہ اسے شہادت کی موت سے دلی لگاؤ تھا اور اس میں ایثار و قربانی کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ علاوہ ازیں اسے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے پانچ احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس سے آگے بڑے اجل صحابہ و تابعین نے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس کی مرویات میں سے ایک یہ روایت بھی ہے جسے علامہ ابن عساکر نے نقل کیا۔

أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ
الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا وَجَبَتْ لَهُمُ الْجَنَّةُ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ أَنَا

فِيهِمْ قَالَ 'أَنْتِ فِيهِمْ' (۱)

”اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے میری امت کا پہلا لشکر جو سمندر میں جنگ لڑے گا وہ جنتی ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں ان میں مشاغل ہوں گی؟ آپ نے فرمایا ہاں تم ان میں شامل ہوگی۔“

اس کے بعد حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا اس جنگی قافلے میں شرکت کا بڑی شدت سے انتظار کرنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ اس دنیاۓ فانی سے کوچ کر گئے۔ اور آپ اس جلیل القدر خاتون سے خوش تھے۔

یہ بشارت نبوی کا انتظار کرنے لگی کہ وہ مبارک گھڑی کب آئے گی جب مجھے جنتی قافلے میں شریک ہونے کا موقع میسر آئے گا۔ تھوڑے ہی عرصے بعد وہ وقت بھی آن پہنچا۔

تو اولین میں سے ہے:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات اسلامیہ کا دائرہ بڑا وسیع ہو گیا سلطنت اسلامیہ کا یہ تمام تر پھیلاؤ خشکی پر تھا۔ سمندر مسلمانوں کی دسترس میں نہ تھے خلیفۃ المسلمین اس معاملے میں بڑے ہی فکر مند رہتے کہ رومیوں کی سمندروں پر اجارہ داری کس طرح ختم کی جائے۔ جزیرہ قبرص پر رومیوں کا قبضہ تھا اور وہاں سے سمندری علاقے پر ان کا مکمل قبضہ تھا، وہاں سے بحری بیڑے کے ذریعے یہ ہر طرف پیش قدمی کرتے تھے، مسلمانوں کو بحری لڑائی کا تجربہ نہ تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مسئلے پر غور و خوض کرنے کے لیے مجلس شوریٰ کا اجلاس طلب کیا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ بحری فوج تیار کی جائے، اس کے بغیر رومی فوج کا مقابلہ نہیں کیا جاسکتا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ جزیرہ قبرص کو فتح کرنے

(۱) البعاری فی الجہاد. الحلیۃ ۶۱/۲، تاریخ دمشق ص ۴۸۶.

کے لیے بحری فوج تشکیل دیں اور اللہ کا نام لے کر قبرص کی طرف پیش قدمی کریں۔ حکم کی تعمیل کی گئی اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کو فتح عطا کی اور جزیرۃ قبرص ان کے قبضے میں آ گیا، اسی جنگ میں ام حرام رضی اللہ عنہا مجاہدین میں شامل تھی اسی جنگ میں شہادت نصیب ہوئی، اور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ملنے والی جنت کی بشارت کا استحقاق نصیب ہوا۔

اس عظیم المرتبت خاتون کی شہادت کا تذکرہ حدیث کی چھ مشہور و معروف کتابوں کے علاوہ سیرت، سوانح اور طبقات کی کتابوں میں بھی منقول ہے۔

ترمذی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں: کہ ”رسول اللہ ﷺ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے وہ آپ کی خدمت میں کھانا پیش کرتی حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ تھی ایک روز رسول اللہ ﷺ اس کے گھر تشریف لائے، اس نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا، اس نے آپ کے سر مبارک کو دھویا، آپ وہاں سو گئے، پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ مسکرا رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مسکرا کیوں رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: خواب میں میری امت کے چند افراد کو میرے سامنے لایا گیا جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ وہ سمندر کے وسط میں بادشاہوں کی طرح مسہریوں پر بیٹھے ہیں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں شامل کر دے، آپ نے اس کے حق میں دعا کی پھر آپ نے تکیے پر سر رکھا اور سو گئے۔ پھر آپ بیدار ہوئے تو آپ ہنس رہے تھے۔

فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہنس کیوں رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا میرے سامنے کچھ مجاہدین لائے گئے۔ اور پہلے کی طرح آپ

نے اپنے تاثرات کا اظہار فرمایا:

فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے آپ نے فرمایا:

آپ تو ان کی صف اول میں شامل ہیں۔

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دورہ خلافت میں اپنے خاوند حضرت عبادہ بن صامت کے ہمراہ مجاہدین کے قافلے میں شریک ہو کر بحری جہاز پر سوار ہوئیں۔ جب یہ سمندر سے خشکی پر اتریں انہیں گھوڑے پر سوار کیا گیا گھوڑے سے گردن کے بل گریں اور جام شہادت نوش کر گئیں۔ (۱)

اس طرح حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کو مجاہدین کی صف اول میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی، شہادت پا کر اسے اپنے خوابوں کی تعبیر مل گئی۔ یہ تاریخ اسلام کی پہلی خاتون ہے۔ جسے بحری جہاد کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

یہ پہلی خاتون ہے جس نے بحرا بیض میں جہاد کرنے کی سعادت حاصل کی۔

یہ پہلی خاتون ہے جسے سمندری جنگ میں سب سے پہلے شہادت نصیب ہوئی۔ ابو نعیم نے اس کے بارے میں کیا خوب کہا ہے۔ کہ جلیل القدر خاتون حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا حمیدہ البر، شہیدۃ البحر، التواقة مشاہدۃ الجنان ہے۔

ایک صالح خاتون:

ایک شاعر کہتا ہے:

وَلَا شَيْءٌ يَدُومُ فَكُنْ حَدِيثًا

جَمِيلُ الذِّكْرِ فَالْدُّنْيَا حَدِيثٌ

حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے بہت عمدہ زندگی بسر کی شہادت پا کر بہت عمدہ

(۱) سنن الترمذی ۱۶۴۵، دلائل النبوة للبيهقي ۷۱۲/۲.

انجام ہوا۔ ہشام بن غاز کہتے ہیں کہ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کی قبر جزیرہ قبرص میں ہے۔ وہاں کے باشندے یہ کہتے ہیں کہ یہ نیک اور برگزیدہ خاتون کی قبر ہے (۱) حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے ۲۷ ہجری میں جام شہادت نوش کیا۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوتے ہوئے جنت الفردوس جا مقیم ہوئی۔ حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------------|---------------------------|
| صفحہ ۴۸۶ | ۱۔ تاریخ دمشق |
| ۳۱۶/۲ | ۲۔ سیر اعلام النبلاء |
| ۴۶۲/۱۲ | ۳۔ تہذیب التہذیب |
| ۲۵۷، ۲۵۶/۱ | ۴۔ تہذیب الاسماء و اللغات |
| ۲۵۸/۳ | ۵۔ الاعلام |
| ۷۳/۳ | ۶۔ السيرة الحلیة |
| ۱۲۷/۴ | ۷۔ صحیح مسلم |
| ۴۲۴/۴ | ۸۔ الاستیعاب |
| ۵۷۴/۵ | ۹۔ اسد الغابة |
| ۳۱۷/۳ | ۱۰۔ تاریخ الاسلام ذہبی |
| ۶۱/۲ | ۱۱۔ الحلیة |
| ۳۲۷/۳ و ۳۲۸ | ۱۲۔ شذرات الذهب |
| ۱۲۵ و ۱۲۴ | ۱۳۔ نسب قریش |
| ۷۱۲/۲ | ۱۴۔ دلائل النبوة للبيهقي |



۶

حمۃ بنت جحش رضی اللہ عنہا

جب اس کا خالو بھائی اور خاوند قتل کر دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے،
دلا سے دیتے ہوئے فرمایا:
اے حمۃ ثواب کی امید رکھ! (فرمان نبویؐ)

سفیر نبوی کی بیوی

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انصار مدینہ کی طرف جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفیر بن کر گئے۔ تو وہاں تاریخ انسانیت کی بہت بڑی کامیابی و کامرانی سے سرفراز ہوئے، اس کی زوجہ محترمہ کا تذکرہ کرنے سے پہلے ہم ان کا عطر بیز دلربا، دلآویز اور دلنشیں تذکرہ کریں گے تاکہ دلوں کی دنیا میں ایک خوشگوار بہار کا سماں پیدا ہو۔

مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے کا ایک خوبصورت جوان تھا، اس کے ماں باپ اس کے ساتھ بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اس کی والدہ خناس بنت مالک بڑی مال دار خاتون تھی، وہ اسے نہایت عمدہ نفیس اور قیمتی لباس پہناتی، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بڑا قیمتی نشاط انگیز اور اعلیٰ قسم کا عطر استعمال کیا کرتے تھے، حضر موت کا بنا ہوا جوتا پہنتے جو اس دور میں سب سے عمدہ اور قیمتی سمجھا جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے۔
 ”مکے میں میں نے مصعب بن عمیرؓ سے بڑھ کر حسین بالوں، عمدہ لباس اور خوشحال کسی اور کو نہ دیکھا، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ ارقم بن ابی الارقم کے گھر اسلام کی دعوت دے رہے ہیں تو دار ارقم میں داخل ہوئے اسلام قبول کیا نبی کریم ﷺ کی تصدیق کرتے ہوئے ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گئے جنہوں نے مدرسہ نبوت سے تعلیم و تربیت حاصل کی جو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھے اور دنیا کے سردار بن گئے۔ اور حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سفیر بنے۔“

یہ جلیل القدر صحابی حمہ بنت جحش بنت رباب الاسدیہ کا شوہر تھا^(۱) جس کی سوانح حیات کا ہم تذکرہ کرنے لگے ہیں۔ واہ سبحان اللہ ایک مجاہد صابر اور معزز صحابیہ کا کتنا ہی عمدہ قابل رشک اور دلنشین تذکرہ ہے۔

☆ حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی قریبی رشتہ دار تھی وہ اس طرح کہ یہ آپ کی پھوپھی امیمہ بنت بعد المطلب کی بیٹی تھی۔ اور آپ کی زوجہ ام المومنین زینب بنت جحش کی بہن تھی۔

قافلہ سابقات میں:

حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے تھیں جنہوں نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا تھا، حمہ کا گھرانہ مسلمان تھا۔ قریش نے جب ان کے لیے مشکلات پیدا کیں مشرکوں نے ان پر ظلم ڈھائے تو تمام مسلمان مرد و زن مدینے کی طرف ہجرت کر گئے مردوں میں عبد اللہ بن جحش اس کا بھائی ابواحمد عکاشہ بن محسن اور خواتین میں زینب بنت جحش ام حبیب بنت جحش، جذامہ بنت جندل، ام قیس بنت محسن، ام حبیب بنت ثمامہ اور حمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔^(۲)

☆ مدینہ منورہ میں حضرت حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا دیگر مومن خواتین کی طرح خوش و خرم زندگی بسر کرنے لگیں ان کا مطمح نظر رضائے الہی کا حصول تھا۔ نبی کریم ﷺ کے روحانی چشمے سے فیضیاب ہونے لگیں نیز حضرت حمہ رضی اللہ عنہا اپنے عظیم خاوند حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے اخلاق عالیہ اور اوصاف حمیدہ کو اپناتے ہوئے بلند درجات حاصل کرنے کی راہ پر گامزن ہوئی۔ یہاں ایک بیٹی کو جنم دیا جس کا نام زینب بنت مصعب تھا۔^(۳)

(۱) الطبقات ۸/۲۴۱، الاستیعاب ۴/۲۶۲، جمہورۃ انساب العرب ۱/۱۹۱۔

(۲) السیرۃ النبویہ ۱/۴۷۲، درالسحابہ ص ۵۵۶۔

(۳) الطبقات ۳/۱۱۶، انساب الاشراف ۱/۴۳۷۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی سر بلندی کے لیے دشمنوں سے نبرد آزما ہونے کے لئے غزوات کا آغاز کیا تو حضرت حمہ رضی اللہ عنہا نے ان معرکوں میں قابل قدر خدمات سر انجام دیں۔

ایسے حمہ ثواب کی امید رکھ:

غزوہ احد میں حضرت حمہ رضی اللہ عنہا مجاہدین کے ہمراہ خواتین کی جماعت میں میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں۔ حضرت کعب بن مالکؓ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا ام سلیم بنت ملحان اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پانی کے مشکیزے اٹھائے جا رہی ہیں۔ وہاں حمہ بنت جحش پیاسوں کو پانی پلا رہی ہیں اور زخمیوں کا علاج کر رہی ہیں۔ اور ام ایمن رضی اللہ عنہا زخمیوں کو پانی پلا رہی ہیں۔^(۱)

☆ غزوہ احد میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ستر صحابہ کرامؓ کو خلعت شہادت سے نوازا۔ سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا﴾ (الاحزاب: ۲۵)

ان اندوہناک لحات میں حضرت حمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے سامنے آئی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے حمہ! ثواب کی امید رکھ عرض کی کس بنا پر یا رسول اللہ ﷺ فرمایا: تیرا خالو حمزہ شہید ہو گیا۔

یہ سن کر کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ اسے بخشے اس پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے۔ اسے شہادت مبارک ہو۔

پھر آپؐ نے فرمایا: اے حمہ! ثواب کی امید رکھ:

عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کس بنا پر۔

آپؐ نے فرمایا تیرا بھائی شہید ہو گیا۔ یہ سن کر کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ اسے بخشے اس پر رحم کرے اسے جنت مبارک ہو۔

پھر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے حمہ ثواب کی امید رکھ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کس بنا پر فرمایا: تیرا خاوند مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گیا ہے۔ یہ سن کر حضرت حمہ رضی اللہ عنہا کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی اور شدت غم سے نڈھال ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا:

”عورت کے نزدیک اپنے خاوند کا جو مقام ہوتا ہے وہ کسی اور کا نہیں ہوتا۔“

آپ نے دیکھا کہ یہ خاتون خالو اور بھائی کی شہادت کی خبر سن کر ثابت قدم رہی لیکن شوہر کی شہادت کی خبر سنتے ہی اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے دریافت کیا آپ نے یہ کہہ دیا۔

حمہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے اولاد کے یتیم ہونے کا احساس ہوا تو میری یہ حالت ہو گئی۔ معافی چاہتی ہوں۔ ازراہ کرم میرا خیال رکھیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں دعا کی۔

بعد میں اس کی شادی طلحہ بن عبید اللہ سے ہوئی اس سے محمد بن طلحہ پیدا

ہوئے۔ حضرت طلحہ اپنے بیٹے سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ (۱)

☆ حضرت حمہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کا سفر مسلسل جاری رکھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئیں۔ خیبر فتح کر لینے کے بعد جب مال غنیمت تقسیم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے تمیں و سق غلہ اسے بھی دیا۔ (۲)

یا رسول اللہ ﷺ اس کا نام رکھ دیں:

حضرت حمہ رضی اللہ عنہا نے جب اپنے بیٹے کو جنم دیا تو اسے لے کر رسول اللہ ﷺ

(۱) المغازی ۱/۲۹۱ و ۲۹۲، السیرۃ النبویۃ ۲/۹۸.

(۲) السیرۃ النبویۃ ۲/۳۵۲، الطبقات ۸/۲۴۱.

کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا نام رکھ دیجئے۔
آپ نے اس کا نام محمد رکھا اور کنیت ابو القاسم رکھی اور اس کے سر پر اپنا
دست مبارک پھیرا۔^(۱)

بڑا ہو کر یہ بچہ عبادت گزار بنا کثرت سجد کی بنا پر اس کا نام سجاد مشہور ہو گیا۔
یہ بڑا ہی زاہد عابد اور صالح نوجوان تھا۔ یہ جمادی الاولیٰ ۳۶ھ کو جنگ جمل میں شہید
ہوا۔ حضرت حمہ رضی اللہ عنہا کا ایک اور بیٹا تھا جس کا نام عمران بن طلحہ تھا۔^(۲)

فضائل:

حضرت حمہ رضی اللہ عنہا میں بڑی خوبیاں پائی جاتی تھیں ان میں ایک یہ تھی کہ
اے رسول اللہ ﷺ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ اور اس سے پھر
اس کے بیٹے عمران بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔
☆ حضرت حمہ رضی اللہ عنہا کو ایک شرف یہ بھی حاصل تھا کہ اس کی ہمشیرہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
کو ام المؤمنین ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت
قریب آیا تو فرمایا میں نے اپنا کفن تیار کر رکھا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی میرے
لیے کفن بھیجیں گے ان میں سے ایک کفن کسی مستحق کو دے دینا۔ جب یہ وفات پا
گئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے پانچ کپڑوں پر مشتمل کفن بھیجا۔ وہ
انہیں پہنایا گیا اور جو کفن انہوں نے خود اپنے لیے بنایا تھا حضرت حمہ رضی اللہ عنہ نے
کسی مستحق کو صدقہ کر دیا^(۳) اس طرح اپنی ہمشیرہ کی وصیت پر عمل پیرا ہوئیں۔
☆ حضرت حمہ رضی اللہ عنہا نے قابل رشک زندگی بسر کی زندگی بھر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور

(۱) الاصابہ ۳/۳۵۷۔

(۲) الطبقات ۵/۱۶۶۔ جمہورۃ انساب العرب ۱/۱۳۸۔

(۳) انساب الاشراف ۱/۴۳۵، الاصابہ ۴/۳۰۸۔

اطاعت معمول رہا۔

رسول اللہ ﷺ اس پر اور اس کے خاوند پر زندگی بھر راضی رہے۔

تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت حمہ رضی اللہ عنہا ۲۰ ہجری کے بعد تک زندہ رہیں کیونکہ ان کی ہمشیرہ حضرت ام المومنین زینب بنت جحش کی وفات ۲۰ ہجری کو ہوئی۔ یہ ایک مجاہدہ، صبر و تحمل کی پیکر، تسلیم و رضا کی غور، رضائے الہی اور حیات اخروی کی خواہاں اور اللہ کی رضا حاصل کر کے کامیابی کے زینے طے کرنے والی خوش نصیب خاتون حضرت حمہ رضی اللہ عنہا کی قابل رشک زندگی کی ایک خوشنما جھلک ہے۔ جسے ان صفحات میں سمویا گیا ہے۔

حضرت حمہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کا تذکرہ اختتام پذیر ہونے سے پہلے آئیے ہم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تلاوت کریں جس میں مصائب کے وقت صبر و تحمل کا مظاہرہ کرنے والوں کے لیے حسن جزاء کا مژدہ جانفزا بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَٰوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَمُونَ﴾ (البقرة: ۱۵۷ و ۱۵۶)

حضرت حمہ بنت جحش رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الطبقات ابن سعد ۲۴۱/۸
- ۲۔ الاستیعاب ۲۶۲/۴
- ۳۔ جمہرۃ انساب العرب ۱۹۱/۱
- ۴۔ السیرۃ النبویہ لابن ہشام ۴۷۲/۱
- ۵۔ در السحابۃ صفحہ ۵۵۶
- ۶۔ انساب الاشراف ۴۳۷/۱
- ۷۔ الاصابۃ ۳۰۸/۴

۷

ام دحداح انصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَمْ مِنْ عَذْقِي رَدَّاحٍ فِي الْجَنَّةِ لَا يَمِي الدَّحْدَاحُ.

”ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی کجھور کے بڑے بڑے خوشے ہوں گے۔“

ایمان کی مٹھاس

خواتین انصار میں اس خاتون نے ایثار و قربانی کا ایسا اچھوتا انداز اختیار کیا جس نے اسے ان خواتین میں سرفہرست لاکھڑا کیا جو پہلے دن ہی ایمان کی مٹھاس سے لطف اندوز اور شاد کام ہو چکی تھیں جس دن نور اسلام کی کرنیں مدینہ منورہ پر ضیاء ریز ہوئیں۔

☆ یہ عظیم المرتبت کریم الفطرت صحابیہ حضرت ام الدحداحؓ انصاریہ ہیں۔ (۱)
ہم میں سے کون اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کو پہچانتا ہے؟ ہم میں سے بھلا کس نے اس سے پہلے اس کا نام سنا؟

میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس موضوع پر بات نہ کرتے تو اکثر لوگوں کو اس کی سیرت کا پتہ ہی نہ چلتا۔ یہ عظیم خاتون رسول اللہ ﷺ کی ان جلیل القدر صحابیات میں سے ہے جنہوں نے تاریخ اسلام میں بڑے عظیم کارنامے سرانجام دیے۔ لیکن انہیں زیادہ شہرت نہ ملی اور نہ ہی مؤرخین نے کچھ زیادہ اس پر لکھا، دراصل یہ ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے دنیاوی ساز و سامان حاصل کرنے کی بجائے آخرت کی نعمتوں کو ترجیح دی، زندگی بھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی رضا جوئی کو مطمع نظر بنائے رکھا۔
آئیے میرے بھائی اس جلیل القدر صحابیہؓ کے حالات زندگی معلوم کرنے کی کوشش کریں جسے اسلام نے کندن بنادیا تھا اور جس نے عالی شان مدرسہ نبوت میں پرورش پائی تھی۔

ام دحداح اور قافلہ ارجمندان:

جب سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے سفیر

بن کر مدینہ منورہ میں تشریف لائے انہوں نے اہل مدینہ کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا شروع کیا تو وہ جوق در جوق دین الہی کو قبول کرنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کو ہجرت کے عظیم الشان دن کے لیے تیار کرنے لگے یاد ایمان کے خوشبودار جھونکے مدینہ منورہ کو اپنی پلیٹ میں لینے لگے۔

مدینہ منورہ کے ایک گوشے میں رہائش پذیر خاندان کو اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا اور اس نے یہ کارنامہ سرانجام دیتے ہوئے اپنا نام اہل جنت میں لکھوا لیا۔ یہ خاندان حضرت ام دحداح انصاریہ رضی اللہ عنہا کا تھا جس کے تمام افراد ایک ہی وقت میں دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ نیک بخت قافلے کے ساتھ رواں دواں ہوئے۔ حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا کی سیرت پیش کرنے سے پہلے ہم آپ کے سامنے اس کے خاوند عظیم المرتبت صحابی ابو دحداح ثابت بن دحداح رضی اللہ عنہ کا تذکرہ پیش کریں گے ان کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح تھا۔

”ثابت بن دحداح بن نعیم بن غنم بن ایاس“۔

یہ انصار کے حلیف تھے^(۱) یہ مدرسہ نبوت کے ان شہسوار ہونہار اور اطاعت گزار شاگردان رشید میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کو اپنا شعار بنایا آپ کے طریقے کو اپنایا اور انہوں نے اپنے جسم جانیں اور مال اسلام کی سر بلندی کی خاطر قربان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو پایا۔

آپ کا سودا نفع بخش ہوا:

انصار نے جب سے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی وہ قرآنی آیات کی تلاوت میں منہمک ہوئے وہ اپنی دل کی دنیا کو قرآنی آیات کی فہم و بصیرت سے آباد کرنے لگے اور وہ ان آیات پر عمل پیرا ہو کر سعادت دارین حاصل کرنے لگے۔

(۱) الاستیعاب ۱/۱۹۷، الاصابہ ۱/۱۹۳۔

ابو دحداح اور ان کی بیوی ام دحداح رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب افراد میں سے تھے جن کے دل قرآن کریم کے نور سے چمک اٹھے تھے۔ حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کے پاس بڑی زرخیز زمین تھی جس میں گھنے باغات اور وافر مقدار میں میٹھا پانی تھا۔ حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا امور خیر سرانجام دینے میں اپنے خاوند کی معاون تھی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾ (البقرہ: ۲۴۵، الحديد: ۱۱)
 ”کون ہے جو اللہ کو قرض حسد دے گا۔“

ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے بلا تاخیر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنا مال اللہ کی راہ میں صدقہ و خیرات کرنے کا ارادہ کر لیا اور ان کی زوجہ محترمہ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے خاوند کا بھرپور ساتھ دیا اس لالچ میں کہ وہ کچھ ہمیں مل جائے جس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کو نوازنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ امام قرطبی اپنی تفسیر میں زید بن اسلم کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:
 ﴿مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا﴾
 ”کون ہے جو اللہ کو قرض حسد دے گا۔“

ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے خدمت رسالت مآب ﷺ میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سے قرض مانگتا ہے حالانکہ وہ تو قرض سے مستغنی ہے؟۔

آپ نے ارشاد فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ اس طرح تمہیں جنت میں داخل کرنا چاہتا ہے عرض کی اگر میں اپنے رب کو قرض دوں تو کیا وہ مجھے اور میرے بچوں کو جنت میں داخل کر دے گا؟

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! بالکل۔

اس نے کہا: آپ مجھے اپنا ہاتھ پکڑائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنا ہاتھ پکڑ لیا۔

اس نے کہا: میرے دو باغ ہیں ایک نشیبی علاقے میں اور ایک بالائی علاقے میں بخدا اس کے علاوہ میری اور کوئی جائیداد نہیں میں یہ دونوں باغ بطور قرض اللہ کو دیتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک اللہ کی راہ میں صدقہ دے دو اور دوسرا اپنے اہل و عیال کی گذران کے لیے اپنے پاس رکھو اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ بنا کر یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں ان میں سے بہترین باغ جس میں چھ سو کھجوروں کے درخت ہیں اللہ کی راہ میں وقف کرتا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تجھے جنت عطا فرمائیں گے۔ حضرت ابو دحداح یہ کہہ کر چل دیے۔ اپنی بیوی ام دحداح کے پاس آئے وہ باغ میں اپنے بچوں کے ساتھ کھجوروں کے سائے میں چہل قدمی کر رہی تھی۔ اس موقع پر ابو دحداح نے یہ اشعار کہے:

هَذَاكَ رَبِّي سُبُلُ الرِّشَادِ

إِلَى سَبِيلِ الْخَيْرِ وَالسُّدَادِ

بَيْنِي مِنَ الْحَائِطِ بِالْوَدَادِ

فَقَدْ مَضَى قَرْضًا إِلَى التَّنَادِ

أَقْرَضْتُهُ اللَّهُ عَلَى اعْتِمَادِ

بِالطَّوْعِ وَلَا مَنٍّ وَلَا إِرْتِدَادِ

إِلَّا رِجَاءَ الضَّعْفِ فِي الْمِعَادِ

فَارْتَحِلِي بِالنَّفْسِ وَالْأَوْلَادِ

وَالْبِرَّ لَا شَكَّ فَخَيْرُ زَادِ

قَدَّمَهُ الْمَرْءُ إِلَى الْمِعَادِ

میرا رب تجھے رشد و ہدایت کے راستوں میں سے اس راستے پر چلائے جو تیرے لیے خیر و برکت والا اور درست ثابت ہو۔

مجھے دلی محبت و چاہت کے باغ سے الگ کر دے یہ باغ قیامت تک میں نے اپنے رب کو بطور قرض دیا۔

میں نے یہ باغ اللہ کو بھائی ہوش و حواس برضا و رغبت بطور قرض دیا، نہ ہی احسان جتلا نا پیش نظر ہے۔ اور نہ ہی واپس لینا۔

مگر قیامت کے دن دگنا ملنے کی امید ہے۔ اے رفیقہ حیات اب تم بچوں کو لے کر اس باغ سے کوچ کر جاؤ۔

بلا شک و شبہ نیکی وہ بہترین زادراہ ہے جسے انسان آخرت کے لیے آگے بھیجتا ہے۔ ام دحداح نے یہ اشعار سنتے ہی کہا، تیرا سودا نفع بخش رہا، جو کچھ تو نے خریدا اللہ تعالیٰ تیرے لیے اس میں برکت عطا کرے۔ پھر ام دحداح نے جواباً یہ اشعار کہے:

بَشَّرَكَ اللَّهُ بِخَيْرٍ وَفَرَحَ
مَثْلُكَ أَذَى مَالِذِيهِ وَنَصَحَ

قَدْ مَتَّعَ اللَّهُ عِيَالِي وَمَنَحَ
بِالْعَجْوَةِ السُّودَاءَ وَالزَّهْوِ الْبَلَحَ

وَالْعَبْدُ يَسْعَى وَلَهُ مَا قَدْ كَدَحُ
طَوَّلَ اللَّيَالِي وَ عَلَيْهِ مَا اجْتَرَحُ

اللہ تجھے خیر و برکت اور مسرت و شادمانی کی بشارت عطا کرے۔ آپ جیسے افراد کے کیا کہنے کہ جو کچھ پاس ہوا اللہ کی راہ میں دے دیا اور خیر خواہی کا انداز اپنایا۔

اللہ تعالیٰ نے میری اولاد کو خوب فائدہ دیا اسے کالے رنگ کی عجمہ کھجور اور سرخ رنگ کی عمدہ کھجور سے نوازا۔

انسان کو شش کرتا ہے اور اسے رات بھر اپنی محنت کا صلہ ملتا ہے۔ اور اسے

اپنے جرائم کا خمیازہ بھی بھگتنا پڑتا ہے۔

یہ اشعار کہتے ہی ام دحداح رضی اللہ عنہا اپنے بچوں کی طرف متوجہ ہوئی اور ان کے منہ سے کھجوریں نکالیں اور وہ کھجوریں بھی لے لیں جو انہوں نے بغل میں دبا رکھی تھیں۔ اور اس کے بعد اپنے دوسرے باغ میں تشریف لے گئیں۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

كَمْ مِنْ عَذْقٍ رَدَّاحٍ فِي الْجَنَّةِ لِأَبْنَى الدَّحْدَاحِ.

”ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی کھجور کے بڑے بڑے خوشے ہوں

گے۔“ (۱)

حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا کی دلی خواہش تھی کہ اس کا خاوند ابو دحداح اللہ کی راہ میں شہید ہو اور دل میں یہ تصور اس وقت جاگزیں ہوا جب ان کے بارے میں رسول اقدس ﷺ کی زبان مبارک سے یہ فرمان سنا:

كَمْ مِنْ عَذْقٍ رَدَّاحٍ فِي الْجَنَّةِ لِأَبْنَى دَحْدَاحِ.

”ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی کھجور کے بڑے بڑے خوشے ہوں گے۔“

حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے غزوہ احد میں جام شہادت نوش کیا۔

شہید کی بیوی:

غزوہ احد کے تاریخی موقع پر حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام دحداح رضی اللہ عنہا کو الوداع کیا اور مجاہدین کے ہمراہ مشرکین سے نبرد آزما ہونے کے لیے چل دیئے جب مسلمانوں کے پاؤں اکھڑے تو حضرت ابو دحداح انصاری کی جماعت کے ساتھ ثابت قدم رہے اور لڑتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ علامہ ابن عبد البر رقم

(۱) تفسیر القرطبی ۳/۲۳۸ و ۲۳۹ ابن کثیر ۱/۲۹۹، صفة الصفوة ۱/۶۱۷،

الجامع الصغير ۶۴۱۴، دار السحابة ص ۴۲۲، الاستيعاب ۴/۶۱.

طراز ہیں۔ جنگ احد میں ثابت بن دحداح آگے بڑے مسلمان مختلف ٹولیوں میں بکھرے ہوئے تھے۔ وہ دشمن کے آگے پسپا ہوتے ہوئے دیکھائی دے رہے تھے۔ یہ دلفگار انداز میں کہنے لگے اے خاندان انصار میری طرف قدم بڑھاؤ ادھر آؤ میں ثابت بن دحداح ہوں۔ اگر حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے۔ اللہ تو زندہ ہے اسے موت نہیں آئے گی۔ اپنے دین کے دفاع کے لیے لڑو گھبراؤ نہیں اللہ تمہیں غالب کرے گا تمہارا حامی و ناصر ہوگا۔ یہ آواز سنتے ہی انصار کے چند افراد اس کی طرف بڑھے تو حضرت ابو دحداح نے چند مسلمانوں کو ساتھ ملا کر دشمن پر پیش قدمی کی اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک مسیح اور تندخو لشکران کے سامنے آکھڑا ہوا جس میں مد مقابل لشکر کے سردار بھی موجود تھے ان میں خالد بن ولید، عمرو بن عاص، عکرمہ بن ابی جہل، ضرار بن خطاب ہتھیاروں سے لیس موجود تھے ان سے مد بھیڑ ہوئی خالد بن ولید نے حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ پر نیزے سے حملہ کیا جو ان کے جسم سے آر پار ہو گیا اور وہ جام شہادت نوش کر گئے اور ان کے ساتھ دیگر انصاری بھی شہید ہو گئے۔ (۱)

☆ جس خاتون کو اس کے خاوند کی موت کا پتہ چلے وہ کیا رد عمل ظاہر کرے گی؟

حضرت ابو دحداح رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ان کی بیوی حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا کو ملی تو انہوں نے نہ تو اپنا چہرہ پیٹا نہ اپنے کپڑے پھاڑے اور نہ ہی اپنے سر میں مٹی ڈالی بلکہ اس نے مسلسل اللہ اکبر انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کا ارادہ کر لیا۔

کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اس کے خاوند نے جام شہادت نوش کر کے بہت بلند درجہ حاصل کر لیا ہے اس کے نصیب میں اللہ کی رضا آگئی وہ سدا بہار جنتوں میں شہداء

(۱) الاستیعاب ۱/۱۹۷ و ۱۹۸، اسد الغابہ ۱/۲۲۱، النبیۃ الحلیہ ۲/۵۰۲،

کے ساتھ زندہ جاوید ہو گئے۔ حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر خوشی سے جھوم اٹھیں کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احد سے صحیح سالم واپس آ گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کے ہوتے ہوئے تو ہر مصیبت معمولی دیکھائی دیتی ہے۔

یہ ام دحداح انصاریہ رضی اللہ عنہا وہ عظیم المرتبت خاتون ہے جس نے اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا رسول برضاء و رغبت تسلیم کر لیا۔

حضرت ام دحداح رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہے جنہوں نے ایسے بہادر میدان میں نکالے جنہوں نے دنیا کو فتح کیا اور فضائل کو روئے زمین پر پھیلایا، کیا ہی اچھا ہو کہ خواتین اس عظیم المرتبت خاتون کے نقش قدم پر چلتے ہوئے۔ فانی دنیا کو ہیچ سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر لیں اور اپنے بیٹوں کی تربیت اس غرض سے کریں کہ ان کا ہدف محض رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی اقتداء ہو۔

واہ سبحان اللہ جلیل القدر عظیم المرتبت صحابیہ ام دحداح رضی اللہ عنہا نے شرف و کرم کے کتنے ہی درخشاں پہلو اور صبر و تحمل کے کتنے ہی حیرت انگیز نشان چھوڑے ہمیشہ ہی ان کی آنکھوں کے سامنے یہ نبوی بشارت رہی۔

کم من عذق رداح فی الجنة لابی الدحداح.

ابو دحداح کے لیے جنت میں کتنے ہی بڑے بڑے کھجور کے خوشے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ام دحداح سے راضی ہو۔

اس کی قبر کو تروتازہ رکھے۔ اور اسے ان لوگوں میں شامل کرے جن پر اس کے انعامات کی برکھا برسی۔

حضرت ام الدحداح رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

- ۱۔ اسد الغابہ ۵۸۰/۵
- ۲۔ الاصابہ ۴۲۹/۴
- ۳۔ الاستیعاب ۱۹۷/۱
- ۴۔ صفة الصفوة ۶۱۷/۱ و ۶۱۸
- ۵۔ تہذیب الاسماء واللغات ۲۲۸/۲
- ۶۔ درالسحابہ ص. ۴۲۲
- ۷۔ السیرۃ الحلبیۃ ۵۰۳/۲
- ۸۔ المغازی ۲۸۱/۱



۸

حضرت ام عبد الخزاعیہ رضی اللہ عنہا

”اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهَا فِيْ شَاتِهَا“

الہی اس کی بکری میں برکت عطا کر دے۔

دعائے رسول ﷺ

سعادت مند خاتون

جس خاتون کی ہم سیرت بیان کرنے لگے ہیں زمانہ جاہلیت میں وہ گمنام تھی۔ وہ ایک دیہاتی خاتون تھی اس کی شہرت اس کے خیمے یا خاندان تک محدود تھی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

وَ اِذَا سَخَّرَ الْاِلٰهُ اُنْسًا

لِسَعِيْدٍ فَاِنَّهُمْ سَعْدَاءُ

جب معبود حقیقی لوگوں کو کسی سعادت مند کے لیے مسخر کر دیتا ہے تو وہ لوگ بھی سعادت مند بن جاتے ہیں۔ اس خاتون پر اس وقت برکت کی برسات برسی جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے موقع پر دوران سفر بطور مہمان ٹھہرے تھے اس خاتون کے لیے سعادت کے اسباب لکھ دیئے گئے اور یہ تمام صحابہ کرامؓ میں مشہور و معروف خاتون بن گئی۔

کیا تم اس مہمان نواز خاتون کو جانتے ہو؟

یہ ام عبد خذاعیہ ہے اس کا نام عاتکہ بنت خالد بن معقذ تھا^(۱) یہ جیش بن خالد الخزاعی الکعبی کی ہمیشہ تھی۔ ام عبد خذاعیہ سے مروی حدیث کے وہی راوی ہیں۔

☆ رسول اللہ ﷺ ام عبد کے ہاں فروکش ہوئے جس سے تمام خواتین میں اس کی شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ یہ جو دو کرم سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ بڑی

(۱) الطبقات ۸/۲۲۸، الاستیعاب ۴/۴۷۱، الروض الانف ۲/۲۳۵، الاصابہ ۴/۴۷۴۔

فصح و بلیغ قادر الکلام خاتون تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف حمیدہ جس خوبصورت انداز میں اس نے بیان کیے وہ تاریخی اعتبار سے ایک قابل تعریف دلکش دلیر اور مستند حوالہ تصور کیے جاتے ہیں۔ (۱)

شمال محمدیہ کے حوالے سے ام عبد کا بیان سند کی حیثیت رکھتا ہے۔

اللہی اس کی بکری میں برکت عطا کر دے :

نبی کریم ﷺ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ روانگی کے لیے تیار ہوئے۔ عبد اللہ بن اریقط اللیشی کی خدمات حاصل کی گئیں کیونکہ وہ جنگلی راستوں کا بہت بڑا ماہر تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سواری کے لیے دو اونٹنیاں تیار کر رکھی تھیں۔ آپ کی بیٹی اسماء کھانا لے آئیں۔ جسے تھیلے میں ڈال کر ازار بند سے باندھ دیا تھا۔

اس موقع پر جب اسے تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے کوئی رسی نہ ملی تو اس نے اپنے ہی ازار بند کے درمیان سے دو حصے کیے اور ایک سے تھیلے کا منہ باندھ دیا اس حوالے سے ان کا لقب ذات النطاقین مشہور و معروف ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ خدمت کے لیے ہمراہ تھا۔

مہاجر قافلہ اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھا۔ سواریاں کبھی تیز اور کبھی آہستہ چلتیں اس طرح وہ اجاڑ بیابان صحراء میں مسلسل چلے جا رہے تھے۔ جب چلتے چلتے تھک جاتے تو قدرے سستانے کے لیے پڑاؤ کر لیتے۔ عام طور پر پڑاؤ ایسی جگہ کیا جاتا جہاں قرب و جوار میں اقامت گزینوں کی کوئی بستی ہوتی اور ان کے پاس کھانے پینے کے لیے کچھ میسر ہوتا۔ یہاں تک کہ اس راہ پر چلتے چلتے اس قافلے کا گذر

ام معبد خذ اعيہ کے ہاں سے ہوا۔

ام معبد کا گھر قذیبستی میں تھا^(۱) یہ ایک دیہاتی اور شریف الطبع خاتون تھی اس کے چہرے مہرے سے طاقت، صبر اور توانائی کے آثار نمایاں جھلکتے تھے۔ یہ اپنے خیمے کے سامنے بڑے باوقار انداز میں بیٹھتی وہاں سے گزرنے والے مسافروں کو کھانا کھلاتی اور پانی پلاتی، جب رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں ٹھہرے اس سے گوشت اور کھجوروں کا پوچھا تا کہ یہ خرید لیں اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا اس نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا: بخدا اگر میرے پاس کچھ ہوتا تو میں آج مہمان نوازی کا اعزاز حاصل کرنے سے محروم نہ رہتی کھانے پینے کی چیزوں کے بارے میں پوچھنے بھی نہ دیتی اور نہ ہی آپ کو قیمت ادا کرنا پڑتی۔

یہ سال خشک تھا پورا دیہاتی علاقہ قحط کی لپیٹ میں تھا لوگوں کے پاس کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو چکی تھیں۔ تمام لوگ شدید قحط کی زد میں آئے ہوئے تھے سخت بھوک اور افلاس کی وجہ سے لوگوں کی اکثریت سوکھ کر کاٹنا بن چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کی نگاہ خیمے کے ایک کونے میں کھڑی بکری پر پڑی آپ نے ارشاد فرمایا اے ام معبد یہ بکری کیسی ہے؟۔

عرض کی یہ بہت لاغر ہے جس کی وجہ سے یہ دوسری بکریوں کے ساتھ چرنے کے لیے نہ جاسکی۔

آپ نے دریافت فرمایا کیا یہ دودھ دیتی ہے؟۔

عرض کی کمزوری کی وجہ سے یہ دودھ دینے کے قابل نہیں رہی۔

آپ نے ارشاد فرمایا کیا آپ مجھے اجازت دیتی ہیں کہ میں اس کا دودھ

دوہ لوں؟۔

اس نے کہا کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان، چشم مارو شن دل
ماشدا اگر آپ کو اس میں دودھ کے آثار دیکھائی دیتے ہیں۔ تو بڑے شوق سے دودھ
حاصل کر لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا، اللہ کا نام لیا اور یہ دعا کی۔
”الہی اس کی بکری میں برکت عطا کر دے“

ان دعائیہ کلمات کا آپ کے مبارک منہ سے نکلتا تھا کہ بکری کا ہونا بھر گیا
اور اس کے تھنوں سے دودھ جاری ہوا۔ آپ نے اتنا بڑا برتن منگوایا جس سے پورا
کنبہ سیر ہو سکے جس سے پوری جماعت سیراب ہو سکے۔ آپ نے اپنے مبارک
ہاتھوں سے دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ برتن بھر گیا۔

آپ نے پہلے گھر کی مالکہ خاتون کو دودھ پلایا اس نے خوب سیر ہو کر پیا پھر آپ نے
اپنے ساتھیوں کو دودھ پلایا اور آخر میں خود دودھ پیا۔
اور فرمایا:

”قوم کا ساقی آخر میں پیا کرتا ہے۔“

پھر آپ نے دوبارہ دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ برتن بھر گیا آپ نے وہ
دودھ ام معبد کے پاس چھوڑا اور آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔
نبی کریم ﷺ نے ام معبد کے حق میں برکت کی دعا کی جس سے اس کے
بھاگ جاگ اٹھے۔

بوصیری نے اپنے ہمدیہ قسیدے میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے
ہوئے یہ شعر کہا ہے:

دَرَّتِ الشَّاءُ حِينَ مَرَّتْ عَلَيْهَا

فَلَهَا ثَرَوَةٌ بِهَا وَنَمَاءُ

جب قافلہ ام معبد کے پاس سے گذرا تو بکری دودھ سے مالا مال ہو گئی۔ او۔

وہ بکری اس کے لیے دولت اور فراوانی کا باعث بن گئی۔
علامہ سبکی نے اپنے تائیدہ قصیدے میں اس واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ شعر کہا:

مَسَحَتْ عَلَى شَاةٍ لَدَى أُمِّ مَعْبِدٍ
بِجُهْدٍ فَالْفَتْهَا اِذْ رَحْلُوبَةٌ^(۱)
آپ نے ام معبد کی بکری کو بڑی چاہت اور کوشش سے تھکی دی تو وہ وافر مقدار میں دودھ دینے والی بن گئی۔

واضح ایمانی موقف:

نادر و پسندیدہ بات یہ ہے کہ ام معبد کے دل کو ایمان کی نرم و نازک ہوانے اس وقت چھو لیا تھا اور نسیم اسلام کے عطر بیز جھونکے ان ابتدائی لمحات میں اس کے دل سے جا گرائے تھے جب اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا اور آپ کی میٹھی میٹھی باتیں سنی تھیں۔

راویوں کا بیان بھی میرے اس موقف کی تائید کرتا ہے۔ قریش کے چند جوان ام معبد کے پاس سے گزرے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کیا وہ آپ کی تلاش میں سرگرداں تھے۔ اس نے خطرے کو بھانپتے ہوئے۔ ان کے سامنے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا تم مجھ سے ایک ایسی بات پوچھتے ہو جس کے بارے میں نے اس سے پہلے سنا ہی نہیں:

بھلا میں کیا جانوں؟

جب جانوں ہی نہیں تو تمہیں بتاؤں کیا؟

(۱) الطبقات ۱/۲۳۰ الاستیعاب ۴/۴۷۲ و ۴۷۳ اسد الغابہ ۵/۴۹۴ زاد المعاد

۵۶/۳ البدایہ والنہایہ ۳/۱۸۸ سیرۃ الحلیۃ ۲/۲۲۴ و ۲۲۵.

اس طرح اس نے قریشی نوجوان کا رخ پھیر کر انہیں رسول اللہ ﷺ سے دور رہنے کی تدبیر کی یہ انداز اس کی ذہانت پر دلالت کرتا ہے۔

امّ عبد کی فصاحت:

حسن و جمال کے اوصاف و محاسن کو جب شمار کیا جائے گا تو کلام کا حسن ان پر بازی لے جائے گا۔ اس لیے حسن و جمال کے معانی کا پر تو صرف جسم ہوتا ہے۔ جب کہ کلام کا حسن روح اور دل سے کشید ہوتا ہے۔

☆ فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے امّ عبد مشہور و معروف ہوئی کیونکہ اسلوب گفتگو جادو اثر اور ایسا دلنشین ہوتا تھا۔ کہ سننے والے کے دل کو اپنی گرفت میں لے لیتا تھا۔ اس نے اپنے حسن بیان سے ایسی شہرت پائی کہ کبھی بھلائی نہ جا سکے۔ اور خاص طور پر جس انداز سے اس نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کئے اس کی تو مثال نہیں ملتی۔ بہت سے لوگوں نے رسول اقدس ﷺ کے اوصاف بیان کیے آپ کے شامل کا تذکرہ بڑی فصاحت و بلاغت سے کیا لیکن امّ عبد کی فصاحت و بلاغت کے معیار کو کوئی نہ پہنچ سکا۔

جب امّ عبد نے اپنے خاوند ابو عبد کے سامنے نبی کریم ﷺ کے اوصاف اس انداز میں بیان کیے کہ اس کے کانوں میں ریلے کلمات رس گھول گئے۔ اس کی آنکھوں میں چمک اور دل میں وجد آفریں سرور پیدا کر گئے۔ بلکہ یہ اوصاف سنتے ہی اس کے دل میں یہ ولولہ پیدا ہوا کہ ابھی اسی وقت رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دوں۔

سبحان اللہ

یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب ابو عبد کمزور لاغر اور ہڈیوں کے ڈھانچوں پر مشتمل بکریوں کا ریوڑ چرا کر شام کو گھر واپس آیا اس نے امّ عبد کے پاس دودھ دیکھا تو حیران رہ گیا پوچھا یہ دودھ کہاں سے آیا بکریاں تو گھر سے بہت

دور تھیں اور یہاں گھر میں کوئی دودھ دینے والی بکری موجود نہ تھی اس نے کہا: میاں کیا بتاؤں ہمارے تو نصیب جاگ اٹھے ایک برکتوں والی ہستی نے یہاں قدم رنجا فرمایا: اور ہماری کایا پلٹ گئے۔ اس نے سارا قصہ سنا دیا۔

ابو مبعده نے یہ سن کر کہا: بخدا میرے خیال میں یہی تو وہ ہستی ہے جسے قریش تلاش کرتے پھرتے ہیں، ام مبعده مجھے بتاؤ وہ کیسے تھے؟ ان کا سراپا کیسا تھا؟ ان کا انداز گفتگو کیا تھا؟

ام مبعده نے رسول اقدس ﷺ کے اوصاف ایسی خوش اسلوبی سے بیان کرنے شروع کیے کہ سننے والا دم بخود ہو جائے۔ ایسی جادو بھری گفتگو اور دل کو قیدی بنانے والے الفاظ استعمال کیے کہ سننے والا انگشت بدنداں رہ جائے۔ ام مبعده نے ایسا نقشہ کھینچا کہ جیسے سننے والا رسول اقدس ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہو۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے اوصاف حمیدہ ان جادو اثر الفاظ میں بیان کیے:

☆ ظَاهِرُ الْوَضَاءَةِ	☆ خوش شکل
☆ أَبْلَجُ الرَّجُلِ	☆ خوب رو
☆ حَسَنُ الْخَلْقِ	☆ حسین و جمیل جسمانی ساخت
☆ لَمْ تَعْبُهُ ثَجَلَةٌ	☆ جسے بڑی توند نے عیب دار نہ کیا تھا۔
☆ وَلَمْ تَزُرْ بِهِ ضَعْلَةٌ	☆ نہ اسے سر کے گھنجے پن نے حقیر بنایا۔
☆ وَ سِيمٌ قَسِيمٌ	☆ خوبصورت اور قد آور
☆ فِي غَيْبِهِ دَعَجٌ	☆ غزالی آنکھیں
☆ وَ فِي أَشْفَارِهِ وَطْفٌ	☆ دراز پلکیں
☆ وَ فِي صَوْتِهِ صَحْلٌ	☆ گرجدار آواز
☆ وَ فِي غُنْقِهِ سَطْعٌ	☆ صراحی دار گردن
☆ أَحْوَرُ، أَكْحَلُ، أَزَجٌ، أَقْرَنُ	☆ انتہائی حسین، سرگیں آنکھیں، باریک

بھنویں جو آپس میں ملی ہوئی تھیں۔

☆ سر کے بال شدید سیاہ رنگ

☆ چپ رہتے تو پروقار

☆ بات کرتے تو پروقار اور خوبصورت

☆ دور سے تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت

دیکھائی دیتے۔

☆ اور قریب سے سب لوگوں سے

زیادہ حسین شکل اور شیریں زبان

دیکھائی دیتے۔

☆ شیریں کلام

☆ فیصلہ کن گفتگو نہ اتنی طویل کہ اکتا دے

اور نہ ہی اتنی مختصر کہ سمجھنے میں خلل انداز ہو۔

☆ بات کرتے تو یوں دیکھائی دیتا

جیسے منہ سے موتی جھڑ رہے ہیں۔

☆ درمیانہ قد نہ اتنا لمبا کہ آنکھ کو برا لگے

اور نہ اتنا پست کہ آنکھ کو حقیر لگے۔

☆ دو ٹہنیوں میں درمیانی ٹہنی جو دیکھنے

میں تینوں میں سے زیادہ سرسبز و شاداب

اور خوبصورت دیکھائی دے۔

☆ اس کو ایسے ساتھی گھیرے ہوئے تھے کہ

جب بات کرتا تو کان لگا کر اس کی بات

سننے اور حکم کرتا تو فوراً حکم بجالاتے۔

☆ شدید سواد الشعر

☆ إِذَا صَمْتُ عِلَاهُ الْوَقَارُ

☆ وَإِنْ تَكَلَّمْ عِلَاهُ الْبِهَاءِ

☆ اجمل الناس و ابہائهم من

بعید

☆ وأحسنہ و احلاہم من

قریب

☆ حلو المنطق

☆ فصل ' لا نزر ولا ہذر

☆ كَانَ مَنْطِقُهُ خِرَزَاتٍ نَظِمٍ

يتحدرن

☆ رِبْعَةٌ لَا تَقْحَمُ عَيْنٌ مِنْ قَصْرِ

☆ وَلَا تَشْنُوهُ مِنْ طُولِ غُصْنٍ

بَيْنَ غُصْنَيْنِ. فَهُوَ أَنْضَرُ

الثَلَاثَةِ مَنْظَرًا وَ أَحْسَنَهُمْ قَدْرًا

☆ لَهُ رَفَقَاءُ يُحْفُونَ بِهِ

☆ إِذَا قَالَ اسْتَمْعُوا لِقَوْلِهِ

☆ وَإِذَا أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ

☆ محفود مفید محشود لا ☆ ایسا مقدم جس کی مجلس ہر وقت
عابث ولا مُفْنِدٌ بھری رہتی ہے۔ نہ ماتھے پر بل
ڈالنے والا اور نہ حواس باختہ۔



مدح رسولؐ بزبان ام معبدؓ

بولی عقیقہ مادر معبد کہ ”کیا کہوں
حیراں ہوں کہ اس کا سراپا بیاں کروں
اوصاف اس حبیب کے میں کس طرح گنوں
اس کے حسیں وجود کو تشبیہ کس سے دوں

وہ پیکر جمیل سراپا جمال ہے
میری زباں سے اس کی ستائش محال ہے

پاکیزہ رو، کشادہ جبین، چشم سرگیں
گردن بلند، پتلیاں روشن قد حسیں
شیریں کلام، جادو بیاں نطق انگلیں
پوستہ ابرو غالیہ مو زلف عنبریں

دل بستگی لیے ہوئے خاموش و پر وقار
آواز پر جلال و ہمہ تمکنت شعار

دیکھیں جو دور سے تو وہ زیبا دیکھائی دے
بولیں تو کھینچتا ہوا دل کو سنائی دے
گفتار موتیوں کی لڑی سی بھائی دے
مظلوم اس کے پاس پناہ کی دہائی دے

اس کے رفیق سنتے تو ہیں بولتے نہیں
فرمان پر زبان کبھی کھولتے نہیں

علیم ناصری

ابو مبعدهؓ نے سن کر کہا: بخدا یہی وہ ہستی ہے جو قریش کو مطلوب ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ابھی ان سے جا ملوں، اگر ہو سکا تو میں یہی کچھ کروں گا۔ اہل مکہ کے کانوں میں یہ آواز آئی۔

جَزَى اللّٰهُ رَبَّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ
رَفِيقَيْنِ حَلَّا حِيَمَتَىٰ أُمِّ مَعْبِدٍ
هُمَا نَزَلَا بِالْبِرِّ وَارْتَحَلَا بِهِ

و أَفْلَحَ مَنْ أَمْسَىٰ رَفِيقَ مُحَمَّدٍ ①
اللہ رب الناس ان دونوں رفقاء کو جزائے خیر عطا کرے جو ام مبعده کے خیمے میں فروکش ہوئے تھے۔

دونوں نیک تمناؤں سے فروکش ہوئے اور نیک خواہشات سے ہی وہاں سے کوچ کر گئے یاد رہے جو حضرت محمد ﷺ کا ساتھی بنا وہ کامیاب ہو گیا۔

☆ مناسب ہے یہ بھی تذکرہ کر دیا جائے کہ ام مبعده نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اسی وقت اسلام قبول کر لیا تھا، جب رسول اللہ ﷺ ابھی اس کے خیمے کے پاس تشریف فرما تھے۔

☆ سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اس نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

بعض روایات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ام مبعده نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا اسی طرح ابو مبعده نے ہجرت کی اور اسلام قبول کیا۔

☆ ام مبعدهؓ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بہت لوگوں

(۱) الاستیعاب ۴/۷۳، عیون الاثر ۱/۲۴۷، مجمع الزوائد ۶/۶۰، تاریخ اسلام

نے بیان کئے لیکن آپ نے جس اسلوب میں رسول اقدس ﷺ کے اوصاف بیان کیے کوئی اور اس درجے کو نہ پہنچ سکا تو ام معبد رضی اللہ عنہا نے برجستہ یہ بات کہی کہ عورت کا مشاہدہ مرد کی نسبت کہیں تیز اور گہرا ہوتا ہے۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تو صیف رسول اقدس ﷺ کے حوالے سے ام معبد کے مقام کو کوئی نہ پہنچ سکا۔
تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

لان النساء يصفن باهوائهن فيجدن في صفاتهن.

ام معبد اور ازواج مطہرات:

ازواج مطہرات ام معبد رضی اللہ عنہا کی بڑی عزت کیا کرتی تھیں۔ وہ اس کے مرتبہ و مقام کو خوب اچھی طرح جانتی تھیں۔ ام معبد ازواج مطہرات کے ساتھ ایک ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام میں عثمان بن عفان، عبدالرحمان بن عوف کو دیکھا کہ ازواج مطہرات حج کے لیے تشریف لے جا رہی ہیں حضرت عثمان اپنی سواری پر ان کے آگے اور حضرت عبدالرحمان بن عوف اپنی سواری پر ان کے پیچھے ہیں۔ جب کوئی انسان آگے سے آتا دیکھائی دیتا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کہتے ایک طرف ہو جاؤ۔ عبدالرحمان بن عوف بھی پیچھے کسی کو دیکھ کر یہی کہتے جب ازواج مطہرات کہیں ٹھہراؤ کرتیں تو پردے کا اہتمام کیا جاتا چاروں طرف درختوں کی اوٹ ہوتی، جب میں نے انہیں دیکھا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے میں نے ان سے عرض کی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ یاد آ گئے جب وہ اس جگہ فروکش ہوئے تھے یہ سن کر سب رونے لگیں، انہوں نے مجھے بہت عزت دی، میری قدر اور ہر ایک میرے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئی اور مجھے کہا کہ جب امیر المومنین ہمیں گزارہ الاونس دیں گے تو ہمارے پاس ضرور آنا۔ میں اس موقع پر گئی تو ہر ایک نے

مجھے پچاس دینار دیئے اس وقت ان کی تعداد سات تھی۔ (۱)

معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ام معبدؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری ایام تک زندہ رہیں وفات کب ہوئی تاریخ خاموش دیکھائی دیتی ہے۔ لیکن توصیف رسول ﷺ کے حوالے سے ان کا خوشبودار کلام ہمیشہ کے لیے تاریخ کے صفحات میں ثبت ہو گیا جب ہجرت اور اوصاف رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ ہوتا ہے تو ام معبد کا نام ضرور لیا جاتا ہے۔ اللہ ام معبد پر راضی ہو اس کا انجام اچھا ہوا۔ اور اسے جنت نشین کیا۔

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الاستیعاب ۴/۷۳
- ۲۔ دلائل النبوة اصباحانی ۲/۴۳۷
- ۳۔ انساب الاشراف ۱/۳۹۱
- ۴۔ دلائل النبوة بھیقی ۱/۲۷۹
- ۵۔ عیون الاثر ۱/۲۴۸
- ۶۔ تاریخ الاسلام ذہبی ۱/۴۳۸
- ۷۔ السیرۃ النبویہ دحلان ۱/۳۱۶
- ۸۔ مجمع الزوائد ۶/۶۰
- ۹۔ اسد الغابۃ ۵/۷۱-۷۲-۷۳
- ۱۰۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۳۰
- ۱۱۔ زاد المعاد ۳/۵۶
- ۱۲۔ البدایہ و النہایہ ۳/۱۸۸
- ۱۳۔ السیرۃ الحلبیۃ ۲/۲۲۴

۹

حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا

جب عشاء کی نماز کے لیے باہر نکلیں تو خوشبو نہ لگانا۔
(فرمان نبویؐ)

عبداللہ بن مسعود نے سچ کہا: تیرا خاوند اور اولاد تیرے صدقے کے زیادہ
حق دار ہیں۔ (فرمان نبویؐ)

نیک خاتون اور نیک عمل

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (النحل: ۹۷)

”جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ہم ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔“

مسلمہ بن عبد الملک فرماتے ہیں:

- ☆ انسان کے لیے نیک بیوی اس کی دونوں آنکھوں اور دونوں ہاتھوں سے بھی بہتر ہے۔
- ☆ جس عظیم المرتبت صحابیہ رضی اللہ عنہا کا اب تذکرہ پیش نظر ہے۔ اس میں خیر، نیکی، برکت، علم، تقویٰ اور عبادت جیسی خوبیاں بیک وقت پائی جاتی تھیں۔
- ☆ ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ اس کی سیرت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

- ”کہ بنو ثقیف قبیلے کی زینب صدقہ و خیرات کرنے والی، نماز کی پابند، اپنے زیورات سے دست کش اور یوں اپنے آقا کا تقرب حاصل کرنے والی رضی اللہ عنہا۔
- ☆ یہ زینب ان زینبوں میں سے تھی جنہوں نے صحابیات کی محفل میں عظیم مرتبہ حاصل کیے۔

- ☆ یہ ابو معاویہ کی بیٹی زینب ثقیفہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی۔ (۱)

(۱) الطبقات ۸/۲۹۰، الاستیعاب ۴/۳۱۰، اسد الغابہ ۵/۴۷۰، الاصابہ ۴/۳۱۳، تہذیب ۱۲، ۴۲۳۔

☆ زینبؓ ایک کاریگر خاتون تھی جو اپنے ہاتھ سے کام کرتی۔ اور اپنی تیار کردہ مصنوعات کو بیچا کرتی تھیں اور اس کی آمدن کو اپنے رشتہ داروں پر خرچ کیا کرتی تھیں۔ دیگر اسلام لانے والوں کے ساتھ اس نے اسلام قبول کیا اور ان کے ساتھ ہی رسول اقدس ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی اور اس نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا اور یہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئی۔ (۱)

خوشبو نہ لگانا:

حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا ان فاضل صحابیات میں سے تھیں جنہوں نے احادیث نبوی کو زبانی یاد کرنے کی سعادت حاصل کی ان سے آٹھ احادیث مروی ہیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ اپنے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا حضرت زینبؓ سے ان کے بیٹے ابوعبیدہ اور ان کے بھتیجے بسر بن سعید نے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ حضرت زینبؓ سے روایت کردہ احادیث میں سے وہ حدیث بھی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے مسلمان عورت کو گھر سے باہر جاتے وقت خوشبو لگانے سے منع فرمایا ہے۔ طبقات ابن سعد میں بسر بن سعید سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب ثقفیہ نے بتایا۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا:

”کہ جب آپ عشاء کی نماز پڑھنے کے لیے گھر سے روانہ ہوں تو خوشبو نہ لگائیں۔“ (۲)

(۱) مجمع الزوائد ۱۰/۶۔

(۲) الطبقات ۸/۲۹۰، الاستیعاب ۴/۳۱۰، الاصابہ ۴/۳۱۳۔

زینب اس کا خاوند اور طب نبوی:

شریف الطبع، کریم الصفات جمیل الحسنات عظیم المرتبت صحابیہ حضرت زینب ثقیفہؓ کی زندگی میں، خوشگوار لمحات، مبارک گھڑیاں اور خوشنما کردار نمایاں دیکھائی دیتا ہے، چونکہ اس نے اپنے خاوند سے بہت سی خوبیاں اور عمدہ صفات اخذ کر رکھی تھیں۔ کیونکہ اس کا خاوند پیشوا جید عالم، فقیہ مومن سابق، شریف الطبع، بہترین عالم دین، ذہین ترین فاضل صحابہ کرامؓ میں سے تھا۔

حضرت زینب اپنے خاوند کے نقش قدم پر چلی جو کہ رسول اللہ ﷺ کے پیروکار تھے۔ اور بعض اوقات فضائل کے میدان میں اپنے خاوند سے سبقت لے جاتی۔ اور خاوند ہمیشہ اپنی بیوی کو تمام معاملات میں بنی کریم ﷺ کا طریقہ اپنانے کی تلقین کیا کرتا تھا۔ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا بہت عمدہ انداز میں اس پر عمل پیرا تھیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ حضرت زینبؓ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔ فرماتی ہیں۔ کہ عبد اللہ بن مسعودؓ جب گھر تشریف لاتے تو دروازے پر آ کر پہلے کھانتے تاکہ ہم گھر والے محتاط ہو جائیں اور باخبر ہو جائیں، اور آپ کو گھر کی اندرونی حالت ناخوشگوار دیکھائی نہ دے۔ ایک روز آپ گھر تشریف لائے آپ نے کھانسی لی میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی مجھے دم کر رہی تھی۔ کیونکہ بخار کی تپش سے میرا بدن سرخ ہو چکا تھا۔ میں نے آپ کی آمد کی وجہ سے اس بڑھیا کو چارپائی کی اوٹ میں بٹھادیا، آپ اندر تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ انہوں نے میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟

میں نے کہا یہ ایک ایسا دھاگہ ہے جس پر میرے لیے دم کیا گیا ہے۔
آپ نے اسے پکڑا اور توڑ دیا۔

پھر فرمایا:

”عبد اللہ کا خاندان شرک سے بری ہے۔“

پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمایا کرتے تھے۔

’دم‘ تعویذ اور گنڈا شرک ہے۔ میں نے کہا آپ یہ کیسے کہتے ہیں ایک دفعہ کا ذکر ہے میری آنکھ بننے لگی، میں فلاں یہودی کے پاس جاتی وہ دم کرتا جو نہی وہ دم کرتا آنکھ بننے سے رک جاتی۔

تو انہوں نے کہا، یہ سب شیطان کی طرف سے ہے، وہ خود ہی اپنے ہاتھ سے خرابی پیدا کرتا ہے جب وہ دم کرتا ہے تو شیطان تکلیف دینے سے رک جاتا ہے۔ آپ کے لیے انہی کلمات کا پڑھنا کافی ہے۔ جنہیں ایسے مواقع پر نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔ اور وہ کلمات یہ ہیں۔

اذهب الباس، رب الناس، اشف و انت الشافی، لا شفاء

الاشفاء ک لا یغادر سقما۔ (۱)

”پروردگار عالم بخار کو رخصت کر دے شفا عطا فرما۔ تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں یہ ایسی شفا ہو جو بیماری کا خاتمہ کر دے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات نبی کریم ﷺ کی سنت کے مطابق ہے۔

بیمار کو چاہیے کہ وہ سورہ فاتحہ، قل هو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ

برب الناس پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونک مار کر اپنے منہ پر پھیرے۔

یہ حدیث بخاری اور مسلم شریف میں مروی ہے۔ (۲)

کون سی زینب:

فقہاء کہتے ہیں: ”اگر بیوی کے پاس مال ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر

(۱) ابن کثیر ۴/۲، صحیح بخاری فی الطب، مسلم فی السلام، ابوداؤد ۳۸۸۳

بن ماجہ ۳۵۳۰

(۲) صحیح بخاری فضائل القرآن - مسلم فی السلام.

خاوند مستحق ہو تو وہ اسے اپنی زکوٰۃ دے سکتی ہے۔ کیونکہ خاوند پر خرچ کرنا بیوی کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اگر بیوی اپنے خاوند کو زکوٰۃ دے تو اسے کسی اجنبی کو زکوٰۃ دینے سے زیادہ ثواب ملے گا۔“

☆ حضرت زینب ثقفیہ میں یہ خوبی وافر مقدار میں پائی جاتی تھی۔

خاص طور پر جب اس نے نبی کریم ﷺ سے سنا جب کہ آپ خواتین کو صدقہ و خیرات کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی ترغیب دلا رہے تھے تو اس نے زیور پکڑا تا کہ اسے اللہ کی راہ میں خیرات کر دے۔

اس کے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یہ زیور لے کر کہاں جا رہی ہو؟۔ اس نے کہا: میں اللہ کی راہ میں صدقہ دے کر اللہ کا قرب حاصل کرنے جا رہی ہوں۔ انہوں نے فرمایا: مجھے اور میرے بچوں کو یہ زیور بطور صدقہ دے میں اس کا مستحق ہوں۔ (۱)

صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

”یا رسول اللہ ﷺ آپ نے صدقہ دینے کا حکم دیا، میرے پاس زیور ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں یہ زیور بطور صدقہ دے دوں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا خیال ہے کہ وہ اور اس کی اولاد اس صدقے کی زیادہ مستحق ہے، نبی کریم ﷺ نے یہ بات سن کر فرمایا: عبداللہ بن مسعود سچ کہتا ہے تیرا خاوند اور اولاد تیرے صدقے کی زیادہ حق دار ہے بجائے اس کے کسی اور کو صدقہ دے انہیں کو دے دے۔“

ایک دوسری روایت میں حضرت عمرو بن حارث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
”اے خواتین کی جماعت صدقہ کیا کرو خواہ تم اپنے زیور سے ہی کیوں نہ کرو۔“
فرماتی ہیں:

”میں اپنے خاوند عبد اللہ کے پاس گئی میں نے کہا آپ کا ہاتھ تنگ ہے۔
مالی طور پر آپ تہی دست ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں صدقہ دینے کا حکم دے دیا ہے آپ جا کر مسئلہ
پوچھیں اگر میری طرف سے آپ کو صدقہ دینا شرعاً جائز ہو تو میں آپ کو دے دوں
ورنہ کسی اور کو دے دوں عبد اللہ نے مجھے کہا آپ خود ہی یہ مسئلہ پوچھ آئیں۔

میں گئی رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر ایک انصاری عورت کھڑی تھی وہ
بھی یہی مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی ہوئی تھی رسول اللہ ﷺ کے رعب و دبدبہ کی وجہ
سے ہمیں اندر جانے کی جرات نہ ہو رہی تھی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ باہر آئے ہم نے ان
سے کہا: آپ اندر جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتائیں کہ دو عورتیں یہ دریافت کرنے آئی
ہیں۔ کہ ان کی طرف سے اپنے خاوندوں اور اولاد کو صدقہ دینا جائز ہے۔ اور دیکھنا
آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں۔ حضرت بلال رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے۔ اور آپ
سے مسئلہ دریافت کیا! آپ نے فرمایا: وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا ایک انصاری عورت ہے اور دوسری زینب ہے۔
آپ نے پوچھا کون سی زینب حضرت بلال نے کہا۔ عبد اللہ بن مسعود کی بیوی۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کو دو ہر اجر ملے گا۔^(۱)

(۱) رواہ البخاری فی الزکاة باب الزکاة علی الاقارب۔ مسلم الزکاة باب فضل النفقة

الاستیعاب ۴/۳۱۰ و ۳۱۱ اسد الغابہ ۵/۴۷۰ و ۴۷۱، الاصابہ ۴/۳۱۳۔

ایک صدقے کا اور دوسرا قربت داری کا۔ حضرت زینبؓ واپس آئی نبی کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کر کے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک محسوس ہوئی کہ اسے اپنے خاوند کو صدقے دینے سے دو گنا اجر زیادہ ملے گا۔

آخری ایام:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کے دور میں آخری ایام تک زندہ رہیں۔

اس پر اس کے خاوند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت دلالت کرتی ہے۔ آئیے اس وصیت کا ہم بھی مطالعہ کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ وصیت کی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسمیٰ عبداللہ بن مسعود وصیت کرتا ہے کہ اگر مجھے اس بیماری میں کوئی حادثہ پیش آ گیا تو یہ وصیت زبیر بن عوام اور اس کے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے سپرد کر دی جائے۔ انہیں اس وصیت کے مطابق اختیارات استعمال کرنے اور فیصلہ صادر کرنے کا پورا حق حاصل ہوگا۔

ایک بات یہ پیش نظر رکھی جائے کہ میری بیٹیوں کی شادی ان دونوں کے علم میں لائے بغیر نہ کی جائے۔ اور نہ ہی اس کی بیوی زینب ثقفیہ کو شادی کرنے سے روکا جائے۔“ (۱)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۳۲ ہجری کو فوت ہوئے اور اس کی بیوی زینب اپنے خاوند کی وفات کے بعد عرصہ دراز تک زندہ رہیں۔

☆ یہ کریم الخصال عظیم المرتبت صحابیہؓ کی سیرت کی چند خوشگوار جھلکیاں تھیں، یہ ایک مؤمن بیوی کا مثالی کردار تھا جو خواتین کے لیے ایک عمدہ نمونہ تھیں یہ ان

صحایات کی جماعت میں ایک عمدہ مثال تھیں جو آخرت کو ترجیح دے کر اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے میں کامیاب ہوئیں۔

اللہ ان سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت زینب بنت ابی معاویہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۵۹/۳

۱۔ طبقات ابن سعد

۳۱۱/۴

۲۔ الاستیعاب

۷۰،۶۹/۲

۳۔ حلیۃ الاولیاء

۵۷۱،۵۷۰/۵

۴۔ اسد الغابۃ

باب الزکاة علی الاقارب

۵۔ صحیح بخاری

باب فضل النفقة علی الاقربین

۶۔ صحیح مسلم

و الزوج و الاولاد

۳۱۳/۴

۷۔ الاصابة



۱۰

اسماء بنت یزید الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اے اسماء واپس جاؤ اور اپنے پیچھے آنے والی خواتین کو یہ بتا دو: کہ اگر تم اپنے خاوند کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ گی، ان کی خوشنودی کو پیش نظر رکھو گی اور ان کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلو گی، تو ان فضائل میں برابر ہو جاؤ گی جو مردوں کے لیے بیان کیے گئے ہیں۔“

خواتین کی پیام رساں

حضرت اسماء بنت یزید بن اسکن الانصاریہ الاشہلیہ^(۱) نے فصاحت و بلاغت اور فن خطابت میں شہرت حاصل کی۔ شجاعت بہادری کا وافر حصہ اس کے نصیب میں آیا جس کی بنا پر تمام مجاہد خواتین میں سرفہرست شمار ہونے لگیں۔ یہ عظیم خاتون عبادت اور احادیث کی روایت کے میدان میں عظیم الشان مقام پر فائز ہوئیں۔

☆ اس انصاری صحابیہ کا تعلق قبیلہ اوس کی شاخ بنو عبد الاشہل سے تھا۔ یہ حضرت سعد بن معاذ کا خاندان تھا۔ اس کی کنیت ام سلمہ تھی اور بعض کا خیال ہے کہ اس کی کنیت ام عامرہ تھی۔ یہ بیعت کی سعادت حاصل کرنے والی ایک مجاہد خاتون تھی۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا خواتین کی جانب سے رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پیغام رسانی کا فریضہ سرانجام دیتی تھیں۔ یہ عقل مند اور دین دار خواتین میں سے تھیں۔ اسے خطیبۃ النساء کہا جاتا تھا وہ ایک روز نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے پیچھے بہت سی خواتین کو چھوڑ کر آئی ہوں۔ ہر ایک کی زبان پر یہی بات ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں سب خواتین میری رائے سے متفق ہیں۔ اور وہ بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مردوں اور عورتوں کی طرف یکساں طور پر نبی بنا کر بھیجا ہے۔ ہم آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی اتباع کی ہم عورتیں پردہ دار گھروں میں پابند مردوں کی خدمت گزار اور بچوں کی دیکھ بھال میں مصروف رہتی ہیں۔ مرد حضرات جمعہ جماعت جنازوں میں شرکت اور

(۱) الاستیعاب ۴/۲۳۳ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۹۶ الاصابہ ۴/۲۲۰۔

جہاد میں حصہ لے کر فضائل سے اپنی جھولیاں بھر لیتے ہیں۔ جب وہ جہاد کے لیے نکلتے ہیں تو ہم ان کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ اور ان کی اولاد کو پالتی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ کیا اجر و ثواب میں ہم بھی ان کی حصہ دار ہوتی ہیں۔

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کی طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کیا تم نے خاتون کی بات سنی، دینی لحاظ سے اس نے کتنا ہی اچھا سوال کیا۔

سب نے بیک زباں ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ اندازہ نہ تھا کہ کوئی خاتون اس قسم کا عمدہ سوال بھی کر سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس خاتون سے کہا: اے اسماء جاؤ خواتین کو یہ پیغام دے دو کہ تم میں سے ہر ایک کا اپنے خاوند کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا اور اس کی خوش نودی کو پیش نظر رکھنا اور اس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر چلنا تمہیں ان فضائل کے برابر لا کھڑا کرے گا جن کا تذکرہ مردوں کے لیے بیان کیا گیا ہے۔

حضرت اسماء لا الہ اللہ اور اللہ اکبر کہتی ہوئی۔ اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان سے شاداں و فرحاں واپس ہوئی۔^(۱)

☆ مناسب لگتا ہے کہ یہ تذکرہ بھی ہو جائے کہ اسماء بنت یزید بنی سنیہ کا خاوند ابو سعید انصاری تھا، اس کا نام سعید بن عمارہ تھا،^(۲) اس کی والدہ ام سعد بن حزیم بن مسعود الاشبلہ تھی۔

جہاد کے میدانوں میں:

حضرت اسماء بنی سنیہ نے نامور مجاہد خواتین کے زمرے میں روشن کارنامے چھوڑے بھلا ان سے ایسے کارنامے سرزد کیوں نہ ہوتے وہ تو ایسے خاندان سے تھی جس

(۱) الاستیعاب ۲۳۳/۴، اسد الغابہ ۲۹۸/۵، السہ ذ الحلیہ ۱۹۹/۱

(۲) الاصابہ ۸۹/۴

نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لیے وقف کر رکھا تھا۔

☆ غزوہ احد میں ایک کٹھن گھڑی آئی، دشمن نے رسول اللہ ﷺ کو گھیرے میں لے رکھا تھا۔ اتنے میں انصار کی ایک جماعت آگے بڑھی، ان میں خاندان الاسکن کے افراد بھی تھے انہوں نے محبوب نبی کریم ﷺ کا دفاع اپنی جان ہتھیلی پہ رکھتے ہوئے کیا کہ عام طور پر اس انداز میں دفاع کرنے والا مغلوب نہیں ہوتا۔

ان لمحات میں محبت، بہادری، جرأت، شجاعت اور قربانی کے ایسے ایسے عجیب و غریب واقعات سامنے آئے کہ دیکھنے والا حیرت زدہ ہو جائے۔

☆ مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ احد میں سات انصاری اور دو قریشیوں کے ساتھ الگ تھلگ رہ گئے جب وہ آپ کے قریب آئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

”تم میں سے جو بھی دشمن کو ہم سے دور ہٹائے گا اس کے لیے جنت ہے۔ یا یہ فرمایا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔“

یہ کلمات سن کر انصار میں سے ایک شخص دشمن کی طرف آگے بڑھا۔ اور ان سے لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ پھر وہ آپ کے قریب آئے تو آپ نے پھر یہی ارشاد فرمایا۔

☆ تم میں سے جو بھی دشمن کو ہم سے دور ہٹائے گا اس کے لیے جنت ہے یا یہ فرمایا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

تو انصار میں سے ایک شخص آگے بڑھا وہ لڑتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ اسی طرح ساتوں انصاری جام شہادت نوش کر گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ دل دوز منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا:

”ہمارے صحابہؓ نے ہمارے ساتھ کس اخلاص کا ثبوت فراہم کیا ہے۔“ (۱)

ان سات شہداء میں سب سے آخر میں شہید ہونے والے حضرت اسماء بنت یزیدؓ کے بھائی عمارہ بن یزید بن اسکن تھے۔ انہیں ایک گہرا زخم لگا جس سے وہ گر گئے چند لمحوں کے بعد لشکر اسلام کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی طرف آگے بڑھی اور انہوں نے مشرکین کو حضرت عمارہ سے دور ہٹا دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے میرے قریب لاؤ اسے اٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے قدموں میں لٹا دیا گیا اس نے اپنا رخسار رسول اللہ ﷺ کے پاؤں پر رکھ دیا اسی حالت میں اس کی روح قفصِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

☆ معرکہ احد میں ہی حضرت اسماء بنت یزیدؓ کے والد یزید بن اسکن بیٹا عامر اور چچا زیاد بن اسکن شہید ہوئے۔

☆ لیکن خاندان کے افراد کی شہادت سے حضرت اسماء بنت یزیدؓ کے جذبہ جہاد میں مزید اضافہ ہوا۔ اس نے بعض جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل کی۔

یہ بیعت رضوان میں حاضر ہوئی اور اس دن درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ فتح مکہ اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئی۔ تمام راوی مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت اسماء بنت یزیدؓ جنگ یرموک میں شریک ہوئیں اور شہادت کا بلند درجہ پایا اور اس نے اس معرکہ میں خیمے کے بانس سے نو افراد کو واصلِ جہنم کیا۔^(۱)

انصار کی خواتین میں وہ عظیم خاتون ہیں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی ان کے ہمراہ حضرت سعد بن معاذ کی والدہ کبشہ بنت رافع بھی تھی^(۲) اور دیگر خواتین بھی۔ اس

(۱) مجمع الزوائد ۹/۲۶۰، سیر اعلام النبلاء ۲/۲۹۷، در السحابة ص ۵۴۶، الاصابہ ۴/۲۲۹۔

(۲) الطبقات ۸/۱۲۔

موقع پر موجود تھیں ان سب سے پہلے بیعت کرنے کی سعادت حاصل کرنا ان کے لیے باعث فخر ہے۔

محدثہ 'فقیہہ' راویہ:

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا حدیث نبوی کی حافظ تھیں۔ آستانہ نبوت میں عرصہ دراز تک رہنے کا موقع میسر آیا حدیث رسول ﷺ کے جو الفاظ کان میں پڑتے انہیں زبانی یاد کر لیتیں۔ مزید برآں علم کے ساتھ انہیں بہت زیادہ شغف تھا۔ اور دینی مسائل دریافت کرنے کے لیے سوالات بہت زیادہ کیا کرتی تھیں، خاص طور پر نبی کریم ﷺ سے مسائل دریافت کرنے کے سلسلے بڑی جرأت اور حوصلے کا مظاہرہ کیا کرتی تھیں یہی وجہ ہے انصاری خواتین میں اسے سب زیادہ حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہے اس نے نبی کریم ﷺ سے ۸۱ احادیث روایت کیں۔^(۱)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے جلیل القدر تابعین کی جماعت نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور ان سے سنن اربعہ، یعنی ابوداؤد، نسائی، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی احادیث مروی ہیں۔

☆ امام بخاری نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک روایت اپنی کتاب ادب المفرد میں بیان کی ہے۔

☆ ابن عساکرؒ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے روایت کرنے کی عمدگی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے۔

”کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے بہت عمدہ احادیث بیان کی ہیں۔“

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:

”کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے تمام احادیث براہ راست نبی کریم ﷺ سے

بیان کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بڑی عالمہ فاضلہ زاہدہ خاتون تھیں۔
ابونعیم اصفہانی کہتے ہیں:

”کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ایسے تمام معاملات سے پہلو تھی اختیار کرنے والی خاتون تھیں جو انسان کے لیے غرور اور فتنوں کا باعث بنتے ہیں۔“

مرویات اسماء رضی اللہ عنہا:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے جو احادیث مروی ہیں۔ وہ تفسیر اسباب نزول احکام شامل مغازی سیرت اور فضائل پر مشتمل ہیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سورہ مائدہ کے نزول کے بارے میں بیان کرتی ہیں۔ کہ جب سورہ مائدہ نازل ہوئی رسول اللہ ﷺ اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے اور میں نے اس کی ٹکیل پکڑی ہوئی تھی۔ جب ساری سورہ مائدہ نازل ہو چکی اونٹنی کے اگلے بازو شدید دباؤ کی وجہ سے لڑکھڑاہے تھے۔ (۱)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا قیص کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قیص پہننا پسند فرماتے۔ اور آپ کی قیص کی آستین ہاتھ کے گٹ تک ہوتی تھی۔
☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی مرویات سیرت اور فقہ کے ضمن میں بھی آئی ہیں۔
ابن ماجہ میں حضرت اسماء کے حوالے سے یہ روایت مذکور ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی و درعہ مرہونۃ عند یہودی بطعام.
”کہ نبی کریم ﷺ نے وفات پائی دران حالیکہ آپ کی درعہ اناج کے بدلے ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔“ (۲)

ابونعیم اصفہانی اپنی کتاب الحلیۃ میں رقم طراز ہیں۔

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲/۲ البدایہ والنہایہ ۲۲/۳.

(۲) سنن ابن ماجہ ۲۴۳۸ الترمذی ۱۷۶۵.

”کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے دودینار چھوڑے گویا اس نے دوداغ چھوڑے“۔ (۱)

☆ اس بات کا تذکرہ بھی آپ کے لیے مفید ہوگا کہ سب سے پہلے طلاق یافتہ عورتوں کی عدت کا بیان بھی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے حق میں ہوا۔

☆ تاریخی کتابوں میں انصاری کی جود و سخا اور ایثار و قربانی کے حیرت انگیز اور دلنشین واقعات منقول ہیں۔

اسی طرح ابن عساکر نے اپنی تاریخ کی کتاب میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے کھانے میں حیرت انگیز برکت پڑنے کا دلچسپ واقعہ اسی کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

”میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ نے ہماری مسجد میں مغرب کی نماز ادا کی میں اپنے گھر گئی شور با جس میں گوشت کی بوٹیاں بھی تھیں اور چپاتیاں اٹھالائی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کھانا تناول فرمائیں۔

آپ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا:

بسم اللہ پڑھو اور کھاؤ۔

آپ نے اور جو ساتھی آپ کے ہمراہ آئے تھے اور گھر والوں نے مل کر کھانا کھایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں نے دیکھا کہ نہ شور بے میں کوئی کمی آئی اور نہ ہی چپاتیوں میں۔ کھانے والے تقریباً چالیس آدمی تھے پھر آپ نے میرے پاس پڑے ہوئے مشکیزے سے پانی پیا۔ میں نے وہ مشکیزہ لپیٹ کر اپنے پاس سنبھال کر رکھ لیا اس سے

شفا کی غرض سے بیمار پانی پیتے اور حصول برکت کے لیے پانی نوش جان کیا جاتا۔^(۱)

سفر آخرت:

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت اسماء رضی اللہ عنہا شام تشریف لے گئیں۔ اور وہاں معرکہ یرموک میں شریک ہوئیں اور حیرت انگیز جنگی کارنامہ سرانجام دیا جسے تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب کی حیثیت حاصل ہے۔ کہ اس نے اپنے خیمے کی چوب سے دشمن کے نو افراد موت کے گھاٹ اتار دیئے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے دمشق میں رہائش اختیار کر لی اور علم حدیث کی خدمت کو رہائش اختیار کر لی اور علم حدیث کی خدمت کو اپنا شعار بنا لیا، علامہ ابن عساکر اپنی تاریخ کی کتاب میں ابو زرہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔ کہ شام میں حضرت یعنی ام سلمہؓ اسماء بنت یزید بن اسکن نے شام میں احادیث رسول بیان کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ ام سلمہ اسماء بنت یزید بن اسکن یزید بن معاویہ کے دور حکومت تک زندہ رہیں۔^(۲)

علامہ ذہبی دوسری جگہ رقمطراز ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا دمشق میں رہائش پذیر ہوئیں۔ اور باب الصغیر پر واقع قبرستان میں دفن ہوئیں۔

علامہ ابن کثیر بھی اس موقف کی تائید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ کی شہادت ۶۹ ہجری میں ہوئی۔ اس نے بیعت کا اعزاز حاصل کیا اور جنگ یرموک میں نورومیوں کو قتل کرنے کا کارنامہ سرانجام دیا۔

(۱) تاریخ دمشق ص ۳۹ تراجم النساء

(۲) یزید بن معاویہؓ نے ربیع الاول ۶۳ ہجری میں وفات پائی۔

دمشق میں رہائش اختیار کی اور باب الصغیر میں دفن ہوئیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عبدالملک بن مروان کے دور خلافت میں وفات پائی۔^(۱)

ہم نے جلیل القدر عظیم المرتبت خطیبۃ النساء خواتین کی نمائندہ پیام رساں حضرت اسماء بنت یزید بن السکن کا دلچسپ اور دلپذیر تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کی اللہ ان سے راضی ہو اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

الحمد لله رب العالمين.

حضرت اسماء بنت یزید بن السکن رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------------|----------------------|
| ۲۳۳/۴ | ۱۔ الاستیعاب |
| ۲۹۶/۲ | ۲۔ سیر اعلام النبلاء |
| ۲۲۹/۴ | ۳۔ الاصابة |
| ۳۹۹ و ۳۹۸/۵ | ۴۔ اسد الغابة |
| ۱۴۹/۱ | ۵۔ السيرة الحلبية |
| ۱۸۷/۵ | ۶۔ صحيح مسلم |
| ۲۶۰/۹ | ۷۔ مجمع الزوائد |
| ۵۴۶ | ۸۔ در السحابة |

(۱) عبدالملک بن مروان نے ۸۶ ہجری میں وفات پائی۔

- ۹۔ الطبقات ۱۲/۸
- ۱۰۔ دلیل الفالحین ۲۷/۴
- ۱۱۔ طبقات الحفاظ، صفحہ ۲۵۲، ۲۵۳
- ۱۲۔ البدایة و النہایة ۲۲/۳
- ۱۳۔ حلیۃ الاولیاء ۷۷/۲
- ۱۴۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۰۹/۱
- ۱۵۔ الاعلام ۱۶۵/۴



حضرت اميمه بنت خلف رضی اللہ عنہا

مومنہ، مہاجرہ اور شہید کی بیوی ایک
صابرہ و شاکرہ خاتون۔

حضرت امیمہ بنت خلف رضی اللہ عنہا

☆ جس دن مکہ معظمہ میں اسلام کی دلفراہوا کے جھونکے چلنے لگے یہ خبر عام ہوئی کہ حضرت محمد ﷺ دنیا و آخرت کی بہتری کی طرف لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ حضرت امیمہ بنت خلف بن اسعد الخزاعیہ^(۱) ان خواتین میں سے تھیں جن کے صاف شفاف دل کے ساتھ ایمان کی دلفراہوا کرن لکرائی اور گھر کر گئی۔

جب اس کے خاوند خالد بن سعید بن عاص نے اپنے ایمان لانے اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے کی اطلاع اسے دی تو وہ صدق دل سے مسلمان ہو گئی امیمہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کے اسلام قبول کرنے کی داستان ایسی دلچسپ و دلآویز ہے۔

کہ سن کر کان لذت محسوس کرتے ہیں۔ اور صاف و شفاف دلوں میں اشتیاق کا جذبہ فزوں تر ہو جاتا ہے۔ اس نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ اسے بڑھکتی ہوئی آگ کے گڑھے کے کنارے میں کھڑا کیا گیا ہے۔ پیچھے سے اس کا باپ دھکا دے کر اسے گڑھے میں پھینک دینا چاہتا ہے، اچانک خالد کی نظر رسول اللہ ﷺ پر پڑھی کہ آپ اسے پکڑ کر کھینچتے ہوئے دور لے جا رہے ہیں۔

جب صبح ہوئی خالد نے کہا بخدا یہ کوئی معنی خیز خواب ہے۔ وہ جلدی سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ وہ خوابوں کی تعبیر خوب اچھی طرح جانتے تھے انہیں اپنا خواب بتایا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سن کر کہا: یہ خواب آپ کے حق میں بہت بہتر ہے۔ آپ رسول اللہ ﷺ کی اتباع کر لیں اسلام قبول کرتے ہوئے اتباع رسول

(۱) الاستیعاب ۴/۲۳۴، الاصابہ ۴/۲۳۴۔

کا طریقہ اپنانے سے آپ کو فائدہ یہ ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ آپ کو کمر سے پکڑ کر آگ کے گڑھے یعنی جہنم میں گرنے سے بچالیں گے تیرا باپ اس میں جا کرے گا۔ خالد اسی وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔^(۱)

خالدؓ نے اسلام قبول کرنے کے بارے میں اپنی بیوی امیمہ کو بتایا تو وہ بھی اسی وقت ایمان کے بابرکت میدان میں قدم رکھتے ہوئے کامیابی و کامرانی سے ہم کنار ہونے کے لیے تیار ہو گئی۔

یہ دونوں میاں بیوی جب سے مسلمان ہوئے ان پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹنے لگے۔ خالد اسلام قبول کرنے میں اپنے بھائیوں سے سبقت لے گئے۔^(۲) اس کا باپ سعید بن عاص بڑا غضب ناک ہوا، اپنے بیٹے خالد کو اذیت ناک سزا دینے لگا۔ اسے گالی گلوچ دینے اور مارنے پٹنے لگا۔ اور اس کے بھائیوں سے کہا: خبردار کوئی اس سے بات نہ کرے۔ کوئی اس سے میل ملاپ نہ کرے بلکہ اس کا اور اس کی بیوی امیمہ کا کھانا پانی بند کر دیا، اور اسے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ تیرے لیے اس گھر میں اب کوئی گنجائش نہیں۔

خالد نے کہا: اگر آپ مجھے کھانے کے لیے کچھ نہ دیں گے تو میرا اللہ مجھے زندہ رہنے کے لیے رزق دے گا۔^(۳)

باب نے اسے گھر سے نکال دیا۔ اور اپنے بیٹوں سے کہا جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ خبردار اگر کسی نے اس سے بات کی تو میں اس کی خوب خبر لوں گا۔

لیکن اللہ کی تدبیر غالب آئی تھوڑے ہی عرصے بعد اس کے تینوں بھائی

(۱) الطبقات ۴/۹۴، الاستیعاب ۱/۴۰۱، الاصابہ ۱/۴۰۶، قدرے تصرف سے۔

(۲) الاستیعاب ۱/۴۰۱

(۳) الاستیعاب ۱/۴۰۲، اسد الغابہ ۲/۸۳، السیرۃ الحلیہ ۱/۴۵۴۔

ابان، عمرو اور حکم ایمان لے آئے انہوں نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔ اور اللہ کے دین کی نصرت کے لیے کمر بستہ ہو گئے۔

صاحب اولاد مہاجرہ:

امیمہ رضی اللہ عنہا نے تکالیف برداشت کرنے میں قریش اور اپنے سرسری یعنی دونوں جانب سے اپنے خاوند کے شانہ بشانہ چلی، اور دردناک تکالیف کو ایثار و قربانی کے جذبے کی روشنی میں خندہ پیشانی سے برداشت کیا، اور محرومیوں پر نہ ختم ہونے والے زاد ایمان سے غلبہ پایا، خالد اپنے باپ کی اذیتوں کے اندیشے سے مکہ کے ہی کسی گوشے میں روپوش ہو گئے۔ جب نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو سر زمین حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا تو خالد اور اس کی بیوی امیمہ ہجرت کرنے والوں میں سر فہرست رہے۔ اور وہاں رہائش کے دوران امیمہ نے ایک بیٹے اور ایک بیٹی کو جنم دیا بیٹے کا نام سعید اور بیٹی کا نام امۃ رکھا جو اپنی کنیت ام خالد بنت خالد^(۱) سے مشہور و معروف ہوئی عہد نبوت میں ان دونوں بچوں نے بڑا نام پایا۔

خوشگوار ملاقات:

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سر زمین حبشہ میں اپنے خاوند اور اولاد کے ساتھ چند سال رہی، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے حبشہ کے حکمران نجاشی کی طرف عمرو بن امیہ ضمری کو سفیر بنا کر بھیجا۔ اس نے تمام مہاجرین کو دو کشتیوں میں سوار کیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب تمام مہاجرین وہاں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ سے اس حال میں ملاقات ہوئی کہ آپ ابھی فتح خیبر سے فارغ ہوئے ہی تھے، یہ نبی کریم ﷺ اور ان اہل ایمان کے درمیان جو عرصہ دراز سے غریب الوطن تھے ایک خوشگوار ملاقات تھی انہیں حضرت محمد ﷺ کی زیارت کا ایک عرصے سے بہت اشتیاق تھا۔

(۱) اس کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

☆ حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ میں رہائش پذیر ہوئیں۔ بچے در بچے اسلامی فتوحات ہونے لگیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی آپ ان دونوں میاں بیوی سے دلی طور پر خوش تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند خالد کو یمن کا گورنر مقرر کر دیا تھا۔

متقی شہید کی بیوی:

جب مسلمان سرزمین شام میں رومی فوج سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ تو حضرت خالدؓ نے اپنی بیوی امیمہ کو الوداع کہا۔ اور مجاہدین کی صف میں شامل ہو گئے۔ جنگی نقطہ نگاہ سے اس کا ایسا موقف سامنے آیا جو اس کی ذاتی عظمت اور تقویٰ پر دلالت کرتا تھا۔

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا کس جرنیل کی قیادت میں جنگ کرنا پسند کرو گے۔ عمرو بن عاص جو آپ کا چچا زاد بھائی ہے یا شرحبیل بن حسنہ کی قیادت میں۔ حضرت خالدؓ نے کہا عمرو بن عاص رشتہ داری کی وجہ سے مجھے محبوب ہے اور شرحبیل بن حسنہ مجھے دینی لحاظ سے محبوب ہے۔ لہذا میں رشتہ داری پر دین داری کو ترجیح دیتے ہوئے شرحبیل کی قیادت میں جنگ کرنا پسند کروں گا۔ (۱)

واہ سبحان اللہ

☆ سرزمین شام میں مرج الصفر کے معرکے میں۔ حضرت خالد بن سعید بن عاص نے جام شہادت نوش کرتے ہوئے سرفرازی حاصل کی۔

جب اس کے شہید ہونے کی خبر اس کی مومن اور صابر بیوی امیمہ کو ملی تو اس نے اپنے آپ پر قابو پاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کو اپنے پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنی رضا بنالیا اور جب اس نے شہادت کے بعد پیش آنے والی اپنے شہید خاوند کی کرامت کے بارے میں سنا تو اس کے دل کو سکون حاصل ہوا۔ ہوا یہ کہ جس

شخص نے جنگ کے دوران خالد کو قتل کیا تھا وہ عجیب و غریب منظر دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔
اس نے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ جب یہ جام
شہادت نوش کرتے ہوئے زمین پر گرا تو اس کے جسم سے روشنی نکلی اور آسمان کی طرف
پرواز کر گئی۔ (۱)

☆ اس کے بعد تاریخ خاموش دیکھائی دیتی ہے اس جلیل القدر صحابیہ امیمہ بنت
خلف کی زندگی کے آخری ایام سے متعلق ہمیں کچھ نہیں بتاتی۔ لیکن ہمیں تاریخ
کے اوراق سے یہ ضرور معلوم ہوا کہ وہ ایک مومن، صابر اور امور خیر میں سبقت
لے جانے والی اور ہر گھڑی اللہ کے کلمے کو بلند کرنے والی اور اپنے خاوند کی
معاون ایک عظیم المرتبت خاتون تھی۔ عورتوں کے لیے اس جیسی مثالی خاتون
کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت حاصل کرنا مبارک ہو۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور وہ جنت الفردوس میں حاشیہ نشین ہوئی۔
حضرت امیمہ بنت خلف رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے
درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الاستیعاب ۲۳۴/۴
- ۲۔ الاصابہ ۴۰۶/۱
- ۳۔ الطبقات ۹۴/۴
- ۴۔ اسد الغابہ ۸۳/۲
- ۵۔ السیرۃ الحللیہ ۴۵۴/۱
- ۶۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۲۲۲/۱
- ۷۔ سیر اعلام النبلاء ۲۶۰/۱
- ۸۔ تاریخ الاسلام ذہبی ۹۲/۳

(۱) سیر اعلام النبلاء ۲۶۰/۱، تاریخ اسلام ذہبی ۹۲/۳

۱۲

حواء بنت يزيد بن سنان رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ابو یزید مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ جب سے تیری بیوی نے تیرے دین کو خیر
باد کہہ کر دین اسلام قبول کیا ہے، تم اس سے اچھا سلوک نہیں کرتے، اللہ سے
ڈرو اس کا خیال رکھو اسے کوئی تکلیف نہ دینا۔ (فرمان نبوی)

جس نے پہلے بیعت کی

ام عامر الاہلبیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

کہ ایک روز میں، لیلیٰ بنت نخطیم اور حواء بنت یزید مغرب اور عشاء کے مابین اپنی چادریں اوڑھ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا کس خاندان سے ہو؟۔

میں نے بتا دیا۔ پھر میری دونوں سہیلیوں سے ان کے خاندان کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی بتا دیا آپ نے ہمیں خوش آمدید کہا اور یہ دریافت فرمایا کس مقصد سے آئی ہو؟

ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کو سچا نبی مانتی ہیں ہم گواہی دیتی ہیں کہ جو شریعت لے کر آپ آئے ہیں وہ برحق ہے۔ ہم اسلام کے نام پر آپ کی بیعت کرنے کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میں اس اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے تمہیں اسلام کی طرف راہنمائی

فرمائی پھر فرمایا میں نے تمہاری بیعت قبول کی۔“

☆ ام عامر کہا کرتی تھیں کہ مجھے سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ (۱)

☆ اب ہم ایسی خاتون سے ملتے ہیں جسے بیعت کرنے کے حوالے سے سبقت

حاصل ہوئی اور وہ ہیں حضرت حواء بنت یزید بن سنان اشہلیۃ النصارۃ رضی اللہ عنہا۔ (۱) اس کی والدہ جلیل القدر صحابی حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ تھی۔ اس لحاظ سے وہ حضرت حواء کے خالوتھے۔ اور اس کا بھائی رافع بن یزید ایک جلیل القدر صحابی تھا۔ جسے بدری ہونے کا شرف حاصل تھا۔

☆ حضرت حواء کو بہت پہلے مدینہ منورہ میں اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہوا اور اس نے اسلام کو بہت خوب گلے لگایا۔

یہ ان خوش نصیب خواتین میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا حد درجے احترام بجالانے کی سعادت حاصل کی۔

اس کا صبر و وفا:

حضرت حواء بنت یزید رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کی راہ میں بہت اذیتیں برداشت کیں۔ حواء قیس بن حطیم اوسی کی بیوی تھیں جو زمانہ جاہلیت میں مشہور و معروف شاعر تھا اس خاتون نے اسلام قبول کر لیا جب کہ اس کا خاوند بدستور حالت شرک میں رہا۔

☆ قیس کے دو بیٹے تھے دونوں صحابی تھے۔ یزید تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوا اور اسے بارہ زخم لگے۔ اس روز نبی کریم ﷺ نے اس کا نام جاسر رکھا۔ یہ غزوہ احد میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے اپنی تلوار سے دشمن پر کاری وار کر رہا تھا اور آپ مسلسل یہ فرما رہے تھے جاسر آگے بڑھو جاسر اب ذرا پیچھے کی طرف ہٹو یہ تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور جنگ جسر میں جام شہادت نوش کیا۔ (۲)

(۱) الطبقات ۸/۳۲۳، الاصابہ ۴/۲۶۸۔

(۲) اسد الغابہ ۵/۱۱۹۔

☆ اور قیس کے دوسرے بیٹے ثابت کے بارے میں علامہ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب میں صحابہ کرامؓ کے زمرے میں ذکر کیا ہے۔ یہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔

☆ قیس اپنی بیوی کو ہر طرح سے اذیت دیا کرتا تھا۔ جو کچھ مدینہ منورہ میں ہو رہا تھا وہ نبی کریم ﷺ سے پوشیدہ نہ تھا ہر طرح کی خبر آپ ﷺ تک پہنچ جایا کرتی تھی۔

☆ قیس کے اپنی بیوی حواء کو اذیت دینے کی اطلاع رسول اللہ ﷺ کو ہو چکی تھی۔ وفات سے پہلے قیس کی ملاقات مجاز میلے کے موقع پر مکہ معظمہ میں رسول اقدس ﷺ سے ہوئی آپ نے اسے دین اسلام قبول کرنے کی دعوت دی، قیس نے کہا: آپ کی دعوت بہت اچھی ہے جس کی طرف آپ مجھے دعوت دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بہت عمدہ پیغام ہے۔ لیکن اوس اور خزرج کی باہمی چپقلش نے مجھے بری طرح الجھا رکھا ہے رسول اللہ ﷺ نے اسلام قبول کرنے کے لیے بڑا اصرار کرتے ہوئے اسے کنیت سے پکارتے ہوئے کہا: اے ابویزید میں تجھے اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ قیس نے وہی پہلا جواب دہرا دیا۔ (۱)

☆ پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی بیوی حواء کو اذیت دینے سے منع کرتے ہوئے یہ کہا: ”اے ابویزید مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ جب سے تیری بیوی نے تیرے دین کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کیا ہے تم اس سے اچھا سلوک نہیں کرتے اللہ سے ڈرو۔ اس کا خیال رکھو اور اسے کوئی تکلیف نہ دینا۔“

قیس نے بدستور حالت شرک میں رہنے کے باوجود اپنا وعدہ پورا کیا، اس کے بعد اپنی بیوی کو کوئی تکلیف نہ دی۔

وصیت اور وفا:

ابن سلامؓ اپنی کتاب (طبقات فحول الشعراء) میں قیس کا اپنی بیوی کو اذیت دینے اور رسول اللہ ﷺ کی اس کے بارے میں وصیت اور اس کے ایمان لانے کی گواہی اور اس کے خاوند کی جانب سے وعدے کا ایفاء بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ قیس بن خطیم اپنے شرک پر بدستور قائم رہا اس کی بیوی مسلمان ہو گئی جس کا نام حواء تھا۔ وہ اسے اسلام پر عمل پیرا ہونے سے روکتا تھا اور اس کا تمسخر اڑاتا جب وہ نماز کے دوران سجدے میں جاتی تو یہ اسے سر کے بل الٹا دیا کرتا، ہجرت سے پہلے رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ رہائش پذیر تھے مدینہ منورہ میں مقیم انصار کے حالات دریافت کیا کرتے آپ کو حواء کے اسلام قبول کرنے اور اپنے خاوند قیس کی جانب سے اذیت سہنے کے بارے میں بتایا گیا۔ جب حج کا موسم آیا نبی اکرم ﷺ اس کے ٹھکانے پر پہنچے اس نے آپ کو دیکھتے ہی مرحبا کہا اور تعظیم بجالایا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیری بیوی نے اسلام قبول کر لیا ہے اور تم اسے تکلیف دیتے ہو میں چاہتا ہوں کہ تم آئندہ ایسا نہ کرنا۔

اس نے کہا اے ابوالقاسم بالکل درست آئندہ میں اسے کوئی تکلیف نہ دوں گا۔ میرے دل میں آپ کی عزت ہے۔ میں کوئی ایسی حرکت نہ کروں گا جو آپ کو ناپسند ہو۔ ☆ جب وہ مدینے پہنچا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا آپ کے نبی مجھے ملے تھے۔ انہوں نے تیرے بارے میں مجھے کہا کہ میں آئندہ تجھے کچھ نہ کہوں میں نے ان سے وعدہ کر لیا لہذا اب تجھے چھٹی ہے۔ میں تجھے کچھ نہیں کہوں گا۔ (۱)

دلائل النبوة بیہقی (۲) میں مذکور ہے۔ کہ مدینے پہنچ کر قیس نے اپنی بیوی سے

(۱) طبقات فحول الشعراء ۱/۱۹۲ و ۱۹۳۔

(۲) دلائل النبوة بیہقی ۲/۴۵۶۔

کہا۔ اب تم اپنے دین پر عمل پیرا ہونے میں آزاد ہو۔ اللہ کی قسم میں تجھے کیا بتاؤں تمہارے نبی ﷺ تو بہت ہی حسین و جمیل تھے۔ واہ ان کے حسن و جمال کے کیا کہنے۔ اتنا حسین چہرہ اور اتنا حسین بدن میں نے اس سے پہلے کبھی دیکھا ہی نہیں۔

اس دن سے جو اکھل کر اسلامی احکام پر عمل کرنے لگیں قیس اسے کچھ نہ کہتا، اس کے احباب اسے کہتے:

ارے ابو یزید تیری بیوی دین محمد ﷺ کی پیروکار بن گئی ہے۔ اور تو اسے کچھ کہتا ہی نہیں۔

وہ جواب میں یہ کہتا کہ میں نے محمد ﷺ سے اسے کچھ نہ کہنے کا وعدہ کر رکھا ہے میں اس کی خلاف ورزی نہیں کرنا چاہتا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کو جب یہ پتہ چلا کہ قیس نے وعدہ وفا کیا ہے۔ میرے ساتھ وعدہ کرنے کے بعد اپنی بیوی کو کوئی تکلیف نہیں دی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”بڑی اور خوبصورت آنکھوں والے نے وعدہ وفا کیا۔“ (۱)

☆ اب حواء ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہنے لگی۔ اس کے خاوند کی طرف سے اب کوئی روک ٹوک یا تکلیف نہ تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے انصار کی خواتین میں سب سے پہلے بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ حواء نے بیعت کا حق ادا کیا اللہ تعالیٰ سے کیے گئے وعدوں کو صدق دل سے نباہا۔ اور مدینہ منورہ میں صحابہ کرامؓ کی خواتین سے مل کر نیکی کا چلن عام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یزید اور ثابت کی صورت میں دو بیٹوں سے نوازا اور وہ دونوں مدرسہ نبوت کے تربیت یافتہ شہسوار تھے۔

☆ تاریخی کتابیں حضرت حواء بنت یزید کی بقیہ زندگی کے بارے میں خاموش ہیں۔ ان کی زندگی کے آخری ایام کے بارے میں کچھ نہیں بتاتیں۔ اور نہ ہی ان کی وفات کے بارے میں پتہ چلتا ہے اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والوں میں سے کر دیا۔ اس نے اپنی زندگی میں ایک مثالی مومنہ اور صابرہ خاتون کا کردار ادا کیا۔

دنیا بھر کی خواتین کو اس کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

حضرت حواء بنت یزید بن سنان کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

- | | |
|------------|-----------------------|
| ۱۲/۸ | ۱۔ الطبقات لابن سعد |
| ۲۶۸/۴ | ۲۔ الاصابة |
| ۱۱۹/۵ | ۳۔ اسد الغابة |
| ۱۹۳، ۱۹۲/۱ | ۴۔ طبقات فحول الشعراء |
| ۴۵۶/۲ | ۵۔ دلائل النبوة |



۱۳

ام قيس بنت محسن رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسے کیا ہوا؟ اس کی عمر دراز ہو! (فرمان نبوی)

ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کے صحابہ مخلصین کی وہ جماعت تھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے اسلام کی پیام رسانی، اپنے دین کی نصرت اور اپنے کلمے کو بلند کرنے کے لیے منتخب فرمایا: یہ عظیم الشان منصوبہ صحابہ کرامؓ نے بھی سرانجام دیا اور جلیل القدر صحابیات نے بھی۔ وہ سب رسول اللہ ﷺ کے افعال و اقوال کی اقتداء کرتے تھے ان کے فضائل خیر و برکت کی برکھا برساتے اور ان کے اوصاف پوری دنیا پر نور کی کرنیں بکھیرتے۔ اور ان کے اعمال کا معاشرتی زندگی کے مختلف شعبوں پر ایسا گہرا اور امنٹ اثر پڑتا کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔

☆ آئیے اب ہم ایک ایسی عظیم خاتون کا تذکرہ کرتے ہیں جس کا تعلق صحابہ کرامؓ کے اس پاکیزہ قافلے سے تھا۔ ام قیس بنت محسن بن حریث بن الاسدیہ رضی اللہ عنہا (۱) مشہور و معروف صحابی حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ تھی۔

☆ ام قیس رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے ہیں جو بڑی جلدی حلقہ بگوش اسلام ہو گئیں اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کرنے میں کوئی دیر نہ لگائی اس نے اپنی قوم بنو اسد کے ساتھ پہلے ہی مراحل میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور اس نے ان قدسی نفوس لوگوں کے شانہ بشانہ قریش کی طرف سے ڈھائے گئے مظالم کو برداشت کیا جن کے دل اللہ و رسول کی محبت سے آباد تھے۔

☆ جب ایذا رسانی میں مشرک حد سے تجاوز کر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو

ہجرت کی اجازت دے دی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو مدینہ منورہ ہجرت کر جانے کا حکم صادر کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے بھائی اور گھر بنا دیئے جہاں تم امن کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہو۔ صحابہ کرام سفر ہجرت پر گروہ درگروہ روانہ ہوئے۔ حضرت ام قیس بھی اپنی قوم کے ساتھ اللہ و رسول کی رضا کی خاطر سفر ہجرت پر روانہ ہوئی۔ www.KitaboSunnat.com ☆ محمد بن اسحاق نے اپنی سیرت کے موضوع پر مشتمل کتاب میں ام قیس اور اس کی قوم کی ہجرت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کہ بنو غنم بن دودان اہل اسلام کے تمام مرد و زن رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ سفر ہجرت پر روانہ ہوئے۔ انہوں نے مکہ میں اپنے گھروں کو تالے لگا دیئے۔ ان کے مردوں میں عبد اللہ بن جحش، اس کا بھائی ابو احمد عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ تھے اور خواتین میں جحش کی بیٹیاں زینب، آمنہ اور ام حبیب کے علاوہ ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا تھیں۔ (۱)

ابو احمد بن جحش نے جو کہ شاعر بھی تھے اپنے قصیدے میں اپنی قوم کی ہجرت کا تذکرہ بڑے ہی عمدہ پیرائے میں بیان کیا ہے۔

وہ فرماتے ہیں:

دَعَوْتُ بَنِي غَنَمٍ لِحَقْنِ دِمَاءِ هِمٍ
وَلِلْحَقِّ لَمَّا لَاحَ لِلنَّاسِ مَلْحَبُ
أَجَابُوا بِحَمْدِ اللَّهِ لَمَّا دَعَاءُ هُمْ
إِلَى الْحَقِّ دَاعٍ وَ النَّجَاحِ فَأَوْعَبُوا
وَرِعْنَا إِلَى قَوْلِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
فَطَابَ وَ لَأَةِ الْحَقِّ مِنَّا وَ طُيُبُوا

☆ میں نے بنو غنم کو ان کے خون اور حق کی حفاظت کے لیے پکارا جب کہ لوگوں کے لیے راستہ واضح ہو چکا تھا۔

☆ جب انہیں کسی پکارنے والے نے حق اور کامیابی کی طرف بلایا تو بحمد اللہ وہ لبیک کہتے ہوئے ان کی طرف بڑھے۔

☆ ہم نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے فرمان کی طرف پلٹے تو حق کے حمایتی ہم سے خوش ہوئے اور انہیں بھی آسودہ حال کر دیا گیا۔

رعایت اور اہتمام:

آل محسن پر رسول اللہ ﷺ کی نظر خاص تھی۔ عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ پر جو نگاہ کرم ڈالی وہ اس سے پہلے کسی اور کے نصیب میں نہ آئی۔

ہوایہ کہ جب نبی کریم ﷺ نے یہ بشارت سنائی کہ ستر ہزار خوش نصیب افراد ایسے ہوں گے جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔

حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، آپ ان میں شامل ہیں۔ ایک اور شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے حق میں بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے۔

آپ نے ارشاد فرمایا: عکاشہ آپ سے سبقت لے گئے ہیں۔

☆ ام محسن مقام و مرتبے کے لحاظ سے اپنے بھائی سے کسی طرح کم نہ تھیں۔ ایک دفعہ اس کے چھوٹے بچے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں پیشاب کر دیا تو آپ نے اس کے ساتھ بہت نرم رویہ اپنایا۔

ام قیس بیان کرتی ہیں:

”کہ ایک روز میں اپنا چھوٹا بچہ جو ابھی کھانا نہیں کھاتا تھا لے کر رسول

اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے بچہ پکڑ کر اپنی گود میں بٹھالیا تو اس نے پیشاب کر دیا آپ نے کپڑے پر پانی چھڑکا اور اسے دھویا نہیں۔^(۱)
اس انداز میں نبی کریم ﷺ نے عورتوں کی حکیمانہ انداز میں یہ راہنمائی کی کہ وہ اپنے ننھے بچوں سے نرم رویہ اپنائیں اور پاکیزہ رہنے کا اہتمام کریں۔

ام قیس اور طب نبوی:

اسلام میں مسلمان کی صحت کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ اس لحاظ سے کہ انسان کے لیے ایمان و یقین کی نعمت کے بعد صحت سب سے بڑی نعمت ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ صحابہ کرامؓ کو مہلک بیماریوں سے دور رہنے اور اپنا روحانی و جسمانی علاج کرانے کی ترغیب دیتے رہتے تھے تاکہ پورا انسانی جسم صحت مند رہے۔

یاد رہے کہ طب نبوی سے مراد وہ طریقہ علاج ہے جو نبی کریم ﷺ نے اختیار کیا یا اپنے صحابہؓ کو اختیار کرنے کا حکم دیا۔ اور آپ کے مبارک زمانے میں لوگ اس طریق علاج کو اپنانے کے عادی ہو گئے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام قیس کو اپنے بچے کی حفظان صحت کے لیے ایک درست عمدہ اور آسان طریقہ علاج اپنانے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ عود ہندی کا استعمال کریں اس میں بڑے فائدے ہیں۔ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا طب نبوی کا یہ نسخہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

میں ایک روز اپنے بیٹے کو لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے حلق میں تکلیف تھی میں حلق کی گھنڈی کو انگلی کے ذریعے اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔ آپ نے یہ منظر دیکھ کر ارشاد فرمایا آپ نے اپنے بچوں کو کیوں مصیبت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ تم ان کے علاج کے لیے عود ہندی استعمال کرو۔ اس میں سات

فائدے ہیں اس کے استعمال سے حلق کی بیماری اور سل کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔ (۱)
حدیث روایت کرنے والی:

عورتوں کا علم میں دلچسپی لینا اور حدیث کی روایت کرنا کوئی تعجب اور حیرت کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو علم حاصل کرنے کے لیے ہی توحی نازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت کے اعتبار سے علم سب سے زیادہ محبوب ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو علم حاصل کرنے کی بہت زیادہ ترغیب دیا کرتے تھے۔

ام قیس رضی اللہ عنہا حصول علم کی طرف متوجہ ہوئی۔ علم حدیث کو خوب ازبر کیا، ۲۳ احادیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ جن میں سے ۱۲ احادیث پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ صحابہ کی جماعت نے ان سے احادیث روایت کیں۔ صحابہ کرامؓ میں سے وابصہ بن معبد، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، ام قیس کے غلام ابوالحسن اور حمزہ بنت شجاع کے غلام نافع کی ہمشیرہ عمرہ نے ام قیس سے احادیث روایت کیں ام قیسؓ سے ایک یہ حدیث مروی ہے:

قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا
 الْعُودِ الْهِنْدِيِّ فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ. امراض. يُسَعِّطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ
 وَيُلْدُّ بِهِ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ. (۲)

”کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں، غود ہندی کو استعمال کرو اس میں سات بیماریوں کے لیے شفا ہے۔ اس کے استعمال سے حلق کی تکلیف اور سل کی بیماری ختم ہو جاتی ہے۔“

(۱) التاج الجامع للأصول ۳/۲۰۵.

(۲) التاج الجامع للأصول ۳/۲۰۴، سنن ابن ماجہ ۳۴۶۸، الفاظ کے اختلاف سے۔

اس کی عمر دراز ہو:

حسن عمل کے ہوتے ہوئے درازی عمر خیر و بھلائی کی کنجی ہے اور رضائے الہی کی منزل تک پہنچنے کا راستہ ہے۔

جلیل القدر صحابیہ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے ہیں۔ جنہیں لمبی عمر نصیب ہوئی۔ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوئی۔ آپ نے ایک موقع پر اس کی درازی عمر کے لیے دعا کی تھی۔ سنن نسائی میں ام قیس کا غلام اس کے حوالے سے بیان کرتا ہے۔

فرماتی ہیں کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا میں بہت گھبرائی میں نے میت کو غسل دینے والے شخص سے کہا: میرے بیٹے کو ٹھنڈے پانی سے غسل نہ دینا یہ اس کے لیے زہر قاتل ہوگا۔

عکاشہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر اطلاع دی۔ آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا: اسے کیا ہوا اس کی عمر دراز ہو۔

راوی کہتا ہے: ہمارے علم میں نہیں کہ کسی کو اس سے زیادہ عمر ملی ہو۔^(۱)

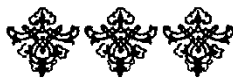
☆ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا نے ایسی طویل اور سعادت کی زندگی بسر کی کہ رسول اللہ ﷺ کی دعاء کی برکت سے عنایات الہیہ ہمیشہ سایہ فگن رہیں۔ اس نے اپنی طویل زندگی کے دوران رضائے الہی کے حصول کے لیے ہر ممکن کوشش کی۔

☆ حضرت ام قیس رضی اللہ عنہا ان نامور خواتین اسلام میں سے تھیں جن کے ذکر سے تاریخ اسلام کے اوراق مزین ہیں اور ان کے اعمال کے فضائل سے تاریخ کے صفحات اٹے پڑے ہیں اور ان کا کردار دیگر خواتین کے لیے اسوہ حسنہ اور مشعل راہ ہے۔

(۱) رواہ النسائی فی ابواب غسل الميت. تہذیب الاسماء واللغات للنووی ۱/۳۶. وغیرہ.

حضرت ام قیس بنت محسن رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ طبقات ابن سعد ۲۴۲/۸
- ۲۔ الاستیعاب ۴۶۲/۴
- ۳۔ تہذیب التہذیب ۴۷۶/۱۲
- ۴۔ السیرۃ النبویۃ ۴۷۲/۱
- ۵۔ اسد الغابۃ ۶۰۹/۵
- ۶۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۱۴۲/۲
- ۷۔ تاریخ اسلام ذہبی ۵۰/۳
- ۸۔ الاصابۃ ۴۶۳/۴



۱۴

حبیبہ بنت سہل انصاریہ رضی اللہ عنہا

جب اس نے اپنے خاوند سے علیحدگی کا ارادہ کر لیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:

کیا تم اس کا باغیچہ اسے واپس کر دو گی؟

اس نے کہا ہاں

اس نے باغیچہ اسے واپس کر دیا تو آپ نے دونوں کے درمیان علیحدگی کرادی۔

یہ تاریخ اسلام کا پہلا خلع ہے۔

صبح نو

نور اسلام ضوئ قلم ہوا، تو اس نے خواتین کے لیے ایک نئی روشن فضا آشکار کر دی زندگی کے ایک ایسے اسلوب سے آشنا کیا جو پہلے کی نسبت بالکل مختلف تھا جس نے عورت کے مرتبے کو منوایا اور اسے اس کے مناسب حال مقام پر لاکھڑا کیا۔

☆ یہ درست ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بعض خواتین کو کچھ ان کی اپنی محنت کی بنا پر اور کچھ موروثی لحاظ برتری حاصل ہوئی۔ اور انہیں جزوی حقوق میسر آئے لیکن ظلم و بربریت اور معاشرتی زندگی کے نظام کی خرابی نے عورت کے بقیہ تمام حقوق کو سلب کر لیا، اور اسے گھریلو سامان کے درجے پہ لاکھڑا کیا، لیکن جب اسلام کے اصول راسخ ہوئے اور ان کو عملاً نافذ کر دیا گیا۔ تو عورت ایمان کی چٹنگی کے بل بوتے پر خوشحال ہو گئی۔ اور اسے وہ تمام حقوق میسر آئے جن کے زیر سایہ وہ عزت، وقار اور سکون کی زندگی بسر کرنے لگی۔

☆ اب ہم اس صحابیہؓ کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جس کا تعلق ان خوش نصیب خواتین میں سے تھا جن کی اسلام نے مدد کی، انہیں عزت بخشی اور انہیں ان کے جملہ حقوق دلائے۔

امام نووی نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

کہ اسی کا نام حبیبہ بنت سہل الانصاریہ ہے۔ اس کی والدہ کا نام عمرہ بنت مسعود بن قیس التجاریۃ الانصاریۃ ہے۔^(۱) مدینہ منورہ میں جب اسلام کی پو پھوٹی اسی

(۱) تہذیب الاسماء واللغات ۳۳۷/۲ اسد الغابہ ۴۲۳/۵ تہذیب التہذیب ۴۰۸/۱۲

وقت حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی اس نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس کی ہمیشہ کا نام رغیۃ بنت سہل تھا۔^(۱)
اس نے بھی اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

شادی:

علامہ ابن سعدؒ نے یحییٰ بن سعید کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے حبیبہ بنت سہل سے شادی کرنے کا ارادہ کر لیا تھا لیکن پھر آپ نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔^(۲)

☆ یہ واقعہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے احساسات کا احترام کیا تھا۔ تاکہ مہاجرین و انصار کے باہمی تعلقات میں کوئی رخنہ پیدا نہ ہو۔

☆ حبیبہ بنت سہل کی شادی ایک جلیل القدر کریم الصفات خطیب رسول صحابی ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی۔

☆ خانگی حالات سے ظاہر ہوتا ہے کہ میاں بیوی کے باہمی تعلقات ٹھیک نہ رہے جس کی بنا پر ان کے لیے خوشگوار زندگی بسر کرنا ممکن نہ تھا۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں ایسے واضح احکام آئے جس سے باہمی چپقلش ختم ہوئی اور ان دونوں کے راستے الگ کر کے انہیں آسودہ زندگی گزارنے کے قابل بنا دیا۔

کیا تم اس کا باغیچہ واپس کر دو گی:

اسلام میں ازدواجی زندگی کا یہ ایک سنہری اصول ہے۔

(۱) الاصابہ ۴/۲۹۵۔

(۲) الطبقات ۸/۴۲۵، تہذیب الاسماء واللغات ۲/۳۳۷۔

﴿فَإِمَّا سَاكٍ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيعٍ بِإِحْسَانٍ﴾ (البقرہ: ۲۲۹)

”یا معروف طریقے سے عورت کو روک لیا جائے۔ یا بھلے طریقے سے اسے رخصت کر دیا جائے۔“

اگر خیر و بھلائی ختم ہو جائے دل میں نفرت سرایت کر جائے گزارہ کرنا مشکل ہو جائے۔ میاں بیوی کے درمیان باہمی مفاہمت ختم ہو جائے خواہ یہ صورت حال خاوند کی طرف سے ہو بیوی کی طرف سے ہو یا دونوں کی جانب سے تو پھر زندگی میں ایسی تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ خیر و برکت یکسر ختم ہو جاتی ہے۔ ازدواجی زندگی تو سکون، رحمت، محبت حسن معاشرت اور دونوں میاں بیوی کی جانب سے حقوق کی ادائیگی کی بنیاد پر ہی خوشگوار انداز میں گزاری جاسکتی ہے۔

☆ بعض اوقات مرد اپنی بیوی سے نفرت کرنے لگتا ہے یا بیوی اپنے شوہر سے نفرت کرنے لگتی ہے اس حالت میں اسلام انہیں صبر و تحمل کی تلقین کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ فَإِنْ كَرِهْتُمُوهُنَّ فَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا

شَيْنًا وَيَجْعَلَ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ (النساء: ۱۹)

”ان کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی بسر کرو اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہو سکتا ہے۔ کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو مگر اللہ نے اسی میں بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو۔“

☆ صحیح حدیث میں مذکور ہے کہ کوئی مومن اپنی مومن بیوی سے نفرت نہ کرے

اگر اسے اس کی ایک عادت ناپسند ہے تو کوئی دوسری عادت پسند آ جائے گی۔

☆ لیکن کبھی کبھار یوں بھی ہوتا ہے کہ بغض بہت بڑھ جاتا ہے اختلافات شدت

اختیار کر لیتے ہیں۔ علاج مشکل ہو جاتا ہے۔ صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے

ازدواجی زندگی جہنم بن جاتی ہے۔ تو ایسی صورت حال میں اسلام نے حتمی علاج

کی اجازت دی ہے کیونکہ اس کے علاوہ اب کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا۔
اگر نفرت مرد کی طرف سے ہو تو اس کے اختیار میں طلاق دینا ہے۔ اور اگر
نفرت بیوی کی طرف سے ہو اسلام نے اس کے لیے خلع کے ذریعے گلو خلاصی کی
اجازت دے رکھی ہے۔ اس شرط پر کہ جو اس نے خاوند سے مہر حاصل کیا تھا۔ وہ اسے
واپس کر دے۔

یہ واقعہ حبیبہ اور اس کے خاوند ثابت بن قیس کے درمیان وقوع پذیر ہوا۔
کیونکہ ان دونوں کے باہمی تعلقات اس حد تک کشیدہ ہو چکے تھے کہ نباہ کرنا دشوار ہو
گیا تھا۔ حبیبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے خاوند کی شکایت
کرنے لگی، عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ میں ثابت کے اخلاق اور دین میں کوئی
عیب نہیں نکالتی۔ اور نہ ہی میں اسلام میں کفر کو پسند کرتی ہوں، اور نہ ہی میں بدستور
بغض اور کینے کو اپنے سینے میں بسانا چاہتی ہوں آپ ہمارے درمیان فیصلہ کر دیں
رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو اس کا باغیچہ واپس کر دو گی۔

اس نے عرض کی ہاں میں اس کے لیے تیار ہوں۔ اس نے باغیچہ اپنے خاوند
کو واپس کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں میں تفریق کر دی یہ تاریخ اسلام کا پہلا
خلع تھا۔ (۱)

☆ اس طرح حبیبہ بنت اسلم رضی اللہ عنہا نے اسلام کی حدود میں رہتے ہوئے اپنے لیے
آزادی حاصل کر لی۔ اسلام نے مسلمان عورت کو گھر کا ستون اور عام زندگی
گزارنے کے لیے مرد کا معاون قرار دیا ہے۔ لہذا نبی کریم ﷺ نے انصاف کے
تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وہ باغ اس کے حوالے کر دے جو اس نے شادی
کے موقع پر اسے مہر کے طور پر دیا تھا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ

بِهِ﴾ (البقرہ: ۲۲۹)

”ایسی صورت میں اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ وہ دونوں حدود الہی پر قائم نہیں رہیں گے تو ان دونوں کے مابین یہ معاملہ ہو جائے تو مضائقہ نہیں کہ عورت اپنے شوہر کو کچھ معاوضہ دے کر علیحدگی اختیار کر لے۔“

بعد ازاں عدت گزارنے کے بعد حبيبہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی کر لی۔

حبيبہ اور روایت حدیث:

حبيبہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے گھر آنا جانا تھا اور وہ اکثر و بیشتر ازواج مطہرات کی زیارت کرنے کی سعادت حاصل کیا کرتی تھیں۔ اس طرح اسے حدیث شریف سننے اور اسے روایت کرنے کی فضیلت حاصل ہوئی۔ اس سے اہل مدینہ نے حدیث روایت کی۔ اور اس سے یحییٰ بن سعید انصاری نے عمرہ بنت عبد الرحمن کے حوالے سے حدیث بیان کی (۱) اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے جسے جلیل القدر تابعی محمد بن سیرینؒ نے ذکر کیا فرماتے ہیں کہ مجھے حبيبہ بنت سہل رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ ایک روز نبی کریم ﷺ کے گھر میں تھی نبی کریم ﷺ تشریف لائے بیٹھے اور یہ ارشاد فرمایا:

مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَمْرُؤَانِ لَهُمَا ثَلَاثَةُ اِطْفَالٍ لَمْ يَلْفَوْا الْحَنَّتِ اِلَّا جِئَ

بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَوْفَوْا عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقَالَ لَهُمْ ادْخُلُوا

الْجَنَّةَ فَيَقُولُونَ حَتَّى يَدْخُلَ ابْوَانَا.

ابن سیرین کہتے ہیں کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ آپ نے دو بچوں کے بارے میں فرمایا یا تین کے بارے میں:

فیقال ادخلوا انتم و آباؤکم۔

”انہیں کہا جائے گا تم اور تمہارے ماں باپ جنت میں داخل ہو جاؤ۔“

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک خاتون سے کہا، سنا؟

اس نے کہا ہاں: (۱)

یہ حبیہ بنت سہل رضی اللہ عنہا ہیں جن کی سیرت کے میدان میں ہم نے چند خوشگوار لمحات گزارے۔ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے پورا دور خلافت دیکھا اور کچھ عرصہ بعد میں بھی زندہ رہیں۔ لیکن ان کی تاریخ وفات کے بارے میں حتمی معلومات نہ مل سکیں۔

اللہ تعالیٰ حبیہ بنت سہل رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اسے جنت الفردوس میں ان لوگوں کے ساتھ جگہ عطا کی جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور اللہ ان سے محبت کرتا ہے۔ حضرت حبیہ بنت سہل الانصاریہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے مفصل حالات معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۳۷/۲
- ۲۔ اسد الغابۃ ۴۲۳/۵
- ۳۔ تہذیب التہذیب ۴۰۸/۱۲
- ۴۔ الاصابۃ ۲۹۵/۴
- ۵۔ الطبقات ۴۴۵/۸
- ۶۔ زاد المعاد ۱۸۹/۵
- ۷۔ سیر اعلام النبلاء ۴۰۲-۳۸۹/۱
- ۸۔ الاستیعاب ۲۲۶/۴
- ۹۔ العبر ۱۰۴ و ۱۰۳/۱

۱۵

اروى بنت گريز رحمى الله

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

الہی میری ماں پر رحم فرما۔

الہی میری ماں کو بخش دے۔

مسلمان و مومن خواتین

:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں :

”ام عثمانؓ، ام طلحہؓ، ام عمارؓ، ام ابی بکرؓ، ام زبیرؓ اور ام عبدالرحمان بن عوفؓ نے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔“ (۱)

☆ ان مومن اور فاضل خواتین میں سے اب ہم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت اروئی بنت کریز بن ربیعہ العبشیہ رضی اللہ عنہا تذکرہ کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

☆ اس کی والدہ ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کی پھوپھی تھی۔ اس کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کی جڑواں بہن تھی۔ بہر حال اس میں تو کسی کو بھی کوئی اختلاف نہیں کہ یہ عبدالمطلب کے بیٹوں عبداللہ ابوطالب اور زبیر کی حقیقی بہن تھی۔ (۲)

☆ منبع جود و سخا خلیفہ راشد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں تو ہم سب جانتے ہیں۔ لیکن جس گود میں اس نے پرورش پائی۔ جس مدرسے میں تربیت حاصل کی اور فضائل و شمائل کا اکتساب کیا اس کے بارے میں بہت کم معلومات ہیں۔ زیادہ تر لوگ تفصیلات سے آگاہ نہیں ہیں۔ ان کی والدہ ماجدہ اروئی تھیں اب ہم اللہ کے حکم سے حسب استطاعت ان کے بارے میں معلومات آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(۱) اسد الغابہ ۳۹۱/۵

(۲) الاستیعاب ۲۲۲/۴

بابرکت نومولود:

ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب کریم بن ربیعہ کی بیوی تھی جس نے عامرؓ
اروئیؓ طلحہؓ اور ام طلحہؓ کو جنم دیا۔

ام حکیم بیان کرتی ہیں کہ جب اس نے اپنی بیٹی اروئیؓ کو جنم دیا کچھ دیر پہلے
اس نے خواب دیکھا کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا۔

ایک عظیم سردار پختہ عزائم والا بردبارؓ خوب رو اپنا دفاع کرنے والا شاعر۔
جو دوسخا کاؤنی اور معزز فرد ام حکیم کے پیٹ میں ہے۔

☆ اروئیؓ نے عثمانؓ بن عفانؓ کو جنم دیا وہ واقعی بردبار اور عظیم المرتبت سردار تھا۔

مقسم خوب رو کو کہتے ہیں۔ اور یہ عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ تھے یہ اپنے زمانے
کے سب سے زیادہ خوبصورت تھے اسے اس کے انتہائی حسن و جمال کی وجہ سے
مطرف کہا جاتا تھا۔ اور دفاع کرنے والا شاعرؓ ولید بن عقبہ بن ابی معیط تھا۔

☆ جب اروئیؓ جواں ہوئی تو اس کے ساتھ عفان بن ابی العاصؓ نے شادی کی جس
سے حضرت عثمانؓ اور آمنہؓ پیدا ہوئے۔ عفانؓ کی وفات کے بعد عقبہ بن ابی
معیط نے اس سے شادی کی جس سے ولیدؓ عمارۃؓ خالدؓ ام کلثومؓ ام حکیم اور ہندا
پیدا ہوئے۔ (۱)

☆ تاریخی واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اروئیؓ جو دوسخا اور مہمان نوازی کے
حوالے سے بہت مشہور و معروف تھی۔

☆ حافظ ابن حجر نے الاصابۃ میں مرزبانی کے حوالے سے معجم الشعراء کے ضمن میں
ذکر کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عفعال بن قیس بن عاصمؓ التمیمیؓ المہقریؓ مکہ معظمہ
آیا حضرت عثمانؓ رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرا اور جاتے وقت یہ اشعار کہے۔

خَلَفُ عَلَى اِزْوٰى سَلَامًا فَاِنَّمَا

جِزَاءُ الشَّوٰى اِنْ يُعِفَّ وَ يَحْمَدَا

سَلَامًا اَتٰى مِنْ وَاَمِيقٍ غَيْرِ عَاشِقٍ

اَرَادَ رَحِيْلًا مَّا اَعَفَّ وَ اَمَجَدَا

اروئی کے لیے سلام چھوڑ جاؤ اس کے ہاں ٹھہرنے کا بدلہ یہ ہے کہ اس کی پاکدامنی بیان کرے اور تعریف کرے۔

یہ سلام ایک قدردان کی طرف سے ہے نہ کہ کسی عاشق کی طرف سے جس نے کوچ کا ارادہ کیا کس قدر وہ پاکدامن اور بزرگ تر تھا۔

مطلع نور اور اسلام اروی:

جب اسلام کی صبح طلوع ہوئی۔ آغاز میں ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔ والدہ کو اس کے اسلام قبول کرنے کا پتہ چل گیا لیکن اس کے دل کو اس کا اسلام قبول کرنا ناگوار نہ گذرا۔ بلکہ اس کا دل نبی کریم ﷺ اور دین حنیف کی نصرت کے لیے مائل ہوا۔ اس نے ایسا جرات مندانہ موقف اختیار کیا کہ تاریخ دنگ رہ گئی۔

ابن اثیر رقم طراز ہیں کہ عقبہ بن ابی معیط نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شکایت اس کی والدہ کو کی کہ تیرا بیٹا عثمان حضرت محمد ﷺ کی مدد کرتا ہے۔ اسے اپنے بیٹے کا یہ کردار ناگوار نہ گذرا۔ بلکہ شکایت سن کر اس نے یہ کہا بھلا ہم سے زیادہ ان کے قریب کون ہے؟ ہمارے مال اور ہماری جانیں حضرت محمد ﷺ پر قربان۔

اس والہانہ محبت اور خوش آئند ایثار کی وجہ سے اروئی کے دل میں اسلام قبول کرنے کا شوق پیدا ہوا جس طرح اس کے بیٹے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دل میں شوق پیدا ہوا تھا۔ بالآخر اس نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اس نے اپنی بیٹی ام کلثوم بنت عقبہ (۱) کے ساتھ مدینہ منورہ ہجرت کی اور رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک

(۱) ام کلثوم بنت عقبہ کی سیرت اسی کتاب ”صحابیات طیبات“ میں موجود ہے۔

پر بیعت کی ان کے اسلام لانے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت زیادہ خوش ہوئے۔

جہانِ خواتین میں نادر مرتبہ:

اردوئی رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ ﷺ کی صحابیات میں بڑا بلند مقام و مرتبہ ملا، ہر طرف سے برکات اس کے دامن میں سمیٹنے لگیں۔ اسے قابل رشک عزت و تکریم میسر آئی یہ فضل و شرف ان کے لیے بہت کافی تھا کہ وہ ذوالنورین جیسے عظیم صحابی کی ماں تھی جو ذوالہجرتین تھا اور اسے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے کی سعادت حاصل تھی۔ اور وہ دو پاکیزہ و طاہرہ بیٹیوں کا شوہر تھا اس طرح کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیوں رقیہؓ اور ام کلثومؓ سے شادی کی تھی۔ تاریخ انسانیت میں حضرت عثمان کے علاوہ کوئی اور ایسا شخص دیکھا ہی نہیں دیتا جسے نبی کی دو بیٹیوں سے شادی کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ہو۔

حضرت اردوئی کو دنیا بھر میں اعلیٰ ارفع اور معزز دو بہنوں کی خوش دامن بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ یہ عظمت اور یہ شرف کیا کم ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے۔ اسے عطا کر دیتا ہے۔

الہی میری ماں کو بخش دیے:

مکی اور مدنی دور کے تمام حادثات کی حضرت اردوئی بنتِ گریز رضی اللہ عنہا چشم دید گواہ ہیں اس نے طویل عمر پائی سر کے بال سفید ہو گئے۔ ہڈیاں کمزور ہو گئیں۔ اور اس نے اپنے بیٹے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

علامہ محمد بن سعد نے عبد اللہ بن حنظلہ بن راہب کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ کے جنازے میں شریک ہوئے۔ ہم نے اسے جنت البقیع میں دفن کیا۔ واپس لوٹے لوگوں نے مسجد میں شریک ہوئے۔ ہم نے اسے جنت البقیع میں دفن کیا۔ واپس لوٹے لوگوں نے مسجد میں نماز پڑھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اکیلے مسجد میں نماز پڑھی میں نے بھی ان کے پہلو میں نماز ادا کی میں نے ساوہ سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے۔

”الہی میری ماں پر رحم فرما، الہی میری ماں کو بخش دے۔“

اور یہ واقعہ ان کی خلافت میں پیش آیا۔^(۱)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ جب حضرت ارواى فوت ہوئیں تو اس کی عمر نوے سال تھی۔ اس کا فرزند ارجمند اس کی قبر پر کھڑا ہو کر دعا کیا کرتا تھا۔

اس طرح جلیل القدر صحابیہ حضرت ارواى رضی اللہ عنہا آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کے سرور کے ساتھ اپنے رب کی طرف کوچ کر گئی۔ اس کے بیٹے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس کے حق میں دعا کی وجہ سے اس کا عمل ان شاء اللہ منقطع نہیں ہوگا۔ اور اس کا تذکرہ قیامت تک ماحول کو معطر کرتا رہے گا۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

وَإِذَا الْكَرِيمُ مَضَىٰ وَوَلَّىٰ عَمْرُهُ

كَفَلَ الثَّنَاءُ لَهُ يَعْمُرُ ثَان

جب شریف انسان چلا جاتا ہے اور اپنی عمر سے پیٹھ پھیر لیتا ہے۔ تو اس کی تعریف اس کی دوسری عمر کی ضامن بن جاتی ہے۔

حضرت ارواى بنت كرز رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۹۱/۵

۱۔ اسد الغابۃ

۲۲۲/۴

۲۔ الاصابۃ

صفحہ ۳۳۵

۳۔ المنمق فی اخبار قریش

۱۴۲/۱۱

۴۔ تہذیب التہذیب

۲۲۹/۸

۵۔ الطبقات



۱۶

ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا

ایک مومنہ مجاہدہ جو خواتین کی بیعت کے وقت حاضر ہوئی جو ازواج
مطہرات سے پیار کرنے والی تھی اور جسے حدیث نبوی کی راوی ہونے
کا شرف حاصل ہوا۔

فضل و شرف کے میدان میں

- ☆ ہماری آج کی مہمان عالم فاضل صحابیات اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جنگوں میں حصہ لینے والی غازی صحابیات میں سے ہیں۔
- ☆ یہ ان خواتین میں سے ہے جنہوں نے جہادِ روایت حدیث فقہ و علم اور بہترین کارناموں کی بدولت تاریخ پر گہرے اثرات مرتب کیے۔
- ☆ ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا اپنی کنیت سے مشہور ہوئی۔
- ☆ اس کا نام نسبیۃ بنت حارث الانصاریہ رضی اللہ عنہا تھا^(۱) یہ نامور صحابیات رضی اللہ عنہن میں سے تھی۔
- ☆ القاموس المحیط میں مذکور ہے چار صحابیات کا نام نسبیۃ تھا۔ دو کونون کے فتح کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔ ان میں سے ایک نسبیۃ بنت کعب تھی جس کی کنیت ام عمارہ تھی۔ اور دوسری کا نام نسبیۃ بنت سماک تھا۔ اور دو کونون کے ضم کے ساتھ پکارا جاتا تھا ان میں سے ایک نسبیۃ بنت نیار اور دوسری نسبیۃ بنت الحارث تھی اور اس کی کنیت ام عطیہ تھی اور اسی بہادر خاتون کا تذکرہ آج ہمارا موضوع ہے۔
- ☆ نسبیۃ لغت میں شریف الطبع اور مشہور و معروف حسب و نسب والی خاتون کو کہتے ہیں۔
- ☆ جملہ صحابیات میں صرف یہی ایک خاتون ہے جس کا نام نسبیۃ اور کنیت ام عطیہ ہے۔
- ☆ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے انصاری خواتین کے ہمراہ پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور انصاری خواتین کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کی بیعت کی تھی۔
- اب ہم اس مشہور و معروف بیعت کا تذکرہ کرتے ہیں۔

(۱) اسد الغابہ ۶۰۳/۵ تہذیب الاسماء واللغات ۲/۳۶۴ تہذیب التہذیب ۱۲/۴۵۵۔

ام عطیہ اور خواتین کی بیعت:

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو مردوں نے اسلام قبول کرتے ہوئے آپ کے دست مبارک پر بیعت کی اس موقع پر خواتین نے بھی حاضر ہو کر کہا: یا رسول اللہ ﷺ مردوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ ہم بھی بیعت کرنے کا شرف حاصل کرنا چاہتی ہیں۔ آپ نے ان سے بیعت لے لی آپ نے خواتین کی بیعت پر خاص کر یہ اعتراف کرایا کہ کوئی خاتون اپنے کسی عزیز کی وفات پر نوحہ نہ کرے گی نہ اپنا چہرہ پیٹے گی نہ اپنا گریبان پھاڑے گی نہ واویلا کرے گی نہ اپنے بال کھلا رہے گی نہ بے ہودہ گوئی کریں گی۔ رسول اللہ ﷺ ہر ایک خاتون سے انہی باتوں پر بیعت لیا کرتے تھے۔

☆ ام عطیہ رضی اللہ عنہا بھی ان خواتین میں سے تھی جو بیعت کے لیے حاضر ہوئی تھیں۔ وہ بیعت کی تفصیلات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے۔ انصاری خواتین ایک گھر میں جمع ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر سلام کیا، سب خواتین نے سلام کا جواب دیا۔ انہوں نے فرمایا: معزز خواتین میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد بن کر حاضر ہوا ہوں۔

ہم نے جوابا کہا: ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ کے قاصد کو خوش آمدید کہتی ہیں۔ پھر انہوں نے کہا: ان شرائط پر آپ سب خواتین رسول اللہ ﷺ کی بیعت کریں گی۔

☆ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔

☆ تم چوری نہیں کرو گی۔

☆ تم زنا کا ارتکاب نہیں کر گی۔

- ☆ تم اپنے بچوں کو قتل نہیں کرو گی۔
- ☆ تم کسی پر بہتان تراشی نہیں کرو گی۔
- ☆ تم معروف کاموں میں نافرمانی نہیں کرو گی۔
- ہم نے بیک زبان ہو کر کہا بالکل ٹھیک۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دروازے کے باہر سے ہی اپنا ہاتھ پھیلا یا اور خواتین نے دروازے کے اندر ہی اپنے ہاتھ پھیلا دیئے۔ حضرت عمرؓ نے کہا:
 اُلبی گواہ رہنا۔

ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بہتان کے بارے میں اور معروف کاموں میں معصیت کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا
 اس سے مراد میت پر نوحہ کرنا ہے۔^(۱)

☆ خواتین کی یہ بیعت تمام مومن عورتوں کی گردن کا طوق بن گئی۔ اب اس کا
 اطلاق دنیا بھر کی تمام مسلمان خواتین پر ہوتا ہے۔

یہ اعمال ان کے دین کے ارکان اور ایمان کے ستون بن گئے۔ ان اعمال کو
 وفاداری کے ساتھ سرانجام دینا خواتین کے لیے خوبی کا باعث ہو گا۔ اس سے ان کے
 دل کو تسلی، راحت اور سکون میسر آئے گا۔ اور ان کے دل ٹھنڈے ہوں گے اور خاص
 طور پر جب انہیں یہ پتہ چل جائے گا۔ وفا اور صبر کا صلہ ایسی جنت کی صورت میں ملے
 گا۔ جس کی وسعت ارض و سما کے برابر ہو گی۔

اب اس سے زیادہ بھی کوئی انعام کسی کو مل سکتا ہے؟

ام عطیہ کے جہاد کے درخشاں پہلو:

میدان جنگ میں تلواروں کے سائے تلے حضرت ام عطیہ غازی لشکر کے ہمراہ

رواں دواں ہے مجاہدین کو پانی پلاتی ہے۔ ان کے زخموں کا علاج کرتی ہے۔ خون بند کرنے کے لیے مرہم پٹی کرتی ہے۔ ان کے لیے کھانا تیار کرتی ہے۔

☆ صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حضرت ام سلیم اور دیگر انصاری خواتین جنگ میں حصہ لیتیں مجاہدین کو پانی پلاتیں اور زخموں کا علاج کرتیں۔ (۱)

☆ علاج معالجے اور مجاہدین کو کھانا پانی پہنچانے کی خاطر رسول اللہ ﷺ نے خواتین سے خدمت لینے کی اجازت دی ہے۔ حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کی بعض ازواج مطہراتؓ نے چند غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ شریک ہو کر یہ خدمات سر انجام دینے کا فریضہ ادا کیا جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے غزوہ احد اور غزوہ بنی مصطلق میں شرکت کی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا غزوہ خیبر اور فتح مکہ میں شریک ہوئیں۔

☆ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ اکثر و بیشتر جنگوں میں شریک ہوئیں۔ مسلم شریف میں مذکور ہے حضرت ام عطیہؓ اپنے بارے میں بیان کرتی ہیں۔ کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سات جنگوں میں شرکت کی۔ میں ان کے لیے کھانا تیار کرتی، زخموں کا علاج کرتی اور بیماروں کی تیمارداری کرتی۔ غزوہ خیبر میں (۲) حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ان بیس خواتین میں شامل تھیں۔ جنہوں نے جہاد کا ثواب حاصل کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کا ساتھ دیا۔

وہ اپنے مقام پر پہنچ گیا:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے ازواج مطہراتؓ کے ساتھ بہت اچھے تعلقات

(۱) رواہ مسلم و ابوداؤد و الترمذی.

(۲) المغازی ۲/۶۷۵، الطبقات ۸/۵۰۶، السیرۃ النبویہ ۲/۳۴۲.

تھے۔ خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تو بہت ہی خوشگوار روابط تھے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی رضا حاصل کرنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تحائف دیا کرتی تھیں۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے؟

عائشہ نے کہا صرف ام عطیہ کی طرف سے آیا ہوا بکری کا وہ گوشت ہے جو اسے بطور صدقہ دیا گیا تھا رسول اللہ نے فرمایا وہ اپنے مقام پر پہنچ گیا۔ (۱)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا بڑی ذہین و فطین تھیں۔ اسے خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے ہاں کیا مرتبہ و مقام ہے۔ اور آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کس قدر چاہتے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی سب صحابہ کرامؓ خوب اچھی طرح جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ جس دن نبی کریم ﷺ کے رہنے کی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ہوتی تو صحابہ کرامؓ آپ کی خدمت اقدس میں زیادہ تحائف پیش کیا کرتے تھے۔

دختران نبی کے ساتھ:

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے روابط رسول اللہ ﷺ کی بیٹیوں کے ساتھ کیسے تھے؟ ذرا ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب کو غسل دیا جب کہ وہ ۸ ہجری کے آغاز میں فوت ہوئیں۔

فرماتی ہیں جب زینب رضی اللہ عنہا دختر رسول اللہ ﷺ فوت ہوئیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کے جسم کو طاق مرتبہ یعنی تین یا پانچ دفعہ دھونا۔ اور آخری دفعہ پانی میں کافور کی آمیزش کر لینا جب تم غسل دے لو تو مجھے بتانا۔ جب ہم نے اس کی میت کو

غسل دے دیا تو آپ ﷺ نے ہمیں اپنا تہبند دیا اور فرمایا: یہ اس پر لپیٹ دو۔ (۱)
☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پہلے نبی کریم ﷺ کی بیٹی ام کلثوم کو بھی غسل دیا تھا۔ (۲)

حضرت ام عطیہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اجر و ثواب کی نیت سے غسل دیا کرتی تھیں۔

فقہیہ، حافظہ:

جب انصاری خواتین کا حفظ کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے تو ام عطیہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں شمار کی جاتی ہیں۔ جنہوں نے خوب اچھا نام پایا۔

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے چالیس احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا، جن میں سے چھ پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے۔ ایک ایک حدیث میں دونوں منفرد ہیں۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مروی احادیث سنن اربعہ میں مذکور ہیں۔
حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی اور اس طرح جلیل القدر تابعین میں سے حفصہ بنت سیرین، اس کے بھائی محمد بن سیرین، عبدالملک بن عمیر، علی بن اقر شراحیل اور بعض دیگر تابعین نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ (۳)

☆ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فقیہہ صحابہؓ میں سے تھی۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہمیں جنازے میں شریک ہونے سے منع کر دیا گیا لیکن اس سلسلے میں ہم پر زیادہ زور نہیں دیا گیا۔

(۱) رواہ الستة. مؤطا مالک فی الجنائز.

(۲) سنن ابن ماجہ ۱۴۵۸، تاریخ الطبری ۱۹۲/۲، الاصابہ ۴/۶۶.

(۳) سیر اعلام النبلاء ۳۱۸/۲، تہذیب التہذیب ۲/۵۵۵.

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث حدیث کی چھ کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔ اس کی مرویات میں سے بخاری مسلم میں ایک یہ روایت منقول ہے۔

لَا تَحُدُّ الْمَرْءُ عَلَى مَيْتٍ فَوْقَ ثَلَاثَةِ إِلَّا عَلَى زَوْجِ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ وَ
عَشْرًا وَلَا تَلْبَسُ مَضْبُوعًا إِلَّا ثَوْبَ عَضْبٍ وَلَا تَكْتَحِلُ وَلَا تَمَسُّ
طَبِيئًا إِلَّا إِذَا طَهَّرْتَ نُبْدَةً مِنْ قِسْطٍ أَوْ أَظْفَارٍ

ام عطية الوداع:

ابن عبد البر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا اہل بصرہ سے شمار کی جاتی تھیں۔ جلیل القدر تابعیہ حضرت حفصہ بنت سیرین بیان کرتی ہیں۔ کہ حضرت ام عطیہ بصرہ تشریف لائیں اور وہ بنو حلف کے محل میں فروکش ہوئیں۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ کو چھوڑ دیا تھا اور اپنی عمر کے آخری ایام میں بصرہ میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ اور وہاں تمام صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ میں اسے عزت، احترام اور تکریم کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی اس کی بہت تکریم کیا کرتے تھے۔ (۱)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا فہم حدیث اور روایت حدیث کے حوالے سے بہت مشہور و معروف تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی بیٹی کے غسل کے بارے میں ان کی شہادت اور روایت کو مضبوط خیال کیا جاتا ہے۔ غسل میت کے حوالے سے ان سے مروی حدیث کو اصل حیثیت حاصل ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ صحاح میں روایت ہے بصرہ میں مقیم صحابہ کرامؓ کی جماعت اور تابعینؓ عظامؓ ان کے پاس آتے اور غسل میت کے بارے میں ان سے دریافت کرتے۔

☆ رسول اللہ ﷺ کے برتنوں کے دھونے کے بارے میں حضرت ام عطیہ سے مشہور مروی حدیث صحیح بخاری میں مذکور ہے۔

مشہور تابعی محمد بن سیرین اور علماء و فقہاء ان سے مسائل دریافت کیا کرتے

تھے۔ (۱)

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے ۷۰ ہجری (۲) تک اپنی زندگی جہاد علم، روایت حدیث، فقہ اور خیر و بھلائی کے کاموں میں بسر کی۔

☆ حضرت ام عطیہ الانصاریہ سے اللہ راضی ہوا اس کی دعاؤں کو شرف قبول بخشا اور اسے نعمتوں بھری جنتوں میں داخل کیا۔

حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۶۰۳/۵	۱۔ اسد الغابۃ
۳۶۴/۲	۲۔ تہذیب الاسماء و اللغات
۴۵۵/۱۲	۳۔ تہذیب التہذیب
۳۷۲، ۳۷۱/۱	۴۔ حیاۃ الصحابۃ
۳۴۴/۴	۵۔ التاج الجامع للاصول
۴۵۵/۸	۶۔ الطبقات
۶۸۵/۲	۷۔ المغازی
۴۵۶/۸	۸۔ الطبقات
۳۴۲/۲	۹۔ السیرۃ النبویۃ
۷۷۰/۲	۱۰۔ السیرۃ الحلبیۃ
۴۵۵/۴	۱۱۔ الاصابۃ
۵۲۰/۲	۱۲۔ تاریخ اسلام ذہبی
۳۱۸/۲	۱۳۔ سیر اعلام النبلاء

(۱) الاصابۃ ۴/۵۵۵۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ۲/۳۱۸۔

حضرت امیمہ بنت صبیح رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الہی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت نصیب فرما۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الہی اپنے بندے یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اپنا محبوب بنا لے اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کی نگاہوں میں محترم بنا دے۔ اور مومنوں کی محبت ان کے دلوں میں ڈال دے۔“

سید الحفظ کی والدہ

کریم الصفات صحابیہ کے آنگن میں ہم چند خوشگوار لمحات گزارتے ہیں۔
اس صحابیہؓ نے ایک حیرت انگیز حافظے والے شخص کو جنم دیا، بلکہ اس کا انوکھا حافظہ
معجزات نبوت میں سے ہے۔

☆ کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ یہ بیدار مغز اور عجیب و غریب حافظہ رکھنے والا شخص
کون ہے۔ یہ امام فقیہ، مجتہد اور حافظ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ابو ہریرہؓ دوسی
یمانی ہے صحابہ کرامؓ میں اسے سید الحفظ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

یہ تمام صحابہ کرامؓ میں نبی کریم ﷺ سے کثیر تعداد میں حدیث روایت کرنے کے
لحاظ سے سب سے بڑھ کر تھے ان سے مروی احادیث کی تعداد پانچ ہزار تین سو چتر ہے۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ کو اپنے زمانے میں
سب سے زیادہ احادیث حفظ کرنے اور روایت کرنے کا شرف حاصل ہے۔^(۱)

☆ حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ نے یتیمی کی حالت میں پرورش پائی۔ جب باپ فوت ہوا
اس وقت ابھی یہ بچے ہی تھے یہ اپنی والدہ کی گود میں پروان چڑھے۔ جس کی
سیرت بیان کرنے کی اب ہم سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس کا نام امیرہ
بنت صبیح بن حارث تھا۔^(۲) جو اپنی کنیت ام ابی ہریرہ سے مشہور و معروف ہوئی۔
☆ خواتین اسلام میں اس خاتون کو بہت شہرت ملی۔ اور اس دن سے تو اس کی

(۱) تہذیب الاسماء واللغات ۲/۲۷۰، البدایہ والنہایہ ۸/۱۱۰۔

(۲) الاصابہ ۴/۲۳۵۔

شہرت کو چار چاند لگ گئے جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت سے اسلام قبول کر لیا۔

اللہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا کر دیے:

باوثوق تاریخی حوالے اس بات کی طرف غمازی کرتے ہیں کہ ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ۷ ہجری کو اس وقت حاضر ہوئے جب آپ فتح خیبر سے فارغ ہوئے ہی تھے۔

اس نے دلی رغبت اور شوق سے اسلام قبول کر لیا۔ اور اس نے اللہ کا شکر ادا کیا جس نے تاریکیوں سے نور کی طرف نکالا۔ اور پتھروں اور بتوں کی پوجا پاٹ سے ایک اللہ غالب کی عبادت کی طرف راہنمائی کی۔

حضرت ابوہریرہؓ اپنے شعور و احساسات کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دوران سفر میں نے یہ کہا۔

يا ليلة من طولها و عنائها

على انها من دارة الكفر نجت

اے رات تو اپنی طوالت اور مشقت کے باوجود کفر کے گھر سے نجات پا گئی۔

فرماتے ہیں کہ میرا ایک غلام بھاگ گیا تھا جب میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر لی تو اچانک وہ بھی سامنے آ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”اے ابوہریرہؓ یہ تیرا غلام ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ تعالیٰ کی

رضا کے لیے آزاد ہے۔ (۱)

☆ جب سے حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت

(۱) رواہ البخاری فی العتق، و احمد ۲/۲۸۶، الحلیہ ۱/۲۷۹، الطبقات ۴/۳۲۶۔

کی وہ آپ کے ساتھ رہنے لگے سفر و حضر میں کبھی آپ سے جدا نہ ہوئے رسول اللہ ﷺ سے حدیث سن کر اسے یاد کرنے کا ان کو بہت شوق تھا۔

☆ جب سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تھا ان کے سامنے ایک بڑی مشکل درپیش تھی جس سے اس کی نیند جاتی رہی یہ ان کی زندگی کی سب سے بڑی مصیبت تھی اور وہ مصیبت یا مشکل یہ تھی کہ اس کی والدہ نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا اور وہ اس وقت مومنات کے جھنڈے تلے آنے سے گریزاں تھی وہ ایک عرصے تک شرک پر قائم رہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کے اسلام قبول کرنے کی شدید خواہش تھی۔ لیکن وہ جب بھی اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے تو وہ غیظ و غضب میں اس کو ڈانٹ ڈپٹ پلاتی ہوئی اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیتی۔

وہ اسی پر اکتفا نہ کرتی بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسی باتیں کرتی جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر ناگوار گذرتیں۔ لیکن وہ اس کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں پر امید تھے ایک روز وہ حبیب کبریاء رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے حزن و ملال اور غم و اندوہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی والدہ کے اسلام قبول نہ کرنے کا شکوہ کرنے لگے۔

جس کے نتیجے میں ان کے نصیب میں ایک ایسی دعا آئی جس سے اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سرور حاصل ہوا اب ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان ذرا غور سے سنتے ہیں۔

امام مسلم نے ابو کثیر یزید بن عبد الرحمن اور اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ فرماتے ہیں:

”میں اپنی ماں کو جب کہ وہ شرک میں مبتلا تھی۔ دعوت دیا کرتا تھا ایک روز میں نے اسے دعوت دی تو اس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کچھ ایسی

باتیں کیں جو مجھے بہت ناگوار گذریں، میں روتا ہوا رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی والدہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں وہ انکار کر دیتی ہے۔ میں نے آج پھر اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو اس نے آپ کے بارے میں ایسی باتیں کیں جو مجھے ناگوار گذریں، اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ میری والدہ کو ہدایت نصیب فرمادے، رسول اللہ ﷺ نے دعا کی:

”الہی! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت عطا کر دے۔“

میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی خوشخبری دینے کے لیے روانہ ہوا جب میں گھر کے دروازے پر پہنچا۔ تو اندر سے دروازہ بند تھا۔ جب میری والدہ نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو اس نے مجھے آواز دیتے ہوئے کہا:

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ذرا ٹھہرو میں نے پانی کی چھنچھناٹ سنی۔“

☆ کہتے ہیں کہ والدہ نے غسل کیا پکڑے زیب تن کیے اور جلدی سے اپنا دوپٹہ لیا اور دروازہ کھول دیا اور کہا: اے ابو ہریرہؓ سنو:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

”میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔“

☆ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا تو خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری والدہ کو ہدایت نصیب فرمادی ہے۔ آپ نے یہ سن کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی۔ (۱)

(۱) صحیح مسلم ۱۶۵/۷ و ۱۶۶، البدایہ والنہایہ ۱۰۸/۸، اسد الغابہ ۶۲۵/۵

سیر اعلام النبلاء ۵۹۳/۲، الاصابہ ۲۰۴/۴

اہل ایمان کے دو پسندیدہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اپنی والدہ کے مسلمان ہونے پر آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور سارا غم جاتا رہا۔ ماں کے ایمان لانے سے اس کا دل خوش ہو گیا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں مزید درخواست کی کہ میرے اور میری والدہ کے حق میں یہ دعا کریں کہ ہم دونوں اہل ایمان کی نظر میں پسندیدہ شخصیت متصور ہوں۔ اس سلسلے میں بخاری شریف میں مذکور ہے کہ ابو ہریرہ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کی نظر میں ہمیں اور ہماری نظر میں انہیں پسندیدہ بنا دے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ هَذَا يَعْنِي ابا هريرة و اُمّه الى عِبَادِكَ
الْمُؤْمِنِينَ و حَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِينَ.

”اللہ تو اپنے اس بندے یعنی ابو ہریرہ اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کا پسندیدہ بنا دے اور مومنوں کو ان کا پسندیدہ بنا دے۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ اس دعا کا یہ اثر ہوا۔ کہ جو مومن بھی میرے اور میری والدہ کے بارے میں سنتایا ہمیں دیکھتا تو ہم سے بہت زیادہ چاہتے پیار اور محبت کا سلوک کرتا۔ (۱)

☆ یہ حدیث شریف بھی دلائل النبوة میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمام لوگوں کے محبوب نظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ان کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچا دیا ان سے مروی یہ حدیث جس میں امام کے خطبہ کے دوران خاموش رہنے کا ذکر ہے۔ جو تمام احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے۔ لوگوں کے دلوں میں حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل و کرم ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے اپنے فضل و کرم سے نوازتا ہے۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

وَإِذَا أَحَبَّ اللَّهُ يَوْمًا عَبْدَهُ

أَلْقَى عَلَيْهِ مُحَبَّةً لِلنَّاسِ

جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔

ابن امیمہ

حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا کا ان کے بیٹے کے دل میں بہت احترام تھا۔ بیٹا تمام احوال و افعال کی نسبت اپنی والدہ کی طرف کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا۔ بیٹا اپنی والدہ کا بہت احترام کیا کرتا تھا اور اس کی خدمت بجالانے میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھتا۔ وہ اکثر کہا کرتا تھا، اگر حج جہاد اور ماں کی خدمت کا فریضہ پیش نظر نہ ہوتا تو میں غلامی کی حالت میں مرنا پسند کرتا۔

☆ حضرت ابو ہریرہؓ کے اپنی ماں پر فخر کرنے کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے جسے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے: کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز اسے اپنے پاس بلایا تاکہ اسے کسی علاقے کا گورنر مقرر کر دیں لیکن انہوں نے گورنر بننے سے انکار کر دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حکومتی ذمے داری کو نا پسند کرتے ہو۔ حالانکہ اس کا مطالبہ اس شخص نے کیا تھا جو آپ سے کہیں بہتر تھا؟
پوچھا وہ کون؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا حضرت یوسف علیہ السلام۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یوسف علیہ السلام خود بھی نبی تھے اور نبی بن نبی کے بیٹے تھے۔ اور میں ابو ہریرہ بن امیمہ ہوں۔

میں تین اور دو چیزوں سے ڈرتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ سیدھا پانچ کیوں نہیں کہہ دیتے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا: مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں کوئی بات بغیر علم کے کہوں، کوئی فیصلہ بغیر بردباری سے کروں، یا میری پیٹھ پر مارا جائے۔ یا میرا مال چھین لیا جائے اور یا میری عزت کو گالی کا نشانہ بنایا جائے۔^(۱)

اس کا جود و سخا:

جود و سخا کے حوالے سے حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا بڑی مشہور و معروف تھیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے کھانے سے مہمانوں کی تواضع کیا کرتے تھے حمید بن مالک بن عثیم روایت کرتے ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں وادی عقیق میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ کہ کچھ لوگ ان سے ملنے آئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: امی جان کے پاس جاؤ، انہیں کہنا کہ آپ کا بیٹا سلام عرض کرتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ ہمیں کچھ کھانے کے لیے عنایت فرمائیں۔ راوی کہتا ہے کہ اماں جان نے پلیٹ میں تین نکلیاں اور کچھ نمک اور زیتون رکھ دیا رکھ کر میرے سر پر رکھ دیا، میں کھانے کا یہ سامان لے کر ان کے پاس آیا۔ اور ان کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے اللہ اکبر کہتے ہوئے یہ دعائیہ کلمات کہے:

الحمد لله الذي اشبعنا من الخبز.

شکر ہے اس اللہ کا جس نے روٹی سے ہمارا پیٹ بھر دیا۔

اب اس کے بعد کھجور اور پانی چلے گا۔^(۲)

(۱) اسد الغابہ ۴۰۵/۵، البدایہ والنہایہ ۱۱۴/۸ و ۱۱۵، سیر اعلام النبلاء ۶۱۲/۱

الاصابہ ۲۰۷/۴

(۲) سیر اعلام النبلاء ۶۱۰/۲

☆ اس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ جو دو کرم کی برتری میں سبقت لے گئی۔ اور اس عمدہ ترجیحی خوبیوں کی بنا پر نامور خاتون ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے بارے میں جو تاریخی معلومات ہم تک پہنچی ہیں ان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس نے بڑی لمبی عمر گزاری خلافت راشدہ کا پورا دور اس کی نگاہوں کے سامنے گذرا۔ لیکن ہم اس کی تاریخ وفات بتانے سے قاصر ہیں البتہ یہ بات واضح ہے کہ اس کی وفات مدینہ منورہ میں ہوئی۔

☆ ہم اس عظیم المرتبت خاتون کو الوداع کہتے ہوئے اس دعا کا تذکرہ کرنا اپنے لیے سعادت کا باعث سمجھتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماں اور بیٹے کے حق میں مشترکہ طور پر کی تھی۔ آپ بھی میرے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو دہرائیں:

اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ هَذَا وَاُمَّهُ اِلَى عِبَادِكَ الْمُؤْمِنِيْنَ و
حَبِّبْ اِلَيْهِمُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

”الہی تو اپنے اس بندے اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کی نظر میں محبوب بنا دے اور مومنوں کو ان کی نظر میں محبوب بنا دے۔“

الہی گواہ رہنا ہم دونوں سے محبت کرتے ہیں اور ان سے بھی محبت کرتے ہیں جو ان دونوں سے محبت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہوا اور ان دونوں کو خوش کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہؓ سے راضی ہوا۔

الحمد لله رب العالمين.

حضرت امیمہ بنت فصیح رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۲۷۰/۲
- ۲۔ البداية و النهاية ۱۱۰/۸
- ۳۔ الاصابة ۲۳۵/۴
- ۴۔ الحلیة ۳۷۹/۱
- ۵۔ الطبقات ۳۲۶/۴
- ۶۔ صفة الصفوة ۶۱۶/۱
- ۷۔ سیر اعلام النبلاء ۵۹۳/۲
- ۸۔ تاریخ اسلام ۳۵۱/۴
- ۹۔ اسد الغابة ۴۰۵/۵



۱۸

اسماء بنت عمر والانصارية رضى الله عنها

رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور ایک دوسری خاتون کے بارے میں ارشاد فرمایا:

”میں نے ان دونوں کی بیعت انہی اصولوں پر لی جن پر تمہاری بیعت لی البتہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔“

دو تاریخی عورتیں

جب بھی بیعت عقبہ کا تذکرہ کیا جاتا ہے تو ذہن فوراً ان کی طرف پلٹتا ہے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر ہر سرخ و سیاہ دشمن کے ساتھ نبرد آزما ہونے اور حق کی مدد کرنے کی بنیاد پر بیعت کی۔

مؤرخین کے کہنے کے مطابق یہ بہتر افراد تھے جن میں دو عورتیں تھیں اور باقی سب مرد تھے تاریخ کے حافظے نے دونوں کے نام اور کنیت کو یاد رکھا ہے۔ اور وہ دو عورتیں یہ تھیں:

۱۔ نسیمہ بنت کعب بن عوف، ام عمارہ الانصاریہ رضى الله عنها

۲۔ اسماء بنت عمرو بن عدی، ام منیع الانصاریہ رضى الله عنها (۱)

☆ اب ہماری گفتگو کا موضوع اسماء ام منیع السلمیہ کے حالات زندگی بیان کرنا ہوگا جو انصاری خواتین میں ایک بلند مرتبہ اور صاحب رائے خاتون تھی۔ بہت سے لوگ اس خاتون کی سیرت سے نا آشنا ہیں۔ لیکن ہم ان کی سیرت کے بعض پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں۔ تاکہ ان کی زندگی کے یہ درخشاں پہلو ہم جان سکیں۔

☆ جب رسول اللہ ﷺ کے سفیر حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے مدینہ منورہ تشریف آوری پر ابھی اسلام کی صبح طلوع ہوئی ہی تھی کہ ام منیع نے اپنے خاوند کے ہمراہ اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی۔

☆ ام منیع اپنے خاوند کے ہمراہ موسم حج میں مکہ کی طرف روانہ ہوئی۔ وہ اس وقت حالت حمل میں تھی اس کے دل میں مکہ معظمہ پہنچ کر نبی کریم ﷺ کی زیارت کرنے کا شوق فزوں تر تھا۔ جو اسے حمل کی تکالیف پر بھی غالب محسوس ہوتا تھا۔
ہوا یہ کہ بیعت عقبہ کی رات اس نے اپنے بیٹے شباب بن خدیج کو جنم دیا۔^(۱)

بیعت عقبہ کی رات:

ام منیع کی مدینہ منورہ میں کوئی زیادہ لمبی چوڑی شہرت نہیں تھی۔ اس کے نام کو تو بیعت عقبہ کی شب چار چاند لگے رسول اقدس ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کے کارنامے سے اس کا نام خواتین میں سرفہرست آ گیا۔

☆ حج کی ادائیگی کے بعد اس مبارک رات میں رسول اللہ ﷺ نے مکہ سے منیٰ کی طرف جانے والے راستے کے ایک پہاڑی درے میں انصار سے خفیہ ملاقات کا اہتمام کیا رات کی تاریکی میں انصار وہاں پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ بھی وہاں تشریف لے گئے۔

کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ ہمارا وفد ۳۷ مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل تھا۔ ان میں سے ایک ام عمار نسیمیہ بنت کعب بن مسینہ تھی جس کا تعلق قبیلہ بنو حازن بن نجار سے تھا اور دوسری ام منیع اسماء بنت عمرو تھی جس کا تعلق قبیلہ بنو سلمہ سے تھا، ہم ایک درے میں اکٹھے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے۔

☆ رسول اللہ ﷺ اس پہاڑی مقام پر انصار سے ملے آپ کے ہمراہ آپ کے چچا عباس بن عبدالمطلب تھے۔ وہ اس وقت اپنی قوم کے دین پر قائم تھے ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مجلس میں سبھی افراد خاموش تھے عباس بن عبدالمطلب نے انصار کے کندھوں پر پڑنے والی ذمہ داریوں کا احساس دلاتے ہوئے گفتگو

کا آغاز کیا۔ اور کہا جیسا کہ تم جانتے ہو حضرت محمد ﷺ ہم میں سے ہیں ہم نے اپنی قوم کے ان افراد سے ان کی حفاظت کر رکھی ہے جو ان کے سخت مخالف ہیں اس اعتبار سے یہ اپنے شہر میں باعزت اور محفوظ ہیں۔ اب وہ آپ کی طرف مائل دیکھائی دیتے ہیں اور آپ کے ساتھ مل جانا چاہتے ہیں اگر تم ان کے مخالفین سے ٹکر لے سکتے ہو۔ ان کے دفاع کا پوری وفاداری کے ساتھ حوصلہ رکھتے ہو۔ تو چشم مارو سن دل ماشاد بڑی خوشی سے انہیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دو لیکن اگر تم نے ان کو وہاں لے جا کر بے یار و مددگار چھوڑنا ہے انہیں کسی کے سپرد کرنا ہے۔ تو ابھی سے انہیں چھوڑ دو انہیں یہیں رہنے دو یہ اپنی قوم اور شہر میں باعزت اور محفوظ ہیں۔

انصار بولے جو آپ نے فرمایا ہم نے سن لیا۔ یا رسول اللہ ﷺ اب آپ وہ فیصلہ صادر فرمائیں جو آپ کو دلی طور پر پسند ہو اور جس کا آپ کو آپ کے رب نے حکم دیا ہو۔ (۱)

میں نے ان دونوں سے بیعت لے لی:

جب عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے انصار سے نبی کریم ﷺ کے بارے پختہ عہد لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی ان سے عہد لیا تو گفتگو فرمائی قرآن حکیم کی تلاوت کی اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اسلام قبول کرنے کی ترغیب دلائی پھر آپ نے ارشاد فرمایا:

ابا یعمکم علی ان تمنعون منہ نساء کم و ابناء کم۔
 ”میں تم سے اس بنیاد پر بیعت لیتا ہوں کہ تم میرا اسی طرح دفاع کرو گے جس طرح اپنی عورتوں اور بیٹوں کا دفاع کرتے ہو۔“

☆ براء بن معرور نے اس رات اس جگہ کو مقام محمود جانتے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ پر بھرپور اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے آپ کا مبارک ہاتھ پکڑا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اس ذات کی قسم کھاتے ہوئے جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی صدق دل سے بیعت کرتے ہیں۔ بخدا ہم آپ کی اس طرح حفاظت کریں گے جس طرح ہم اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری بیعت کو قبول فرمائیجئے، ہم جنگجو مسلح لوگ ہیں۔ جنگوں میں حصہ لینا باپ دادا سے ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ پھر انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور آپ سے یہ وعدہ لیا کہ آپ ہمیں چھوڑ کر واپس اپنی قوم کی طرف نہیں آئیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے آپ سے وعدہ کیا اور اس کا ایفاء کیا آپ تو بہترین وفا کرنے والے ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

انا منکم و انتم منی احارب من حاربتم و اسالم من سالمتم.
 ”میں تمہارا ہوں تم میرے ہو میری ان سے لڑائی جن سے تمہاری لڑائی اور میری ان سے صلح جن سے تمہاری صلح“۔^(۱)

مردوں نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور عورتوں نے بھی لیکن ان دو صحابی عورتوں نے کس طرح بیعت کی آئیے دیکھتے ہیں۔

☆ ام عمارہ نسیمیہ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے بیعت کی تفصیلات بیان کرتی ہیں۔
 بیعت عقبہ کے موقع پر مردوں نے تو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں اپنے ہاتھ دے کر بیعت کا اعزاز کیا۔ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ

پکڑے ہوئے تھے۔ جب کہ میں اور ام منیع رضی اللہ عنہا باقی رہ گئیں میرے خاوند غزیتہ بن عمرو نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ دو خواتین بھی ہمارے ساتھ آپ کی بیعت کرنے کی غرض سے آئی ہیں۔

رسول اللہ نے فرمایا: جن نکات پر میں نے تمہاری بیعت کی انہیں نکات پر ان عورتوں کی بیعت بھی قبول کی البتہ میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔^(۱)

ام منیع اور غزوہ خیبر:

رسول اللہ ﷺ نے انصار سے عہد لیا کہ جس طرح اپنی عزتوں کا دفاع کرتے ہیں اسی طرح آپ کا دفاع کریں گے۔ اور آپ نے ان سے یہ اقرار کیا کہ جب حالات سازگار ہو جائیں گے فتح حاصل ہو جائے گی تو آپ انصار کو چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف نہیں جائیں گے انصار کے مرد و زن نے اس عہد کو پوری وفاداری سے نبھایا۔ ام منیع نے بھی اپنے خاوند اور قوم کے شانہ بشانہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیے گئے عہد کا ایفاء کیا۔ رسول اللہ ﷺ جب حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو یہ خاتون آپ کے ساتھ تھیں۔^(۲) اسی طرح غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں اس غزوے میں بیس خواتین رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھیں، ان میں صفیہ بنت عبدالمطلب، ام سلیم، ام عطیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا^(۳) بھی تھیں نبی کریم ﷺ نے ان خواتین کو مال غنیمت سے حصہ دیا۔ اس موقع پر ام منیع^(۴) نے بھی اپنا حصہ وصول کیا۔

☆ حضرت ام منیع رضی اللہ عنہا نے بیعت کی خوب حفاظت کی اللہ و رسول سے کیے گئے

(۱) الطبقات (۱۱/۸) الاصابہ (۲۷۷/۴) اس کی اصل صحیح مسلم میں ہے۔

(۲) المغازی (۵۷۲/۲)

(۳) السیرۃ الحلیہ (۷۷۰/۲)

(۴) الطبقات (۴۰۸/۸)

وعدے کو دل و جان سے پورا کیا۔

☆ غزوہ خیبر کے بعد اس عظیم المرتبت خاتون کے حالات زندگی کس طرح گزرے تاریخ اس بارے میں خاموش دیکھائی دیتی ہے۔ حضرت ام مینع رضی اللہ عنہا کے زندگی کے آخری ایام کی تفصیلات ہمارے علم میں نہیں آ سکیں۔ البتہ یہ بات برحق ہے۔ کہ یہ بیعت کرنے والے سعادت مندوں کے ساتھ جنت الفردوس میں جا بسیں۔

اللہ ان سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

اسماء بنت عمرو الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۲۳۳/۴

۱۔ الاستیعاب

۶۲۲/۵

۲۔ اسد الغابۃ

۲۵۰، ۲۴۹/۱

۳۔ انساب الاشراف

۴۲۲، ۴۲۱/۱

۴۔ السیرۃ النبویۃ

۱۴۹، ۱۴۸/۱

۵۔ الاصابۃ

۱۷۶/۲

۶۔ السیرۃ الحلبیۃ

۱۱/۸

۷۔ الطبقات

۵۷۴/۲

۸۔ المغازی

۱۰۳/۳

۹۔ تہذیب الاسماء و اللغات



۱۹

ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے سائز والا کالے رنگ کا پھولدار ونی ریشمی
 کپڑا لایا گیا آپ ﷺ نے فرمایا:
 تمہاری نظر میں کون مستحق ہے کہ میں اسے یہ کپڑا پہنا دوں۔
 لوگ خاموش رہے آپ ﷺ نے فرمایا:
 ام خالد کو میرے پاس لاؤ اسے لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اسے پہننے کے لیے
 وہ کپڑا عطا کیا اور فرمایا:
 اسے خوب پہنو اور مزید کی امید رکھو۔

کریم الصفات نومولود

آج جس عظیم المرتبت، کریم الصفات قریشی، اموی اور مکی خاتون کا تذکرہ کرنے لگیں ہیں اس کا نام امتہ ہے کیا تم اس نام کو جانتے ہو؟
☆ یہ ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص ہے^(۱) اس کا نام امتہ ہے لیکن اپنی کنیت ام خالد سے مشہور و معروف ہوئی۔ آئیے اس کے روشن تابندہ و پائندہ واقعات سے روشناس ہوں۔

☆ اس کا باپ ایک جلیل القدر صحابی اور دائرہ اسلام میں داخل ہونے میں سبقت لے جانے والا تھا۔ اس کا نام خالد بن سعید بن عاص تھا۔ پہلے اس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینے کی طرف اور وہ ایک خدا ترس، تقویٰ شعار اور شہادت کے مرتبے پر فائز ہونے والا تھا۔

☆ اس کی والدہ ایک جلیل القدر صحابیہ امیمہ بنت خلف الخزاعیہ تھی اسے صحابیات میں بلند مرتبہ حاصل تھا۔ اور وہ اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں سے تھی۔

☆ اس کے چچا عمرو بن سعید بن عاص دو ہجرتوں کا اعزاز حاصل کرنے والے تھے اس نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینے کی طرف وہ بھی اسلام میں سبقت لے جانے والوں میں سے تھے۔ اس نے جنگ یرموک میں شہادت پائی۔

☆ اس کا بھائی خالد بن سعید بھی ایک معزز صحابی تھا۔

☆ اس کا خاوند ایک سردار، جرنیل، حواری رسول، جنت کی بشارت پانے والا مشہور و معروف صحابی زبیر بن عوام تھا۔

(۱) اسد الغابہ (۴۰۱/۵) سیر اعلام النبلاء (۴۷۰/۳) تہذیب التہذیب (۴۰۰/۱۲)

- ☆ اس کی خوش دامن رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تھی۔
- ☆ ام خالد سرزمین حبشہ میں پیدا ہوئی۔ اسلامی ماحول میں آنکھ کھولی اور مومن و مہاجر ماں باپ کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھی۔
- ☆ ام خالد نے بچپن سے ہی اللہ تعالیٰ اور رسول اقدس ﷺ کی محبت کے ماحول میں پرورش پائی۔

اس کے والدین اکثر و بیشتر اس کے سامنے نبی کریم ﷺ کی وہ قدرو منزلت بیان کیا کرتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدس کتاب قرآن حکیم میں بیان کی۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُفٌ رَحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

”مومنوں کے ساتھ شفقت اور رحم دلی سے پیش آنے والے“۔

الوداع اور ملاقات:

ام خالد بیان کرتی ہیں کہ اس نے تقریباً دس سال کا عرصہ حبشہ میں گزارا۔ پھر دو کشتیوں پر سوار مہاجرین کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائیں۔ سرزمین حبشہ سے الوداع ہوتے وقت نجاشی نے مسلمانوں سے کہا کہ میرا نبی کریم ﷺ کو سلام کہنا ام خالد اس منظر کا تذکرہ کچھ اس انداز میں فرماتی ہیں:

جس دن ہم دو کشتی والوں کے ہمراہ سوئے مدینہ روانہ ہونے لگے تو میں نے حبشہ کے حکمران نجاشی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

کہ تم سب رسول اللہ ﷺ سے میرا سلام کہنا!

ام خالد فرماتی ہیں کہ میں بھی ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نجاشی کا سلام پیش کیا تھا۔^(۱)

☆ مہاجرین کی آمد اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملاقات ۷ ہجری کو خیبر میں ہوئی تھی۔ آپ نے انہیں بھی غنائم میں سے حصہ دیا تھا، پھر یہ سب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔

☆ ام خالد رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ میں رہتے ہوئے صحابیات میں بلند مقام حاصل کیا اور ایسے تمام کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جن کی اسلام نے عورت کو اجازت دی تھی۔

ام خالد کو میرے پاس لاؤ:

ام خالد کو رسول اللہ ﷺ کے ہاں بڑا بلند اور قابل رشک مقام حاصل تھا۔ آپ اس کے ساتھ بڑی شفقت سے پیش آتے اور اس کے والدین کے مقام و مرتبہ اور سبقت اسلام کی خوبی و امتیاز کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے۔^{۲۱} لیے خاص طور پر انہیں تحائف عنایت کیا کرتے تھے۔

ام خالد بیان کرتی ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے پاس چھوٹے ساز اور کالے رنگ کا پھولدار اونی ریشمی کپڑا لایا گیا۔ آپ نے فرمایا:

تمہاری نظر میں کون مستحق ہے جسے یہ کپڑا پہنا دوں۔
فرماتی ہیں کہ قوم خاموش رہی۔

آپ نے فرمایا ام خالد کو میرے پاس لاؤ۔

مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے وہ کپڑا مجھے پہننے کے لیے عطا کرتے ہوئے فرمایا:

اسے خوب پہنو اور مزید کی امید رکھو۔

آپ نے یہ جملہ دو یا تین مرتبہ دہرایا۔

آپ نے کپڑے کے زرد اور سرخ پھولوں کو دیکھتے ہوئے فرمایا: اے ام

خالد بہت خوب بہت عمدہ کپڑا ہے۔^(۱)

حبشہ کی زبان میں لفظ السنا اچھا اور عمدہ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔
علامہ السہیلی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ام خالد حبشی زبان جانتی تھی اس لیے کہ وہ حبشہ میں پیدا ہوئی تھی۔

☆ ام خالد نے زندگی بھر نبوی تحفے کو محفوظ رکھا اور اس پر خوشی اور فخر کا اظہار کرتی رہیں۔ اور جو خواتین زیارت کے لیے آتیں انہیں دیکھاتی کہ یہ دیکھو میرے پاس میرے آقا کا تحفہ ہے۔

ام خالد کا حسن اخلاق:

ام خالد رضی اللہ عنہا کے حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ولادت سے وفات تک حسن اخلاق کا پیکر رہی۔ انہیں خوبیوں کی وجہ سے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی جس سے عمر و اور خالد پیدا ہوئے۔
اس کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اسے حدیث رسولؐ روایت کرنے کا شرف حاصل تھا۔

اس نے نبی کریم ﷺ سے سات احادیث روایت کیں جس میں سے دو احادیث بخاری شریف میں مروی ہیں اور باقی ابوداؤد اور نسائی میں مذکور ہیں۔
☆ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے سعید بن عمرو اور عقبہ کے دونوں بیٹوں موسیٰ اور ابراہیم نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور ان کے علاوہ چند دیگر راویوں نے بھی حدیث روایت کی۔

ام خالد رضی اللہ عنہا کی مرویات میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے جسے بخاری نے کتاب الجنائز میں موسیٰ بن عقبہ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں

نے ام خالد سے سنا وہ کہتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ عذاب قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

ام خالد اور سنہری واقعات:

ام خالد رضی اللہ عنہا کی طرف سے حالات و واقعات اور سیرت نبوی کے حوالے سے مفید معلومات بہم پہنچانے کے سلسلے میں جدوجہد بڑی قابل قدر ہے۔

انہوں نے طلوع اسلام کے موقع پر پیش آنے والے غزوات اور اہم ترین تاریخی واقعات بیان کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

ام خالد رضی اللہ عنہا نے حبشے کے مہاجرین اور باشندوں کے بارے میں بڑی قیمتی معلومات تاریخی کتابوں کو مہیا کی ہیں۔ اپنے والد محترم کے بارے میں فرماتی ہیں۔ میرے ابا جان کا اسلام قبول کرنے کے حوالے سے پانچواں نمبر ہے۔ انہوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں دس سال سے کچھ اوپر رہائش پذیر رہے۔ میں وہیں پیدا ہوئی۔^(۱)

اس نے اپنے والد محترم کا امتیاز بیان کرتے ہوئے کہا: کہ میرے ابا جان نے سب سے پہلے بسم اللہ الرحمن الرحیم کے الفاظ تحریر کیے۔

☆ حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ کے دلفریب ایمانی تیر نما خیالات جو اس کی دختر ام خالد رضی اللہ عنہا کے ترکش میں تھے۔ ان کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کی بعثت سے پہلے میرے ابا جان ایک رات سوئے ہوئے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مکہ میں اتنا گھپ اندھیرہ چھایا ہوا ہے کہ کوئی اپنی ہتھیلی بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اسی دوران ہرز مزم سے ایک روشنی نکلتی ہے۔ اور آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے۔ جس سے بیت اللہ کی

فضا روشن ہو جاتی ہے۔ اور پھر پوری وادی مکہ جگمگا اٹھتی ہے۔ پھر وہ روشنی مدینے کا رخ کرتی ہے۔ جس سے مدینہ چمک اٹھتا ہے یہاں تک کہ میں نخلستان مدینہ میں واضح طور پر کھجوروں کو دیکھتا ہوں پھر میری آنکھ کھل گئی۔ میں نے اپنے بھائی عمرو بن سعید کو خواب بتائی۔ وہ بڑا دانشمند تھا۔ اس نے کہا بھائی جان یہ واقعہ بنو عبدالمطلب میں پیش آئے گا کیا آپ نے یہ روشنی ان کے آباؤ اجداد کے کنوئیں سے نکلتے ہوئے نہیں دیکھی ہے۔

پھر خالدؓ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد آپ کی خدمت میں اپنی یہ خواب پیش کی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: خالد بخدا وہ روشنی میں ہی ہوں۔ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر آپ نے اس کے سامنے اپنی بعثت کا مقصد بیان کیا تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کر لیا۔^(۱)

☆ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا اپنے چچا عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ کے پرکشش حالات زندگی بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

”سرزمین حبشہ میں ہمارے پاس میرے چچا عمرو بن سعید تشریف لائے۔ میرے ابا جان دو سال سے وہاں حبشہ میں مقیم تھے۔ اور وہ اس وقت تک مقیم رہے جب تک مہاجرین حبشہ دو کشتیوں پر سوار ہو کر سوئے مدینہ روانہ نہیں ہوئے تھے۔ سب مہاجرین ۷ ہجری کو خیبر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عمرو بن سعیدؓ فتح مکہ، غزوہ حنین، غزوہ طائف اور تبوک میں شریک ہوئے۔“

جب مسلمان شام کی طرف روانہ ہوئے۔ تو یہ بھی ان میں شامل تھے انہوں نے جنگ اجنادین میں جام شہادت نوش کیا۔^(۲)

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۶۰) تاریخ اسلام (۳/۹۱) الاصابہ (۱/۴۰۶)

(۲) الطبقات (۴/۱۰۱)

قبول ہونے والی دعا:

ام خالد رضی اللہ عنہا کی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوئے۔ جب کہ آپ نے اس کے حق میں یہ دعا کی تھی:

”یہ کپڑا خوب پہناؤ اور مزید کی امید رکھو“۔

اس دعا میں لمبی عمر پانے کی طرف ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے۔

اس کے حق میں نبی کریم ﷺ کی یہ دعا قبول ہوئی، امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جنتی عمر اس کو ملی کسی اور خاتون کے نصیب میں نہ آئی۔^(۱)

علامہ ذہبی فرماتے ہیں میرے خیال میں تمام صحابیات کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد یہ فوت ہوئیں۔ یہ صحابی رسول سہل بن سعد کے دور حیات تک زندہ رہیں۔^(۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں مؤرخین کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے وہ صحابی ہیں جو تمام صحابہؓ کے بعد فوت ہوئے۔

ایک دوسری جگہ امام ذہبی کہتے ہیں۔ کہ ام خالد رضی اللہ عنہا تقریباً ۹۰ ہجری تک زندہ رہیں۔

☆ طرح حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا نے بڑی لمبی عمر پائی اور زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ قیمتی تحفہ گلے میں لگائے رکھا اور اسے ہمیشہ یاد کرتی رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے رب سے جا ملیں۔

اللہ ام خالد بنت خالد سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اللہ نے اسے دائمی نعمتوں والی جنتوں میں سبز رنگ کے ریشمی لباس پہنا دیئے۔

سبحان الله و بحمده سبحان الله العظيم.

(۱) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۰۰)

(۲) سہل بن سعد نے ۹۱ ہجری میں وفات پائی۔

حضرت ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ اسد الغابۃ ۴۰۱/۵
- ۲۔ سیر اعلام النبلاء ۴۷۰/۳
- ۳۔ تہذیب التہذیب ۴۰۰/۱۲
- ۴۔ الطبقات ۲۳۴/۸
- ۵۔ الاصابۃ ۲۳۲/۴
- ۶۔ تاریخ اسلام ۹۱/۳
- ۷۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۲۳۸/۱
- ۸۔ الاعلام زر کلی ۲۱۰/۳



۲۰

الصعبة بنت الحزرمى رضى اللہ عنہا

ابوسفیان کی بیوی اور طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ۔ جب خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا گیا تو اس نے اپنے بیٹے طلحہ سے کہا: عثمانؓ کا بڑا سخت محاصرہ کیا گیا ہے۔ آپ بات کریں اور اس محاصرے کو توڑنے کی جدوجہد کریں۔

حضرموت سے مکہ تک

کیا تم اس قریشی تمیمی نوجوان کو جانتے ہو جو ان خوش نصیبوں میں سے ایک ہے جنہیں جنت کی بشارت دی گئی۔ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

من أراد ان ينظر الى شهيد يمشی على رجليه فينظر الى طلحة بن عبيد الله.

”جو یہ چاہتا ہے کہ ایک ایسے شہید کو دیکھے جو زمین پر چلتا پھرتا ہے تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے۔“

☆ اب ہم حضرت طلحہ کی والدہ ماجدہ الصعۃ بنت الحضرمی^(۱) کی سیرت سے بیان کرتے ہیں۔ ان کی حیات طیبہ کا تعارف حاصل کرنے سے پہلے۔ ہم ایک نگاہ اس کے خاندان اور والد کے نام پر ڈالتے ہیں۔

☆ حضرمی حضرموت کی طرف نسبت ہے اور یہ یمن کا مشہور و معروف شہر ہے۔ الحضرمی سے مراد عبد اللہ بن عماد ہے^(۲) جو حضرموت سے نقل مکانی کر کے مکہ معظمہ میں آ کر آباد ہو گیا تھا۔

☆ مکہ معظمہ میں یہ بنو امیہ کی زیر کفالت آئے۔ وہاں ابوسفیان کے والد حرب بن امیہ کے حلیف بنے، عبد اللہ الحضرمی کے تین بیٹے تھے۔ ایک العلاء بن الحضرمی

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۸۹) الاصابہ (۴/۳۳۷)

(۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۱/۲۵۲)

یہ مشہور و معروف صحابی ہوئے۔ دوسرے عامر بن الحضرمیؓ یہ جنگ بدر میں حالت کفر میں قتل ہوا۔ عمرو بن الحضرمیؓ یہ مشرکین کے پہلے مقتول ٹھہرے۔ اور اس کا مال سب سے پہلے مسلمانوں کو بطور غنیمت ملا۔ اس کا قتل معرکہ بدر بپا ہونے کے اسباب سے ایک بنیادی سبب ٹھہرا۔ ہماری آج کی مہمان ان کی ہمیشہ الصعۃ بنت الحضرمیؓ ہے جو ام طلحہؓ کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔

الصعۃ اور ابوسفیان:

الصعۃ ابوسفیان کے حوالہ عقد میں آئی جب کہ ہند بنت عتبہ اس کی سوکن تھی الصعۃ حسین و جمیل تھی۔ اسی لیے ابوسفیان کی بیوی ہند حسد کے مارے ابوسفیان کو مجبور کرنے لگی کہ وہ اسے طلاق دے دے۔ وہ اس کے لیے کوشاں رہی یہاں تک کہ اس نے اسے طلاق دے کر علیحدہ کر دیا۔ الصعۃ کے حالات زندگی سے یہ اشارہ ملتا ہے۔ کہ ابوسفیان کو اسے علیحدہ کرنے پر بڑی شرمندگی تھی۔ وہ اپنے غم کا اظہار ان اشعار میں کرتا ہے۔

انی و صعبۃ فیما یری

بعیدان و الودود قریب

فان لم یکن نسب ثاقب

فعند الفتاة جمال و طیب

فیالقضی الافاعجوا

فللو بر صار الغزال الریب

میں اور صعبہ دیکھنے میں دور ہیں۔

لیکن محبت ہمیں ایک دوسرے کے قریب رکھے ہوئے ہے۔

اگرچہ خاندان کوئی زیادہ مشہور نہیں۔

البتہ دوشیزہ کے پاس حسن و جمال اور خوشبو تو ہے۔

ہائے دوری خبردار تم اس بات پہ تعجب کرو۔

ایک پالتو ہرن بلی کی مانند ہو جاتا ہے۔

طلاق کے بعد عبید اللہ بن عثمان التیمی نے الصعبة سے شادی کی جس سے طلحہ اور اس کے بھائی پیدا ہوئے۔^(۱)

طلحہ کے سبب اسے شہرت کے چار چاند لگ گئے اور عالی مقام صحابیات میں اس کا شمار ہونے لگا۔

ظلمات سے نور کی طرف:

طلحہ کو دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے حوالے سے سبقت حاصل ہے۔ اور یہ لشکر اسلام کے ابتدائی سپاہیوں میں سے ہیں۔ جب کہ اس کی والدہ کو اسلام کے پہلے قافلے میں شریک ہونے کا شرف حاصل نہ ہو سکا۔ اس نے کئی سال بت پرستی اور شرک کی تاریکی میں گزاری دیئے۔ وہ اپنے بیٹے کو اس نور سے ہٹا کر پھر ظلمت کدہ شرک میں لانے کے لیے ہر ممکن ذریعہ استعمال کرتی رہی۔ لیکن وہ اپنے اس منصوبے میں کامیاب نہ ہو سکی۔

☆ حضرت طلحہ اور اہل ایمان کی جماعت حق و ہدایت کے متلاشی تھے۔ اور اللہ تعالیٰ پر ایمان مطلق کے قائل تھے۔ اس عظیم مقصد کے راستے میں وہ پہاڑوں کی طرح ثابت قدم رہے۔

☆ صعبة اپنے بیٹے پر ڈھائے جانے والے ظلم و ستم اور اذیت ناک سزا کو ثابت قدمی سے جھیلے ہوئے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئی۔ شاید ابتداء میں ماں کی مامتا میں کوئی جنبش پیدا نہ ہو سکی۔ کیونکہ وہ اسے ہمیشہ ڈانٹ پلاتی، سخت لہجے سے بات کرتی اور غضب آلود گفتگو کرتی، امام بخاری نے اپنی تاریخ کی کتاب میں

(۱) عیون الاحسن (۴: ۱۰۱) البرہان (۳: ۲۹) اسد الغابہ (۴: ۷)

مسعود بن حراش کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم صفامروہ کے درمیان طواف کر رہے تھے بہت سے لوگ ایک نوجوان کے پیچھے پڑے ہوئے تھے جس کے ہاتھ گردن سے بندھے ہوئے تھے۔

میں نے کہا یہ نوجوان کون ہے؟

لوگوں نے بتایا یہ طلحہ بن عبید اللہ ہے جو بے دین ہو چکا ہے اور اس کے پیچھے ایک خاتون غصے سے اسے گالیاں دے رہی تھی۔

میں نے پوچھا یہ خاتون کون ہے؟

لوگوں نے بتایا یہ الصعبة بنت الحضرى اس کی ماں ہے۔^(۱)

☆ الصعبة بنت الحضرى کی زندگی اس صورت پر برقرار نہ رہی، بلکہ اس کے دل میں ایمان کا بیج اُگ آیا۔ اس کے اعضاء میں ہدایت اترنے لگی۔ وہ حق کی طرف مائل ہوئی۔ خیر و بھلائی کو اس نے قبول کر لیا۔ اور مومنات کی صفوں میں مل گئی۔ اور اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ جب مدینے کی طرف ہجرت کا آغاز ہوا اس نے بھی اللہ کی راہ میں مہاجر بن کر روانہ ہونے کو ترجیح دی۔ اور اس کا نام مہاجرات کی فہرست میں لکھ دیا گیا۔

ایمان کی نعمت:

متعدد سیرت نگاروں نے یہ تذکرہ کیا ہے کہ ام طلحہ الصعبة بنی سينا نے اسلام قبول کر لیا۔

امام نووی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:

”کہ اس نے اسلام قبول کیا اور ہجرت اختیار کی۔“^(۲)

☆ الصعبة بنی سينا کا مدینے کی طرف ہجرت کرنا اور سایہ ایمان میں آنا اس کے لیے

(۱) الاصابہ (۳/۳۹۰)

(۲) تہذیب الاسماء و النغات (۱/۲۵۲)

نہایت عمدہ اعلیٰ اور بہتر ثابت ہوا۔ مومن اس کے اسلام قبول کرنے سے بہت خوش ہوئے۔ ان سب سے زیادہ خوشی اس کے نیک دل بیٹے حضرت طلحہ کو ہوئی۔

☆ مدینہ منورہ میں رہائش کے دوران حضرت الصعۃؓ نے بہت سے حالات و واقعات کا مشاہدہ کیا۔ اور اپنے بیٹے کے عسکری کارنامے سن کر شاد کام ہوئی خاص طور پر جب اسے نبی کریم ﷺ کی جانب سے غزوہ احد میں ”طلحہ الخیر“ غزوہ ذات العشرہ میں طلحہ الفیاض اور غزوہ حنین میں طلحہ الجود کا خطاب ملا تو اس کی خوشی قابل دید تھی، کیونکہ نبی کریم ﷺ کی طرف سے طلحہؓ کو یہ تمغات اس کی حسن کارکردگی کا اعتراف کرتے ہوئے دیئے گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی تو آپ طلحہ اور ام طلحہ سے راضی تھے۔

خلفائے راشدین کے زیر سایہ:

حضرت الصعۃؓ نے خلافت راشدہ کے دور میں اپنی زندگی بسر کی وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہیں اور اپنے فرائض پوری ذمہ داری سے سرانجام دیتیں۔ حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ان کا بڑا اثر و رسوخ تھا، جب حضرت عثمانؓ کا گھیراؤ تنگ کر دیا گیا حالات نازک صورت حال اختیار کر گئے۔

امام بخاری نے اپنی کتاب ”التاریخ الصغیر“ میں عبد اللہ بن رافع اور وہ اپنی والدہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں:

”حضرت الصعۃؓ گھر سے نکلی میں نے اسے سنا وہ اپنے بیٹے سے کہہ رہی تھی۔ عثمان کا گھیراؤ تنگ کر دیا گیا ہے۔ آپ بات کریں اور آپ اس کا دفاع کریں۔“ (۱)

ابن اثیر کی ایک روایت ہے کہ آپ اس معاملے میں بات کریں تاکہ محاصرہ کرنے

والوں کو وہاں سے ہٹایا جائے۔^(۱)

☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے بڑے فرمان بردار تھے علی بن زید سے مروی بیان اس کی نیک دلی اور فرماں برداری پر دلالت کرتا ہے۔

ایک بدوی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس کی رحمدل اور شفیق ماں کا واسطہ دے کر اس نے مدد کا سوال کیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے آپ سے پہلے کسی نے مجھ سے میری والدہ کا واسطہ دے کر نہیں مانگا میرے پاس زمین کا رقبہ ہے جس کی قیمت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین لاکھ لگا دی ہے۔ اگر تم پسند کرو تو اسے اپنے قبضے میں لے لو اگر تم چاہو تو میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بیچ دوں اور اس کی قیمت تجھے دے دوں۔

بدوی نے کہا مجھے تو رقم چاہیے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے وہ زمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بیچ دی اور رقم اسے دے دی۔^(۲) حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی تعریف میں کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

عَلَيْكَ رِضَا الرَّحْمَانِ يَا طَلْحَةَ النَّدَى

وَلَا زِلْتَ بَيْنَ الْأَكْرَمِينَ إِمَامًا

اے سخی طلحہ تم رحمان کی خوشنودی کو لازم پکڑو۔

اور تم ہمیشہ معزز لوگوں کے امام ہو۔

تاریخی حوالے کی کتابیں حضرت الصعبة بنت الحزری رضی اللہ عنہا کی وفات کے بارے میں خاموش دیکھائی دیتی ہیں۔ لیکن حالات و واقعات کی روشنی میں ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں۔ کہ یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں زندہ رہیں۔

☆ حضرت ام طلحہ الصعبیہ رضی اللہ عنہا کو الوداع کہتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھتے ہیں۔

(۱) اسد الغابہ (۵/۷۹۶)

(۲) الرياض النضرہ (۴/۲۶۲)

﴿إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرَائِكِ يَنْظُرُونَ ۝ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ نَضْرَةَ النَّعِيمِ ۝ يُسْقَوْنَ مِنْ رَحِيقٍ مَخْتُومٍ ۝ خِتَامُهُ مِسْكٌ ۝ فِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾

(سورہ المطففین: ۲۲/۲۶)

”بے شک نیک لوگ بڑے مزے میں ہوں گے۔ اونچی مسندوں پر بیٹھے نظارے کر رہے ہوں گے۔ ان کے چہروں پر تم خوشحالی کی رونق محسوس کرو گے۔ ان کو نفیس ترین سر بند شراب پلائی جائے گی۔ جس پر مشک کی مہر لگی ہو گی جو لوگ دوسروں پر بازی لے جانا چاہتے ہوں۔ وہ اس چیز کو حاصل کرنے میں بازی لے جانے کی کوشش کریں۔“

حضرت ام طلحہ الصعۃ بنت الحضریؓ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ اسد الغابۃ ۴۸۹/۵
- ۲۔ الاصابۃ ۳۳۷/۴
- ۳۔ تہذیب الاسماء واللغات ۲۵۲/۱
- ۴۔ شذرات الذهب ۱۷۵/۱
- ۵۔ عیون الاخبار ۱۰۱/۴
- ۶۔ الروض الانف ۲۹/۳
- ۷۔ الاستیعاب ۱۴۷/۳
- ۸۔ اسد الغابۃ ۷/۴
- ۹۔ منح المدح صفحہ ۳۱۷
- ۱۰۔ الرياض النضرة ۲۴۵/۴
- ۱۱۔ صفة الصفوة ۳۳۶/۱

۲۱

الربیع بنت معوذ الانصاریہ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ نے الربیع رضی اللہ عنہا کو زیور یا سونا پکڑایا اور فرمایا:
”اسے پہن لو۔“

رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اس کے ہاں تشریف لے گئے اور فرمایا:
”وضوء کے لیے پانی انڈیلو۔“

پاکیزہ باپ کی پاکیزہ بیٹی

الربيع بنت معوذ بن عفراء الانصارية التجارية بنو عدی بن نجار^(۱) قبیلے سے تھی۔ اسے صحابیہ ہونے اور نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ بڑے اعلیٰ ارفع، عمدہ خاندان کی چشم و چراغ تھی۔ جس دن سے اس نے اسلام قبول کیا بلند اخلاقی میں مشہور و معروف ہوئیں۔

☆ اس کا باپ بیعت عقبہ اور غزوہ بدر میں شریک ہوا۔ اور اس نے اپنے چچا سے مل کر فرعون امت ابو جہل کو قتل کیا رسول اللہ ﷺ کی یہ دعا ان کے نصیب میں آئی، آپ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

رحم الله ابني عفراء اشتركا في قتل فرعون هذه الامة.^(۲)

”اللہ عفراء کے دونوں بیٹوں پر رحم کرے جنہوں نے اس امت کے فرعون کو قتل کرنے میں مشترکہ حصہ لیا۔“

☆ اس کی دادی عفراء بنت عبید کریم الصفات صحابیہ تھی۔ مسلم خواتین کی تاریخ میں اس کو بڑا قابل رشک مقام حاصل ہوا۔

☆ اس کی ہمیشہ فریضہ بنت معوذ رضی اللہ عنہا ایک ایسی جلیل القدر صحابیہ تھی جس کی دعاؤں کو قبولیت کا شرف حاصل تھا۔

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۵۱) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۴۳) سیر اعلام النبلاء

(۱۹۷/۳)

(۲) انساب الاشراف (۱/۲۹۹) السیرۃ النبویہ دحلان (۱/۳۸۹)

☆ الربیع نے نبی کریم ﷺ کے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لانے سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس وقت یہ ابھی نو عمر تھی جب آپ مدینہ منورہ میں حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر فروکش ہوئے بنو نجار کی بچیاں خوشی خوشی اشعار پڑھتے آپ کے استقبال کے لیے باہر نکلیں ان کی زبان پہ یہ ترانہ تھا۔

نَحْنُ جَوَارِ مِنْ بَنِي النَّجَارِ

یا حبذا محمد من جَارِ

نبی کریم ﷺ نے بچیوں سے پوچھا کیا تم دل کی گہرائیوں سے مجھے اچھا سمجھتی ہو۔

انہوں نے کہا جی ہاں!

آپ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے میں بھی دلی طور پر تمہیں اچھا سمجھتا ہوں۔ کون جانتا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ یہ الربیع بھی اس دن خیر مقدمی کلمات کہنے والی بچیوں میں شامل ہو۔

زیارت مبارکہ اور ارشاد نبوی:

☆ نبی کریم ﷺ بڑے ہی نرم دل شفقت کرنے والے تھے اپنے گرد و نواح لوگوں سے محبت کرتے اور ان کے لیے یہ محبت اور دلی تعلق پوری زندگی پر محیط ہوتا اگرچہ ان کی عمر اور مقام میں کمی بیشی ہوتی۔

☆ اس میں کوئی شک نہیں کہ انصار اور ان کی اولاد کو بڑی محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ان کا ہر طرح سے خیال رکھتے۔

ہماری آج کی مہمان حضرت الربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے ایک ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ کی نگاہ کرم میسر آئی۔ نبی کریم ﷺ اس کی شادی کے دن صبح کے وقت اس کے گھر تشریف لائے۔ اور یہ واقعہ غزوہ بدر کے بعد کا ہے۔ اور اس موقع پر نبی کریم ﷺ نے وہاں موجود تمام خواتین کو دنیا و آخرت کی بہتری کے

بارے میں راہنما اصول بیان فرمائے۔

☆ ترمذی میں خالد بن ذکوان الربیع بنت معوذہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں:

”میری شادی کے دن صبح کے وقت نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور چار پائی پر بیٹھ گئے اور بچیاں خوشی سے دف بجا رہی تھیں اور میدان بدر میں میرے شہید آباؤ اجداد کے کارنامے بیان کر رہی تھیں۔ ان بچیوں میں سے ایک نے کہا۔

”و فینا نبی یعلم ما فی غد“

”ہم میں ایک نبی ہے جو کل کی باتیں جانتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ نے اس بچی سے کہا۔ یہ بات نہ کہو البتہ تم وہی کہو جو اس سے

پہلے کہتی تھیں۔^(۱)

☆ میرادل چاہتا ہے کہ یہاں ایک اہم نکتے کی طرف اشارہ کروں، اور وہ یہ ہے۔ کہ بچیاں جنگ بدر میں شہید ہونے والے عرفاء خاندان کے افراد کی شرافت اور شجاعت جیسی خوبیوں کا تذکرہ کر رہی تھیں۔ الربیع کا والد معوذہ اور اس کا چچا عوف جنگ بدر میں شہید ہوئے۔

جب ایک بچی نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں علم غیب کا تذکرہ کیا۔ تو آپ نے اسے ایسا کہنے سے روک دیا۔ اور اس کی درست راہنمائی فرمائی۔ کیونکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کا وصف ہے۔ آپ نے بچی کو حکم دیا کہ شہداء کے محاسن اور ان کے فضائل بیان کرے۔

☆ ہم شہداء کا تذکرہ کرتے رہیں گے۔ اس مقام پر حضرت الربیع کی فضیلت کا تذکرہ

کے بغیر نہیں رہ سکتے جسے اپنے باپ کے اس کارنامے پر بڑا فخر تھا۔ جو ابو جہل کے قتل میں شریک ہوئے جب کہ ابو جہل کی ماں نے اسے ایک بڑا چیلنج کیا۔

کہتے ہیں کہ الربیع نے ابی جہل کی ماں اسماء بنت مخزومہ سے خوشبو لی اس نے اس کے خاندان کے بارے میں پوچھا تو الربیع نے بتا دیا۔ اسماء نے کہا اچھا تو اس کی بیٹی ہے جس نے اپنے آقا کو یعنی ابو جہل کو قتل کر دیا تھا، یہ سن کر الربیع نے اسے چیلنج کرتے ہوئے کہا، سنو میں اس کی بیٹی ہوں جس نے اپنے غلام کو قتل کیا۔ اس نے کہا بخدا میں تیرے ہاتھ کوئی چیز فروخت نہیں کروں گی۔ یہ سن کر الربیع نے غصے کی حالت میں کہا: میرے لیے حرام ہے کہ تیرے عطر کا ایک قطرہ بھی خریدوں مجھے تیرے عطر سے بدبو آنے لگی ہے۔^(۱)

اس کا مقام و مرتبہ:

☆ موسیٰ بن ہارون الجہال کہتے ہیں کہ الربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی صحابیہ تھی اس کا بہت بلند مرتبہ ہے۔^(۲)

☆ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا شادی کے دن اس کے گھر آنا اور چار پائی پر بیٹھنا اس کے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ بعض اوقات اس کے ہاں تشریف لا کر کھانا کھاتے اس کا تحفہ قبول کرتے اس کی عزت کرتے۔

اس حوالے سے بھی ایک دلچسپ قصہ بیان کیا جاتا ہے۔ اس معزز خاتون کے بارے میں روایت ہے۔ کہ یہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک لکڑی کی پلیٹ میں تر کھجوریں اور دوسری پلیٹ میں انگور لائی۔ نبی کریم ﷺ نے اسے زیور یا سونا پکڑایا اور

(۱) المغازی (۸۹/۱) الاستیعاب (۳۰۲/۴) سیر اعلام النبلاء (۱۹۹/۳)

(۲) الاستیعاب (۳۰۲/۴)

فرمایا اسے پہن لو اس طرح رسول اللہ ﷺ نے حضرت الربیع کو ایسے شرف و کرم سے نوازا جس میں جو دوسخا کی آمیزش تھی۔

☆ حضرت الربیع کی کتاب زندگی کے روشن صفحات میں نبی کریم ﷺ کی اس سے ایک اور ملاقات کے حالات پڑھتے ہیں، اس ملاقات میں رسول اللہ ﷺ اس کے گھر وضو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ میرے لیے پانی انڈیلو، الربیع رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے وضو کے اوصاف بیان کرنے والی صحابیہ ہیں۔ ابن ماجہ نے ان کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم توحا ثلاثا ثلاثا.

”رسول اللہ ﷺ وضو کے دوران ہر عضو تین تین مرتبہ دھوتے۔“ (۱)

انسانی محبت کے باب میں نبی کریم ﷺ سب سے بڑھ کر دوسروں کے ساتھ عزت سے پیش آنے والے تھے۔ آپ شہداء اور ان کی اولاد کو بڑی شفقت سے ملتے گا ہے بگا ہے انہیں دیکھنے کے لیے ان کے گھر تشریف لے جاتے، یہ معمول زندگی بھر رہا۔

غازیہ مجاہدہ خاتون:

حضرت الربیع نے جہاد کے اس سفر کو جاری و ساری رکھنے کا دلی طور پر فیصلہ کیا جسے اس کے باپ نے جنگ بدر میں شروع کیا تھا۔ وہ غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوتی تاکہ وہ اجر و ثواب حاصل کیا جائے جو اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کے لیے تیار کیا تھا۔

علامہ ابن کثیر اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ عظیم خاتون رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک ہو کر زخیموں کا علاج معالجہ کرتی اور انہیں پانی پلاتی۔

☆ بخاری شریف میں اس کے حوالے سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں:

”کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ غزوات میں شریک ہوتیں۔ مجاہدین کو پانی

پلاتیں اور زخمیوں اور مقتولین کو مدینہ منورہ پہنچاتیں۔“ (۱)

☆ جہاد کی مبارک گھڑیوں میں ان کی زندگی میں وہ مبارک لمحات بھی آئے ہیں۔

جن میں حضرت الربیع سعادۃ کے بلند مقام پہ دیکھائی دیتی ہیں۔ جب کہ اس

نے درخت کے نیچے بیعت رضوان کرنے کا اعزاز حاصل کیا، اللہ تعالیٰ نے

بیعت رضوان میں حصہ لینے والوں کے دلوں میں صداقت اور ایمان کی روشنی کو

جان لیا تھا اور ان پر اللہ تعالیٰ نے سکینت نازل فرمائی۔ اور اللہ ان سے اور ان

کی بیعت سے راضی ہو گیا۔ اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے

جہنم سے نجات کی بشارت پائی، آپ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا:

لا يدخل النار احد ممن بايع تحت الشجرة.

”جس نے درخت کے نیچے بیعت کی ان میں سے کوئی بھی جہنم میں داخل

نہیں ہوگا۔“ (۲)

جہاد سے روایت اور حفظ حدیث کی طرف:

حضرت الربیع رضی اللہ عنہا محض انہی خواتین میں سے نہیں تھیں جنہوں نے صرف

جہاد میں حصہ لیا۔ بلکہ یہ وہ خاتون تھی جسے علم کے ساتھ بہت محبت تھی۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بار بار جایا کرتی تھیں۔ اور ان سے

اس نے علمی خوشہ چینی کی اور حدیث رسول اللہ ﷺ کو روایت کرنے کا اعزاز حاصل

کیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے ۲۱ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ بخاری اور مسلم میں اس کی مرویات مذکور ہیں۔ ایک حدیث پر دونوں کا اتفاق

(۱) رواہ مسلم (۲۴۹۶) الطبقات (۲/۱۰۰ و ۱۰۱)

(۲) الطبقات (۸/۴۴۷) ذاد المعاد (۵/۱۹۷)

ہے۔ صحابہؓ کی جماعت نے ان سے احادیث روایت کیں۔

صحابہؓ اور تابعینؓ ان سے حدیث حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ اس کے پاس آئے اور رسول اللہ ﷺ کے وضو کے بارے میں دریافت کیا، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اس کے پاس آئے اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اس فیصلے کے بارے میں پوچھا جب اس عظیم خاتون نے اپنے شوہر سے خلع کا مطالبہ کیا تھا۔

☆ اسی طرح کبار تابعین کی کثیر تعداد نے اس سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا، اور اس سلسلے میں خالد بن ذکوان، سلیمان بن یسار، ابو عبیدہ بن عمار بن یاسر اور دیگر راویوں نے روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ مسلم شریف میں اس سے ایک روایت منقول ہے۔ فرماتی ہیں: کہ ”رسول اللہ ﷺ نے عاشوراء کی صبح کو مدینہ منورہ کے ارد گرد انصار کی بستیوں میں پیغام بھیجا۔ کہ جس نے روزہ رکھا وہ اپنا روزہ پورا کر لے اور جس نے سحری کھا کر روزہ نہیں رکھا وہ بھی اپنا باقی دن روزے کی حالت میں گزارے۔ اس کے بعد ہم خود بھی روزہ رکھتے اور اپنے چھوٹے بچوں کو بھی روزہ رکھواتے۔ ہم مسجد جاتے ان کے لیے اون کے کھلونے بناتے جب ان بچوں میں سے کوئی کھانے کے لیے روتا تو ہم انہیں کھلونوں سے بہلاتے اور انہیں کھانا افطار کے وقت ہی دیتے۔“ (۱)

اس کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کی توصیف:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے شمائل، اوصاف اور خلق عظیم کو بیان کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں کوشاں رہتے۔ حضرت ابو بکر صدیق

(۱) صحیح مسلم (۳/۱۵۲)۔ الفاظ کی کمی پیشی سے۔

ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ چاند کی مانند گول تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو پکارا ٹھتے

امین مصطفیٰ بالخیر يدعو

كضوء البدر زايله الظلام

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ چودھویں کے چاند کی مانند خیر و بھلائی کی طرف دعوت دیتے ہیں لیکن چاند کی روشنی کو تو تاریکی زائل کر دیا کرتی ہے۔

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب بھی نبی کریم ﷺ کو دیکھتے تو یہ شعر پڑھتے

لَوْ كُنْتُ مِنْ شَيْءٍ سِوَى بَشَرٍ

كُنْتُ الْمُنُورَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ^(۱)

اگر آپ انسان کے علاوہ کچھ اور ہوتے۔ تو چودھویں رات کو روشن کرنے والے ہوتے۔

☆ کریم الصفات صحابیہ الرّبع بنت معوذ نے رسول اللہ ﷺ کا وصف بیان کرنے میں کمال کر دیا۔

ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے الرّبع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہا سے کہا، مجھے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بتائیں۔ تو اس نے کہا:

يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَهُ لَرَأَيْتَ الشَّمْسَ طَالِعَةً.

”میرے بیٹے اگر آپ انہیں دیکھیں تو تجھے ایسا دیکھائی دے گا۔ جیسے سورج چمک رہا ہے۔“^(۲)

(۱) السيرة النبوه دحلان (۱۹۷/۳)

(۲) دلائل النبوة للبيهقي (۲۰۰/۱) اسد الغابہ (۴۵۲/۵)

☆ حضرت الریح بنت معوذ اللہ سے سیرت نبوی اور آغاز اسلام میں پیش آنے والے واقعات اور بعض ایسے شرعی احکام کی تفصیلات معلوم کرنے کے لیے رجوع کیا جاتا تھا جو اس نے نبی کریم ﷺ سے سن کر زبانی یاد کر لیے تھے۔

☆ تاریخی کتابوں میں ان کی وفات کے بارے میں درج ہے کہ یہ ۳۷ ہجری کو فوت ہوئیں۔^(۱) اور اس نے خواتین کی دنیا میں بڑے روشن آثار چھوڑے جو رہتی دنیا تک روشنی پھیلاتے رہیں گے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت الریح بنت معوذ اللہ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ اسد الغابۃ ۴۵۱/۵
- ۲۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۴۳/۲
- ۳۔ سیر اعلام النبلاء ۱۹۸/۳
- ۴۔ انساب الاشراف ۲۹۹/۱
- ۵۔ السیرۃ النبویۃ لدحلان ۳۸۹/۱
- ۶۔ الاستیعاب ۳۷۵/۴
- ۷۔ التاج الجامع للاصول ۳۴۴/۴
- ۸۔ صفۃ الصفوۃ ۷۱/۲
- ۹۔ الطبقات ۱۰۰/۲
- ۱۰۔ الاعلام ۱۰۸/۴
- ۱۱۔ دلائل النبوة بیہقی ۲۰۰/۱
- ۱۲۔ البدایۃ و النہایۃ ۳۲۴/۷

۲۲

الشفاء بنت عبد الله العدوية رضي الله عنها

الشفاء بنت عبد الله بیان کرتی ہیں۔ کہ
رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں حضرت حفصہ بنت عبد الله کے پاس بیٹھی
ہوئی تھی۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
تم اسے چنبل کا دم کیوں نہیں سکھلا دیتیں۔ جس طرح تو نے اسے لکھنا سکھلا دیا۔

الشفاء اور طب

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی طرف ایسی تعلیمات وحی کے ذریعے نازل کیں جو قرآنی آیات میں مذکور ہیں اور وہ تعلیمات لوگوں کی جسمانی، ذہنی اور قلبی اصلاح کی ضامن ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایسے ارشادات بیان فرمائے۔ جو قرآن حکیم کی آیات کریمہ کی وضاحت کرتے ہیں۔ اور آپ نے بعض اعمال ایسے سرانجام دیئے جن کا تعلق جسمانی صحت کے ساتھ ہے۔

☆ نبی کریم ﷺ نے اپنے ارشادات میں صحت و عافیت کی فضیلت کو واضح فرمایا۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

سلوا اللہ العافیۃ فانہ ما اوتی احد بعد یقین خیرا من معافاة۔^(۱)

”عافیت مانگو ایمان و یقین کے بعد عافیت سے بہتر کسی کو کوئی چیز نہیں دی جاتی۔“

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

ماسئل اللہ شینا احب الیہ من العافیۃ۔^(۲)

”اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا سب سے محبوب ہے۔“

ایک بدوی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میں نماز کے بعد اللہ سے کیا مانگوں

(۱) رواہ النسائی فی عمل الیوم و اللیلۃ (۸۷۹) الترمذی (۳۵۵۸) احمد (۸/۱)

(۲) للترمذی (۳۵۴۸) فی الدعوات۔

تو آپ نے فرمایا:

سل الله العافية. (۱)

تم اللہ سے عافیت مانگو۔

☆ بہت سے مسلمان اطباء اور طبيّات جنہوں نے فن طب میں شہرت پائی ان میں سے حارث بن کلدۃ ثقفی، اس کا فرزند نصر بن حارث، ابو رمتہ تمیمی کا فرزند، شمر دل بن قباب، ضامد بن ثعلبہ اور خواتین میں سے الشفاء بنت عبد اللہ القرشیہ۔ رفیدۃ اسلمیہ اور ام عطیہ الانصاریہ قابل ذکر ہیں۔

☆ اب ہم ایک ایسی با کمال صحابیہؓ کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جو ان صحابیات میں سے تھی جنہوں نے طب کے میدان میں اور خاص طور پر روحانی طب کے حوالے سے مہارت حاصل کی۔ اس صحابیہ نے دم کے حوالے سے شہرت پائی۔

یہ عظیم خاتون الشفاء بنت عبد اللہ بن عبد شمس القرشیہ امدویہ ہیں (۲) جس کی کنیت ام سلیمان ہے۔ یہ ابو حمزہ بن حذیفہ بن غانم العدوی کی بیوی تھی۔ اس نے سلیمان بن ابی حمزہ کو جنم دیا۔ سلیمان بڑا دیندار عالم فاضل تھا۔ اسلامی شخصیات میں اسے بہت بڑا مقام حاصل ہوا۔ (۳)

طب نبوی کی اجازت:

الشفاء رضی اللہ عنہا ایک جلیل القدر صحابیہ تھی۔ جو فضل و شرف، عقل و دانش کے حوالے سے مشہور و معروف ہوئی۔ بہت پہلے اس نے دیگر خواتین کے ساتھ مل کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس خاتونؓ کے لیے سعادت کے اسباب لکھ دیئے گئے تھے۔

(۱) رواہ الترمذی (۳۵۲۷) قال هذا حديث حسن

(۲) الاستيعاب (۴/۳۳۲) اسد الغابہ (۵/۴۸۶) الاصابہ (۴/۳۳۳)

(۳) الطّٰفٰت (۸/۲۶۸)

اسے ایمان قبول کرنے کے حوالے سے سبقت لے جانے کا فضل و شرف حاصل ہوا۔ جس طرح کہ اسے ہجرت میں سبقت لے جانے میں کامیابی و کامرانی حاصل ہوئی۔ یہ ان خواتین میں سے ہے جنہوں نے پہلے ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس نے دیگر خواتین کے ساتھ مل کر نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا ان قریشی خواتین میں سے ایک تھیں جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ اور وہ تعداد میں بہت کم تھیں۔ اس سبب سے وہ اپنی قوم میں شہرت کے بام عروج پر پہنچ گئیں۔ لکھنے پڑھنے کی صلاحیت نے اسے علم طب اور علم دم کے اسرار و رموز سے آگاہ ہونے میں راہنمائی کی اور اس دور میں ان دونوں علوم سے متعلق بعض معارف سے آشنا کیا۔

☆ جب اسلام نے اپنا نور پھیلایا تو رسول اللہ ﷺ نے بخار، نظر اور چنبل کی بیماری کے علاج کے لیے دم کرنے کی اجازت دے دی۔

الشفاء رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں بھی دم کیا کرتی تھیں۔ جب اس نے اسلام قبول کر لیا، نور اسلام سے آراستہ ہوئی۔ تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے عمل کو جاری رکھنے کی اجازت طلب کی۔

حافظ ابن قیمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا زمانہ جاہلیت میں چنبل کا دم کیا کرتی تھیں۔ جب وہ ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچی بیعت کا شرف تو اس نے مکے میں ہی حاصل کر لیا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں زمانہ جاہلیت میں چنبل کا دم کیا کرتی تھی، میں وہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔ پھر اس نے دم کے یہ الفاظ سناتے ہوئے کہا:

بِسْمِ اللَّهِ صَلَّتْ حَتَّى تَعُوذَ مِنْ أَفْوَاهِهَا وَلَا تُضَرُّ أَحَدًا اللَّهُمَّ

اکشف الباس رب الناس۔

وہ سات مرتبہ عود پر یہ الفاظ پڑھ کر دم کرتی۔ پھر وہ عود کسی صاف ستھرے

پتھر پر گر گئی اور اس میں سرکہ ملائی اور اس کا پھوڑے بھنسی پر لپ کر دیتی۔^(۱)
نبی کریم ﷺ سے اجازت پا کر حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے اپنے اس عمل کو جاری رکھا۔ اور وہ دیگر خواتین کو بھی اس عمل کی تعلیم دیتی۔

اس کا مقام و مرتبہ اور فضیلت:

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کو صحابیات کی دنیا میں بہت بلند مقام حاصل ہوا اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایمانی صلاحیتوں کی وجہ سے خاصی اہمیت حاصل تھی۔
سوانح نگار^(۲) اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

”حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے ہجرت سے پہلے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ ان خواتین میں سے تھیں جنہوں نے پہلے مرحلے میں ہجرت کی سعادت حاصل کی۔“

نبی کریم ﷺ کی بیعت کی حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا دانشمند اور عالم فاضل خواتین میں سے تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں تشریف لاتے اور دو پہر کو آرام فرماتے۔ اس نے آپ کے لیے بستر اور تہ بند تیار کیا تھا جس کو سوتے وقت آپ استعمال کرتے۔ بعد میں یہ دونوں چیزیں اس کے بیٹے کے پاس رہیں۔ یہاں تک کہ اس نے مروان بن حکم نے لے لیں۔

☆ الشفاء رضی اللہ عنہا کا امہات المؤمنین کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ یہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیشتر اوقات آتیں اور انہیں لکھنا سکھاتیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسے حکم دیا کہ وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو پھوڑے کا دم اور لکھنا سکھائے۔

ابوداؤد رحمہ اللہ نے الشفاء رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔ فرماتی ہیں:

دخلی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا عند حفصة

(۱) الاستیعاب (۳۳۲/۴) الاصابہ (۳۳۳/۴)

(۲) زاد المعاد (۱۸۴/۴) الاستیعاب (۳۳۳/۴)

فقال لى الاتعلمين هذه رقية النملة كما علمتها الكتابة. (۱)

☆ رسول اللہ ﷺ حضرت الشفاء بنتیؓ کی عزت کرتے اور ان کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آتے۔ آپ نے اس کے لیے مدینہ منورہ میں ایک گھر بنادیا جس میں وہ اپنے بیٹے سلیمان بن ابی حمزہ کے ساتھ رہائش پذیر ہوئی۔

فاروق اعظم کے ساتھ:

حضرت الشفاء بنتیؓ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک بڑی قابل قدر خاتون تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر اتفاق کرتے تھے۔ وہ اس کی رائے کو مقدم جانتے اسے ترجیح دیتے اور خوش رکھتے۔ اور بسا اوقات مارکیٹ کے معاملات اس کے سپرد کر دیتے۔ (۲)

☆ حضرت الشفاء بنتیؓ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بڑے خوشگوار واقعات پیش آئے جو اس کے مقام و مرتبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس خاتون کا بڑا احترام و اکرام کرتے تھے۔ جن واقعات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم کیا کرتے تھے۔

باوثوق تاریخی حوالے سے یہ معلومات ملتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

کہ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے الشفاء بنت عبد اللہ العدویہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے پاس تشریف لائیں۔ فرماتی ہیں کہ میں ان کے پاس حاضر ہوئی۔ وہاں دروازے پر عاتکہ بنت اسید بن ابی العاص رضی اللہ عنہا کو میں نے موجود پایا۔ ہم دونوں اندر گئیں۔ اور کچھ دیر آپ سے باتیں کیں، آپ نے ایک کپڑا منگوایا اور اسے دیا اور دوسرا کپڑا منگوایا جو مجھے دیا۔

(۱) سنن ابو داؤد (۳۸۸۷)

(۲) جمنہ انساب العرب (۱/۱۵۰)

فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اے عمر! میں نے اس خاتون سے پہلے اسلام قبول کیا، میں تیرے چچا کی بیٹی ہوں۔ آپ نے مجھے پیغام بھیج کر بلایا اور یہ خود ہی آپ کے پاس آئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اس کے ساتھ یہ حسن سلوک محض آپ کی وجہ سے کیا لیکن جب آپ دونوں ایک ساتھ تشریف لائیں مجھے یاد آ گیا رسول اللہ ﷺ کے زیادہ قریب تھی۔^(۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جانب سے یہ حکیمانہ برتاؤ حضرت الشفاء کے لیے رکاوٹ نہ بنا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فضل و شرف کی برملا تعریف نہ کرے۔ ایک روز اس نے چند نوجوان دیکھے جو دبے پاؤں چل رہے تھے۔ اور آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے۔

اس نے کہا یہ کیا ہے؟

لوگوں نے بتایا یہ عبادت گزار صوفی منش لوگ ہیں۔

کہنے لگیں اللہ کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بلند آواز میں گفتگو فرماتے تیز رفتاری کے ساتھ چلتے جب کسی کو سزا دیتے تو وہ تملٹا اٹھتا۔^(۲) اللہ کی قسم وہ حقیقی عبادت گزار اور اللہ لوگ تھے۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے وہ ان کے خاوند اور بیٹے کے حالات پوچھتے رہتے۔ بوقت ضرورت ان سب کی بہتر طریق سے راہنمائی کرتے حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا اپنے بارے میں بات کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

(۱) الاستیعاب (۳۵۸/۴) الاصابہ (۳۴۶/۴)

(۲) الطبقات (۲۹۰/۳) تاریخ طبری (۵۷۱/۲ و ۵۷۲)

”کہ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے گھر تشریف لائے انہوں نے دیکھا کہ میرے پاس دو شخص سوئے ہوئے تھے۔ ایک میرا خاوند تھا اور دوسرا میرا بیٹا۔ فرمایا: کیا بات ہے یہ دونوں ہمارے ساتھ نماز میں حاضر نہیں ہوئے۔ میں نے کہا امیر المومنین ان دونوں نے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھی یہ واقعہ رمضان میں پیش آیا تھا اور پھر رات بھر نوافل ادا کرتے رہے اور دونوں نے صبح کی نماز پڑھی اور سو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مجھے تو صبح کی نماز باجماعت ادا کرنا اس سے زیادہ اچھا لگتا ہے کہ ساری رات نوافل ادا کرتا رہوں اور صبح کی جماعت ہاتھ سے نکل جائے۔^(۱)

یہ انداز فکر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فقہی استعداد پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس سے یہ لطیف اشارہ بھی ملتا ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ کی سنت پر اعتماد کرتے تھے۔ اور باجماعت نماز ادا کرنے کو ترجیح دیتے تھے۔

الشفاء اور حدیث نبوی:

جلیل القدر صحابیہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اس نے نبی کریم ﷺ اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا سے ان کے بیٹے سلیمان اور آگے سلیمان کے دو بیٹوں ابوبکر اور عثمان نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اسی طرح اس کے غلام ابواسحاق اور ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی۔^(۲)

(۱) حیاة الصحابة (۳/۵۸۴)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۳۳) الاصابہ (۴/۳۳۳) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۴۸)

کہ رسول اللہ ﷺ سے افضل اعمال کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کی راہ میں جہاد اور مقبول حج۔ یہ افضل اعمال ہیں۔“ (۱)

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے پوری زندگی علم، عمل، زہد، تقویٰ اور عبادت میں مصروف رہتے ہوئے گذاردی یہاں تک کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت ۲۰ ہجری کو اپنے رب سے جا ملیں۔

اللہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا پر راضی ہو جس نے اپنی عمدہ سیرت سے ہمارے دلوں کو خوش کر دیا، ہم اس کی معطر سیرت کو سلام پیش کرتے ہوئے اسے الوداع کہتے ہیں۔

اور یہ دعا کرتے ہیں۔

اللهم اكشف الباس رب الناس.

اے لوگوں کے رب میرے اللہ بیماری کو ختم کر دے اللہ ہی کے لیے سب تعریف ہے ابتداء میں بھی اور آخر میں بھی۔

الحمد لله اولاً و آخراً

حضرت الشفاء بنت عبد اللہ العدویہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۳۲/۴

۱۔ الاستیعاب

۴۸۶/۵

۲۔ اسد الغابۃ

(۱) اسد الغابۃ (۴۸۷/۵) الاصابہ (۳۳۳/۴)

- ٣- الاصابة ٣٣٣/٤
٤- تهذيب التهذيب ٤٢٨/١٢
٥- الطبقات ٢٦٨/٨
٦- زاد المعاد ١٨٥ و ١٨٣/٤
٧- جمهرة انساب العرب ١٥٠/١
٨- تاريخ الطبري ٥٧٢، ٥٧١/٢
٩- حياة الصحابة ٥٨٤/٣



۲۳

www.KitaboSunnat.com

خولۃ بنت حکیم رضی اللہ عنہا

اس نے نبی ﷺ کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا آپ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نسبت کی۔ حدیث شریف کی راویہ ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اسے قرآن کی نص ”وَأَمْرًا مُّؤْمِنَةً“ کے مطابق مومن خاتون ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

نیک عورت

خولہ بنت حکیم بن امیہ السلمیہ حضرت عثمان بن مظعون کی رضی اللہ عنہ کی بیوی تھی اس کی کنیت ام شریک تھی۔^(۱)

☆ اس کا خاوند حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ سردار مہاجرین اور اللہ کے ان نیک دل اولیاء میں سے تھا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی زندگی میں وفات پائی اور آپ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور جسے سب سے پہلے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

☆ خولہ بنت حکیم نے مسلمانوں کی اس جماعت کے ساتھ مل کر اسلام قبول کر لیا تھا جنہوں نے ابتدائی مرحلے میں ہی اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی جب کہ ابھی اسلام کی آواز ان کے کانوں میں پڑی ہی تھی اس طرح اسے اسلام قبول کرنے میں سبقت لے جانے والی خواتین کی فہرست میں شامل ہو کر کامیاب و کامران ہونے کا اعزاز حاصل ہوا تھا۔

☆ جب سے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اسلام کی معرفت حاصل کی اور ایمان کی مٹھاس سے لطف اندوز ہوئی۔ تو نور حق سے اس کی بصیرت میں روشنی کی کرن اتر آئی۔ اسے نبی کریم ﷺ کی صحابیہ ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کی خدمت بجالاتی آپ کے بعض کاموں کی نگرانی کرتی اس طرح اس نے فضل و

(۱) الطبقات (۱۵۸/۸) الاستیعاب (۲۸۱/۴) اسد الغابہ (۴۴۴/۵) الاصابہ

شرف اور فلاح و کامیابی کا بیشتر حصہ اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ بڑی نیک اور فاضل خاتون تھی۔
جمیدی رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا ایک قول نقل کیا ہے۔
وہ فرماتے ہیں۔

”زعمت المرأة الصالحة خولة بنت حكيم رضي الله عنها امرأة عثمان بن

مظعون“ (۱)

”عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا ایک نیک صالح اور
سیادت و قیادت کے مرتبے پر فائز خاتون تھی۔“

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے حق میں نیکی کی شہادت ایک بڑی خوش آئند
شہادت ہے۔

خدمت نبی کا اہتمام:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے حیرت انگیز واقعات میں سے ایک یہ ہے۔
کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعض کام سرانجام دینے میں اس قدر اہتمام کرتی کہ آپ کا
دل خوش ہو جاتا، خاص طور پر آپ کی زوجہ مبارکہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کی خدمت
بڑے اہتمام سے کرتی کیونکہ حضرت خولہ اس کے مقام و مرتبہ فضل و شرف اور نیکی و
خوش دلی سے بہت زیادہ متاثر تھی۔

☆ جب حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں تو خولہ رضی اللہ عنہا نے یہ منظر دیکھا کہ
نبی کریم ﷺ بڑے غمگین ہیں۔ اس کی جدائی کا آپ کے دل پر بڑا ہی شدید تاثر
ہے۔ اس موقع پر اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ کے
پھرنے پر آپ بہت غمگین دیکھائی دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ بچوں

کی والدہ اور گھر کی مالکہ تھی۔

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں کے معاملات میں بڑی بصیرت حاصل تھی۔ اس نے جب یہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ اپنی رفیقہ حیات کی وفات سے بہت زیادہ غم اور تنہائی محسوس کر رہے ہیں۔ تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور پر وقار انداز میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ اگر پسند فرمائیں تو میں آپ کے نکاح کا اہتمام کروں۔

آپ نے فرمایا:

”تم خواتین اس معاملے میں بہتر کردار ادا کر سکتی ہو۔“ (۱)

اس نے سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے شادی کا اہتمام کیا۔

لیکن یہ شادی کیسے تکمیل پذیر ہوئی آئیے آئندہ سطور میں اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

مبارک شادی:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی شادی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کرنے کا جو اہتمام اور انتظام و انصرام کیا تاریخی مصادر میں اس کا تذکرہ بڑے باوثوق ذرائع سے ملتا ہے۔ اس سلسلے کی تمام روایات یوں لب کشائی کرتی ہیں۔

☆ جب ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ تو حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اور عرض گزار ہوئی۔

یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ شادی نہیں کریں گے؟ فرمایا کس سے؟

اس نے کہا آپ چاہیں تو کنواری دوشیزہ سے اور اگر چاہیں تو بیوہ سے۔

فرمایا کنواری کون ہے اور بیوہ کون؟

عرض کی آپ کے محبوب ساتھی حضرت ابو بکر کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا اور بیوہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہے۔

وہ آپ پر ایمان لے آئی ہے اور آپ کی اتباع کو اس نے حرز جان بنالیا ہے۔

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے جاؤ اور ان سے بات کرو اور میرا تذکرہ کرو۔ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں داخل ہوئی۔ اس کی بیوی ام رومان سے کہا: مبارک ہو اے ام رومان اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھر خیر و برکت بھیج دی ہے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟

میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کا آپ کو پیغام دوں۔

اس نے کہا انتظار کریں ابو بکر آنے والے ہی ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو میں نے ان سے یہ تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا۔ رسول اللہ ﷺ سے عرض کریں کہ تشریف لے آئیں۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی آپ سے کر دی۔ حضرت خولہ اپنی مہم کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

کہ پھر میں سودہ بنت زمعہ کے پاس گئی اس سے کہا مبارک ہو اللہ نے آپ کے ہاں خیر و برکت بھیج دی۔ اس نے کہا وہ کیسے؟

میں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ تمہاری شادی آپ سے کر دوں۔ اس نے کہا مجھے پسند ہے۔ آپ میرے ابا جان سے

بات کر لیں۔ اس کا والد بہت بوڑھا تھا۔ اس نے موافقت کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے کہیں کہ تشریف لے آئیں۔
خولہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو آپ سے اس کا نکاح کر دیا۔^(۱)

امہات المومنین کے ساتھ:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پاس اکثر آیا جایا کرتی تھیں۔ اور وہ بھی اس کی عزت کرتیں اور اس کے حال احوال دریافت کیا کرتیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ وہ ازواج مطہرات کے پاس آئی اس کی پراگندہ حالت تھی انہوں نے کہا کیا بات یہ کیسی حالت بنا رکھی ہے۔ تیرا خاوند خاندان قریش میں سے سب سے زیادہ مال دار ہے۔

اس نے کہا: اس کا ہمیں کیا فائدہ وہ رات کو عبادت میں مصروف رہتا ہے۔ اور دن کو روزے دار ہوتا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے۔ بیویوں نے آپ سے یہ تذکرہ کیا، اور صورت حال سے آگاہ کیا۔ آپ نے اس سے مل کر کہا، اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ، کیا میرا نمونہ تمہارے لیے کافی نہیں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم رات بھر عبادت کرتے ہو اور دن کو روزہ رکھتے ہو۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ یہ تو میں کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: ایسے نہ کیا کرو تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے۔ تیرے جسم کا

(۱) تاریخ طبری (۲۱۱/۲) دلائل النبوة للبيهقي (۲۱۱/۲) انساب الاشراف

(۴۰۸/۱) البدایہ و النہایہ (۱۳۰/۲) احمد (۲۱۰/۶) الاصابہ (۳۴۹/۴)

تجھ پر حق ہے اور تیری بیوی کا تجھ پر حق ہے۔ نماز بھی پڑھو نیند بھی لو، روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو۔ راوی بیان کرتا ہے۔

اس کے بعد وہ ازواجِ مطہرات کے پاس بڑے ہی خوبصورت پیرائے میں آئی یوں دیکھائی دے رہی تھی جیسے کوئی دلہن ہو۔^(۱)

فصاحت و بلاغت:

اس جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا کی فصاحت، بلاغت، ادب اور نازک احساسات بڑے ہی تعجب خیز اور حیرت انگیز ہیں۔ جب اس کا خاوند فوت ہوا تو اس نے دلوں کو پگھلا دینے والے اشعار پر مشتمل ایسا مرثیہ کہا۔ کہ سن کر حیرت گم ہو جائے۔

کہتی ہیں۔

یا عینُ جودِی بدمع غیر ممنون

علی رزیه عثمان بن مظعون

علی امری بات فی رضوان خالقہ

طوبیٰ له من فقید الشخص مدفون

طاب البقیع له سکنی و غرقده

و اشرق ارضه من بعد تفتین

و اورث القلب حزنا لا انقطاع له

حتی الممات فما ترقاله شونی

☆ اے آنکھ نہ ختم ہونے والے آنسوؤں کی سخاوت کر عثمان بن مظعون

کی مصیبت پر۔

☆ ایسے شخص پر آنسوؤں کی سخاوت کر جس نے اپنے خالق کی رضا میں

رات بسر کی۔ ایسے مدفون شخص کی جدائی اسے مبارک ہو۔

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی سے السائب اور عبدالرحمان پیدا ہوئے۔ اور ان دونوں نے اسلام کے قلعے کی تعمیر میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

فضائل:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا میں بہت سی خوبیاں ایک ساتھ جمع ہو گئی تھیں۔ جن کی بنا پر اسے خواتین میں بلند مقام حاصل ہو گیا تھا۔

نبی کریم ﷺ کی خدمت اور حدیث شریف کی روایت کو اس نے اپنا شعار بنا لیا تھا۔ ان سے ۱۵ احادیث مروی ہیں۔ اور ان سے مروی احادیث مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ میں مذکور ہیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن المسیب نے بھی حضرت خولہ سے احادیث روایت کیں۔

☆ اس نے جہاد کے میدان میں بھی قابل قدر کارنامے سر انجام دیئے۔ یہ غزوہ طائف میں شریک ہوئیں۔ اور نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر اللہ تعالیٰ طائف میں آپ کو فتح نصیب فرمادے تو آپ مجھے بادیۃ بنت غیلان یا فارعة بنت عقیل کا زیور عطا کریں۔ یہ دونوں بنو ثقیف قبیلے کی تمام خواتین سے زیادہ اور عمدہ زیور پہننے والی تھیں۔

نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا:

لَمْ يُؤْذَنْ لَنَا حَتَّى الْآنَ فِيهِمْ وَمَا أَظُنُّ أَنْ نَفْتَحَهَا الْآنَ.

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے اس کا تذکرہ حضرت عمر بن خطابؓ سے کیا تو وہ یہ بات سن کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا۔

یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ بات آپ نے خولہ سے کی ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں میں نے یہ بات کی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا تو کیا میں لشکر کو یہاں سے کوچ کر

جانے کی اجازت دے دوں۔

فرمایا ہاں کیوں نہیں۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہاں سے کوچ کر جانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔^(۱)

مومن خاتون:

حضرت خولہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھیں۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے لیے اپنے آپ کو ہبہ کرنے کی پیش کش کی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔
فرماتی ہیں:

خولہ بنت حکیم وہ خاتون ہے جس نے اپنی ذات کو نبی اکرم ﷺ کے لیے ہبہ کیا تھا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے بیان سے اس واقعے کی مزید تائید ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:

کہ ہم یہ بات کیا کرتے تھے۔ کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے ہبہ کرنے کی پیش کش کی تھی اور وہ بڑی صالح خاتون تھی۔
اس میدان میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان پیش نظر رہے۔
فرماتے ہیں:

کہ جن خواتین نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنی ذات کو ہبہ کرنے کی پیش کش کی آپ نے کسی کی پیش کش کو بھی قبول نہیں کیا۔^(۲) حالانکہ

(۱) السيرة النبوية (۲/۴۸۴) المغازی (۳/۹۳۵) اسد الغابہ (۵/۴۴۲ و ۴۴۵)

الاصابة (۴/۲۸۴) السيرة الحلبیہ (۳/۸۱ و ۸۲)

(۲) تفسیر قرطبی و تفسیر ابن کثیر تفسیر سورہ احزاب آیت (۵۰ و ۵۱)

آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت تھی اور یہ آپ کی خصوصیت تھی لیکن آپ کی چاہت پر اسے موقوف رکھا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا﴾ (الاحزاب : ۵۰)

”اگر نبی اس سے نکاح کرنا چاہے۔“

☆ حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے لیے یہ بات قابل فخر ہے کہ قرآن حکیم میں اسے مومنہ کہہ کر پکارا گیا جیسے کہ سورہ احزاب میں ان کے حق میں:

﴿وَأَمْرًا مَوْمِنَةً﴾

کے الفاظ آئے ہیں یہ کتنا بڑا نام ہے اور کتنی بڑی عزت ہے۔

☆ حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کی کنیت ام شریک تھی۔ اسے جلیل القدر صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہے۔

اس نے دنیا سے پہلو تہی اور آخرت سے قرب کی سعادت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اور نامور خاتون ہونے کا اعزاز پایا۔ اور یہ ان خواتین میں سے ہوئیں جو فضائل میں ایک نمونہ تھیں۔

اللہ زمین اور اہل زمین کا وارث ہے۔

حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے

درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۵۸/۸

۱۔ طبقات ابن سعد

۲۸۱/۴

۲۔ الاستیعاب

۲۴۴/۵

۳۔ اسد الغابہ

۲۸۳/۴

۴۔ الاصابہ

۴۱۵/۱۲

۵۔ تہذیب التہذیب

- ۶۔ تاریخ الطبری ۲/۲۱۱
 ۷۔ انساب الاشراف ۱/۴۰۸
 ۸۔ البدایة و النہایة ۲/۱۳۰
 ۹۔ تاریخ اسلام ۱/۲۸۰، ۲۸۱
 ۱۰۔ سیر اعلام النبلاء ۱/۱۵۷، ۱۵۸
 ۱۱۔ السیرة النبویة ۲/۴۸۴
 ۱۲۔ المغازی ۳/۹۳۵
 ۱۳۔ دلائل النبوة بیہقی ۵/۱۱۸
 ۱۴۔ السیرة الحلبيّة ۳/۸۱، ۸۲



۲۴

امیمة بنت رقیقۃ رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ کی بیٹی فاطمہ الزہراء کی خالہ کی بیٹی۔ ایک مؤمن اور صابر خاتون جو خواتین کی بیعت میں شامل ہوئی اور جسے حدیث کی روایت کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

ماں کی طرف

اس قریشی خاندان کی صحابیہؓ کے حالات زندگی سے معلوم ہوتا ہے۔ جمہور محدثین اور سوانح نگاروں نے اسے والدہ کی طرف منسوب کیا ہے۔ اس کی والدہ کا نام رقیقہ تھا اور یہ امیمہ بنت رقیقہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

آئیے ہم اس کے درست حسب و نسب کے بارے میں واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ امیمہ بنت رقیقہؓ رقیقہ اسم تصغیر ہے۔ یہ اس کی والدہ کا نام ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہم شیرہ تھی۔ (۱)

☆ والد کی طرف سے اس کا نسب نامہ یہ ہے۔ امیمہ بنت عبد اللہ بن بجاہ یہ بنو تمیم بن مرہ (۲) میں سے تھے اس طرح یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قوم میں سے تھی۔

☆ ابن ابی خثیمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ امیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کو محدثین نے والدہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

☆ حضرت امیمہ دختر رسول ﷺ حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خالہ کی بیٹی تھی۔

صابرہ خاتون:

مکہ معظمہ میں نور اسلام طلوع ہوتے ہی امیمہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور یہ ابتدائی مرحلے میں اسلام قبول کرنے والی جماعت میں شامل ہوئی۔ ایمان لاتے ہی اس نے مشرکین کی طرف سے اذیتوں کا سامنا کیا، جو بھی اسلام قبول کرتا

(۱) الاستیعاب (۴/۲۳۴)

(۲) السمط الثمین (ص ۲۰۹)

سنگ دل کا فراس سے ظالمانہ سلوک کرنے لگتے، ان میں سے بعض تو ناقابل برداشت تکالیف کا سامنا کرتے ہوئے ان کے ہاتھوں موت کا شکار ہو جاتے۔ اور بعض مصائب کا صبر و تحمل سے سامنا کرتے ان کے پیش نظر اجر و ثواب کا حصول ہوتا۔

☆ حضرت امیرت رضی اللہ عنہا نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے کامیابی و کامرانی حاصل کی مومنوں کو غلبہ حاصل ہوا۔ حضرت امیرت رضی اللہ عنہا نے مشہور و معروف بیعت میں حصہ لینے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

مبارک بیعت:

امام بخاری رحمہ اللہ نے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت نقل کی۔ کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا۔ کہ رسول اللہ ﷺ مہاجر مومنات کا قرآن حکیم کی اس آیہ کریم کی روشنی میں امتحان لیا کرتے تھے۔ ارشاد الہی ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يَسَئِلْنَكَ عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَلْيَعْهَدْنَهُنَّ لَهُنَّ اللَّهُ إِنْ اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(الممتحنة: ۱۲)

”اے نبی! جب تمہارے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی۔ چوری نہ کریں گی، زنا نہ کریں گی۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی۔ اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی تو ان سے بیعت لے لو اور ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو: یقیناً اللہ درگزر فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

جو مومن خاتون ان شرائط کا اقرار کر لیتی تو آپ اسے اپنی زبان مبارک سے فرماتے

میں نے تیری بیعت لے لی۔ بخدا آپ نے بیعت لیتے وقت کبھی بھی کسی خاتون سے ہاتھ نہیں ملایا، اس موقع پر صرف اپنی زبان سے یہ فرماتے، کہ میں نے تیری بیعت قبول کر لی۔ (۱)

☆ حضرت امیہ رضی اللہ عنہا نے اپنی بیعت کے بارے میں جو روایت کی تاریخ کے حافظے میں محفوظ ہے۔

فرماتی ہیں:

کہ میں بیعت کی سعادت حاصل کرنے والی خواتین کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کی بیعت کے لیے حاضر ہوئی ہیں۔ اور ہم یہ اقرار کرتی ہیں۔ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔

ہم چوری نہیں کریں گی۔

ہم زنا نہیں کریں گی۔

ہم اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

ہم کوئی بہتان نہیں باندھیں گی۔

اور نہ ہی کسی معروف میں آپ کی نافرمانی کریں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسب استطاعت اور حسب طاقت۔

ہم نے عرض کی اللہ اور رسول ﷺ ہم پر ہم سے بھی زیادہ شفیق اور رحم دل ہیں۔

یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنا چاہتی ہیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ میری ایک

عورت سے بات سوغورتوں کے لیے کافی ہے۔

☆ اب ہم بیعت سے جہاد کی طرف آتے ہیں۔ جہاد میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا، ابن عساکرؒ اپنی تاریخ کی کتاب میں رقمطراز ہیں، کہ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا نے جنگ موتہ میں حصہ لیا، بعد ازاں مدینہ منورہ میں زندگی بسر کی یہاں تک نبی کریم ﷺ نے دنیائے فانی سے کوچ کیا، اس غمناک تاریخی موقع پر آپ وہاں موجود تھیں۔

امیمة اور احادیث مصطفیٰ:

ابن ابی شیبہؒ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ابا جان کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔

بنو تیم میں سے جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی ان میں امیمة بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بھی تھی۔

☆ خلیفہ بن خیاط کہتے ہیں:

خواتین کی بیعت کے سلسلے میں محمد بن منکدر نے حضرت امیمة رضی اللہ عنہا سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ (۱)

☆ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ اور ازواج مطہراتؓ سے آٹھ احادیث روایت کیں ان سب میں مشہور و معروف بیعت والی حدیث ہے۔

☆ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا سے محمد بن منکدر اور اس کی بیٹی حکیمہ بنت امیمة نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

حضرت امیمة رضی اللہ عنہا کا خاوند حبیب بن کعب بن عمر اشقی تھا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا اپنے خاوند کے ہمراہ وطن سے دور چلی گئی تھیں اور وہاں یہ

صاحب اولاد بھی ہوئیں۔

امیمة اور امیر معاویہؓ:

حضرت امیمة رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ میں زندگی بسر کی۔ اور مشرق و مغرب میں حاصل ہونے والی فتوحات میں حصہ لیا۔

جب دار الخلافہ شام منتقل ہو گیا۔ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا دمشق منتقل ہو گئیں۔ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے ایک بہترین گھر بنا دیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے جب دمشق میں وفات پائی تو یہ وہاں موجود تھی۔ ابن عساکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت امیمة رضی اللہ عنہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اس بیماری میں عیادت کے لیے گئی۔ جس میں وہ فوت ہوئے انہوں نے کہا اے بنت رقیقہ میرے لیے دعا کریں اس نے کپڑا پکڑ کر کہا:

الا ابکیہ الا ابکیہ

الا کل الفتی فیہ

ہاں میں اس پر روتی ہوں بھی روتی ہوں۔

ہر نو جوان نے موت کے منہ میں جانا ہے۔

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی دونوں بیٹیوں سے کہا میرا پہلو بدلو تو ہند اور رملہ نے ان کا پہلو بدلا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا تم معاملات کو اچھی طرح سمجھنے والے کا پہلو بدلاتی ہو۔ اگر کل اسے آگ کے حملے سے بچا لیا گیا تو سب خیر پھر فرمایا:

لا یسعدن ربیعة بن مکدم

و سقی الغوادى قبره بذنوب

اللہ ربیع بن مکدم کو اپنی رحمت سے دور نہ کرے۔

صبح کی بارش اس کی قبر کو ڈولوں سے سیراب کرے۔

بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ رقیقہ رضی اللہ عنہا میر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد اپنی وفات تک دمشق میں رہائش پذیر رہیں۔

اللہ امیۃ سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اور اسے سدا بہار جنت الفردوس میں جگہ عطا کی۔

حضرت امیۃ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الاستیعاب ۲۳۴/۴
- ۲۔ السمط الثمین صفحہ ۲۰۹
- ۳۔ تاریخ دمشق تراجم النساء صفحہ ۵۲
- ۴۔ الاصابۃ ۲۳۴/۴
- ۵۔ الاعلام ۱۱۲/۷



۲۵

الربيع بنت النضر الانصارية رضى الله عنها

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”اے ام حارثہ وہ جنت میں روپوش ہے۔ تیرا بیٹا اعلیٰ درجے کی جنت
یعنی فردوس میں جا پہنچا۔“

مومنین کے ہمراہ

انصار کی وہ معزز خاتون جس کی سیرت سے ایمان کی صداقت، صبر کی عظمت اور اللہ غالب کی رضاء کے لیے اخلاص جیسی خوبیوں کی تعلیم حاصل کی جاتی ہے۔ ایمان کے ساتھ اس کی محبت اور لگن کو حیرت انگیز حد تک فوقیت حاصل تھی۔

☆ الربیع بنت النضر بن ضمضم الانصاریۃ الخزرجیۃ النجاریۃ مشہور و معروف صحابی انس بن نضر رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ رہ تھی۔ اور نبی کریم ﷺ کے خادم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھی۔

☆ الربیع کی شادی سراقہ بن حارث النجاری سے ہوئی جس سے حارث پیدا ہوئے۔ اس کی کنیت ام عمیر تھی، الربیع ایک صحابیہ کی ہمیشہ رہ تھی۔ جس کا نام ام حکیم بنت النضر تھا۔ ام حکیم نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔^(۱)

☆ جب نور اسلام نے اپنی ضوء فشرانی کی ام حارثہ بھی اپنی ایمانی بہار سے سرفراز ہوئی۔ اور اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین کے قافلے میں شامل ہو گئی۔ اس کے فضائل اور اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ خوشگوار کمالات ایمانی مواقف میں جگمگانے لگے۔

تاریخ میں اس کے کارنامے مدون ہو گئے۔ تاکہ ان لوگوں کے لئے زاوہ راہ اور روشنی کا کام دیں جو اس کے منہج پر چلنے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے ایمان و صداقت کو اپنے لیے نمونہ بنانا چاہتے ہیں۔

(۱) الطبقات لابن سعد (۸/۴۲۴) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۲۴۴) الاصابہ

(۴/۲۹۴) الربیع نام کی دو صحابیہ ہیں: الربیع بنت النضر، الربیع بنت معوذ

عمدہ تربیت:

الربيع رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرف بخشا اور ان پر اپنا خصوصی کرم کیا۔ انہیں اچھا مقام دیا اس نے اپنے بیٹے اور بیٹی کی عمدہ تربیت کی۔ اپنے بیٹے حارثہ کو اس نہج پر تیار کیا کہ وہ لشکر اسلام میں شامل ہو۔ اس میں غویوں کا بیج بویا جن میں سے سرفہرست نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور اللہ کی راہ میں شہادت کا شوق تھا۔

☆ اس کا بیٹا حارثہ بن سراقہ ان نوجوانوں میں سے تھا جن کے دلوں کو ایمان نے آباد کر دیا تھا۔ اور اللہ کی راہ میں شہادت کے شوق نے اسے ہر دوسری چیز سے بے نیاز کر دیا تھا۔ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا:

حارثہ آج صبح کیسے گذری؟

اس نے عرض کی میں نے آج صبح ایک سچے مومن کی صورت میں گذری۔

آپ نے فرمایا:

غور کرو تم کیا کہتے ہو۔ ہر بات کی ایک حقیقت ہوا کرتی ہے۔

اس نے کہا:

یا رسول اللہ ﷺ میرا دل دنیا سے اچاٹ ہو گیا ہے۔ میں رات کو جاگتا ہوں اور دن کو پیاسا رہتا ہوں۔

میرے رب کا عرش مجھے واضح دکھائی دیتا ہے۔ گویا میں اہل جنت کو بچشم سر دیکھتا ہوں کہ وہ ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے ہیں۔ اور اہل جہنم کو دیکھتا ہوں۔ کہ وہ آہ و بکا کر رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا:

تجھے بصیرت مل گئی عبد رہنے پر ہی اکتفا کیجئے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تیرے دل میں ایمان کا بیج بو دیا ہے۔ حارثہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے

لیے شہادت کی دعا کیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں شہادت کی دعا کی۔ (۱)

☆ غزوہ بدر پیا ہوا۔ حارثہ اپنی والدہ کی دعائیں لے کر روانہ ہوا جب معرکہ شروع ہوا تو وہ شہادت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ کی خبر حقیقت کا روپ دھار گئی۔

حارثہ کے حق میں آپ کی دعا قبول ہو گئی۔ ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ معرکہ بدر میں سب سے پہلے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا غلام صحیح شہید ہوا اس پر ایک تیر پھینکا گیا جس نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد ایک گننام تیر حارثہ بن سراقہ پر پھینکا گیا جو اس کے گلے میں لگا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔

ایسے ام حارثہ وہ روپوش ہے:

ام حارثہ اور اس کی بیٹی کو حارثہ کے شہید ہونے کی خبر مدینہ منورہ میں پہنچی۔ تو اس کی والدہ نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک نہیں روؤں گی جب تک رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف نہیں لے آتے اور میں آپ سے دریافت نہ کر لوں اگر میرا بیٹا جنت میں ہے تو اس کے لیے نہیں روؤں گی۔ بلکہ میں صبر کروں گی اور اجر و ثواب کی نیت رکھوں گی۔

اور اگر وہ خدا نا خواستہ جہنم میں ہے تو پھر میں جی بھر کر آنسو بہاؤں گی۔

☆ نبی کریم ﷺ بدر سے کامیاب ہو کر مدینہ تشریف لائے یہ آپ کے پاس آئی جیسا کہ بخاری شریف میں مذکور ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ حارثہ کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتائیں گے۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کچھ ہے تو جی بھر کر روؤں اور پیٹوں جگر کو میں۔

آپ نے ارشاد فرمایا اے ام حارثہ وہ جنت میں روپوش ہے۔ اور تیرا بیٹا اعلیٰ درجے کی جنت یعنی فردوس میں ہے۔^(۱)

ام حارثہ رضی اللہ عنہا ہنستی مسکراتی ہوئی واپس آئی۔ اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ اے حارثہ! تجھے مبارک ہو۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا۔ اس میں اپنا ہاتھ ڈالا کھلی کی پھر وہ پانی ام حارثہ کو پکڑایا۔ اس نے وہ پانی خود بھی پیا اور اپنی بیٹی کو بھی پلایا۔ پھر ان دونوں کو یہ حکم دیا کہ بقیہ پانی سے اپنے گریبانوں پر چھینٹے ماریں۔

ان دونوں نے ایسے ہی کیا اور پھر وہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے واپس آ گئیں۔ مدینہ منورہ میں یہ دونوں عورتیں سب سے زیادہ خوش اور مطمئن تھیں: اس لیے کہ انہیں اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ان کا عزیز اچھے ٹھکانے پر پہنچ گیا ہے۔ ان دونوں کو حسن صبر اور قوت ایمان مبارک ہو۔ تمام خواتین کو ام حارثہ کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

کیا الربیع کے اگلے دانت توڑ دیئے جائیں گے:

ام حارثہ الربیع اور ایک انصاری لڑکی کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ الربیع نے اس لڑکی کا دانت توڑ دیا۔ اس کے گھر والوں نے قصاص کا مطالبہ کیا، الربیع کے گھر والوں نے معافی مانگی انہوں نے معافی دینے سے انکار کیا، وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔

اس کا بھائی انس بن نضر رضی اللہ عنہ کھڑا ہوا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا الربیع کے دانت توڑ دیئے جائیں گے۔ نہیں نہیں اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو برحق نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے قوم کے

دلوں میں رحم ڈال دیا اور انہوں نے معاف کر دیا۔ انہوں نے انکار کے بعد درگزر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَا بَرَهُ مِنْهُمْ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ.
”اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں اگر وہ اللہ پہ قسم ڈال دے
تو اللہ ان کی قسم کی لاج رکھ لے ان میں سے ایک انس بن نضر رضی اللہ عنہ بھی
ہیں۔“ (۱)

یہ قصہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک الربیع کے مقام و مرتبہ کو واضح کرتا ہے۔

شہید کی ہمیشہ:

حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں حاضر نہ ہو سکے اس بات کا انہیں
دلی صدمہ ہوا۔ فرماتے ہیں۔ اسلام کا پہلا معرکہ جس میں رسول اللہ ﷺ شریک
ہوئے میں اس سے غیر حاضر رہا، اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد پیش آنے والے
معرکے میں رسول اللہ ﷺ کے شانہ بشانہ مجھے حاضری کا موقع دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لیں
گے۔ کہ میں کیا کارنامہ سرانجام دیتا ہوں۔

☆ جس کا انہوں نے ارادہ کیا تھا وہ ہو کر رہا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ وہ جنگ احد میں رسول اللہ
ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سامنے آئے انس بن نضر نے اس
سے کہا۔ اے ابو عمرو یہ سعد کی کنیت تھی۔ کیا یہ عجب گھڑی ہے میں احد پہاڑ کی
اوٹ میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

یہ کہتے ہوئے دشمن سے لڑنے لگے یہاں تک جام شہادت نوش کر گئے ان کے جسم میں

(۱) اسد الغابہ (۴۵۲/۵) الاصابہ (۲۹۴/۴) السيرة الحلیہ (۵۲۷) اس کی اصل

بخاری و مسلم میں ہے۔ البخاری (۲۲۴/۵) مسلم (۱۰۵/۵ و ۱۰۶)

اسی سے زائد تلوار تیر اور نیزوں کے زخم تھے۔ اس کی بہن ربیع بنت نضر نے کہا میں نے اپنے بھائی کی لاش کو اس کی انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔
اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا﴾ (الاحزاب: ۲۳)

مفسرین کا بیان ہے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔^(۱)

☆ ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب کی نیت کی اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھی کہ اسے جنت میں اس کے بیٹے کا رفیق بنادے۔
☆ حضرت ام حارثہ رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری زندگی میں خیر و برکت کا سفر جاری رکھا، یہ صبر و وفا میں مثالی خاتون ثابت ہوئی۔

ام حارثہ رضی اللہ عنہا کو الوداع کہنے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہتے ہیں۔ یہ کیا خوب بات ہے کہ ام حارثہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں تھیں جنہوں نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس سے اس کے بھتیجے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث روایت کی۔ آخر میں ہم یہ کہیں گے۔

اللہ تعالیٰ ام حارثہ حضرت الربیع پر راضی ہو۔ اور اسے اس کے بیٹے کے ہمراہ جنت الفردوس میں جگہ عطا کرے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت الربیع بنت النضر الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے

(۱) احمد، مسلم، ترمذی، نسائی، تفسیر ابن کثیر و تفسیر قرطبی، مذکورہ بالا آیت کے

زیر تحت الاستعاب (۱/۴۳ و ۴۲) الحلیہ (۱/۱۲۱) الاصابہ (۴/۲۹۴)

لیے درجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الطبقات لابن سعد ۴۲۴/۸
- ۲۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۲۴۴/۲
- ۳۔ الاصابة ۲۴۹/۴
- ۴۔ السیرة الحلبيۃ ۴۰۵/۲
- ۵۔ اسد الغابۃ ۴۲۴/۴
- ۶۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۱۱۷/۲
- ۷۔ الاستیعاب ۴۴'۴۳/۱
- ۸۔ الحلبيۃ ۱۲۱/۱



۲۶

عفراء بنت عبید الانصاریہ رضی اللہ عنہا

سات مردوں کی ماں جو جنگ بدر میں شریک ہوئے اور ان میں سے
تین اس معرکے میں شہید ہوئے۔

خاندانی کشادگی میں

ہماری تہذیب کی بہت سی خواتین نے بڑی شہرت پائی وہ زندگی میں بھی نامور کہلائیں اور مرنے کے بعد بھی ان کا نام زندہ رہا۔ صحابہ کرامؓ کی جماعت میں کئی شخصیات ایسی پائی جاتی ہیں۔ جن کے نام کی نسبت والد کی بجائے والدہ کی طرف ہے۔ مثلاً بشیر بن عقرۃ، بلال بن حمامہ، سہیل بن البیضاء، سہیل بن البیضاء اور شرمیل بن حسنہ۔

بعض شعراء نے نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے آپ کی نسبت والدہ ماجدہ کی طرف کی: جیسا کہ درج ذیل اشعار سے پتہ چلتا ہے۔

صَلَّى الْاِلٰهَ عَلَى ابْنِ اَمْنَةَ النَّبِيِّ

جَاءَتْ بِهٖ سَبْطُ الْبَنَانِ كَرِيْمًا

قُلْ لِلَّذِيْنَ رَجَوْا شَفَاعَةَ اَحْمَدٍ

صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

معبود حقیقی درود بھیجے آمنہ کے فرزند پر۔

جسے اس نے فیاض و کریم جنم دیا۔

جو لوگ احمد مجتبیٰ ﷺ کی شفاعت کے امیدوار ہیں۔

ان سے کہہ دیں کہ اس پر درود و سلام بھیجو۔

اب ہم اس عظیم المرتبت صحابیہ کا تذکرہ کرنے لگے ہیں جس کے بیٹے اس کی

طرف منسوب ہوئے۔

اور وہ عفراء بنت عبد اللہ بن ثعلبہ النخاریہ الانصاریہ بہ حارث کے بیٹوں

معاذ معوذ اور عوف کی والدہ تھی یہ بنو عفراء کے نام سے پکارے جاتے تھے اور یہ سب انصاری تھے۔ (۱)

اس کی زندگی اور اولاد:

☆ واقعات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تھی اور یہ مکہ آ گئی۔ اور اس نے بکیر بن عبد یلیل لیشی سے شادی کر لی۔ اور اس سے چار بیٹے عاقل، خالد، ایاس اور عامرؓ پیدا ہوئے اور یہ سب مہاجرین میں سے ہیں۔ ان چاروں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر پہلے ہی مرحلے میں بیعت کی جب کہ آپ دار ارقم میں تشریف فرما تھے۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بکیر کے بیٹے ہجرت کے لیے روانہ ہوئے تو ان کے مردوں اور عورتوں سے سب کچھ لے لیا گیا اور ان کے گھروں کو تالے لگا دیئے گئے۔ وہ مدینہ منورہ میں رفاعۃ بن عبد المذکر کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ (۲)

ابن عفراء بیعت عقبہ میں:

بعض تاریخی حوالے کی کتابوں میں یہ اشارہ ملتا ہے۔ کہ یہ خاتون مدینہ منورہ میں دوبارہ واپس آئی۔ اور ظہور اسلام سے پہلے یہ یہاں رہائش پذیر رہی۔ انہوی کوچ کے موقع پر دعوت اسلامیہ کے عمدہ بیج بہت جلد تناور درخت کی صورت اختیار کر گئے۔ اور آگے چل کر مسلمان ان درختوں کے گہرے سائے میں امن و سکون سے بیٹھنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ منیٰ کے راستے میں واقع پہاڑی درے میں تشریف لائے تو وہاں یثرب کے جوانوں سے ملاقات ہوئی۔ ان میں سے عوف بن عفراء تھے وہ سب مسلمان ہو گئے۔

(۱) الطبقات (۴۴۳/۸) الاصابہ (۳۵۳/۴)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۱۸۵/۱)

سات بیٹوں کی والدہ:

ابن حجر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عفراء کی ایک خصوصیت ہے جو کسی دوسری خاتون میں دیکھائی نہیں دیتی۔ اس کی پہلی شادی حارث بن رفاعہ سے ہوئی۔ اور دوسری بکیر اللیثی سے اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے۔ ایسا عاقل، خالد اور عامر یہ سب جنگ بدر میں شریک ہوئے اور ان کے ماں کی طرف سے بھائی حارث کے بیٹے معاذ، معوذ رضی اللہ عنہما اور عوف رضی اللہ عنہ بھی جنگ بدر میں حاضر ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ اس صحابی خاتون کے سات بیٹے تھے اور کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ (۱)

☆ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ عفراء کے چاروں بیٹے جو بنی بکیر سے تھے ان کو انصار پر ترجیح دیتے تھے۔ وہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ بدر میں چار بھائی ایک ساتھ شریک نہیں ہوئے۔ یہ ان کے لیے واقعی باعث فخر ہے۔

و فی ذالک فلیتنافس المتنافسون۔

عفراء کے بیٹے جنگ بدر میں:

یہ ایک خوش آئند واقعہ ہے کہ عفراء کے ساتوں بیٹوں نے غزوہ بدر میں بہت عمدہ کردار ادا کیا۔ معرکے کے آغاز میں عفراء کے بیٹے معاذ، معوذ اور عوف آگے بڑھے اور دعوت مبارزت دی، مشرکین نے انکار کر دیا عوف بن عفراء نے رسول اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ رب العزت اپنے بندے کے کس کارنامے سے ہنستے ہیں۔

آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

عَمْسُهُ يَذُهُ فِي الْعَدُوِّ حَاسِرًا.

بغیر درع پہنے دشمن کی صفوں میں گھس جانا۔^(۱)

☆ حضرت عوف رضی اللہ عنہ نے درع اتار کر پھینک دی پھر تلوار پکڑی اور بغیر درع کے معرکے میں کود گئے۔ اسے کوئی پرواہ نہ تھی کہ وہ موت پر غالب آ جائیں گے یا موت اس پر غلبہ پالے گی۔ معرکہ آرائی میں داد شجاعت دیتے ہوئے جام شہادت نوش کر کے اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

☆ اس کے دونوں حقیقی بھائیوں نے مل کر ابو جہل بن ہشام کو قتل کیا۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہمارے لیے کون دیکھے گا۔ کہ ابو جہل نے کیا کیا؟ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ گئے اس نے دیکھا کہ عفراء کے دو بیٹوں نے اسے تلوار کے وار سے ٹھنڈا کر دیا ہے۔ عبد اللہ بن مسعودؓ نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا: ارے تو ابو جہل ہے؟ اس نے کہا! کہ تم نے کبھی مجھ سے بھی بڑے آدمی کو قتل کیا ہے۔

کاش کہ مجھے کسان کے علاوہ کسی شخص نے قتل کیا ہوتا۔^(۲)

☆ علامہ ذہبی رحمہ اللہ^(۳) بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ عفراء کے دونوں بیٹوں کی لاشوں کے پاس کھڑے ہوئے اور یہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ عفراء کے دونوں بیٹوں پر اپنی رحمت کی برکھا برسائے ان دونوں نے مل کر اس امت کے فرعون یعنی کفر کے سردار کو قتل کیا۔ آپ سے یہ بات دریافت کی گئی۔ ابو جہل کے قتل میں ان دونوں کا ساتھ کس نے دیا۔ فرمایا فرشتے اور عبد اللہ بن مسعودؓ اس کے

(۱) تاریخ طبری (۲/۳۳)

(۲) صحیح مسلم (۵/۱۸۴) و التاج الجامع للاصول (۴/۴۱۱)

(۳) تاریخ الاسلام (۲/۹۷) السیرۃ النبویہ لأحمد زینی دحلان (۱/۳۸۹)

قتل میں شریک ہوئے۔

☆ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عفراء کے تین بیٹے عاقل عوف اور معوذ میدان بدر میں شہید ہوئے۔

اس کا پاکیزہ اور عمدہ موقف:

حضرت عفراء رضی اللہ عنہا کے حیرت انگیز موقف سے ان کی پختہ ایمانی کا پتہ چلتا ہے۔ یہ امر واقعہ ہے کہ جب اس کے دو بیٹے عوف رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور معاذ باقی بچا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا البیلا بچہ تو بچ گیا اسے اللہ کی راہ میں شہادت نہ ملی۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ دراصل وہ دلی طور پر یہ چاہتی تھی کہ اس کے سارے بچے شہادت کا شرف حاصل کرتے۔

اس طرح عفراء نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے بارے میں ایک عمدہ گواہی حاصل کر لی۔

☆ عفراء کا ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا۔ طبری رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ ام المومنین حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا دلاسہ دے کر آل عفراء کے غم و اندوہ کو ہلکا کرتی تھی اور خاص طور پر عفراء کے دونوں بیٹے عوف رضی اللہ عنہ اور معوذ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد تو وہ اور زیادہ آل عفراء کا خیال رکھتی۔ (۱)

☆ صحابیات کی تاریخ میں اس خاتون کا طرز عمل انوکھا رہا پختہ ایمانی نے اسے اپنے بچے اللہ کی راہ میں قربان کرنے پر انگیزت کیا جس سے تاریخ میں اس کا نام زندہ جاوید ہو گیا۔

اگر تاریخ اس کی ولادت اور وفات سے غافل ہے تو وہ اس کے ایسے کاموں سے تو غافل نہیں جو کانوں میں رس گھولتے اور ماحول میں خوشبو بکھیرتے ہیں۔
 اللہ عفراء اور اس کے بچوں سے راضی ہوا۔ اور اسے صدیقین، شہداء اور صالحین کی بہترین رفاقت کا اعزاز بخشے ہوئے اپنی رحمت کے سرور آفریں ٹھکانے میں جگہ عطا کی۔

حضرت عفراء بنت عبید الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|------------|------------------------|
| ۴۴۳/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۳۵۳/۴ | ۲۔ الاصابة |
| ۱۸۵/۱ | ۳۔ سیر اعلام النبلاء |
| ۳۲۵، ۳۱۶/۳ | ۴۔ البداية و النهاية |
| ۳۳/۲ | ۵۔ تاریخ الطبری |
| ۴۱۱/۴ | ۶۔ التاج الجامع للاصول |
| ۹۷/۲ | ۷۔ تاریخ اسلام |



۲۷

دُرّة بنت ابی لہب رضی اللہ

رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا:

”جو تجھ سے ناراض ہو اللہ اس پر ناراض ہو۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”میں اور تم ایک ہی خاندان سے ہیں۔“

برملا تنبیہ کرنے والے

ام القرئی مکہ میں اسلام کی دعوت پھیلنے لگی، بڑے جگرے والوں پر وہ اثر انداز ہونے لگی۔ جلدی ہی وہ اندھی جاہلیت کو پرے پھینکنے لگے۔ اور اس ایمان کی طرف تیزی سے قدم بڑھانے لگے جس نے ان کے دلوں کو روشن کر دیا تھا۔ اور ان میں سے انسانیت کے راہنما پیدا کیے۔

نئے دین کی خبریں قریش کے پاس آنے لگیں لیکن شروع شروع میں انہوں نے اس کو کوئی اہمیت نہ دی۔

☆ تین سال تک دعوت کا کام خفیہ انداز میں ہوتا رہا، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے۔ اور آپ کو کھلے عام دعوت کا کام کرنے کا مکلف ٹھہراتے ہوئے کہا آپ بلاشبہ برملا تنبیہ کرنے والے ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ (الشعراء: ۲۱۴)

تو نبی کریم ﷺ کوہ صفا پر چڑھے اور آواز دینے لگے۔

اے بنی فہر! اے بنی عدی! آواز سن کر سب جمع ہو گئے۔

جو گھر سے باہر نکلنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھا۔ اس نے اپنا نمائندہ بھیج دیا کہ وہ دیکھ آئے کہ معاملہ کیا ہے۔ ابو لہب اور قریش وہاں پہنچ گئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اريتم لو اخبرتکم ان خيلا بالوادی تريد ان تغیر علیکم اکنتم
مُصَدِّقِي.

”تمہارا کیا خیال ہے اگر میں تمہیں یہ بتاؤں کہ وادی میں ایک لشکر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے کیا تم میری بات کو سچ مانو گے۔ سب نے کہا: ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے دیکھا نہیں آپ نے فرمایا: میں تمہیں شدید عذاب سے آگاہ کرنے والا ہوں۔“

ابولہب نے کہا تیرا ستیاناس کیا تو نے اس لیے ہمیں یہاں جمع کیا تھا۔ خواجواہ ہمارا دن ضائع کر دیا۔ (۱)

☆ رسول اللہ ﷺ کے چچا کی بیٹی جلیل القدر صحابیہ درّۃ بنت ابی لہب بن عبدالمطلب کی سیرت جاننے سے پہلے ہم اللہ و رسول کے دشمن اس کے والد کے چند واقعات جاننے کی آپ کو دعوت دیتے ہیں۔

ابولہب کے واقعات:

ابولہب رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا۔ اس کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی تھا۔ یہ اپنے بھتیجے حضرت محمد ﷺ کے ساتھ بغض رکھتا اور انہیں بہت زیادہ اذیت دیا کرتا تھا۔ اکثر و بیشتر وہ اس میں اور اس کے دین میں نقائص نکالتا۔ حسن و جمال اور چمک دار چہرے کی وجہ سے اس کی کنیت ابولہب تھی اللہ تعالیٰ نے ان کا رخ ابوالنور یا ابوالضیاء کہنے سے پھیر رکھا تھا کیونکہ ان الفاظ میں مدح کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ البتہ لہب میں صرف ناپسندیدہ اور مکروہ پہلو ہی ہے۔ چونکہ لہب آگ کے شعلے کو کہتے ہیں۔ اور پھر اس سے یہ اشارہ بھی ملتا ہے۔ کہ اس کا ٹھکانا بھی آگ میں ہوگا۔ (۲)

☆ ابولہب رسول اللہ ﷺ کو اذیت پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہیں کرتا تھا۔ اور نہ ہی کوئی موقع اپنے ہاتھ سے جانے دیتا تھا۔

(۱) أخرجه الشيخان البخاري ومسلم. تفسير قرطبي وتفسير ابن كثير تفسير سورة لہب

(۲) تفسير القرطبي (۲۰/۲۳۸)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ابو الزناد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

ابو الزناد کہتے ہیں کہ مجھے بنو دہیل کے ایک شخص جس کا نام ربیعہ بن عباد تھا۔

جو زمانہ جاہلیت میں تھا پھر اس نے اسلام قبول کر لیا بتایا: وہ کہتا ہے۔

کہ میں نے زمانہ جاہلیت میں رسول اللہ ﷺ کو ذوالحجاز منڈی میں دیکھا

آپ یہ کہہ رہے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَقْلِحُوا.

”لو گولا الہ الا اللہ کہو کامیاب ہو جاؤ گے۔“

لوگ اس کے ارد گرد جمع تھے۔ ایک خوب روحیلہ ساز، چالاک شخص جس نے

سر پہ بالوں کی دو چوٹیاں بنا رکھی تھیں مسلسل یہ بات کہہ رہا تھا۔ لوگو یہ بے دین ہے

جھوٹا ہے۔ اس کی بات نہ ماننا اور وہ آپ کے پیچھے پیچھے چلتا، میں نے پوچھا یہ شخص

کون ہے۔ لوگوں نے بتایا ان کا چچا ابولہب ہے۔^(۱)

☆ ابولہب نے اسی پہ اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس کے خیال میں یہ تھا کہ قیامت کے

دن اس کا مال اسے چھڑا لے گا۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنی

قوم کو ایمان کی طرف دعوت دی تو ابولہب نے کہا اگر میرا بھتیجا جو کچھ کہتا ہے وہ

سچ ہے تو میں قیامت کے دن اپنا مال اور اولاد فدہ میں دے کر اپنی جان عذاب

سے چھڑا لوں گا۔ ابولہب اس حقیقت کو بھول گیا۔ کہ قیامت کا دن ایسا ہوگا۔

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ، إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ﴾

(الشعراء ۸۸ : ۸۹)

☆ ابولہب کی بیوی نبی کریم ﷺ کو ایذا دینے میں اپنے خاوند سے کم نہ تھی۔ اس کا

نام اروی بنت حرب بن امیہ تھا یہ ابوسفیان کی بہن تھی اس کی کنیت ام جمیل تھی۔

یہ کفر، انکار اور عناد میں اپنے خاوند کی مددگار تھی۔

☆ یہ رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کانٹے رکھ دیا کرتی تھی۔ آپ کی دشمنی میں اپنا مال بے دریغ خرچ کرتی، اللہ نے اس کا نام حَمَالَةُ الْحَطَب رکھا۔

☆ ابولہب اور اس کی بیوی نے نبی کریم ﷺ کو اسلام کے راستے میں روکنے اور آپ کو چیلنج دینے کی بنا پر دائمی شقاوت اپنے گلے لگائی، اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی مذمت میں سورہ المسد نازل فرمائی، اور اس میں ان دونوں کی بدبختی کا تذکرہ کیا اور ان کی بے ایمانی کو طشت از بام کیا اور یہ دونوں عذاب اور وعید کے مستحق ٹھہرائے گئے۔ عذاب ان کو مل کے رہے گا۔

ابولہب کا انجام:

ابولہب کی موت کے بارے میں تاریخی حوالے کی کتابوں میں مذکور ہے کہ وہ غزوہ بدر کے بعد فوت ہوا۔ وہ مسلمانوں کی کامیابی سے بہت دل گرفتہ ہوا۔ اللہ نے اسے طاعون کی بیماری میں مبتلا کر دیا جس سے وہ مر گیا۔ تین دن اسے دفن نہ کیا گیا جس کی وجہ سے اس کے جسم میں بدبو پیدا ہو گئی پھر اس کے بیٹے نے دور سے اس پر پانی انڈیل کر اسے غسل دیا اسے خطرہ تھا کہ طاعون کی بیماری کہیں اس کو نہ لگ جائے قریش اس سے اسی طرح بچتے تھے جس طرح طاعون سے بچتے ہیں۔ پھر وہ اسے اٹھا کر مکہ کی بالائی جانب لے گئے۔ اور ایک دیوار کے ساتھ اس کے لاشے کو رکھ کر اوپر پتھر چن دیئے۔

☆ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی مضبوط گرفت میں لیا۔ خطرناک قابل نفرت بیماریاں اس پر حملہ آور ہوئیں۔ اسے ایک ایسی بیماری نے اپنی پلیٹ میں لے لیا۔ جو لا علاج ہوتی ہے۔ وہ انسان کی جان نہیں چھوڑتی۔ اس کا بیٹا اس سے نفرت کرنے لگا دوست اس سے دور بھاگنے لگے۔ گھر والے اس سے کنارہ کشی کرنے لگے۔ یہ سلوک تو اس کے ساتھ دنیا کی زندگی میں ہوا۔ اور آخرت کا

عذاب تو اس سے کہیں سخت اور نہ ختم ہونے والا ہوگا۔

اللہ مردے سے زندہ کو نکالتا ہے:

اس تاریک اور خوفناک فضا میں درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا نے پرورش پائی۔ وہ یہ دردناک واقعات دیکھتی تھی لیکن اس کی عقل و دانش اس سب کچھ کا انکار کرتی جو اس کا والد ابولہب کرتا جسے اس کے وافر مال، بڑے خزانے اور جمع شدہ پونجی نے کچھ فائدہ نہ دیا۔

☆ ان سب پابندیوں کے باوجود اسلام نے اس کے صاف دل کی طرف راستہ بنا لیا، اسلام کی آواز اس کے کانوں میں پڑی، وہ مکہ معظمہ میں مسلمان ہو گئی۔ (۱) اللہ تعالیٰ نے اسے شرک کی تاریکیوں سے اسلام کے نور کی طرف نکالا، وہی تو ہے جو مردے سے زندہ کو نکالتا ہے۔

☆ درۃ رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر گئی اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے سعادت اور توفیق لکھ دی۔ اس نے مہاجرات کا اجر و ثواب پایا اس طرح مسلمان خاتون کی تاریخ میں وہ بڑے بلند مقام پر فائز ہوئی۔ اس نے ان حالات کا چیلنج قبول کیا جس نے اسے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

☆ درۃ کی شادی حارث بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب سے ہوئی۔ جس سے عقبہ ولید اور ابو مسلم پیدا ہوئے۔ اس کا خاوند جنگ بدر میں حالت شرک میں قتل ہوا۔ اس کے بعد وحیہ کلبی رضی اللہ عنہا نے اس سے شادی کی۔

نبی کریم ﷺ کے ہاں اس کا مقام و مرتبہ:

مدینہ منورہ میں حضرت درۃ رضی اللہ عنہا نے صحابیات میں اپنا ایک مقام و مرتبہ بنا لیا تھا لیکن بعض خواتین اسے شک کی نظروں سے دیکھتی تھیں۔ جس سے یہ دل گرفتہ ہو

جاتی۔ ان خواتین کا یہ خیال تھا کہ یہ اللہ کے دشمن ابو لہب کی بیٹی ہے۔ لیکن نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرما کر فضا کو صاف کر دیا۔

آپ نے یہ ربانی پیغام سنایا:

﴿لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۖ وَ أُن لِّسَ لِّلنَّاسِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۚ وَ أَنَّ

سَعِيہ سَوْفَ یُرَىٰ ثُمَّ یُجْزَاہُ الْجِزَاءَ الْأَوْفٰی﴾

تاریخی حوالے کی کتابوں میں ملتے جلتے اسالیب کی صورت میں یہ واقعہ بیان

کیا ہے۔

کہ ذرۃ بنت ابی لہب ہجرت کر کے مدینے پہنچی۔ رافع بن معلیٰ انصاری زرقی رضی اللہ عنہ کے گھر قیام کیا بنی زریق کی عورتوں نے اس سے کہا: کیا تو اس ابو لہب کی بیٹی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿تَبَّتْ یَدَا اِبْنِیْ لَہْبٍ وَ تَبَّ ۚ مَا اَغْنٰی عَنْہُ مَالُہٗ وَ مَا کَسَبَ﴾

کہنے لگیں تیری ہجرت تجھے کیا فائدہ دے گی درہ نے نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر شکایت لگائی کہ عورتیں یہ کچھ کہتی ہیں وہ بہت دل گرفتہ تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے تسلی دی اور فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپ نے لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ اور منبر پر بیٹھ کر یہ ارشاد فرمایا:

ایہا الناس مالی او ذی فی اہلی؟ فواللہ ان شفاعتی تنال قرابتی حتی ان صدا و حکمًا لتنالہا یوم القیامۃ.

لوگو کیا بات ہے مجھے میرے خاندان کے حوالے سے تکلیف دی جاتی ہے۔

اللہ کی قسم میری شفاعت میرے قرابت داروں کو پہنچے گی، یہاں تک صدا اور

حکم قبیلے قیامت کے دن میری شفاعت کے مستحق ہوں گے۔ (۱)

☆ ایک دوسری روایت حضرت درہ کے مقام و مرتبہ کو اجاگر کرتی ہے کہ اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

أَغْضَبَ اللَّهُ مَنْ أَغْضَبَكَ.

جو تجھ سے ناراض ہو اللہ اس سے ناراض ہو۔ (۱)

تو مجھ سے ہے:

حضرت درہ رضی اللہ عنہا نبی پاک ﷺ کے گھر سے زیادہ دور نہیں رہتی تھی۔ وہ اکثر و بیشتر ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کے لیے آتی۔ اور اس کے علم و فقہ سے استفادہ کرتی، اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی بجا آوری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی سبقت لے جاتی۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک ملاقات اس کے نصیب میں ایک ایسی سرفرازی آئی، جس کی خاص طور پر نسبت نبی کریم ﷺ کی طرف تھی۔

درہ رضی اللہ عنہا اس سرفرازی کا واقعہ بیان کرتی ہیں۔

فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی تھی نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا پانی لاؤ۔ میں اور حضرت عائشہ آفتابہ پکڑنے کے لیے جلدی سے آگے بڑھیں لیکن میں نے آگے بڑھ کر آفتابہ پہلے پکڑ لیا۔ آپ نے وضوء کیا اور میری طرف دیکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اور آپ دونوں ایک ہی خاندان سے ہیں۔ (۲)

محدثہ اور شاعرہ:

درہ رضی اللہ عنہا ایک شاعرہ قریشی خاتون تھی اور اس کا تعلق ان خواتین سے تھا

(۱) در السحابہ (ص ۵۴۲)

(۲) در السحابہ (ص ۵۴۳) (رواہ احمد)

جنہوں نے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین احادیث کو روایت کیا۔ اس کی مرویات میں سے ایک یہ روایت بھی ہے۔ فرماتی ہیں نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے۔ تو ایک شخص نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں کون سا شخص سب سے بہتر ہے۔

☆ آپ نے ارشاد فرمایا:

لوگوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہے۔ جو سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ متقی، سب سے بڑھ کر نیکی کا حکم دینے والا، برائی سے روکنے والا اور سب سے بڑھ کر صلہ رحمی کرنے والا ہو۔^(۱)

اور اس سے یہ حدیث بھی مروی ہے۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا یوذی حیى بمیت۔^(۲)

☆ درہم رضی اللہ عنہا جس طرح روایت حدیث اور حفظ حدیث میں ممتاز تھی اسی طرح عمدہ

اشعار کہنے میں بھی اسے عبور حاصل تھا۔

جنگ فجار کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

لَا قَوْا غَدَاةَ الرُّوعِ ضَمَزَزَةٌ

فِيهَا السَّنَوْرُ مِنْ بَنِي فَهْرٍ

مَلْمُومَةٌ خَرَسَاءُ تَحْسِبُهَا

لَمَّا بَدَتْ مَوْجًا مِنَ الْبَحْرِ

(۱) احمد (۴۳۲/۶) الاستيعاب (۲۹۱/۴)

اسد الغابہ (۴۵۰/۵) الاصابہ (۲۹۱/۴)

(۲) الاستيعاب (۲۹۱/۴) الاصابہ (۲۹۱/۴)

و الجردُ كالعقبان كاسِرَة
 تَهْوِي امام كتائب خُضرٍ
 منها ذَعافُ المَوْتِ اَبْرَدُه
 يَغْلِي بِهِم و احْرَة يَجْرِي
 قَوْمٌ لو اَنَّ الصخر صالدهم
 صَلَبُوا و لان عرامس الصخر

☆ درہ بنتیؓ اپنے مقام و مرتبے کی حفاظت کرتی رہی نبی کریم ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ اس سے راضی تھے۔ ۲۰ ہجری تک یہ زندہ رہیں۔ اس نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وفات پائی۔ اس نے تاریخ میں بڑے خوشگوار اثرات مرتب کیے۔

اللہ تعالیٰ درہ بنتیؓ سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ پر راضی ہوئی۔

ہم اسے الوداع کہتے ہوئے، کتنا اچھا محسوس کرتے ہیں کہ یہ بات بیان کریں۔ کہ حبیب مصطفیٰ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا:

اَنَا مِنْكَ وَ اَنْتَ مِنِّي.

میں اور تو دونوں ایک خاندان سے ہیں۔

درہ بنت ابی لہب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۲۹۰/۴

۱۔ الاستیعاب

۲۷۵/۲

۲۔ سیر اعلام النبلاء

۴۴۹/۵

۳۔ اسد الغابۃ

- | | |
|-----------|-------------------|
| ٢٣٨/٢٠ | ٤ - تفسیر القرطبی |
| ٣٣٨/٢ | ٥ - الاعلام |
| ٢٩١'٢٩٠/٤ | ٦ - الاصابة |
| ٥٤٢ | ٧ - درالسحابة |
| ٥٥٤/١ | ٨ - حياة الصحابة |
| صفحه ١٢٠ | ٩ - شاعرات العرب |



۲۸

النَّوَّار بنت مالک الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے کے حق میں کہا:
”اللہ تعالیٰ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے“۔ (فرمان نبویؐ)

فضائل کا میدان

جب نبی کریم ﷺ کی مدینہ منورہ میں آمد کا منظر ہماری آنکھوں کے سامنے سے گذرتا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہی انصار کے مرد و زن کے جود و کرم کی نوازشات کی جھلک دیکھائی دینے لگتی ہے۔

انصاری خواتین نے جس حسن سخاوت و ضیافت کا انداز اپنایا وہ نہایت ہی خوش کن تھا۔ وہ فضائل کے میدان میں ایک دوسری سے آگے نکل جانے کی کوشش کرتیں۔ اس طرز عمل سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنا تھا۔

☆ آج ہم جس صحابیہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرنے لگے ہیں۔ اس کا تعلق انصار سے ہے اور وہ عالم فاضل خواتین میں سے ہے۔ وہ بڑی سلیم الفطرت تھیں اور جود و سخا کی خوگر اپنا مال اور اولاد اللہ کی راہ میں بے دریغ پیش کرنے میں خوشی محسوس کرتی۔ ☆ اس صحابیہ کی سخاوت اس کے پختہ ایمان کی ایک نشانی تھی اور ایثار و قربانی کی ایک ایسی سچی تصویر تھی۔ جس کی تعریف اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ان الفاظ سے کی۔

﴿وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانُوا بِهِمْ حَصَاصَةً﴾ (الحشر: ۹)

اس اعتبار سے وہ اپنے اور بیٹے کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ کی دعائے برکت کی مستحق ٹھہری۔ آپ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي أُمَّكَ.

اللہ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے۔

النوار بنت مالک بن صرمۃ النجاریۃ الانصاریہ (۱) ایک عظیم المرتبت اور نجیب الفطرت خاتون تھی۔

شرف بیٹے کی شریف ماں:

النوار کی شادی ثابت بن الضحاک الخزرجی سے ہوئی۔ جس سے مشہور و معروف صحابی زید بن ثابت پیدا ہوئے۔ پھر اس کا بھائی یزید پیدا ہوا۔ اس کا خاوند ہجرت سے پانچ سال پہلے جنگ بعاث میں قتل کر دیا گیا۔

اس وقت زید کی عمر صرف چھ سال تھی، پھر اس کی شادی عمار بن حزم بن زید النجاری الانصاری رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

☆ النوار بڑی دانشمند خاتون تھی یہ درست رائے اور مشورہ دینے کے حوالے سے مشہور و معروف تھی وہ ان پیس کے رکھ دینی والی لڑائیوں کو بہت ناپسند کرتی تھی جن کی لپیٹ میں اوس اور خزرج اور اس کا خاوند ثابت بن ضحاک ان کی لپیٹ میں آیا۔ یہ بھی اپنی زندگی کے دن یونہی گزار دیتی اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مدینے کو بچانہ لیتا، اللہ تعالیٰ نے اہل مدینہ پر اسلام کی وجہ سے احسان فرمایا وہ اس طرح کہ ایک کامیاب سفیر اسلام حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مدینے کے بڑے بڑے لوگ مسلمان ہو گئے۔ اور ان میں النوار بنت مالک الانصاریہ بھی تھی۔ جو قرآنی آیات کو زبانی یاد کر کے سکون قلب محسوس کرتی۔ اور اپنے بیٹے کو آیات قرآنی کی تعلیم دیتی، جسے آگے چل کر بہت بڑے امام شیخ القراء، علم میراث کا ماہر مفتی مدینہ اور کاتب وحی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہ بڑے ذہین و فطین تھے۔

جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینے تشریف لائے تو زید بن ثابت نے اسلام قبول

کیا اس وقت اس کی عمر گیارہ سال تھی۔

نبی کریم ﷺ نے اسے یہودیوں کی تحریر سیکھنے کا حکم دیا تاکہ ان کے خطوط پڑھ سکے۔ آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

فَإِنِّي لَا آمَنُهُم.

”کہ میں ان سے مطمئن نہیں ہوں۔“

اس نے ان کی تحریر میں مہارت پیدا کر لی۔

رسول اللہ ﷺ نے جب ان کو خطوط ارسال کرنا ہوتے تو زید بن ثابت کو لکھنے کے لیے حکم دیتے۔

النوار اور پہلا تحفہ:

رسول اللہ ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ وہاں رہائش اختیار کی یہاں تک مسجد اور حجرے بنا لیے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس کھانے کے تحائف آنے لگے۔

نبی کریم ﷺ جب وہاں فروکش ہوئے تو سب سے پہلے پیالے میں کھانے کا تحفہ جو پیش کیا گیا وہ النوار بنت مالک کی طرف سے تھا اور یہ پیالہ اس کا فرزند ارجمند زید بن ثابت لے کر آیا تھا۔ سیدنا زید رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے تحفے کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں۔ ابو ایوب انصاری کے گھر جو پہلا تحفہ آیا وہ پیالہ تھا جو میری والدہ نے دے کر آپ کی خدمت میں بھیجا تھا، اس میں گھی اور دودھ میں روٹی بھگوئی ہوئی تھی۔ میں نے وہ پیالہ آپ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ پیالہ میری والدہ نے بھیجا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بارک الله فيك و في امك.

اللہ تعالیٰ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے۔

آپ نے صحابہ کو بلایا اور سب نے مل کر کھایا۔^(۱)

☆ پھر اس کے بعد سعد بن عبادہ کی طرف سے پیالہ آیا جس میں نرید اور گوشت کا شوربہ تھا۔

پھر بنو نجار باری باری کھانا پیش کرتے رہے۔ یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہا جب تک آپ ﷺ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف فرما رہے۔ ایک رات نبی کریم ﷺ کے دروازے پر تین ساتھی کھانا لے کر آئے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے روزانہ کھانا آتا۔ لیکن اس روز جلیل القدر صحابیہ حضرت النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا کھانا بھیجنے میں سبقت لے گئی۔

النوار اور رسول اللہ ﷺ کا مؤذن:

حضرت النوار رضی اللہ عنہا کا گھر مسجد نبوی کے ارد گرد بنے ہوئے تمام گھروں سے اونچا تھا، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اس گھر کی چھت پر نماز کی اذان دینے کے لیے چڑھتے۔ ابن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی والدہ النوار رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

”مسجد کے ارد گرد پائے جانے والے گھروں میں میرا گھر سب سے اونچا تھا۔“

بلال رضی اللہ عنہ میرے گھر کی چھت پر اذان دیتے یہ سلسلہ شروع سے لے کر مسجد نبوی بننے تک جاری رہا اس کے بعد وہ مسجد نبوی کی چھت پر چڑھ کر اذان دیتے، مسجد کی چھت پر اس مقصد کے لئے ایک چبوترہ سا بنادیا گیا تھا۔^(۲)

☆ اس طرح حضرت النوار رضی اللہ عنہا کو یہ شرف حاصل ہوا کہ اس کا گھر پہلا مینارہ بنا

(۱) السیرۃ الحلہ (۲/۲۷۷)

(۲) الطبقات (۸/۴۲۰)

جس پر نماز کے لیے اذان کی صورت میں ذکر الہی کا اعلان کیا جاتا رہا۔

سبحان اللہ

نبی ﷺ کی تربیت کے ثمرات:

☆ انصار کی خواتین میں النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا کو بڑا بلند مقام و مرتبہ نصیب ہوا اس طرح کہ اس کے بیٹے کو رسول اللہ ﷺ خلفائے راشدین اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاں بڑا بلند مقام حاصل تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ زید بڑا عقل مند ساتھی ہے۔ پھر آپ نے اسے قرآن جمع کرنے کی ذمہ داری سونپی اور اس نے اس کام کو بڑے احسن انداز سے سرانجام دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے کام میں برکت عطا فرمائی جس طرح کہ اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے اس کے اور اس کی والدہ کے حق میں برکت کی دعا کی۔

☆ نبی کریم ﷺ کی تربیت نے النوار رضی اللہ عنہا کے دل میں حدیث شریف کی محبت اور لگن پیدا کر دی، اسے حدیث کی راویہ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ اس سے ام سعد بن اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہا نے حدیث روایت کی۔ (۱)

☆ سوانح نگار بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت النوار نے اپنے بیٹے کی زندگی میں وفات پائی۔ اور اس نے اپنی والدہ کی نماز جنازہ پڑھائی ۳۵ ہجری میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مرثیہ میں یہ شعر کہا:

فَمَنْ لِّلْقَوَا فِي بَعْدِ حَسَانٍ وَابْنِهِ

وَمَنْ لِّلْمَثَانِي بَعْدَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ

اللہ تعالیٰ النوار بنت مالک اور اس کے بیٹے زید پہ راضی ہوا۔
 حضرت النوار رضی اللہ عنہا کو الوداع کہنے سے پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان
 دہرانا اپنے لیے سعادت سمجھتے ہیں۔
 بَارَكَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي أُمِّكَ.
 اللہ تیرے اور تیری والدہ کے لیے برکت عطا کرے۔

حضرت النوار بنت مالک رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے
 لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------|-------------------|
| ۴۱۹/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۵۵۷/۵ | ۲۔ اسد الغابة |
| ۲۷۷/۲ | ۳۔ السيرة الحلبية |
| ۴۰۳/۴ | ۴۔ الاستيعاب |



۲۹

فاطمہ بنت قيس رضی اللہ عنہا

جب اس کے خاوند نے اسے طلاق دے دی تو رسول اللہ ﷺ نے

اس سے کہا:

اس پر اب تیرے نان و نفقہ کی ذمہ داری نہیں ہے۔

اور اسے یہ حکم دیا کہ وہ عدت گزارے۔

دانشمند اور شریف خاتون

یہ جلیل القدر صحابیہ رضی اللہ عنہا صحابہ کرامؓ کی ان خواتین میں سے ہے جو ذہانت اور حفظ کے اعتبار سے ضرب المثل بنیں۔

☆ یہ حدیث روایت کرنے والی خواتین میں سے وہ ایک تھی۔ جس سے سنن اخذ کی گئیں۔ کتنی ایسی احادیث ہیں جنہیں ایک خاتون نے روایت کیا اور انہیں آئمہ حدیث نے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

صحابہ کرامؓ اور فقہائے حدیث نے حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ الفریعة بنت مالک سے مروی اس حدیث کو اخذ کیا۔ کہ جس میں یہ ذکر ہے کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ اپنے خاوند کے گھر عدت گزارے۔

اب ہم ایک صحابیہ کا بیان کرنے لگے ہیں۔ جس کا قصہ نبوی حکمت پر مشتمل ہے۔ اور وہ مسلم خواتین کے لیے راہنما ہے۔

☆ ابن اثیر رضی اللہ عنہ نے یہ ذکر کیا ہے۔ کہ فاطمہ بنت قیس بن خالد الاکبر بن وہب القرظیۃ الفہر یہ ضحاک بن قیس کی ہمیشہ تھی۔ (۱)

☆ حضرت فاطمہ کو اسلام قبول کرنے اور ہجرت اختیار کرنے میں سبقت لے جانے کا شرف حاصل ہوا۔ وہ بڑی عقلمند اور صاحب جمال و کمال خاتون تھی۔ اور اسے صحابہ کرام کی خواتین میں بڑا بلند مقام و مرتبہ حاصل تھا۔

☆ اس کے بارے میں زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یہ بڑی دانشمند اور شریف

خاتون تھی۔

☆ فاطمہ بنت قیس کی دو بہنیں مسلمان ہوئیں۔ ایک کا نام حمزہ قیس اور دوسری کا نام خیرہ بنت قیس تھا۔

فاطمہ اور نبی کریم ﷺ کی نصیحت:

ذاتی کمالات کے ساتھ ساتھ اسے یہ انفرادیت بھی حاصل ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اسے ابو حفص عمرو بن حفص بن مغیرہ المخزومی سے طلاق مل جانے کے بعد اپنے محبوب ابن محبوب صحابی اسامہ بن زید کی زوجیت کے لیے راضی کیا۔ فاطمہ نے قطعی طلاق یافتہ رہائش اور نان و نفقہ سے متعلق حدیث روایت کی ہے۔^(۱)

☆ ابو داؤد رحمہ اللہ نے ابوسلمہ بن عبد الرحمن سے اور اس نے فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی کہ ابو عمرو بن حفص نے اسے طلاق قطعی دے دی جب کہ وہ گھر سے غیر حاضر تھا۔ اور اس نے اس کو جو دے کر اپنا نمائندہ بھیجا جس سے وہ ناراض ہوئی۔ اس نے کہا تیری اب کوئی ذمہ داری مجھ پر نہیں۔

وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ سے اس صورت حال کا تذکرہ کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

لیس لك عليه نفقة.

اس کے ذمے اب تیرا نان و نفقہ نہیں۔

اور اسے یہ حکم دیا کہ ام شریک کے گھر عدت گزارے۔

پھر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

إِنَّ تِلْكَ امْرَأَةً يَغْشَاهَا أَصْحَابِي اعْتَدَىٰ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ أَعْمَىٰ تَضَعُ ثِيَابَكَ فَإِذَا حَلَلْتَ فَأَذْنِبِي.

(۱) اس کو صحاح ستہ میں سے بخاری کے علاوہ سب نے روایت کیا ہے۔

کہتی ہیں کہ جب میں نے عدت گزار لی تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی معاویہ بن ابی سفیان اور ابو جہم نے مجھے شادی کا پیغام بھیجا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو جہم بڑا غصیلا ہے ہر وقت لاٹھی اس کے کندھے پر ہوتی ہے۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کی مالی حالت کمزور ہے۔ آپ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے شادی کر لیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے اسے ناپسند کیا۔

پھر اس نے اسامہ بن زید سے نکاح کر لیا اللہ تعالیٰ نے بہت برکت عطا فرمائی اور اس پر رشک کرنے لگی۔ (۱)

☆ اس طرح فاطمہ کو دو فضیلتیں میسر آئیں۔ ایک فضیلت یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے اچھے خاوند کا انتخاب کیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ (النور: ۲۶)

☆ اور دوسری یہ فضیلت کہ نبی کریم ﷺ کا کفو کے اعتبار سے فیصلہ دین کے لحاظ کیا گیا۔ کہ کفو میں اصل اور کمال کا تعین دین کے لحاظ سے ہوگا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے شادی اس دینی قاعدے کی بنیادی مثال ہے اور رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہ بات واضح ہوئی کہ اگر کوئی مسلمان کسی معاملے میں کسی دوسرے مسلمان سے مشورہ کرے تو وہ اسے پورے اخلاص اور ہمدردی سے مشورہ دے۔

☆ درحقیقت فاطمہ بنت قیس کی محبوب رسول اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ شادی قابل رشک تھی اور اس مبارک شادی کے نتیجے میں زید جبیر اور عائشہ پیدا ہوئے۔ (۲) ان کو محبوب رسول کے بیٹے کہہ کر پکارا جاتا تھا۔ یہ نام ان کے لیے کتنا عزت کا نام تھا۔

(۱) ابوداؤد (۲۲۸۴) الطبقات (۸/۲۷۳)

(۲) الطبقات (۴/۷۲)

فاطمہ اور نبی کریم ﷺ کا گھر:

فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے گھر کے قریب رہائش پذیر تھیں۔ آپ ہی کے صاف شفاف علمی چشمے سے سیراب ہوئی، بچے در بچے واقعات ظہور پذیر ہوتے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی زندگی کی آخری بیماری میں مبتلا ہوئے تو اس کا خاوند شام کی طرف روانہ ہونے والے لشکر کا امیر تھا۔ رسول اللہ ﷺ بیماری کی حالت میں یہ فرمانے لگے۔

انْفِذُوا جَيْشَ أُسَامَةَ، انْفِذُوا جَيْشَ أُسَامَةَ.

لشکر اسامہ روانہ ہوا اور حرف بستی تک پہنچا تو حضرت فاطمہؓ نے پیغام بھیجا جلدی نہ کریں رسول اللہ ﷺ زیادہ بیمار ہیں ابھی اس کا خاوند اسامہ وہاں سے چلنے نہ پایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی روح قصص غصری سے پرواز کر گئی۔ (۱)

☆ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیائے فانی سے کوچ کر گئے اور آپ فاطمہ اور اس کے خاوند سے راضی تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خلفائے راشدین کے دور میں زندہ رہیں۔ لوگ اس کے فضل و شرف اور مقام و مرتبے کو جانتے تھے اس خاتون کے بڑے مناقب ہیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل کے وقت اسی کے گھر مجلس شوریٰ کا اجلاس ہوا تھا۔ جس میں اصحاب شوریٰ نے بڑے مدلل خطابات کیے۔ (۲)

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ذہانت اور حفظ:

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عالم فاضل اور فقیہہ صحابیات میں سے تھیں۔ اور یہ حدیث روایت کرنے والی صحابیات میں سے تھیں حفظ کے اعتبار سے اسے اللہ تعالیٰ نے بڑا

(۱) الضبقات (۶۷/۴) تاریخ اسلام ذہبی (۱۹/۳)

(۲) الاستیعاب (۳۷۱/۴) البدایہ و النہایہ (۱۵۰/۷) نہذیب التہذیب (۱۲/۴۴۴)

عجیب و غریب ملکہ عطا کیا تھا۔

جب ہم اس کے حافظے کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں۔ تو دجال کے بارے میں وہ طویل حدیث جس میں اس کے خروج کی تفصیلات ملاحظہ کرتے ہیں۔ یعنی حدیث جواسہ ہماری نظر سے گذرتی ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے منبر پر بیان کیا فاطمہؓ نے سنتے ہی اسے زبانی یاد کر لیا اور پھر جس طرح یہ حدیث سنی تھی اسی طرح جلیل القدر تابعی عامر بن شرحبیل کو سنادی جو اشعسی کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہ کبار اور ثقہ تابعین میں سے تھے۔

☆ حضرت فاطمہؓ نے نبی کریم ﷺ سے ۳۴ احادیث روایت کیں۔ جن میں سے ایک حدیث متفق علیہ ہے اور تین احادیث مسلم شریف میں ہیں اور اس کی مرویات تمام کتب حدیث میں مذکور ہیں۔ اس سے کبار تابعین کی جماعت نے حدیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

جن میں سے شعبی سعید بن مسیب، سلیمان بن یسار اور ابراہیم النخعی قابل ذکر ہیں۔^(۱)

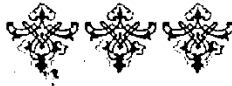
☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے خلفائے راشدین کا تمام دور دیکھا اور یہ ۵۰ ہجری کے بعد تک زندہ رہیں اور امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

☆ ہم نے ذی وقار صحابیہ کی سیرت کے گلشن سے پکے ہوئے پھول چن لیے، اس نے زندگی بھر اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کی رضا کو ترجیح دی اس نے سعادت کی زندگی اور قابل رشک موت پائی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ اسد الغابۃ ۵۲۶/۵
- ۲۔ الطبقات ۷۲/۴
- ۳۔ تاریخ اسلام ذہبی ۱۹/۳
- ۴۔ الاستیعاب ۳۷۱/۴
- ۵۔ البداية و النہایۃ ۱۵۰/۷
- ۶۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۵۳/۲
- ۷۔ تہذیب التہذیب ۴۴۴/۱۲
- ۸۔ التاج الجامع للاصول ۳۴۵/۵
- ۹۔ دلائل النبوہ بیہقی ۴۱۶/۵
- ۱۰۔ سیر اعلام النبلاء ۳۱۹/۲



۳۰

سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے سلمیٰ اور اس کی بہنوں کے بارے میں فرمایا یہ مؤمن بہنیں ہیں۔

تمام بہنیں مومن ہیں

عورت میں ذکاوت حس دوراندیشی اور قوت خیال مردوں سے کہیں زیادہ ہوتا ہے۔ جب وہ کبھی کوئی خبر سنتی ہے یا کوئی یاد اس کے پردہ خیال پر رقصاں ہوتی ہے۔ یا وہ کوئی عجیب و غریب منظر دیکھتی ہے تو اس کے دل کی گہرائی میں اثر پذیر ہوتی جس کا اظہار اس کے چہرے اور آنکھوں سے ہونے لگتا ہے۔

☆ یہ تمام تر خوبیاں اس جلیل القدر صحابیہ میں پائی جاتی تھیں۔ ایمان اس کے صاف شفاف دل سے نکل آیا تو دل میں وہ جاگزیں ہو گیا۔ اس کا ایمان ہر قسم کے شبہ سے بالاتر ہوا۔ اس نے اپنی ان بہنوں کا ساتھ دیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا نام اپنے کانوں سے سنا اور اپنی آنکھوں سے دیکھا اس کے بعد انہوں نے سوچا تو اللہ کے بارے میں کوئی عمل کیا تو اس کی رضا کے لیے انہوں نے کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہو۔

☆ ان روشن علامات کی بنا پر ان کے نصیب میں ایمان کی مہر بند مشروب کی گواہی آئی۔ جو رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک سے ان الفاظ میں منظر عام پر آئی۔ ان کے بارے میں آپ نے فرمایا:

الاحوات مومنات۔ یہ سب بہنیں مومن ہیں۔ (۱)

☆ یہ مومن بہنیں نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا، حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی ام الفضل بنت الحارث حضرت جعفر کی

بیوی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور سلمی بنت عمیس بن معد الخثعمیہ ہیں۔ (۱)
 آخر الذکر کی سیرت ان صفحات میں ہم قلم بند کر رہے ہیں۔
 حضرت سلمیٰ اپنی ہمیشہ حضرت اسماءؓ کے ہمراہ بہت پہلے مسلمان ہو گئی تھی۔
 ان دونوں نے اس مبارک دوڑ میں سبقت کا اعزاز حاصل کر لیا تھا۔

سلمیٰ اور مکی واقعات:

حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بڑا قریبی تعلق تھا۔ یہ آپ کے چچا اور رضاعی بھائی حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی بیوی تھی۔ سلمیٰ کے ہاں عمارہ بنت حمزہ نے جنم لیا۔

حضرت سلمیٰ نے مکہ معظمہ میں دعوت اسلامیہ کے پھیلاؤ کے حوالے سے پیش آنے والے واقعات کا پچشم خود مطالعہ کیا، اللہ کی راہ میں مسلمانوں کو پیش آنے والے مصائب دیکھے اپنی بہن اسماء اور اس کے خاوند جعفر بن ابی طالب کو مومنوں کی جماعت کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کرتے دیکھا۔

☆ علاوہ ازیں مکہ میں ایک واقعہ پیش آیا جس سے قریش بلبلا اٹھے یہ واقعہ حضرت اسماء کے خاوند حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا تھا، جس کے بارے میں ابن اسحاق کہتے ہیں: جب حضرت حمزہ مسلمان ہوئے قریش سمجھ گئے کہ رسول اللہ کو عزت اور غلبہ حاصل ہو گیا ہے۔

حمزہ رضی اللہ عنہ ان کی حفاظت کرے گا۔ اور مسلمان ان تکالیف سے محفوظ ہو جائیں گے جو انہیں ان سے پہنچتی تھیں۔ اس سلسلے میں حضرت حمزہ یہ اشعار کہتے:

فلا والله نسلمه لقوم

ولما نقض فيهم بالسيوف

و نترك منهم قتلى بقاء

عليها الطير كالورد العكوف

صبر کرنے والی اور ثواب کی نیت رکھنے والی:

☆ مدینہ منورہ کی طرف مہاجرین کے قافلے رواں دواں ہوئے حضرت سلمیٰ اور حضرت حمزہؓ بھی مہاجرین کے ساتھ ہوئے۔

☆ غزوہ بدر پہنچا ہوا تو حضرت حمزہؓ نے خوب داد شجاعت دیکھائی۔ غزوہ احد میں شریک ہوئے۔ اور وہ روزہ رکھے ہوئے تھے۔ اس دن وہ نبی کریم ﷺ کے سامنے دو تلواریں ہاتھ میں پکڑے میدان میں وارد ہوئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔ میں اللہ کا شیر ہوں۔ لیکن تقدیر نے اسے آ لیا اور جام شہادت نوش کر گئے۔ اور وہ لسان حال سے یہ کہہ رہے تھے۔

﴿وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى﴾ (طہ: ۸۴)

انہیں احد پہاڑ کے پاس ہی دفن کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ

بہت غمگین ہوئے۔

☆ اس کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا بہت غمگین ہوئی لیکن اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے صبر کیا۔

☆ عدت کے بعد اس کے ساتھ ایک صحابی شداد بن الہاد اللیثی نے شادی کر لی، اس

سے عبد اللہ بن شداد پیدا ہوئے، اس کا یہ بیٹا فقیہ، محدث اور عالم فاضل ہوا۔ وہ

ماں کی جانب سے حمزہ کی بیٹی کا بھائی تھا۔ وہ ام الفضل کی جانب سے عباس بن

عبد المطلب کے بیٹے کی خالہ کا بیٹا تھا، اور وہ خالد بن ولید کی خالہ کا بیٹا تھا، اسی

طرح وہ محمد بن ابی بکر کی خالہ کا بیٹا تھا۔ اور اسی طرح وہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ

کے تمام بچوں کی خالہ کا فرزند ارجمند تھا۔^(۱)

سلطی اور اس کی بیٹی عمارہ:

جب رسول اللہ ﷺ نے ۷ ہجری ذی القعدہ کو عمرہ القضاء ادا کیا۔ آپ مکہ سے روانہ ہوئے آپ کے پیچھے حضرت حمزہ کی بیٹی عمارہ لگ گئی، اس نے آواز دی چچا جان حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑا اور حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے کہا، اسے پکڑیں انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ اس کے بارے میں حضرت علی زید بن حارثہ اور جعفر بن ابی طالب میں جھگڑا ہوا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اسے میں گودلوں گا کیونکہ یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ یعنی اسماء بنت عیسٰی لہذا میرا حق بنتا ہے۔ کہ اسے میں گودلوں۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے جب مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کی تھی تو مجھے اور حمزہ رضی اللہ عنہ کو دینی بھائی قرار دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے خالہ کے حق میں فیصلہ دیا اور فرمایا خالہ ماں کی جگہ ہوتی ہے۔ (۱)

عمارہ مدینہ منورہ میں اپنے ابا جان شیر خدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے بارے میں پوچھنے لگی، حسان بن ثابت کو جب یہ خبر ملی تو اس نے یہ اشعار کہے۔

تَسَالَى عَنْ قَرْمٍ هَجَانٍ سَمِيدٍ

لَدَى النَّاسِ مَغَوَارِ الصَّبَاحِ جَسُورُ

فَقُلْتُ لَهَا إِنَّ الشَّهَادَةَ رَاحَةٌ

وَرِضْوَانُ رَبِّ يَا أَمَامَ غَفُورُ

(۱) الطبقات (۸/۱۶۰) دلائل النبوة للبيهقي (۴/۳۳۷ و ۳۳۸) تاريخ اسلام

ذہبی (۲/۴۶۶)

دَعَاہُ إِلَہُ الْخَلْقِ ذُو الْعَرْشِ دَعْوَةً

إِلَى جَنَّةٍ فِيهَا رِضَاوُ سُرُورٍ

عمارة اپنی خالہ اسماء کی گود میں پلی پڑی عمارۃ کی ایک شان یہ بھی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے اس کی شادی سلمۃ بن ابی سلمہ سے کر دی شادی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا کیا تو مسلمہ کو بہتر بدلہ دے گی۔ سلمہ وہ شخصیت ہے جس کی وساطت سے رسول اللہ ﷺ کی شادی اس کی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔^(۱)

☆ اس واقعے سے رسول اللہ ﷺ کا اپنے چچا کی بیوی حضرت سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے اکرام کا پتہ چلتا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کی بیٹی عمارہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کا پتہ چلتا ہے۔ نیز سلمہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہا سے وفاداری کا مظاہرہ بھی سامنے آتا ہے۔

☆ یہ صابرہ شاکرہ صحابیہ حضرت سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بارے میں چند معلومات ہیں۔ لیکن تاریخ ہمیں اس کی وفات کے بارے میں کچھ بتانے سے قاصر ہے۔ لیکن اس کی مؤمن بہنوں کے بارے میں تاریخ ہمیں یاد دلاتی رہتی ہے۔ طویل زمانہ بیت جانے سے ان کے تذکرے میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

(۱) الطبقات (۸/۱۶۰) المغازی (۲/۷۳۹) دلائل النبوة للبيهقي (۴/۳۴۰)

الاصابه (۴/۲۳۰) السيرة الحلبية (۲/۷۸۵)

حضرت سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|----------|-----------------------|
| ۳۲۰/۴ | ۱۔ الاستیعاب |
| صفحہ ۵۴۵ | ۲۔ درالسحابة |
| ۲۸۵/۸ | ۳۔ الطبقات |
| ۳۱۹/۴ | ۴۔ الاستیعاب |
| ۵۷۹/۵ | ۵۔ اسد الغابة |
| ۵۰/۲ | ۶۔ الروض الانف |
| صفحہ ۲۸۲ | ۷۔ المعارف ابن قتیبة |
| ۶۰/۳ | ۸۔ الاصابة |
| ۳۴۰/۴ | ۹۔ دلائل النبوة بیہقی |
| ۷۸۵/۲ | ۱۰۔ السيرة الحلبیة |



۳۱

سلمیٰ بنت صخر رضی اللہ عنہا

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی والدہ مومنہ، مہاجرہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والی۔

شرفاء کی وادی میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿رَبِّ أَوْزَعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ
وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ
وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ﴾ (الاحقاف : ۱۵)

”میرے پروردگار مجھے توفیق عطا فرما کہ میں تیری اس نعمت کا شکر کروں جو
تو نے مجھ پر کی ہے اور میرے والدین پر کی ہے اور میں ایسا نیک عمل کر
سکوں جس سے تو راضی ہو جائے اور میری اولاد کو صالح بنادے میں تو بہ کرتا
ہوں اور میں مسلمان ہوں۔“

☆ ان صفحات میں ہم بنو تیم قبیلے کی ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا تعارف پیش کرتے ہیں۔
بنو تیم، نرم خوئی، ادب، حسن معاملہ اور ایقائے عہد کے اعتبار سے بڑے
مشہور و معروف تھے۔ اس قبیلے کی خواتین بھی جرأت مند بلند مرتبہ اخلاص اور جود و کرم
جیسی خوبیوں سے آراستہ تھیں۔ بنو تیم کی خواتین کے بارے میں یہ مشہور تھا:
إِنَّ بَنَاتِ تَيْمٍ أَذَلُّ النِّسَاءِ وَاحْظَاهُنَّ عِنْدَ زَوْجٍ

بنو تیم کی خواتین سب سے زیادہ دلیر اور خاوند کی نظروں میں معتبر ہوتی تھیں۔

☆ بنو تیم کی خواتین اور پھر ان میں سے میدان اسلام کی جانب سبقت لے جانے
والی خواتین میں ایک ایسی خاتون دیکھائی دیتی ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کی
دعوت سے متاثر ہو کر ان قدسی نفوس عورتوں میں شامل ہو جاتی ہے۔ اور وہ ہے

☆ ام الخير سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرة۔^(۱)
 اس جلیل القدر صحابیہ میں خیر و برکت ہر طرف سے اکٹھی ہو گئی تھی اس کے لیے
 یہی فضل و شرف کافی ہے کہ وہ مردوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے
 والے رسول اللہ کے پہلے خلیفہ اور غار کے ساتھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
 والدہ ہے۔

حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے خراج تحسین پیش کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔

خير البرية اتقاها و اعدلها

بعد النبي و اوفاهها بما حملا

و الشانئ التالى المحمود مشهده

و اول الناس منهم صدق الرُسلا

مخلوق میں بہتر نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ متقی اور منصف مزاج
 اور ساری امت میں شریعت کے سب سے زیادہ وفادار نبی ﷺ کے بعد دوسرے نمبر
 پر قابل تعریف مقام کا حامل اور لوگوں میں سب سے پہلا جس نے رسولوں کی تصدیق
 کی۔

☆ یہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی دادی تھی اس کا خاوند عثمان تھا جس کی کنیت
 ابوقحافہ تھی جو فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا۔

☆ کیا یہ خاتون بھلا سراپا برکت نہ تھی۔ یقیناً وہ ایسی ہی تھی کیا اس کے اسلام لانے
 کی خبر آپ تک پہنچی ہے؟

آئیے ہم ایک ساتھ اس کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

(۱) الاستيعاب (۴/۴۲۹) الاصابه (۴/۴۲۹) جمهرة انساب العرب (۱/۱۳۵)

ام الخیر کا اسلام قبول کرنا:

ام الخیر رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ سے بہت زیادہ محبت و احترام کرنے والی خاتون تھی۔ وہ آپ کو اسی نظر سے دیکھتی جس نظر سے ایک تجربہ کار ماں اپنے بیٹے کو دیکھتی ہے۔ آپ اس کے بیٹے ابوبکر کے بچپن کے ساتھی تھے۔ لیکن اسلام نے ام الخیر کے دل کی طرف راستہ کیسے بنایا۔

☆ سوانح و سیرت نگار بیان کرتے ہیں کہ ام الخیر بہت پہلے دار ارقم میں ہی مسلمان ہو گئی تھی اور اس نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر لی تھی۔ (۱) ام الخیر کے اسلام قبول کرنے کا دلچسپ قصہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

☆ جب نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کی تعداد ۳۸ ہو گئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مطالبہ کیا کہ اسلام کا سرعام اعلان کر دیا جائے آپ نے فرمایا: ابوبکر ابھی ہم تھوڑے ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ نے مطالبہ کرتے یہاں تک کہ آپ نے آمادگی کا اظہار کر دیا۔ مسلمان مسجد میں بیٹھ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ لوگوں کے سامنے خطیب بن کر کھڑے ہوئے رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے یہ ملت اسلامیہ کے پہلے خطیب ہیں جس نے لوگوں کو اللہ و رسول کی طرف دعوت دی۔

☆ مشرکین حضرت ابوبکرؓ اور مسلمانوں پر پل پڑے اور انہیں بہت زیادہ مارا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نیچے گرا کر بہت زیادہ ماری فاسق و فاجر عتبہ بن ربیعہ آپ کے قریب آیا اور چمڑے کے اپنے دونوں جوتوں سے چہرے پر ضربیں لگانے لگا۔ اور اس کا چہرے پر اتنا اثر ہوا کہ چہرے پر اتنا ورم پیدا ہوا

کہ دیکھنے والے کو آپ کی ناک نہیں دیکھائی دیتی تھی۔

☆ قبیلہ بنو تیم کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے مشرکین کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے پیچھے ہٹایا اور اسے ایک کپڑے میں اٹھا کر گھر لے گئے۔ انہیں اس کی موت میں کوئی شک نہ رہا، بنو تیم واپس آئے مسجد میں داخل ہوئے اور یہ کہا۔ بخدا اگر ابو بکر فوت ہو گیا تو ہم عتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے۔ پھر وہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ابو قحافہ اور بنو تیم کے لوگ حضرت ابو بکرؓ سے باتیں کرنے لگے لیکن ان کو کوئی ہوش نہ تھی۔ شام کے وقت انہیں ہوش آئی تو پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟

☆ ام الخیر رضی اللہ عنہا بڑی خوف زدہ تھی اس نے کہا بخدا مجھے آپ کے ساتھی کا کوئی علم نہیں۔

آپ نے کہا اماں جان ام جمیل بنت خطاب⁽¹⁾ سے پوچھ کر آئیں اسے پتہ ہوگا۔ وہ گھر سے نکلی ام جمیل کے پاس آئی اور کہا کہ ابو بکر حضرت محمد ﷺ کے بارے میں دریافت کرتا ہے کہ ان کا کیا حال ہے۔

☆ ام جمیل نے دل میں خوف محسوس کیا کہ کہیں ام الخیر اس کی اور نبی کریم ﷺ کی جاسوسی کے لیے نہ آئی ہو۔ اس نے کہا نہ میں ابو بکر کو جانتی ہوں۔ اور نہ ہی محمد ﷺ کو جانتی ہوں۔ اگر تم پسند کرتی ہو تو میں آپ کے ساتھ آپ کے بیٹے کی خبر لینے کے لیے جاسکتی ہوں۔

ام الخیر نے کہا کہ ہاں چلے۔

وہ اس کے ساتھ گئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ بیمار پڑے ہیں۔ ام جمیل ان کے قریب ہوئی تو شفقت اور ہمدردی اس پر غالب آ گئی اور اس نے

(1) ام جمیل فاطمہ بنت الخطاب کی سیرت اس کتاب میں پڑیے۔

روتے ہوئے کہا۔ اللہ کی قسم لوگوں نے آپ کے ساتھ یہ سلوک کر کے اپنے فاسقانہ اور کافرانہ رویے کا اظہار کیا مجھے امید ہے کہ اللہ ان سے ضرور انتقام لے گا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کوئی زیادہ بات نہ کی صرف یہ پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے۔ ام جمیل نے اشارہ کیا کہ آپ کی والدہ ام الخیر رضی اللہ عنہا سن رہی ہے۔ ذرا احتیاط سے کام لیں بات کہیں بگڑ نہ جائے۔ فرمایا: ان کی طرف سے کوئی خطرہ نہیں۔ اس نے کہا آپ ﷺ بالکل صحیح سالم ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دلی طور پر یہ چاہا کہ اپنی آنکھوں سے آپ کی زیارت کریں۔ پوچھا حضور ﷺ کہاں ہیں؟

اس نے بتایا دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔

فرمانے لگے: میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا جب تک رسول اللہ ﷺ کی زیارت نہ کر لوں۔

☆ ام الخیر نے اپنے بیٹے کی طرف شفقت بھری نگاہوں سے دیکھا ام جمیل نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے موقف کو بڑی اہمیت دی، دونوں نے انہیں دلاسا دیا جب رات ڈھل گئی، لوگوں کی آمد و رفت ختم ہوئی۔ گلیاں پرسکون ہو گئیں تو دونوں نے سہارا دیا اور انہیں پکڑ کر گھر سے روانہ ہوئیں کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نقاہت کی وجہ سے چل نہیں سکتے تھے وہ اسی حالت میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہرے کو بوسہ دیا، مسلمان بھی آپ کی طرف لپکے رسول اللہ ﷺ یہ منظر دیکھ کر بڑے رنجیدہ و غم دیدہ ہوئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، باقی سب ٹھیک بس اس فاسق نے میرے چہرے پر کاری ضرب لگائی ہے۔ جس کی قدرے تکلیف ہے۔ یہ میری امی جان اپنے بیٹے پر بڑی مہربان ہیں۔ اور بابرکت ہیں۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جہنم

کی آگ سے بچالے۔

رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اور اس کے حق میں دعا کی تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔^(۱)

سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُ أَكْبَرُ

☆ اس طرح ام الخیر کی زندگی کے نئے دور کا آغاز ہوتا ہے جب کہ وہ سبقت لے جانے والے اہل ایمان کے قافلے سے جا ملے والدہ کے اسلام قبول کرتے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں جب مکہ فتح ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے والد ابو قحافہ کی آنکھیں بھی کھول دیں۔ اور اسے بھی اسلام کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ اس کے بارے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وہ شخصیت ہے کہ جس کے ماں اور باپ دونوں مسلمان ہوئے مہاجر صحابہ میں اس اعتبار سے اسے انفرادیت حاصل ہے۔^(۲)

نیک لوگوں کے قافلے میں:

جب مسلمانوں نے مکہ معظمہ میں سرعام اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنا شروع کیا تو مشرکوں نے اہل ایمان کو طرح طرح کی اذیتوں سے دوچار کرنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دے دی۔ ام الخیر نے بھی مہاجرین کے ساتھ ہجرت اختیار کی تاکہ اللہ کی رضا میں زندگی تکمیل پذیر ہو۔ مدینہ منورہ میں اپنی نئی زندگی کی راہ پر گامزن ہوئی۔ تمام واقعات کو چشم خود دیکھنا نبی کریم ﷺ نے وفات پائی تو آپ ام الخیر سے خوش تھے اس

(۱) الریاض النضرہ (۱/۷۵ و ۷۶) البدایہ و النہایہ (۳/۲۹) اسد الغابہ (۵/۵۸۰)

السیرۃ الحلبیہ (۱/۴۷۵ و ۴۷۶)

(۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۲۱)

نے نیک لوگوں کے ساتھ ہجرت اور بیعت کرنے کا اجر و ثواب اپنے دامن میں سمیٹ لیا زبیر بن بکار اس کے بارے میں کہتے ہیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی والدہ بیعت کا شرف حاصل کرنے والی خواتین میں تھیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا اعزاز حاصل کیا تھا۔

آخری ایام:

جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے جا ملے مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ کے خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پر یہ کرم کیا کہ آپ کے والدین بیٹے اور پوتے سبھی مسلمان ہوئے۔

اور ان سب کو نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا یہ اعزاز صحابہ کرامؓ میں کسی اور کو میسر نہ آیا۔

☆ جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو ان کے ماں باپ زندہ تھے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی خلیفہ ایسا نہیں دیکھا جیسا کہ اپنے ماں باپ کو وارث کی حیثیت میں چھوڑا ہو۔

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ پہلی شخصیت ہیں جو خلیفۃ المسلمین کا وارث بنے، لیکن انہوں نے اپنی وراثت جو چھٹے حصے پر مشتمل تھی تمام کی تمام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کو دے دی۔^(۱)

☆ حضرت ام الحیر رضی اللہ عنہا اپنی مبارک زندگی کے سفر پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جا ملیں، اپنے بیٹے کی وفات کے چند ماہ بعد ہی فوت ہو گئیں اور صالحین سے جا ملیں اس نے اپنے پیچھے بہت سی خوشگوار یادیں چھوڑیں۔

اس کی وفات تقریباً ۱۳ ہجری کو ہوئی۔ اللہ ام الخیر سے راضی ہوا اور اسے اپنی جنتوں میں آباد کیا اور مہر بند ایسا مشروب نوش جان کرنے کے لیے دیا جس پر کستوری کی مہر ثبت تھی۔

﴿وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ﴾
اس میں رغبت کرنے والوں کو رغبت کرنی چاہیے۔

حضرت ام الخیر رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الاستیعاب ۴/۴۲۹
- ۲۔ الاصابة ۴/۴۲۹
- ۳۔ جمهرة انساب العرب ۱/۱۳۵
- ۴۔ المعارف لابن قتيبة صفحہ ۱۶۸
- ۵۔ الرياض النضرة ۱/۷۵
- ۶۔ التاج الجامع للاصول ۳/۳۶۰
- ۷۔ البداية و النهاية ۳/۲۹
- ۸۔ اسد الغابة ۵/۵۸۰
- ۹۔ السيرة الحلبية ۱/۴۷۵
- ۱۰۔ تهذيب الاسماء و اللغات ۳/۳۲۱



۳۲

لیلیٰ بنت ابی حمزہ رضی اللہ عنہا

ہجرت کے موقع پر ہودج میں بیٹھ کر مدینے میں داخل ہونے والی پہلی خاتون جس نے دو قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز ادا کی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے گھر تشریف لاتے اور حالات سے آگاہی حاصل کرتے۔

نور کی جانب شوق

طویل زمانے سے کعبہ کے ارد گرد بہت سے بت آویزاں تھے۔ قریش اور ان کے نواح میں بسنے والے لوگوں کے دلوں کا وہ محور و مرکز بن چکے تھے۔ لوگوں ان کی عبادت کرتے اور ان کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کے نام کی قسمیں کھاتے لیکن اچھے خیالات اور روشن عقل و دانش رکھنے والی جماعت کے افراد ایسی چیزوں کو اپنا معبود بنانا حماقت خیال کرتے تھے جو نہ سن سکتی ہیں نہ دیکھ سکتی ہیں۔ اور نہ ہی کسی کو کوئی فائدہ ہی پہنچا سکتی ہیں۔

☆ دن گزرتے گئے اور یہ دانشور لوگ اپنے موقف پر ڈٹے رہے۔ اور یہ جانتے تھے کہ یہ حق پر ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو رسالت کے لیے منتخب فرمایا، تو انہوں نے ایمان لانے اور جو نبی کریم ﷺ دعوت توحید لے کر آئے تھے۔ اس کی تصدیق کرنے میں کوئی دیر نہ کی اور بتوں کو ترک کرنے میں بڑی جلدی کی۔

☆ ظہور اسلام کے ابتدائی ایام میں ہدایت اور دین حق کی طرف سبقت لے جانے والے مرد و زن کا قافلہ منظر عام پر آیا۔ اور اس نورانی قافلے میں لیلیٰ بنت ابی حمزہ بن حذیفہ القرظیۃ العدویۃ^(۱) جلیل القدر صحابی حضرت عامر بن ربیعہ کی بیوی بڑی نمایاں دیکھائی دیتی ہے۔

☆ اس کا خاوند سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے والد خطاب بن نفیل کا حلیف تھا۔ جب عامر اس کا

حلیف بنا تو اس نے اسے اپنا بیٹا بنا لیا اور اسے عامر بن خطاب^(۱) کے نام سے پکارا جانے لگا۔ یہاں تک کہ قرآن کریم میں یہ حکم نازل ہوا۔

﴿ادْعُوهُمْ لِأَبَاءِهِمْ﴾ (الاحزاب : ۵)

انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو۔

اس طرح عامر اپنے خاندان کی طرف پلٹے اور انہیں عامر بن ربیعہ کہا جانے لگا۔

☆ یہ دونوں میاں بیوی بہت پہلے مسلمان ہوئے ابھی رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں تشریف فرما ہو کر اسلام کی دعوت دینے نہیں لگے تھے۔ (۲)

☆ لیلیٰ نے عبد اللہ بن عامر کو جنم دیا اور اسی کے نام پر اس کی کنیت ام عبد اللہ مشہور و معروف ہوئی۔

لیلیٰ اللہ کا نور دیکھتی ہے:

اللہ پر ایمان لانے کا جلیل القدر صحابیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے دل پر بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ جس سے اس کا دل صاف ہو گیا۔ اور وہ اللہ کا نور دیکھنے لگی۔

ایمان کی بشارت جب انسان کے دل میں اترتی ہے تو اسے منور کر دیتی ہے۔ جس کی بنا پر صداقت اس کی زبان سے جاری ہو جاتی ہے۔

لیلیٰ رضی اللہ عنہا کی فراست حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے ضمن میں حقیقت کا روپ دھار گئی۔ یہ ان لمحات کی بات ہے جن میں حضرت عمر کا اسلام قبول کرنا محال خیال کیا جاتا تھا اس کا خاوند حضرت عامر بن ربیعہ تو اس سلسلے میں بہت رنجیدہ و دلگیر رہتا تھا یہ خوش کن خبر سننے کی اسے کوئی توقع ہی نہ تھی۔ لیلیٰ بنت ابی حمزہ بیان کرتی ہیں۔

(۱) انساب الاشراف (۱/۲۱۸)

(۲) الطبقات (۳/۳۸۶)

بخدا ہم سر زمین حبشہ کی طرف کوچ کرنے لگے عامرؓ سفر کے لیے ضروری اشیاء لینے کے لیے گئے عمر بن خطابؓ میرے ہاں آئے ابھی وہ مشرک تھے اور ہمارے اسلام قبول کرنے کی وجہ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر ہمارے ساتھ سخت رویہ اختیار کرتے تھے، ہمیں اس کی طرف سے بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا وہ کھڑے کھڑے کہنے لگے ام عبد اللہ کیا اب آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں گے؟

میں نے کہا ہاں! بخدا اب ہم اللہ کی ایسی زمین میں جا کر بسرا کریں گے جہاں ہم پر اللہ کی عبادت کرنے کی پاداش میں کوئی سزا نہیں دی جائے گی آپ لوگوں نے تو ہمیں اذیت دینے اور ستانے میں کوئی کسر اٹھانہ رکھی۔ اللہ نے ہمارے لیے ایک راستہ بنا دیا۔ خوف کی وجہ سے لڑکھڑاتی ہوئی زبان سے باتیں کرنے کے چند لمحوں کے بعد دیکھا کہ عمر بن خطابؓ بڑے افسردہ دیکھائی دے رہے ہیں۔ چہرے پر غم و اندوہ کے آثار نمایاں ہیں اور اپنی فراست کو بروئے کار لاتے ہوئے دیکھا تو اسے عمر بن خطابؓ کی آنکھوں میں شفقت اور نرمی کے آثار دکھائی دیئے۔ اس منظر کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس نے کہا۔ میں نے اس میں ایسی نرمی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی وہ واپس چلے گئے اور اسے ہماری روانگی نے غمزدہ کر دیا تھا اس نے ہم سے کوئی تعرض نہ کیا۔ ہمارے آگے کوئی رکاوٹ کھڑی نہ کی۔

☆ عمر بن خطابؓ وہاں سے چلے تو گئے لیکن حضرت لیلیٰؓ کے گھرانے کا بے بسی کے عالم میں اپنے گھر کو چھوڑ کر جانا اسے غمزدہ کر گیا۔ اور اس نے ان مساکین کی حالت زار کا دلخراش منظر دیکھ کر دل میں شفقت کے جذبات ابھارے یہ وہ مساکین کا قافلہ ہے جو عمر کی جانب سے پیش آنے والی اذیتوں کا تختہ مشق بنے ہوئے تھے۔

☆ حضرت لیلیٰؓ اپنی بات کو آگے بڑھاتی ہوئی کہتی ہیں۔

تھوڑی دیر کے بعد میرا خاوند عامر بن ربیعہؓ ضرورت کی اشیاء لے کر آ گیا

میں نے اس سے عمر کی آمد اور اس کے نرم رویے کا تذکرہ کیا۔

میں نے کہا اے ابو عبد اللہ کاش کہ آج تم عمر کے نرم رویے اور اس کی غمزہ حالت کو دیکھ لیتے۔

اس نے کہا کیا تو اس کے مسلمان ہونے کی امیدیں لگائے بیٹھی ہے۔

میں نے کہا ہاں!

اس نے کہا: اللہ کی قسم خطاب کا گدھا تو مسلمان ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کا اسلام قبول کرنا میرے خیال میں ناممکن ہے۔ حضرت عامر نے اس کے مسلمان ہونے کے حوالے سے مایوسی کا اظہار اس لیے کیا کہ انہوں نے بارہا دفعہ مسلمانوں کے ساتھ سختی سے پیش آنے کا رویہ پچشم خود دیکھا تھا۔^(۱)

☆ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا کے دل نے سچا اندازہ لگا لیا تھا۔ ابھی تھوڑی مدت گزرنے نہ پائی تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حق کے سامنے جھک گئے چل کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری دی اور اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا اس کی طبیعت کی سختی تو اس ہلکے اور باریک چھلکے کی مانند ثابت ہوئی۔ جس کے پیچھے رحمت کے چشنے چھپے ہوئے ہوں اور شفقت کا سمندر موجزن ہو۔

لیلیٰ اور ہجرت:

لیلیٰ اور اس کا خاوند عامر رضی اللہ عنہما اس پہلے قافلے میں شامل تھے جس نے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور وہ قافلہ ۱۲ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل تھا حضرت عثمان بن عفانؓ اس قافلے کے سردار تھے یہ تاریخ اسلام کی پہلی ہجرت تھی۔ یہ بعثت نبوی کے بانچویں سال ماہ رجب میں ہجرت پر روانہ ہوئے۔

جب یہ سرزمین حبشہ پہنچے تو وہاں بہترین گھر میں فروکش ہوئے بہترین سی میسر آئے۔

(۱) السیرۃ النبویہ (۱/۳۴۲ و ۳۴۳) اسد الغابہ (۵/۵۴۱) الاصابہ (۴/۳۸۷)

☆ یہ اللہ والے چند ماہ حبشہ میں رہے وہاں قریش کی اذیتوں سے بے خوف ہو کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے مکہ سے خلاف واقعہ انہیں خبریں موصول ہونے لگیں کہ قریش ایمان لے آئے ہیں۔ یہ خبر سن کر وہ ۵ نبوی کو ہی مکے کی جانب واپس ہوئے ابھی یہ مکے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ انہیں صحیح معاملے کا پتا چلا کہ مکے میں تو وہی پہلے جیسی صورت حال ہے ان میں سے کچھ حبشہ کی طرف واپس ہو گئے اور باقی دے پاؤں مکے میں داخل ہو گئے حضرت لیلیٰ اور اس کا خاوند دوبارہ حبشہ کی طرف واپس چلے گئے۔ پھر کچھ دیر بعد مکے آئے۔ اور چپکے سے مکہ شہر میں داخل ہوئے۔

☆ لیکن قریش کی جانب سے اہل ایمان کے لیے اذیت رسانی کا سلسلہ پہلے سے زیادہ ہو گیا۔

یہ صورت حال دیکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو مدینے کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم دیا۔

حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا مہاجرین کے پہلے قافلے میں تھیں۔

علامہ ابن سعد رضی اللہ عنہ اس کے بارے میں فرماتے ہیں۔ حضرت لیلیٰ نے بہت پہلے اسلام قبول کیا رسول اقدس ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ابتدائی مرحلے کی مہاجر خواتین میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کی، دو ہجرتیں کرنے کا اعزاز حاصل کیا پہلے حبشہ کی طرف اور پھر مدینے کی طرف۔ ان کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ وہ پہلی خاتون ہے جو ہودج میں بیٹھ کر سب سے پہلے مدینے میں داخل ہوئی۔^(۱)

☆ ابن اثیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔^(۲) کہ اس نے دو قبلوں کی طرف رخ کر کے نماز

(۱) الطبقات (۲۲۶/۱) انساب الاشراف (۲۱۸/۱) الاصابہ (۳۸۷/۴)

(۲) اسد الغابہ (۵۴۱/۵)

پڑھنے کا اعزاز حاصل کیا پہلے بیت المقدس کی طرف اور پھر کعبہ شریف کی طرف۔

سبحان اللہ

لیلیٰ اور نبوی تربیت:

☆ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کو دنیا و آخرت کی سعادت حاصل کرنے کی طرف توجہ دلایا کرتے تھے۔ اور انہیں ہر صورت صدق بیانی کی تلقین کیا کرتے تھے اور درست راستے پر چلنے کا حوصلہ دیا کرتے تھے۔

☆ اس جلیل القدر صحابیہ لیلیٰ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کی نظر میں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ آپ اس کے گھر تشریف لاتے اس کے حالات معلوم کرتے پھر اس کی درست راہنمائی کرتے اس کا بیٹا عبداللہ بن عامر بیان کرتا ہے۔

ایک روز مجھے میری اماں جان نے بلایا رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف فرما تھے۔ امی جان نے کہا بیٹا آؤ میں تجھے ایک چیز دوں رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا تم اس کو کیا دنیا چاہتی ہو اس نے عرض کی میں اسے کھجور دینا چاہتی ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر تو اس کو نہ دیتی تو تیرا یہ جھوٹ لکھ دیا جاتا۔^(۱)

☆ عظیم المرتبت صحابیہ حضرت لیلیٰ رضی اللہ عنہا صحابیات کے درمیان اپنا دور گزارتے ہوئے دیگر خواتین کے لیے ایک مثالی نمونہ کی حیثیت اختیار کر جاتی ہیں۔

☆ تاریخ ہمیں اس صحابیہ کی وفات کے بارے میں کچھ نہیں بتاتی۔ لیکن یہ اپنی خوش نما معطر زندگی کے حوالے سے یاد آتی رہتی ہیں۔ اور اللہ کے نور سے پھوٹنے والی فراست ہمارے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

یہ اپنے اللہ سے راضی اور اللہ اس سے راضی۔

حضرت لیلیٰ بنت ابی حمزہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے

درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------|---------------------|
| ۵۴۱/۵ | ۱۔ اسد الغابة |
| ۳۸۷/۴ | ۲۔ الاصابة |
| ۲۸۸/۱ | ۳۔ انساب الاشراف |
| ۳۸۶/۳ | ۴۔ الطبقات |
| ۳۴۲/۱ | ۵۔ السيرة النبوية |
| ۱۸۱/۱ | ۶۔ تاریخ اسلام ذہبی |



۳۳

کبشہ بنت رافع الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ام سعد تم خود بھی خوش ہو جاؤ اور گھر والوں کو خوشخبری سناؤ کہ ان کے تمام شہداء جنت میں اکٹھے ہو گئے ہیں اور اہل خانہ کے بارے میں ان کی سفارش کو قبول کر لیا گیا ہے۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا:

ام سعد کے علاوہ ہر رونے والی جھوٹی ہے۔

اس کے گھر سے نور چمکا

☆ کیا تمہیں وہ دن یاد ہے جس دن سعد بن معاذؓ نے مصعب بن عمیرؓ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔

☆ اس کے اسلام قبول کرنے کے ابتدائی لمحات سے ہی اللہ کی ہدایت نے اس کی روح اور دل کو روشن کر دیا تھا، اس کی زندگی کی تاریخ کا آغاز صاف شفاف چمکدار صفحے سے ہوا۔ جب اس نے اسلام قبول کیا تو اپنی قوم کے سامنے کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے بنو عبد الاشبل تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو کہ میں تم سے کیسے پیش آتا ہوں؟

سب نے بیک زباں ہو کر کہا۔ فضل و شرف کے لحاظ سے آپ ہمارے سردار اور پاک نفس راہنما ہیں۔ اس نے کہا: پھر آپ سے اب اس وقت تک بات کرنا حرام سمجھوں گا جب تک تم سب مردوزن ایمان نہیں لے آتے۔

☆ بنو عبد الاشبل کے گھرانے کے ہر فرد نے اسلام قبول کر لیا ایمان لائے بغیر کوئی مردوزن باقی نہ رہا۔

☆ اس گھڑی ایک جلیل القدر خاتون ظاہر ہوتی ہے جس نے نبی کریم ﷺ کے سفیر کو گھر پر دعوت دی۔ تاکہ وہ اسے ضیافت کرنے کا موقع دیں اور وہ اسلام کی دعوت بھی پیش کریں۔

☆ کیا تم جانتے ہو کہ وہ کون خاتون ہے جس کے گھر سے انوار اسلام پورے مدینے پر ضواء آگئے۔

☆ آج اسی بہادر خاتون کی سیرت کا بیان پیش نظر ہے۔ جس کا نام کبشہ بنت رافع

بن عبید الانصاریہ ہے۔ یہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔ کیا تم خواتین اسلام میں اس جلیل القدر صحابیہ کو جانتے ہو؟ (۱)

☆ یہ بات درست ہے کہ اس کا نام مشہور و معروف خواتین کی فہرست میں ہمیں نہیں ملتا، لیکن یہ ان سے الگ بھی نہیں۔ یہ ان ابتدائی خواتین میں سے ہے۔ جو اپنے عظیم تر خیالات سے تاریخ پر اثر انداز ہوئیں۔ اور انہوں نے اپنے عظیم کارناموں سے دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

☆ کبشہ رضی اللہ عنہا کی شادی معاذ بن النعمان الاشہلی سے ہوئی۔ اس سے سعد، عمرو، ایاس، اوس، عقبہ اور ام حرام پیدا ہوئے، یہ سب معاذ بن النعمان کی اولاد تھے۔ (۲)

اوائل کی فہرست میں:

☆ کبشہ نے جب سے اسلام قبول کیا، اس نے فضائل کے میدان میں اپنا نام سبقت لے جانے والوں کی فہرست میں درج کرایا۔ یہ خواتین کی بیعت کے حوالے سے انصاری خواتین کے لیے خیر کی کنجی تھی۔

ابن حجر رحمہ اللہ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کہ جن خواتین نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا وہ ام سعد بن معاذ یعنی کبشہ بنت رافع بن عبید، ام عامر بنت یزید بن اسکن اور لیلیٰ بنت خطیم ہیں۔ (۳)

☆ ام سعد کو اس وقت کتنی خوشی ہوئی ہوگی جب وہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان سنتی ہوگی

(۱) الاستیعاب (۳۸۳/۴) تہذیب الاسماء و اللغات (۲۱۴/۱) الاصابہ (۳۸۳/۴)

(۲) الطبقات (۳۷۰/۸)

(۳) الاصابہ (۲۵۴/۴)

کہ آپ اس کے گھر اور انصار کے تمام گھروں کو خیر و برکت کا مرکز قرار دیتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا انصار میں سے بنو نجار کے گھر کے گھر، پھر بنو عبد الاشہل کے گھر، پھر بنو حارث بن الخزرج کے گھر پھر بنو ساعدہ کے گھر بلکہ تمام انصار کے گھر خیر و برکت کے مرکز و محور ہیں۔ (۱)

اے ام سعد خوش ہو جا:

غزوہ بدر ہوتا ہے۔ معاذ رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹے سعد اور عمرو مجاہدین کی صف میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ دونوں بڑی اچھی کارکردگی دکھاتے ہیں۔ جنگ بدر میں سعد نے ایسا انداز اختیار کیا جس سے بہادری، جوان مردی، خوفناکی اور ایثار و قربانی جیسی خوبیاں کھل کر سامنے آئیں جس سے نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک خوشی، سعادت اور رشک سے چمک اٹھا۔

☆ غزوہ احد میں سعد اور عمرو اللہ کی راہ میں نکلنے والے مجاہدین کی پہلی صف میں شامل تھے۔ عمرو نے تو بنو عبد الاشہل کی جماعت کے ساتھ جام شہادت نوش کیا، یہ خبر مدینہ منورہ پہنچی تو خواتین رسول اللہ ﷺ کی سلامتی کو دیکھنے کے لیے باہر نکل آئیں۔ ام سعد بن معاذ دوڑتی ہوئی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی آپ گھوڑے پر سوار تھے اور سعد آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑے کھڑے تھے۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوش آمدید!

وہ قریب آئی غور سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور عرض کی آپ کو صحیح سالم دیکھ کر مصیبت آسان ہو گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بیٹے عمرو کی تعزیت کرتے ہوئے کہا۔ اے ام سعد! خوش ہو جا اور اہل خانہ کو بھی خوشخبری دینا کہ ان کے سب شہداء

جنت میں اکٹھے ہو گئے اور گھر والوں کے حق میں ان کی سفارش قبول کر لی گئی ہے۔
 اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دل خوش ہو گئے اب اس کے بعد بھلا
 ان کے غم میں کون روئے گا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو پیچھے رہ گئے ہیں ان کے
 حق میں دعا کریں۔ آپ ﷺ نے ان کے حق میں یہ دعا کی:

اللَّهُمَّ اذهب حزن قلوبهم و اجبر مصيبتهم و احسن الخلف على
 من خلفوا.

”اے الہی ان کے غم دور کر دے ان کی مصیبت کو ختم کر دے اور پیچھے رہنے
 والوں کے حالات بہتر کر دے۔“ (۱)

☆ لیکن کیا ام سعدؓ نے اسی عطاء پر توقف کیا؟

اس کے بیٹے کی شہادت نے اسے مسلمانوں کو پیش آنے والی مشکلات میں
 شرکت کرنے سے نہیں روکا۔ بلکہ وہ انصار کی خواتین کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے گھر
 تشریف لے گئیں۔ وہ آپ کے چچا کے غم میں رو رہی تھیں جو جنگ احد میں شہید ہو
 گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب عورتوں کی آہ و بکا سنی تو آپ نے ان سے کہا: اللہ
 تم سے اور تمہاری اولاد سے راضی ہو گیا۔ پھر آپ نے انہیں اپنے گھروں کو چلے
 جانے کا اشارہ کیا۔

آپ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

مُرُوهُنَّ فَلْيَنْقَلِبْنَ يَرْجِعْنَ و لَا يَكُنَّ عَلَى هَالِكٍ بَعْدَ الْيَوْمِ. (۲)
 ”ان کو حکم دو کہ واپس چلی جائیں اور آج کے بعد جنگ میں کام آنے
 والے کسی شخص پر بھی نہ روئیں۔“

(۱) سيرة الحلیہ (۲/ ۵۴۵ و ۵۴۶)

(۲) ابن ماجہ (۱۵۹۱)

☆ ام سعد اور بنو عبد الاشہل کی خواتین رسول اللہ ﷺ کا حکم مانتے ہوئے واپس اپنے گھروں کو چلی گئیں۔

☆ اس شاندار موقف کے بل بوتے پر حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا نے کمال درجے کا صبر اور اللہ و رسول کی رضا کو ایک ساتھ اپنے دامن میں سمیٹ لیا اور نبی کریم ﷺ کی مقبول دعا اس کے نصیب میں آئی اس طرح اس نے کامیابی رضائے الہی اور رحمت اپنی جھولی میں بھر لی۔

ام سعدؓ کے علاوہ:

ایسی مشکل گھڑی میں جس میں آنکھیں تاڑے لگ جاتی ہیں اور دل حلق تک آ پہنچتے ہیں۔ غزوہ خندق میں چیلنج کی صورت میں ام سعدؓ کے نصیب میں ایک ایسی صداقت پر مبنی گواہی آئی جس پر رسول اللہ ﷺ کی مہر ثبت تھی۔ اس کا بیٹا ایک چھوٹی سی درع پہنے ہوئے تھا جس سے اس کا بازو ننگا تھا۔ وہ بنو حارثہ کے قلعے کے سامنے سے گذرا اس قلعے میں عورتیں اور بچے تھے۔ اس قلعے میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور اس کی والدہ کبشہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں اس کی والدہ نے کہا بیٹے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا ملو تم نے بڑی دیر کر دی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں چاہتی ہوں کہ سعد لمبی درع پہنے۔ جو اس کے بازوؤں کو بھی ڈھانپ لے۔

ام سعدؓ نے کہا رہنے دیجئے اللہ جو بھی فیصلہ کرنا چاہے کر دے۔ اللہ نے اپنا فیصلہ کر دیا۔ ہوا یوں کہ ایک تیر اس کے بازو کو لگا جس سے بازو کی رگ کٹ گئی سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس وقت تک مجھے موت نہ دے جب تک بنو قریظہ کو اپنے انجام تک پہنچتے دیکھ کر میری آنکھوں کو ٹھنڈک نہ مل جائے۔ جنہوں نے اپنا عہد توڑ دیا تھا۔ جنہوں نے اللہ رسول اور مسلمانوں سے خیانت کی۔ اس کا زخم پھول گیا اور اس میں شدید جلن ہونے لگی۔

☆ غزوہ خندق کے بعد غزوہ بنو قریظہ پیا ہوا بنو قریظہ کا محاصرہ کر لیا گیا پھر وہ سعد

بن معاوذ کے فیصلے کی شرط پر وہ قلعے سے نیچے اتر آئے، رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کی ذمہ داری حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بنو قریظہ کے مطالبے پر دی تھی۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے مردوں کو قتل کر دیا جائے عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا فیصلہ نافذ کر دیا گیا تو ان کا زخم پھٹ گیا اور وہ جام شہادت نوش کر گئے۔ اس منظر کو دیکھ کر اس کی والدہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے۔ اور اپنے بیٹے سعد کے فراق پر اسے آنسو بہانے بھی چاہئیں۔ جب اپنے بیٹے کے لاشے کو دیکھا تو غم سے نڈھال ہو کر یہ شعر کہے:

وَيْلٌ أُمِّ سَعْدٍ سَعْدًا

صَـرَامَةٌ وَ حَـدًّا

وَسُودَدًا وَ مَـجَـدًا

وَفَارَسًا مُعَدًّا

سَدَّابًا مَسَدًّا

يَقْدِهَا مَاقَدًا (۱)

ہائے ام سعد کا سعد کے لیے ہلکان ہونا۔

سعد درست رائے والا اور تیز تلوار والا تھا۔

جو سردار، معزز، شہسوار اور چوکس تھا۔

دشمن کے آگے بندھ باندھنے والا۔

سینہ تان کر کھڑا ہونے والا۔

اور دشمن کو چیر کر رکھ دینے والا۔

جب نبی اکرم ﷺ نے سنا تو یہ ارشاد فرمایا:

(۱) البدایہ و النہایہ (۴/۱۳۲) دلائل النبوة للبیہقی (۳/۴۲۰ و ۴۴۱)

كُلُّ بَاكِیَةِ تَكْذِبُ اِلَّا اَمَّ سَعْدٍ.

ام سعد کے سوا ہر رونے والی جھوٹی ہے۔

پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ کہا:

کیا آپ کے آنسو نہیں رکیں گے تیرا غم ختم نہیں ہوگا۔ تیرا بیٹا وہ پہلا شخص ہے جس سے خوش ہو کر اللہ تعالیٰ بنے اور اس کی خاطر عرش الہی کانپ گیا۔

حضرت سعدؓ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اهتتر عرش الرحمان عز وجل لموت سعد بن معاذ.

سعد بن معاذ کی موت پر عرش الہی کانپ اٹھا۔^(۱)

اسے بلاؤ:

حضرت سعد کی والدہ جنت البقیع میں لحد میں اپنے بیٹے کی لاش دیکھنے کے لیے آئی صحابہ کرامؓ نے اسے روکا نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے بلاؤ آنے دو اس نے لحد میں اتاری گئی اپنے بیٹے کی لاش کو دیکھا اس کے بعد اس پر اینٹیں چنی گئیں اور مٹی ڈالی گئی۔

اس نے کہا: بیٹا اللہ کے سپرد۔

رسول اللہ ﷺ نے وہاں قبر پر کھڑے ہی اس سے تعزیت کی پھر آپ ایک طرف بیٹھ گئے۔ مسلمان قبر پر مٹی ڈالنے لگے۔ اور اسے برابر کہہ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے یہاں تک کہ اس کی قبر کو برابر کر دیا گیا۔ پھر قبر پر پانی چھڑکا گیا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر دعا کی اور واپس تشریف لائے۔^(۲)

حضرت ام سعدؓ اپنے بیٹے کی موت کے غم میں روتے ہوئے یہ کہنے لگی۔

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲۹۳/۱) تاریخ اسلام ذہبی (۳۲۷/۲)

(۲) المغازی (۵۲۹/۲)

لعل انسكاب الدمع يعقب راحة

من الوجد او يشفى نجي البلبال

شاید آنسوؤں کا بہنا باعث راحت ہو غم سے۔

یا وہ آنسو مصائب سے چھٹکارا دینے کا سبب بن جائیں۔

☆ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے اس دنیا سے چلے جانے کے بعد صحابہ کرامؓ کے دلوں میں ان کی یاد یوں سرایت کر گئی۔ جس طرح خون انسان کی رگوں میں سرایت کئے ہوئے ہو۔ ہر موقع حضرت سعدؓ ان کی آنکھوں کے سامنے رہتے ابن ماجہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے۔

کہتے ہیں:

أُهِدَى لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيرٍ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَتَدَاوَلُونَهَا بَيْنَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّعَجِبُونَ مِنْ هَذَا.

فَقَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ!

فَقَالَ وَ الَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هَذَا.

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ریشم کا ایک ٹکڑا بطور تحفہ پیش کیا گیا قوم اسے الٹا پلٹا کر دیکھنے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہیں یہ بہت پسند آیا عرض کی جی ہاں فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جنت میں سعد بن معاذؓ کے رومال اس سے کہیں بہتر ہیں۔ (۱)

(۱) ابن ماجہ (۱۵۷) الترمذی (۱۷۲۳) ومختصر صحيح مسلم (۱/۱۷۰)

النسائي 'احمد' در السحابه (ص ۳۸۳)

اس کا روشن موقف:

حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا اسلامی احداث سے پہلو تہی یا کنارہ کشی اختیار نہیں کرتی تھی۔ بلکہ جو کٹھن حالات اسلام اور مسلمانوں کو پیش آتے ان میں برابر کی شریک ہوتی۔

مدینہ منورہ میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر منافقوں اور بدقماشوں نے جو بہتان لگایا اور پھر اس کی خوب تشہیر کی اور اپنے اس جھوٹ پر خوب رنگ چڑھایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر و فریب کو ان کے منہ پر دے مارا حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا اس موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مدح سرائی کچھ اس انداز سے کرتی ہیں۔

تتقی اللہ فی المغیب علیہا

نعمة الله سرُّها ما یریم

خیر ہدی النساء حالا و نفسا

و ابا للعللا نماھا کریم

للموالی اذ رموها بافک

أخذتهم مقامع و جحیم

لیت من کان قد قفاھا بسوء

فی حطام حتی یسول اللئیم^(۱)

☆ وہ بن دیکھے اللہ سے ڈرتی ہے۔ نعمت الہی کا راز وہی ہوتا ہے جس کا اللہ قصد کر لیتا ہے۔

☆ حال چال بلند نبی کے اعتبار سے وہ سب عورتوں سے بہتر ہے۔ اس کی پرورش ایک شریف انسان نے کی۔

☆ جن لوگوں نے اس پر بہتان باندھا ان پر ہتھوڑے برسیں گے اور وہ جہنم میں

جائیں گے۔

☆ کاش کہ جس نے اس پر برائی کا الزام لگایا وہ ریزہ ریزہ کر دینے والی جہنم میں جائے اور وہ کمینہ اسی میں پگل جائے۔

☆ بعد ازاں حضرت ام سعد رضی اللہ عنہا نے دنیا و آخرت میں اچھا مقام پایا اس نے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے صبر جمیل کا مظاہرہ کیا اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے بھی راضی کر دیا۔ جو دوسخا کی خوگر خاتون کا یہ حق تھا جو اسے دیا گیا۔ صبر و وفا کے حوالے سے اسے بطور ضرب المثل بیان کیا جاتا تھا۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت ام سعد کبشہ بنت رافع الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۱۔ الاستیعاب ۳۸۳/۴

۲۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۲۱۴/۱

۳۔ الاصابہ ۲۵۴/۴

۴۔ الطبقات ۳۷۰/۸

۵۔ المتاج الجامع للاصول ۳۸۸/۳

۶۔ السیرۃ الحلبيۃ ۵۴۵/۲

۷۔ البدایۃ و النہایۃ ۱۳۲/۴

۸۔ دلائل النبوة بیہقی ۴۴۰/۳

۹۔ سیر اعلام النبلاء ۳۹۳/۱

۱۰۔ تاریخ الاسلام ذہبی ۵۲۷/۲

۱۱۔ المغازی ۵۲۹/۲

۱۲۔ مجمع الزوائد ۲۳۵/۹

۳۴

اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تیرے ایک کمر بند کے بدلے جنت میں دو کمر بند بنا دیئے۔

اسلام اور عورت

☆ عورت کے لیے یہ کوئی نئی بات نہیں جسے اسلام نے کمال نفس، رفعت حیات اور عظمت مقام و مرتبہ کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ کہ وہ قرآنی آیات کی نشر و اشاعت اور پیغام قرآن کو ہر سو پہنچانے میں مرد کی مضبوط معاون ثابت ہو۔

☆ صبح اسلام روشن ہوئی۔ عورت نور اسلام کی چمک میں دل، ایمان اور وجدان کی فیاضی کے ساتھ نمودار ہوئی۔ اس کے دونوں ہاتھ حق کو تھامے ہوئے تھے اور جہاں تک فضل و شرف کا تعلق ہے۔ تو اس حوالے سے بھی اس نے خوب نام کمایا۔ عورت نے مردوں کو مرد میدان بنانے اور علم کی نشر و اشاعت میں بھرپور کردار ادا کیا اور اس حوالے سے تاریخ میں بہت اچھا اثر چھوڑا۔ نیز نطق و بیاں اور شمشیر و سناں کے میدان میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

☆ اب ہم ایک عظیم المرتبت، جلیل القدر خواتین میں بڑی شہرت رکھنے والی خاتون کی سیرت بیان کرنے لگے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ایمان کی نعمت اور اسلام میں سبقت لے جانے کی سعادت سے نوازا جو دل کی مضبوطی اور دفاع کے لحاظ سے قوی دلائل سے آراستہ تھی۔ اور وہ ایسے مشکل حالات میں جو انسان کے ارادے کو متزلزل کر دیتے ہیں اپنی دانشمندی سے راستہ بنانے میں کامیاب ہو جاتی۔ وہ اپنے افکار کی لگام اپنے ہاتھ میں رکھتی۔

☆ یہ خاتون اسماء بنت ابی بکر صدیق القرظیہ التیمیہ المکیہ المدنیہ تھی۔ جو عبد اللہ بن زہیر کی والدہ، دو نفاق والی۔ زہیر بن عوام کی بیوی، ام المؤمنین حضرت عائشہ

رضی اللہ عنہا کی ہمیشہ تھی۔ اس کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبد العزیٰ العامریہ تھا۔ (۱)
☆ اسماء نے سبقت لے جانے والوں کے ہمراہ اسلام قبول کیا اس وقت ابھی صرف سترہ افراد مسلمان ہوئے تھے۔

☆ اسماء اس کا والد اس کا دادا اور اس کا بیٹا عبد اللہ بن زبیر چاروں صحابی تھے۔
اس کا خاوند زبیر بن عوام عشرہ مبشرہ میں سے تھا۔ اس کی خوش دامن صفیہ بنت عبد المطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی خواتین اسلام میں ایک مشہور و معروف قریشی شاعرہ خاتون تھی اور ان تمام نسبتوں میں سے بڑھ کر یہ نسبت کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بہنوئی تھے یہ شرف اس کے لیے باعث فخر ہے۔

اسماء اور واقعات ہجرت:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا آغاز بہت بہتر پاکیزہ اور عمدہ ہوا۔ شاید اس کی شہرت دنیا کی تاریخ میں ہجرت کے دن محو پرواز ہوئی وہ ابھی نو عمر و شیرازہ تھی۔
☆ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ جلدی جلدی زاد راہ لیے بغیر ہلکے پھلکے جبل ثور کی چوٹی پر واقع غار کی طرف چلے تاکہ معاملہ دشمنوں کی نگاہ میں مخفی رہے۔
آپ نے اعلیٰ مقصد کے حصول کی خاطر ادنیٰ مقصد کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔
حضرت اسماء ہر رات کھانا اور پانی لے کر وہاں غار ثور میں پہنچتی اور ساتھ ہی مکے کی تازہ ترین صورت حال سے آگاہ کرتی قریش کی باتوں اور حرکات و سکنات پر اس کی گہری نظر تھی۔

☆ یہ جرات مند نوخیز و نو عمر بچی تین میل کا پہاڑی ڈراونا اور خطرناک راستہ بڑی احتیاط کے ساتھ پیدل طے کرتی۔ اور یہ نوکدار پتھروں اور پر پچ راستے پر سے

(۱) الطبقات (۸/۲۴۹) اسد الغابہ (۵/۳۹۲) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۸۷) تاریخ

گذرتی ہوئی پہاڑ کی چوٹی پر واقع غار میں جا پہنچتی۔ رسول اللہ ﷺ اور اپنے والد محترم کو کھانا اور کئے کی تازہ ترین خبریں بہم پہنچاتی۔

☆ اس دو شیزہ اسماءؓ کے ہم عمر بچے تو کھیل کود میں مصروف رہتے ہیں لیکن یہ اس کٹھن سفر پہ روانہ ہوتی جسے طے کرنے میں بڑے بڑے جری بہادر بھی عاجز رہ جاتے ہیں۔

بھلا یہ خاتون کون ہے؟ اس کا اتنا پتا کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کون سی طاقت اس میں بھردی ہے؟ کون سادل اس کے سینے کی پسلیوں میں پیوست کر دیا ہے؟۔ کون سے پختہ ارادے اس کے دل میں سرسراہٹ پیدا کرتے ہیں؟۔

☆ ہاں ہاں یہ بہادر اور ہونہار بچی اس خوفناک طویل راستے پر اکیلی ہی چلتی برابر تین میل کا راستہ روزانہ طے کرتی ہے تیسری رات دونوں مہاجروں نے غار کو چھوڑنے اور انصار کی کچھار مدینہ منورہ جانے کا ارادہ کر لیا، یہ دو شیزہ پورے سفر کا زاد راہ لے آئی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے روانگی کا حکم دیا تو یہ زاد راہ باندھنے کے لیے انھی لیکن اسے مشکیزے اور تھیلے کا منہ باندھنے کے لیے کوئی رسی نہ ملی تو اس نے اپنے کمر بند کو درمیان سے پھاڑ کر دو حصے کیا ایک سے تھیلا باندھ دیا اور دوسرے سے مشکیزے کا منہ باندھ دیا۔

اس دن سے اس کا لقب دو نطا قوں والی پڑھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک نطا ق کے بدلے اسے جنت میں دو نطا قوں کا مستحق ٹھہرایا رسول اللہ ﷺ نے اس کا یہ کارنامہ دیکھ کر ارشاد فرمایا:

قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِنَطَاقِكَ هَذَا نَطَاقَيْنِ فِي الْجَنَّةِ.

”اللہ نے تیرے ایک کمر بند کے بدلے جنت میں دو کمر بند بنا دیئے۔“ (۱)

(۱) دلائل النبوة للبيهقي (۲/۴۷۴) الطبقات (۸/۴۵۰) الاستيعاب (۴/۲۲۹)

ابونعیم اصفہانی نے اس کی سیرت بیان کرتے ہوئے کیا خوب کہا:

الصَّادِقَةُ، الذَّاكِرَةُ، الصَّابِرَةُ، الشَّاكِرَةُ، اسماءُ بنتِ الصَّدِيقِ الشَّاقَّةِ
نِطَاقُهَا لِمَعْصَمِ قُرْبَةِ النَّبِيِّ وَعِلَاقُهَا.

سچ بولنے والی، ذکر الہی کی خوگر، صبر کرنے والی، شکر گزار اسماء بنت صدیق
رضی اللہ عنہا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشکیزے کے منہ کو اپنے
کمر بند سے باندھا۔

روشن موقف:

اسماء رضی اللہ عنہا اگرچہ غارتگ جانے کے راستے پر چلتے ہوئے لڑکھڑانے سے تو
محفوظ رہی۔ لیکن قریش کے بزرگ جمہور کی جانب سے پیش آنے والی تکالیف سے وہ
بچ نہ سکی البتہ یہ اپنے گھر میں محفوظ تھی۔

☆ ایک روز قریش کے بڑے بڑے جفاوری جن میں ابو جہل بھی شامل تھا اس کے
پاس آئے یہ سب صبح کے وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے
پر آکھڑے ہوئے تاکہ اس کے باپ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔
سب نے پوچھا ارے بچی تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے تجال عارفانہ کا انداز
اپناتے ہوئے صاف انکار کر دیا اور کہا:
مجھے نہیں پتا کہ میرے ابو جان کہاں ہیں۔

انہوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آئے
یہاں تک کہ ایک کہنے، اوچھے، بد معاش اور خبیث دشمن ابو جہل نے اس بیچاری کے
چہرے پر زور دار طہاچہ رسید کیا جس سے اس کے کان کی بالی اتر کر دور جا گری۔ لیکن
اس سے اس کے پختہ عزائم میں کوئی اضمحلال پیدا نہ ہوا اور نہ اس نے اپنا راز افشاء کیا
بلکہ اس سے اس کے اللہ پر ایمان میں اور اس کے فیصلوں کو تسلیم کرنے کے حوالے میں

اور زیادہ اضافہ ہوا کہ وہی علیم وخبیر ہے۔

☆ اب ہم آپ کے سامنے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ایک ایسا روشن اور نمایاں پہلو اجاگر کرتے ہیں۔ جو ان کی کمال دانش مندی اور ایمانی صداقت پر دلالت کرتا ہے۔ ہم معزز قاری کے سامنے یہ عظیم تر موقف رکھتے ہیں۔ تاکہ وہ دیکھے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی بلند خیالی اور دور اندیشی کا کیا عالم تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے ہمراہ تمام نقدی لے گئے وہ پانچ یا چھ ہزار درہم تھے ہمارے پاس دادا جان ابو قافہ تشریف لائے ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ اس نے کہا بخدا اس نے اپنے ساتھ ساتھ تمہیں بتلائے مصیبت کر دیا ہے۔ اس نے کہا ابا جان یہ بات نہیں ہے۔ وہ تو ہمارے لیے بہت مال چھوڑ گئے ہیں۔ میں نے سنگریزے گھر کے اس گڑھے میں بھر دیئے جس میں ابا جان نقدی رکھا کرتے تھے اوپر کپڑا ڈال دیا پھر میں نے ان کا ہاتھ پکڑا کر کہا ابا جان آپ اس مال پر ہاتھ تو رکھ کر دیکھیں اس نے ہاتھ رکھا اور کہا۔ اگر وہ تمہارے لیے اتنا کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ تو کوئی ہرج نہیں یہ اس نے بہت اچھا گیا یہ تمہارے لیے کافی ہوگا۔

اللہ کی قسم ابا جان ہمارے لیے کچھ بھی چھوڑ کر نہ گئے تھے میں تو دادا جان کو صرف تسلی دینا چاہتی تھی۔^(۱)

صالح اور صابر بیوی:

اسماء کی مکہ معظمہ میں حضرت زبیر بن عوامؓ کے ساتھ شادی ہوئی جب اس نے ہجرت کی تو وہ حالت حمل میں تھی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ پہنچتے ہی اس نے عبد اللہ کو جنم دیا۔ یہ ہجرت کے بعد مسلمانوں کے ہاں پیدا ہونے والا پہلا بچہ تھا۔ اسی

☆ طرح ان کے ہاں عروہ المنذر، عاصم، مہاجر، خدیجہ، ام الحسن اور عائشہ بھی ہوئے۔^(۱)
☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا صابرہ، شاکرہ اور ایک مثالی خاتون تھیں، یہ اپنے خاوند کی اس کے تمام کاموں میں مددگار بنتی۔ وہ کہتی ہیں۔

میں تمام کاموں میں زیر کی مدد کرتی اور ہر طرح سے اس کی خدمت بجا لاتی، حتیٰ کہ اس کی گھوڑی کو بھی سنبھالتی۔ اس کی دیکھ بھال کرتی۔ اسے چارہ ڈالتی اور ہر طرح سے اس کا خیال رکھتی۔

ان سے یہ مروی ہے:

کہ وہ گھوڑی کو چارہ ڈالتی، پانی پلاتی، ڈول سیتی، آٹا گوندتی اور تین میل دور واقع اس کی زمین سے گھٹلیاں اپنے سر پر اٹھا کر لاتی۔

☆ اس کے باوجود زبیر بن عوام اس پر سختی کرتے اور اس کے والد کے پاس آ کر اس کی شکایت کرتے۔

وہ فرماتے:

بٹی صبر کرو! اگر کسی عورت کا خاوند نیک ہو اور وہ اسے چھوڑ کر فوت ہو جائے،
'دردہ عورت کسی دوسرے سے شادی نہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو جنت میں اکٹھا کر دے گا۔' (۲)

جود و کرم کی خوبیاں:

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا میں پائی جانے والی تمام خوبیوں میں سب سے زیادہ نمایاں خوبی جود و سخاوت کی تھی۔ جو اسے اپنے باپ صدیق اکبرؐ کی طرف سے ورثے

(۱) الطبقات (۸/۲۵۰) السمط الثمین (ص ۲۰۳) تہذیب الاسماء و اللغات

(۲/۳۲۹)

(۲) السمط الثمین (ص ۲۰۴)

میں ملی تھی۔ ابو بکرؓ سے بڑھ کر سخی اس امت میں بھلا اور کون تھا؟

☆ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ نے بھی اسے جو دوسرا کا انداز اپنانے کی تلقین کی تھی۔ کہتی ہیں کہ:

ایک دن رسول اللہ ﷺ میرے پاس سے گزرے میں کوئی چیز شمار کر رہی تھی اور تول رہی تھی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

یا اسماء لاتحصی فیحصی اللہ علیک۔

”اے اسماء شمار نہ کرو ورنہ اللہ بھی تجھے شمار کر کے دے گا۔“

فرماتی ہیں کہ جب سے رسول اللہ ﷺ یہ ارشاد فرما کر میرے گھر سے نکلے میں نے آنے جانے والی چیزوں کو کبھی شمار نہیں کیا ابھی میرے پاس رزق باقی ہوتا اللہ تعالیٰ اور بھیج دیتے۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت بڑی عجیب و غریب تھی۔ جب یہ کسی بیماری میں ہوتیں تو اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا کرتی تھیں اپنی بیٹیوں کو سخاوت کے لیے انگلیخت کرتی راتیں یہ ان سے کہتیں میری بیٹیو! تم صدقہ دیتی رہا کرو زائد از ضرورت مال کا انتظار نہ کیا کرو۔ اگر تم نے اس کا انتظار کیا تو یہ تمہیں کبھی میسر نہیں آئے گا۔ اگر تم صدقہ دوگی تو تمہیں اس کا بدلہ ملے گا۔

☆ محمد بن منکدر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سخاوت کی گواہی ان الفاظ میں دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

كانت اسماء بنت ابی بکر سخیة النفس۔

اسماء بنت ابی بکر دل کی سخی تھیں۔

☆ تمام خواتین میں دو عورتیں سب سے زیادہ سخاوت کرنے والی تھیں۔

ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دوسری حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اس کی گواہی حضرت

اسماء کا بیٹا دیتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔

کہ میں نے دو عورتوں سے بڑھ کر کسی کو سخاوت کرنے والا نہیں دیکھا ایک حضرت عائشہؓ اور دوسری حضرت اسماءؓ لیکن ان دونوں کی سخاوت کا انداز مختلف تھا۔ حضرت عائشہؓ چيزوں کو جمع کرتی رہتیں جب بہت سی چیزیں جمع ہو جاتیں تو پھر کسی مستحق کو دے دیتیں اور حضرت اسماءؓ چيزوں کو جمع نہیں کرتی تھیں جو چیز میرا آئی اللہ کی راہ میں خرچ کر دی کل کے لیے کچھ بچا کے نہ رکھتی تھیں یہی وجہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں کبھی کوئی چیز نہ ہوتی۔^(۱) کسی شاعر نے کیا خوب کیا ہے۔

و انی امرء لا تستقر دراهمی

علی الکف الا عابرات سبیل

میں ایک ایسا شخص ہوں کہ درہم میری ہتھیلی پر نہیں ٹھہرتے مگر آنکھ وہ مسافر کی طرح ہوتے ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عطیات مقرر کیے تو پہلے ہجرت کرنے والی خواتین کے لیے ایک ایک ہزار عطیہ مقرر کیا ان میں ام عبداللہ بن مسعودؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ اور چند دیگر خواتین بھی تھیں۔

یاد داشت سمجھ بوجھ اور علم:

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے کثرت کے ساتھ روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔ اس نے ۵۸ احادیث روایت کیں اور اس سے جلیل القدر صحابہؓ اور تابعینؓ نے روایت کیا۔ ان سے بعض مرویات ہماری نظروں سے گذری ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فقیہ اور عالم فاضل صحابیات میں سے تھیں۔ اس کے علم اور فقہ کا انداز اس روایت سے ہوتا جو اس کے پوتے

عبداللہ بن عروہ بن زبیر سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء سے کہا:

صحابہ کرامؓ جب قرآن سنتے تھے۔ تو ان کا کیا حال ہوتا تھا۔

فرمایا:

ان کی آنکھیں آنسو بہاتیں اور ان کے جسم کا پھٹنے لگتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کیا ہے۔

میں نے کہا دادی جان یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں۔ جب ان میں سے کوئی قرآن سنتا ہے۔ تو غش کھا کر گر پڑتا ہے۔

یہ سن کر انہوں نے کہا:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے حضور مرد و شیطان سے۔^(۱)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ان لوگوں کے طرز عمل کو معیوب سمجھا کہ یہ لوگ قرآن حکیم کو سمجھنے سے قاصر ہیں یہ فہم سلیم سے محروم ہیں اور قرآن کے ساتھ ان کا سلوک درست نہیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے ساتھ صحیح منہج پہ دل ملا ہوا تھا اس کی گواہی اس کا خاوند حضرت زبیرؓ دیتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ ایک روز میں اسماء کے پاس آیا وہ نماز پڑھ رہی تھی۔ اس نے اپنی نماز کا آغاز سورہ طور سے کیا تھا۔

میں گھر سے باہر گیا اس وقت وہ اس آیت پر پہنچی تھی۔

﴿فَمَنْ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقْنَا عَذَابَ السُّمُومِ﴾ (الطور: ۲۷)

اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچالیا۔

پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچایا۔ میں نے وہاں کھڑے ہو کر دیکھا کہ وہ اللہ سے پناہ مانگ رہی تھی۔ میں بازار چلا گیا۔ پھر واپس آیا تو وہ اسی آیت کو بار بار دہرا رہی تھی۔

﴿فَمَنْ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَ قَنَا عَذَابَ السَّمُومِ﴾ (الطور: ۲۷)

پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی ہوا کے عذاب سے بچایا۔

اور بدستور نماز پڑھ رہی تھی۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عالمانہ شان اور قرآن و سنت کو مضبوطی سے تھامنے کا اس سے پتہ چلتا ہے۔

ایک دن ہوا یوں کہ ایک دفعہ ان کی والدہ جو مشرکہ تھی تحائف لے کر آئی تو اس نے یہ کہا میں جب تک رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ دریافت نہ کر لوں یہ تحائف قبول نہیں کر سکتی۔

جس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الدِّينِ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ لَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَن تَبَرُّوهُمْ وَ تُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ﴾ (الممتحنة: ۸)

”اللہ تمہیں اس بات سے نہیں روکتا کہ تم ان لوگوں کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو جنہوں نے دین کے معاملے میں تم سے جنگ نہیں کی اور تمہیں تمہارے گھر سے نہیں نکالا اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اندر آئی اور تحائف قبول کر لیے۔^(۱)

☆ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ آئی ہے اور وہ میری طرف راغب ہے کیا میں اسے ملوں اور صلہ رحمی کا رویہ اختیار کروں آپ نے ارشاد فرمایا ہاں تم اپنی والدہ سے ملو۔^(۱)

نبی ﷺ کی عمدہ دعا:

امام بیہقی نے اپنی کتاب دلائل النبوة میں آل زبیرؓ کے ایک شخص کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ کہ ایک دفعہ حضرت اسماء بنت ابی بکر کے سر اور چہرے پر ورم ہو گیا اس نے حضرت عائشہ بنت ابی بکرؓ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میرے درد کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ سے کرے تو حضرت عائشہؓ نے اسماءؓ کی تکلیف کا تذکرہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کیا۔

رسول اللہ ﷺ یہ سن کر اسماءؓ کے پاس گئے۔ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے سر پر رکھا۔ اس نے سر پر چادر لے رکھی تھی اس موقع پر آپ نے یہ دعا کی۔
 بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهَبْ عَنْهَا سُوءًا وَفُحْشَةً بِدَعْوَةِ نَبِيِّكَ الطَّيِّبِ
 الْمُبَارَكِ الْمَكِينِ عِنْدَكَ بِسْمِ اللّٰهِ صَنَعَ ذَالِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.
 بسم اللہ الہی اس کی بیماری اور قباحت دور کر دے اپنے پاکیزہ اور مبارک نبی کی دعا کے سبب جو تیرے نزدیک باوقار ہے۔ بسم اللہ۔ آپ نے یہ عمل تین دفعہ دہرایا۔

آپ نے تین مرتبہ پڑھ کر دم کیا اور اسے حکم دیا کہ یہ کلمات پڑھ کر خود دم کر لیا کرے تو اس نے تین دن ایسے کیا جسم سے ورم جاتا رہا۔^(۲)

(۱) البخاری: فی الحزبة (۲۰۱/۶) فی الادب (۳۴۷/۱۰) فی الہبہ (۱۷۱/۵)

مسلم فی الزکاة (۱۰۰۳) و ابو داؤد فی الزکاة (۱۶۶۸)

(۲) دلائل النبوة للبیہقی (۱۸۱/۶ و ۱۸۲)

حضرت اسماء اور طب نبوی:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے علاج معالجے کے سلسلے میں اکثر و بیشتر نبی کریم ﷺ کی ہدایات کو پیش نظر رکھا، اس کے بارے میں فاطمہ بنت المنذر بیان کرتی ہے۔ کہ ایک عورت کو حضرت اسماء کے پاس لایا گیا جو بخار میں مبتلا تھی، انہوں نے اس کے گریبان پر پانی چھڑکا۔ اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔ آپ نے یہ الفاظ فرمائے:

أَبْرِدُوْهَا بِالْمَاءِ فَإِنَّهَا مِنْ فِیْحِ جَهَنَّمَ.

اسے ٹھنڈا کرو یہ جہنم کی لو میں سے ہے۔^(۱)

آپ کا یہ فرمانا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرو۔ آپ نے یہ حکم اہل حجاز کو دیا، اس لیے کہ لن کے بخار میں ٹھنڈا پانی پینا یا اس سے غسل کرنا ان کے لیے مفید ہوتا ہے۔ بخار کے درجہ حرارت کی وجہ سے ٹھنڈا کرنے سے مراد یہ ہے کہ بخار کے درجہ حرارت کو توڑ دینا جہنم کی لو سے اس کی گرمی مراد ہے۔ اللہ ہمیں اپنی رحمت کی پناہ میں دے۔ اطباء کا کہنا یہ ہے کہ بخار کے شروع میں ٹھنڈے پانی سے درجہ حرارت کم ہو جاتا ہے اس کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ اطباء کہتے ہیں۔

بخار میں مبتلا لوگوں کے لیے جب کہ وہ گرمی کے بخار میں مبتلا ہوں پانی پلانا نہایت مفید ہے۔ اس سے بخار کی طاقت ٹوٹ جاتی ہے۔ ٹھنڈے پانی کا اثر جلدی ہوتا ہے۔ مریض کی طبیعت پانی پینے سے قدرے ہلکی ہو جاتی ہے۔

بسا اوقات پانی میں زیادہ ٹھنڈک پیدا کرنے کے لیے برف کی آمیزش پیدا

کرنا پڑتی ہے۔

حضرت اسماء کی شخصی خوبیاں:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی شخصیت فضائل و مناقب سے آراستہ ہے۔ اگر آپ فصاحت کے اعتبار سے دیکھیں تو آپ انہیں جادو اثر گفتگو کرنے والی اور فصاحت و بلاغت کے جوہر دکھلانے والی پائیں گے وہ حوصلہ مند اور دانشور تھی^(۱) جب اس کا بیٹا عبداللہ بن زبیر قتل ہوا تو اس نے برجستہ یہ شعر کہا۔

لَيْسَ لِّلّٰهِ مَحْرَمٌ بَعْدَ قَوْمٍ

قتلوا بین زم زم و المقام

قتلتهم حفاة عك و لحم

و صداء و حمیر و جذام

اللہ کے نزدیک اس قوم کے بعد کوئی محترم نہیں جو زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان قتل کیے گئے۔ جن کو عک، لحم، صداء، حمیر اور جذام جیسے ظالم قبائل نے قتل کیا۔

☆ اس کے اقوال زریں میں سے ایک جو دلپذیر بات ہے۔ جو اس نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہی جب وہ حجاج سے نبرد آزما تھا۔

يَا بَنِيَّ عِشْ كَرِيْمًا، وَ مِتْ كَرِيْمًا لَا يَأْخُذْكَ الْقَوْمُ اَسِيْرًا

بیٹا عزت کی زندگی گزار اور عزت کی موت قبول کر قوم تجھے قیدی نہ بنائے۔

☆ جہاں تک اس کی سخاوت کا تعلق ہے۔ تو اس کے فضل و کرم اور جو دوسخا کے واقعات پہلے گزر چکے ہیں۔

☆ جہاں تک اس کی عزیمت اور شجاعت کا تعلق ہے تو اس کی ہجرت کو دیکھا جاسکتا ہے۔ جب کہ یہ ابھی نوخیز و شیرازہ تھی۔ جب اس کی کلائی مضبوط ہو گئی تو یہ اپنے

خاوند زبیر بن عوام اور اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے ساتھ معرکہ یرموک میں شریک ہوئی۔ اس دن اس نے بڑا اثر انگیز کردار ادا کیا۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی حفاظت کی اس پر اپنا فضل و کرم کیا۔ سو سال کی عمر میں نہ اس کا کوئی دانت گرا اور نہ ہی عقل و خرد میں کوئی ذہول پیدا ہوا۔ یہ اللہ کا بڑا فضل و کرم تھا۔

اسماء اس کا بیٹا اور حجاج:

بہت سے ایسے واقعات ہیں جو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عقل و دانش، درست رائے حسن تدبیر اور شجاعت اور صبر و تحمل پر دلالت کرتے ہیں۔

☆ عبداللہ بن زبیر اور اس کی والدہ اسماء رضی اللہ عنہا کی بات بھی بڑی نرالی ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کی رائے سے سرمو بھی تجاوز نہیں کرتے تھے۔ باوجود اس کے کہ وہ عمر رسیدہ ہو چکی تھی پھر بھی اس کے راستے پر گامزن رہتے، بیٹے کی رائے کو اپنے تجربوں سے زرخیز بنا دیا تھا۔

☆ اس کا بیٹا عبداللہ امیر المومنین بنا اور اسی کی راجدہانی میں عراق، حجاز اور یمن آئے، ان علاقوں پر ان کی آٹھ سال تک حکومت رہی، پھر عبدالملک بن مروان سے ٹکراؤ ہوا، عراق ان کے ہاتھ سے جاتا رہا، پھر عبدالملک بن مروان نے اپنی ترکش سے خطرناک تیر چلایا وہ اس طرح کہ حجاج بن یوسف کو عراق کا گورنر بنا دیا، وہ ان علاقوں کو اپنی لپیٹ میں لیتا ہوا۔ مکہ تک جا پہنچا، اس نے مکے پر اپنی توپیں نصب کر دیں اور کعبۃ اللہ پر گولہ باری شروع کر دی، اس روز بیت اللہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی موجود تھیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بیت اللہ سے اپنی پیٹھ کی فیک لگائے حجاج کے لشکر سے لڑ رہے تھے۔ وہ حجاج کے بہادروں کو ناکوں پر چبوا رہے تھے اور تتر بتر کر رہے تھے حالانکہ آپ کی بہت کم نفری تھی، حجاج انہیں مسلسل یہ بیٹا مہیج ہاتھ کا اگر آپ ہتھیار ڈال کر نہ ہوسکے سارے

تلے آجائیں۔ ان کی امارت کو قبول کر لیں خلیفۃ المسلمین کی بیعت کر لیں۔ تو یہ آپ کے لیے بہت بہتر ہوگا۔

☆ لیکن حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے اس کی تجویز کو قبول نہ کیا، بلکہ وہ اپنی والدہ کے پاس گئے جس کی عمر اس وقت ستر سال ہو چکی تھی لیکن عقل و خرد اور ہوش و حواس بالکل درست اور تنومند تھے وہ اپنی رائے سے روشنی حاصل کرتی عرض کی اماں جان لوگوں نے مجھے رسوا کر رکھا ہے حتیٰ کہ میرے اہل خانہ اور اولاد کو بھی۔ میرے ساتھ تھوڑے سے افراد باقی رہ گئے ہیں جو دفاع کی صلاحیت نہیں رکھتے اب صبر کے علاوہ کوئی چارہ نہیں قوم نے مجھے وہ کچھ دینے کی پیش کش کی جو بھی دنیا میں سے میں چاہوں۔

آپ کی کیا رائے ہے۔

اماں جان نے کہا:

اللہ اللہ میرے بیٹے اگر تو حق پر ہے اور وہ حق ہے جس کی طرف دوسروں کو دعوت دیتا ہے تو اس راہ پر چلتا رہ۔

اپنی گردن کو بنو امیہ کے ہاتھوں میں نہ دینا وہ تجھ سے اٹھکیلیاں کریں گے۔ اگر تو دنیا چاہتا ہے تو تم بہت برے انسان ہو گے۔ اس طرح تم اپنی ذات اور ساتھیوں کو تباہ کر دو گے۔

اگر تم یہ کہتے ہو۔ میں تو حق پر ہوں لیکن جب میرے ساتھی کمزور ہو گئے تو میرے ارادے بھی ماند پڑ گئے۔ یہ آزاد بندوں کا کردار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ان کا جن سے خیر و بھلائی ہوتی ہے۔ دنیا میں کتنا عرصہ رہو گے۔

بیٹا جو صورت حال تیرے ساتھ پیش آئی ہے اس سے تیرا قتل ہونا کہیں بہتر ہے اللہ کی قسم! تلوار کا دار جو عزت کی صورت میں لگے اس کوڑے کے لگنے سے کہیں بہتر ہے جو ذلت و رسوائی کی صورت میں لگایا جائے۔

اس نے کہا:

اماں جان! میں ڈرتا ہوں کہ اہل شام نے اگر مجھے قتل کر دیا وہ میرا مثلہ کر دیں گے یعنی ہاتھ، کان، ناک کاٹ دیں گے اور وہ مجھے سولی پر لٹکا دیں گے اس موقع پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے وہ مشہور جملہ کہا جس کو تاریخ میں بطور مثال درج کیا گیا ہے۔

اس نے کہا بیٹا بکری کی ذبح کرنے کے بعد کھال اتارنا اس کے لیے کسی نقصان یا تکلیف کا باعث نہیں بنتا بیٹا اپنی بصیرت کے مطابق چلو۔ اور اللہ سے مدد طلب کرو۔

بیٹے نے اس کا سر چوما اور کہا اماں جان میری بھی یہی رائے ہے۔ میں دعوت الی اللہ کے موقف پر قائم ہوں۔ بس میں آپ کی رائے معلوم کرنا چاہتا تھا ماشاء اللہ آپ کی رائے میرے خیالات سے ملتی جلتی ہے بلکہ میرے لیے تقویت کا باعث ہے۔

☆ عبد اللہ بن زبیر گئے۔ مد مقابل سے لڑے صبر کا دامن تھامے رکھا دشمنوں نے مل کر یکبارگی حملہ کیا اور قتل کر دیا حجاج بن یوسف نے انہیں سولی پر لٹکا دیا۔ کافی عرصہ وہ سولی پر لٹکے رہے حضرت اسماءؓ نے یہ دعا کی۔

اللّٰهُمَّ لَا تَمْنُنِي حَتَّىٰ أُوتِيَ بِهِ فَاحْنِطْهُ وَ اكْفِنِهِ.

الہی مجھے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک میں اس کے پاس جا کر اسے حنوطہ نہ کر لوں اور اسے کفن نہ پہنا دوں۔

اماں جان کو اس کے پاس لایا گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ سے اس کے لاشے کو خوشبو لگائی اور کفن پہنایا۔ اس وقت اس کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ پھر جب اسے کفن پہنا دیا گیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھی ایک ہفتے بعد وہ بھی راہی ملک عدم ہو گئی۔

إِنَّ لِلَّهِ مَا نَأْتِيهِ رَاجِعُونَ

☆ قتل کے وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی عمر ۲۷ سال تھی وہ کثرت سے روزے رکھنے والے اطاعت گزار جو ان مرد بہادر تھے۔^(۱)

اس کے فضائل و مناقب تو بہت زیادہ ہیں انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

وَصَلَّ النَّهَارُ بِلَيْلِهِ فِي طَاعَةٍ

وَصَلَاتُهُ مُوصُولَةٌ بِصِيَامٍ

كَحَلَّتْ بِتَقْوَى اللَّهِ مَقْلَتُهُ الَّتِي

كَمْ تَكْتَحِلُ اجْفَانُهَا بِمَنَامٍ

اس کے دن رات اطاعت الہی میں گذرتے ہیں۔

اور اس کی نمازیں روزوں سے ملی ہوئی ہیں۔

اس کی آنکھ نے تقوای الہی کا سرمہ لگایا۔

اور اس کی پلکیں نیند سے نا آشنا رہیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حجاج کے سامنے بڑی جرأت و شجاعت کا مظاہرہ کیا۔ اس کے بیٹے کے قتل کے بعد حجاج اس کے پاس آیا۔

میرے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ جو میں نے تیرے بیٹے سے سلوک کیا کیسا ہے؟

اس نے کہا:

تو نے اس کی دنیا خراب کر دی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی۔

ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ بنو ثقیف میں ایک ظالم ہوگا اور ایک

(۱) تاریخ طبری (۳/۵۳۸ و ۵۳۹) الطبقات (۸/۲۵۴) تاریخ دمشق (ص ۲۲)

(۲۸) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۹۴ و ۲۹۵) شذرات الذهب (۱/۳۰۶ و ۳۰۸)

کذاب، کذاب تو ہم نے دیکھ لیا اور ظالم میرے خیال میں تم ہو۔^(۱)
گویا اس بات نے حجاج کے منہ میں لگام ڈال دی۔ اسے کوئی جواب نہ آیا
اور اس عظیم المرتبت کے سامنے چپ سادھ لی۔

حضرت اسماءؓ کی وفات اور وصیت:

حضرت اسماءؓ معمر صحابیات میں سے تھی اس طرح کہ اس نے سو سال
کی زندگی پائی اس نے مرنے سے پہلے اپنے اہل خانہ کو نبی کریم ﷺ کی سنت کے
مطابق وصیت کی جب میں مر جاؤں تو تم میرے کپڑوں کو خوشبو لگانا پھر مجھے حنوط کرنا
یعنی مشکور لگانا مشک بور میرے کفن پر نہ چھڑکنا۔ مجھے رات کو دفن نہ کرنا۔

☆ علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ حضرت اسماءؓ کی وفات تمام مہاجر مردوں اور عورتوں
کے بعد ہوئی۔

☆ حضرت اسماءؓ عظیم المرتبت خاتون ہے جو فضائل و مناقب میں بہت سے
مردوں اور عورتوں پر سبقت لے گئی۔

کسی نے کیا خوب کہا:

و لو كان النساء كمن فقدنا

لَفُضِّلَتِ النساءُ على الرجال

اگر خواتین ایسی ہی ہوتیں جس کو ہم گم کر چکے ہیں۔

تو خواتین مردوں پر فضیلت اختیار کر لیتیں۔

☆ اللہ راضی ہوا حضرت اسماءؓ ذات النطاقین پر اور اس پر خاص کر اپنی رحمت
کی برکھا برسائی۔ اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے

مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------------|----------------------------|
| ۲۴۹/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۳۹۲/۵ | ۲۔ اسد الغابۃ |
| ۲۸۷/۲ | ۳۔ سیر اعلام النبلاء |
| صفحہ ۳ | ۴۔ تاریخ دمشق |
| ۴۷۴/۲ | ۵۔ دلائل النبوة |
| ۲۲۹/۴ | ۶۔ الاستیعاب |
| ۵۵/۲ | ۷۔ الحلیۃ |
| ۱۷۷/۳ | ۸۔ البداية و النہایۃ |
| صفحہ ۲۰۳ | ۹۔ السمط الثمین |
| ۳۲۹/۳ | ۱۰۔ تہذیب الاسماء و اللغات |
| ۳۰۵/۱ | ۱۱۔ الاعلام زر کلی |
| ۵۳۸/۳ و ۵۳۹ | ۱۲۔ تاریخ الطبری |
| ۳۰۶/۱ | ۱۳۔ شذرات الذهب |
| ۲۲۵/۴ | ۱۴۔ الاصابۃ |



۳۵

عاتکہ بنت زید رضی اللہ

مؤمنہ، فصیحہ، شاعرہ، یکے بعد دیگرے کئی مردوں سے شادی کی اور سب
کے سب اس کی زندگی میں ہی شہید ہوئے۔

عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا

☆ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل القرظیۃ العدویۃ^(۱) اس کی والدہ کا نام ام کریمہ بنت الحضرمی تھا۔ اور الحضرمی کا نام عبداللہ بن عمار بن مالک تھا، عاتکہ کے خالو مشہور و معروف صحابی العلاء بن الحضرمی تھے۔ اور اس کی خالہ الصغہ بنت الحضرمی تھی۔ یہ طلحہ بن عبید اللہ کی والدہ تھی جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اور عاتکہ کا بھائی سعید بن زید بھی عشرہ مبشرہ میں سے تھا۔

☆ عاتکہ قریش کی خواتین میں فصاحت و بلاغت عقل و دانش اور شعر و شاعری کے حوالے سے مشہور و معروف تھی۔ اور یہ خوبیاں اس کو اپنے باپ زید بن عمرو سے وراثت میں ملی تھیں۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قریش میں زمانہ جاہلیت کے دور میں بھی بتوں کو نظر انداز کر رکھا تھا۔ وہ یہ کہا کرتا تھا۔
وَ أَسْلَمْتُ وَ جَهِی لِمَنْ أَسْلَمْتُ

لہ الارض تحمل صخرًا ثَقَالًا

دَهَاہَا فَلَمَّا اسْتَفَرَّتْ شَدَّهَا

سواء و ارسى علیہا الجبالا

وَ أَسْلَمْتُ وَ جَهِی لِمَنْ أَسْلَمْتُ

لَهُ الْمُرُّ تَحْمِلُ عَذْبًا دُلَالًا

(۱) الطبقات (۸/۲۶۵) الاستیعاب (۴/۳۵۲) اسد الغابہ (۵/۴۹۷) البدایہ و

النہایہ (۸/۲۵) الاصابہ (۴/۳۴۹)

إِذَا هِيَ سَيَقْتُ إِلَى بَلَدَةٍ

اطَاعَتْ فَصَبْتُ عَلَيْهَا سَجَالًا

☆ میں نے اپنا چہرہ اس کے سپرد کر دیا جس کے لیے زمین مطیع ہو گئی جو بھاری پتھر اٹھائے ہوئے ہے۔

☆ جس نے زمین کو پھیلایا پھر وہ ٹھہری اور اس کا ابھار برابر ہو گیا اور اللہ نے اس میں پہاڑ گاڑ دیئے۔

☆ میں نے اپنا چہرہ اس کے سپرد کر دیا بادل جس کے مطیع ہو گئے اور وہ بادل میٹھے پانی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

☆ جب ان بادلوں کو کسی شہر کی طرف چلایا جاتا ہے۔ تو وہ حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہاں بھر بھر ڈول انڈیلے ہیں۔

زید زمانہ جاہلیت میں بھی ان اشعار کو گنگنا تے رہتے تھے اور پھر کعبہ کی طرف رخ کر کے سجدہ کرتے تھے۔

☆ زید بن عمرو قریش خاندان کے چشم و چراغ اور عدی الاصل تھے اور یہ عمر بن خطاب کے چچا تھے۔ اور یہ ان افراد میں سے تھے جنہوں نے بتوں کی عبادت چھوڑ دی تھی اور یہ بتوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کا گوشت بھی نہیں کھاتے تھے۔ اور یہ اکثر و بیشتر غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے سے قریش کو منع کرتے ہوئے کہتے:

اے قریشیو!

کیا اللہ بارش برساتا ہے؟

کیا وہ زمین میں سبز اگاتا ہے؟

کیا وہ چوپائے پیدا کرتا ہے جو زمین میں چارہ چرتے ہیں؟

اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کے نام انہیں ذبح کرتے ہو۔

افسوس ہے تمہاری عقل پر۔

حیف ہے تمہاری سوچ پر۔

☆ زیدان لوگوں میں سے تھے جو اصلی معرفت کی تلاش کرتے ہیں۔ اور اسے یکسوئی

کی خاطر اطمینان دل کا ذریعہ بناتے ہیں۔ یہ قریش کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے۔

اے قریش مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔

میرے سوا تم میں کوئی بھی دین ابراہیم پر عامل نہیں ہے۔

☆ اس سوچ اور اخلاق فاضلہ کی بنیاد پر اس کی بیٹی عاتکہ نے پرورش پائی اسے

نصاحت و بلاغت، شعر گوئی، ذکاوت، حس، بیدار دلی، طبعی نفاست، اور ایمان

صادق کے لیے آمادگی اور تیاری ورثے میں ملی۔

جب نور اسلام ضو قلم ہوا۔ تو عاتکہؓ ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے

اسلام قبول کرنے میں جلدی کی۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ بیعت کی اور ہجرت کی

سعادت حاصل کی۔ (۱)

صحابی ابن صحابی کی بیوی:

عاتکہ بنت زیدؓ با بلند اخلاق، صاحب جمال و کمال صائب الراي اور

دانشمند خاتون تھی۔

علامہ ابن کثیرؒ نے اس کے بارے میں کہا ہے۔ یہ حسین و جمیل اور عبادت

گزار خواتین میں سے تھی۔

☆ اس سے ایک صحابی کے صحابی بیٹے نے شادی کی اور وہ تھے عبداللہ بن ابی بکر

الصديق رضی اللہ عنہ، یہ بڑی حسین و جمیل خاتون تھی، یہ اس کے بڑے دلدادہ تھے اسے

اپنی یہ بیوی بہت پسند تھی اس نے اسے تجارت اور معاشی مصروفیات حتیٰ کہ جہاد

سے بھی قدرے غافل کر دیا تھا۔ اس کے اکثر معاملات اس کے ہاتھ میں تھے۔ یہ صورت حال دیکھ کر والد محترم نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ اسے طلاق دے دے یہ حکم اس پر بڑا شاق گذر لیکن وہ اپنے باپ کی حکم عدولی بھی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لہذا اس نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی۔ اور اس موقع پر اس نے یہ شعر کہے:

يَقُولُونَ طَلَّقَهَا وَحَيْمَ مَكَانَهَا

مقیمًا تمنی النفس أَحْلَامَ نَائِمٍ

وَإِنْ فَرَّاقِي أَهْلَ بَيْتِي جَمِيعُهُمْ

عَلَى كَرِهِ مِنِّي لِأَحَدِي الْعِظَائِمِ

لوگ کہتے ہیں کہ تو اسے طلاق دے دے اور خود اس کی جگہ خواب دیکھنے والے کی طرح دل کو دیتا کہ

ایک عظمت والی خاتون کی خاطر سب گھر والوں سے جدائی مجھے ناگوار گذرتی ہے۔

علاوہ ازیں عبداللہ کا دل اسی میں اٹکا ہوا تھا۔ اس کی جدائی کا دکھ بڑا شدید تھا۔ اس پر اس جدائی کے گہرے اثرات تھے۔ یہاں تک کہ غم کے آثار اس کے چہرے اس کے جسم پر نمایاں تھے ایک دن اس کے والد نے اسے یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا۔

اعَاتِكَ لَا أَنْسَاكَ مَا هَبَّتِ الصَّبَا

وَمَا نَاخَ قُمْرِي الْحَمَامِ الْمُطَوَّقِ

اعَاتِكَ لَا أَنْسَاكَ مَا حَجَّ رَاكِبٌ

وَمَا لَاحَ نَجْمِ فِي السَّمَاءِ مُعَلَّقُ

اعَاتِكَ قَلْبِي كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ

إِلَيْكَ بِمَا تَخْفِي النُّفُوسُ مُعَلَّقُ

وَلَوْ لَا اتَّقَاهُ اللَّهُ فِي حَقِّ وَالِدٍ

و طاعتہ ما کان منّا التفرق

اے عائکہ جب تک باد صبا چلتی ہے اور گلے میں پڑی گانی والی فاختہ نوحہ کناس ہے میں تجھے نہیں بھول سکتا۔

اے عائکہ جب تک مسافروں کے قافلے کوچ کا ارادہ رکھتے ہیں اور آسمان پر ستارے روشن ہیں میں تجھے نہیں بھول سکتا۔

اگر اللہ کا ڈر اور والد کے حقوق کی ادائیگی میں اللہ کی اطاعت پیش نظر نہ ہوتی تو ہم میں کبھی جدائی نہ ہوتی۔

جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے یہ شعر سنے تو عائکہ کے ساتھ اس کے تعلق خاطر کا پتہ چلا۔ یہ قلبی لگاؤ دیکھ کر ان کے دل میں رقت پیدا ہو گئی اور اسے رجوع کرنے کی اجازت دے دی۔ تو اس نے رجوع کر لیا جب رجوع کیا تو یہ شعر کہے۔

لَهَيْنَاكِ اَنْسَى لَا اَرَى فَيْكِ سَخُطَةً

و اَنَّكَ قَدْ حَلَّتْ عَلَيْكَ الْمَحَاسِنُ

فَاِنَّكَ مِمَّنْ زَيْنُ اللَّهِ اَمْرُهُ

وَلَيْسَ لِمَا قَدْ زَيْنَ اللَّهُ شَائِنُ

تیری نرم خوئی کی بنا پر تجھ میں ناراضگی کے آثار دیکھ نہیں پاتا۔ تجھ پر حسن و جمال کا پر تو ہے۔

تم تو ان لوگوں میں سے ہو جن کے معاملات اللہ تعالیٰ نے آراستہ کر دیئے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے آراستہ و مزین کیا ہو اس کو کوئی ذلیل کرنے والا نہیں۔

☆ زندگی کی بہاریں پھر لوٹ آئیں۔ پھر حضرت عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

غزوہ طائف میں شریک ہوئے ان کے زہریلا نیزہ آگیا۔ جس سے گہرا زخم آیا
رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چالیس روز بعد یہ زخم پھٹ گیا جس سے وہ جام
شہادت نوش کر گئے۔

عاتکہؓ نے ایسا مرثیہ کہا جس سے غم و اندوہ افسوس کسک اور رقت ٹپک
رہے تھے۔ اس نے کہا:

رَزِيَتْ بِخَيْرِ النَّاسِ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ

وَبَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَمَا كَانَ قَصْرًا

فَالَيْتُ لَا تَنْفَكُ عَيْنِي سَخِينَةً

عَلَيْكَ وَلَا يَنْفَكُ جِلْدِي أَغْبَرًا

مَدَى الدَّهْرِ مَا غَنَتْ حَمَامَةُ ابْنَةِ

وَمَا طَرَدَ اللَّيْلُ الصَّبَاحَ الْمُنَوَّرَ

فَلَيْتُ عَيْنًا مِّن رَّأْيِ مِثْلِهِ فَتَى

أَكْرَوُ أَحْمَى فِي الْجِهَادِ وَأَصْبَرًا

إِذْ شَرَعْتُ فِيهِ الْإِسْنَةَ خَاصًّا

إِلَى الْمَوْتِ حَتَّى يَتْرَكَ الرَّمْحَ أَحْمَرًا

مجھے نبی کریمؐ اور حضرت ابوبکرؓ کے بعد سب سے بہتر انسان کی جدائی کا
صدمہ پہنچا جو کسی طرح بھی کم نہیں تھا۔

میں نے قسم کھالی ہے کہ میری آنکھوں سے گرم آنسو بہنے ختم نہیں ہوں گے
اور میرا جسم گرد آلود ہی رہے گا۔

جب تک درختوں کے جھنڈ کی فاختہ گاتی رہے گی اور جب تک منور صبح رات
کو دھکیلتی رہے میری آہ و زاری جاری رہے گی۔

بخدا کوئی آنکھ ایسی ہے جس نے اس جیسا کوئی جوان دیکھا ہو۔ جو آگے

بڑھ کر حملہ کرنے والا دین کا محافظ اور جہاد میں صبر کا مظاہرہ کرنے والا ہو۔

جب جنگ میں نیزے حرکت میں آتے ہیں۔ تو یہ موت کی وادی میں گھس جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نیزے کو سرخ حالت میں چھوڑتا۔

حضرت عمرؓ سے اس کی شادی:

☆ عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی موت کا جب وقت قریب آیا تو اس نے اپنی عائکہ سے کہا۔ دیکھئے تیرے پاس میرا باغ ہے وہ تیری ضروریات کے لیے کافی تم کسی سے شادی نہ کرنا۔ جب اس نے عدت پوری کر لی، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کا پیغام بھیجا تو اس نے کہا، میں نے جو اپنے دل میں تہیہ کیا وہ یہ ہے کہ میں اب شادی نہیں کروں گی۔

آپ نے کہا تم کسی سے اس بارے میں مسئلہ پوچھ لو فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالبؓ سے فتویٰ طلب کیا، تو انہوں نے کہا جو کچھ ان سے لیا یعنی باغ وغیرہ انہیں واپس کر دو اور شادی کر لو یہ تمہارا شرعی حق ہے۔

☆ تو اس نے باغ واپس کر دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کر لی۔ اور اس خوشی میں ولیمہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ویسے میں شرکت کے لیے آئے۔ تو اس سے پوچھا کیا تم نے یہ شعر کہا ہے۔

فَالَيْتَ لَا تَنْفَكُ عَيْنِي سَخِينَةَ

عَلَيْكَ وَ لَا يَنْفَكُ جِلْدِي اَغْبَرَا

میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میری آنکھ سے تیرے غم میں گرم آنسو نکلنے بند نہ ہوں گے اور میرا جسم غبار آلود رہے گا۔

تو وہ رو پڑی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ آپ کو بخشے صبر کرو۔ میں بھی اللہ

تعالیٰ سے تیرے حق میں دعا گو ہوں۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا اے ابوالحسن آپ نے یہ کیا ذکر چھیڑ دیا عورت اپنے رفیق حیات کے بچھڑنے پر غم کا اظہار کیا ہی کرتی ہے۔

حضرت عمرؓ کی عاتکہؓ کے ساتھ شادی ۱۲ ہجری کو ہوئی۔^(۱)

عاتکہؓ اور حضرت عمرؓ:

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نزدیک عاتکہ بنت زیدؓ کا بہت مقام تھا وہ اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہ بھی ان کے علم زہد اور تقویٰ سے مستفیض ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنی یہ بیوی بہت پسند تھی اور وہ بھی ان سے نہایت قدر اور اپنائیت کے انداز میں پیش آتی۔

☆ اس قربت اور مقام و مرتبے کے باوجود وہ اسے امت مسلمہ کا ایک فرد سمجھتے تھے۔ عدل و انصاف کے حوالے سے وہ بھی ان کی رعایا کی ایک مسلمان خاتون تھی۔ اس سے کوئی امتیازی سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ امام احمد بن حنبل کتاب الذہد میں اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے روایت نقل کرتے ہیں۔

کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بحرین سے کستوری اور عنبر آئے۔ عمرؓ نے کہا میری دلی خواہش ہے کہ کوئی اچھا وزن کرنے والی خاتون اس خوشبو کا وزن کرے تاکہ میں اسے مسلمانوں میں تقسیم کر سکوں اس کی بیوی عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل نے کہا میں اچھا وزن کرنا جانتی ہوں یہ خدمت میرے سپرد کریں۔

آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے کہا کیوں؟

آپ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ تم اس میں کچھ خوشبو اپنی گردن کو لگا لو گی
اس سے مسلمانوں کی حق تلفی ہوگی۔ (۱)

☆ اس طرح اس کی زندگی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ عدل، زہد، عبادت اور قربانی
کے جذبے کو بروئے کار لاتے ہوئے گزری۔ یہ صفات اس میں دن بدن بڑھتی
ہی چلی گئیں۔

☆ عائکہ رضی اللہ عنہا حضرت کے ساتھ نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں حاضر
ہوتی۔ جب وہ اسے مسجد جانے کی اجازت دیتے، جب وہ مسجد جانے کی
اجازت طلب کرتی تو فرماتے آپ جانتی ہیں کہ تمہارے گھر رہنے کو زیادہ پسند
کرتا ہوں۔

وہ کہتی میں آپ سے مسجد جانے کی اجازت طلب کرتی رہوں گی۔

جب وہ اجازت طلب کرتی حضرت عمر اسے روکتے نہیں تھے۔ جب حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر لگا اور آپ شہید ہوئے۔ اس وقت یہ بھی مسجد میں موجود تھی۔ اس موقع
پر اس نے یہ مرثیہ کہا:

عَيْنُ جُودِيْ بِعَبْرَةٍ وَ نَحِيْبٍ

لَا تَمْلِيْ عَلَيَّ اِلَامَامِ النَّحِيْبِ

قُلْ لِّاَهْلِ الضَّرَاءِ وَ الْبُؤْسِ مُوتُوا

قَدْ سَقَبْتُ الْمَنُوْنَ كَاسَ شَعُوْبِ

☆ اے آنکھ آنسوؤں اور گریہ زاری کی سخاوت کر۔ شریف امام کے غم
کے اظہار میں اکتاہٹ محسوس نہ کر۔

☆ جنگجو لوگوں سے کہو کہ تم مر جاؤ۔ موت نے اسے شعوب کا پیالہ پلا دیا۔

اور اس موقع پر آپ کے صفات کا تذکرہ کرتے ہوئے مرثیہ کے یہ اشعار بھی کہے۔

وَفَجَّعَنِي فَيَرُوزُ لَا دَرَّ دَرَّةٌ
بِأَبْيَضِ تَالٍ لِلْكِتَابِ مُنِيبٍ
رُؤْفِ عَلَى الْإِدْنِ غَلِيظِ عَلَى الْعَدَا
أَخِي ثِقَّةٍ فِي النَّائِبَاتِ مُجِيبِ
مَتَى مَا يُقْلَلُ لَا يَكْذِبُ الْقَوْلَ فِعْلُهُ

سریع الی الخیرات غیر قطوب (۱)
☆ اور فیروز دلیلی نے مجھے دکھ درد دیا اور ایسے شخص پر کاری وار کیا جو روشن
چہرے والا قرآن پڑھنے والا اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔
☆ جو کمزور سے شفقت سے پیش آنے والا دشمن کے خلاف سخت جو
مصاب میں ثابت قدم رہنے والا اور بات ماننے والا تھا۔
☆ جب بھی وہ کوئی بات کہتا تو اس کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہ ہوتا۔
خیرات میں جلدی کرنے والا اور ترش روئی سے پیش آنے والا نہیں تھا۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غم میں جو اس نے خوبصورت مرثیہ کے شعر کہے وہ یہ ہیں۔

مَنْ لِنَفْسٍ عَادَهَا أَحْزَانُهَا
وَلَعَيْنٍ شَفَّهَا طَوْلُ السَّهْدِ
جَسَدٌ لُفَّفَ فِي أَكْفَانِهِ
رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَى ذَاكَ الْجَسَدِ

(۱) تاریخ طبری (۲/۵۷۵) البدایہ والنہایہ (۷/۱۴۵)

شاعرات العرب (ص ۲۳۴)

فیه تَفْجِيعٌ لِمَوْلَى غَارِمٍ

لَمْ يَدْعُهُ اللّٰهُ يَمْشِيْ بِسَبَدٍ

☆ وہ کون ہے جس کے دل پر غم ٹوٹ پڑے۔ اور اس کی آنکھ کو طویل
بیداری نے چھوٹا کر دیا۔

☆ وہ جسم جسے کفن میں لپیٹ دیا گیا۔ اللہ کی اس جسم پر رحمت ہو۔

☆ اس میں تکلیف پہنچی ہے ایک مقروض غلام کو جس کے پاس اللہ نے کچھ
نہ چھوڑا تاکہ وہ کنگال چلے۔

حواری رسول کے ساتھ:

☆ جب سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔ تو اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے
حواری حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے شادی کر لی۔ شادی کے موقع پر حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ شرط لگائی کہ وہ اسے مارے گا نہیں اور نہ ہی حق کہنے سے
رد کے گا اور نہ ہی مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روکے گا۔ زبیر بن عوام کی
طبیعت سخت تھی وہ اپنی بیویوں پر سختی کیا کرتا تھا۔ جب وہ شادی کے بعد اس کی
ملکیت میں آ گئی تو اس نے کہا عائشہ تم مسجد نہ جایا کرو۔

اس نے کہا اے ابن عوام کیا تیری غیرت کی وجہ سے میں اس مسجد میں جانا چھوڑ
دوں جس میں نبی کریم ﷺ ابو بکر صدیق اور عمر بن خطابؓ کے زمانے میں جایا کرتی تھی۔
اس نے کہا ٹھیک ہے میں تجھے نہیں روکوں گا۔ جب اس نے نماز فجر کی
آذان سنی تو دھوکا اور باہر چلے گئے۔ اور سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر کھڑے ہو گئے۔
جب یہ وہاں سے گذری تو اس نے پیٹھ پر دونوں ہاتھ دے مارے اندھیرے میں پتہ
نہ چلا یہ کون ہے اس نے کہا تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں تم کون ہو؟۔ اور انا اللہ کہتی ہوئی
واپس گھر آ گئی۔ جب زبیر بن عوام مسجد سے گھر آئے تو پوچھا عائشہ کیا بات ہے آپ
مسجد میں نہیں آئی۔

کہنے لگی ابو عبد اللہ کیا بتاؤں اللہ آپ کو رحمت کی پناہ میں رکھے لوگ بڑے خراب ہو گئے ہیں۔ آج کل تو اندرونی کوٹھڑی میں نماز ادا کرنا گھر میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اور بیرونی حجرے کی نسبت گھر میں نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔ اس کے بعد وہ گھر سے نہ نکلی گھر میں ہی نماز ادا کر لیا کرتی تھی۔

☆ حضرت زبیرؓ جب جنگ جمل کے دوران وادی سباع میں شہید ہوئے۔ عرصہ میں جرموز نے ۳۶ کو ان پر کاری وار کیا جس سے یہ جام شہادت نوش کر گئے۔ تو اس موقع پر حضرت عاتکہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر کہے:

۱۔ غَدَرَ ابْنُ جُرْمُوزٍ بِفَارِسٍ بُهْمَةً

يَوْمَ اللِّقَاءِ وَكَانَ خَيْرٌ مَعْرَدٍ

۲۔ یا عمرو لو نبہتہ لو جدتہ

لا طائشاً رَعِشَ الْجَنَانُ وَ لَا الْيَدِ

۳۔ شَلَّتْ يَمِينُكَ إِنْ قَتَلْتَ لِمُسْلِمًا

جَلَّتْ عَلَيْكَ عَقُوبَةُ الْمُتَعَمِّدِ

۴۔ إِنْ الزُّبَيْرَ لَذُو بِلَاءٍ صَادِقٍ

سَمَحَ سَجِيَّتَهُ كَرِيمُ الْمَشْهَدِ

۱۔ ابن جرموز نے لڑائی کے دن بہادر شہسوار کے ساتھ دھوکہ دیا۔ بلاشبہ وہ بڑا ہی تیز رفتار تھا۔

۲۔ اے عمرو اگر تو اسے اطلاع کر دیتا تو اس کو مدہوش نہ پاتا نہ ہی اس کے دل میں کچکپاہٹ ہوئی اور نہ ہی ہاتھ میں لرزا۔

۳۔ تیرا ہاتھ شل ہو جاتا اگر تو اسے اطاعت گزار کی حیثیت میں قتل کرتا، اور تجھ پر قتل عمد کرنے والے کی سزا لاگو ہو جاتی۔

۴۔ بلاشبہ زبیر صحیح معنوں میں مصیبت میں مبتلا ہے۔ اس کی طبیعت میں

سخاوت ہے دیکھنے میں شریف ہے۔

☆ جب حضرت زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہو گئے۔ عدت پوری ہونے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شادی کا پیغام بھیجا تو اس نے جواب دیا۔

امیر المومنین آپ سید المسلمین ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچے کا بیٹا بھی کہیں شہید نہ ہو جائے۔ کیونکہ جس نے بھی میرے ساتھ شادی کی ہے۔ اسے قتل کر دیا گیا۔ اس لیے اب مدینے کے باشندوں میں یہ بات عام ہو گئی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ جس کا ارادہ شہید ہونے کا ہے وہ عاتکہ بنت زید سے شادی کر لے پہلے عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے اس کی شادی ہوئی وہ قتل کر دیا گیا۔ پھر عمر بن خطاب کے ساتھ شادی ہوئی انہیں قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی شادی زبیر بن عوام سے ہوئی وہ قتل ہوئے۔ اور اس نے ان تمام کے غم میں مرچے کہے۔

مرثیہ گونی کی ماہر:

صحابیاتؓ میں وفاداری کا جو ہر بہت زیادہ تھا اس سلسلے میں تمام صحابیات کا کردار بڑا نفیس اور عمدہ انداز میں سامنے آتا ہے۔ خاص طور پر عاتکہ بنت زید مصائب پر نہایت خوبصورت انداز میں صبر کا مظاہرہ کرنے والی خاتون تھی ہم نے دیکھا کہ اس نے یکے بعد دیگرے خاوند کی شہادت پر نہایت ادبیانہ اور فصیحانہ انداز میں مرچے کہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے دل کی گہرائی سے یہ غم کے احساسات ظہور پذیر ہوئے ہیں۔

☆ عاتکہ رضی اللہ عنہا مرثیہ کے نکتہ عروج پر دیکھائی دیتی ہیں لیکن جب اس نے نبی کریم ﷺ کی وفات پر مرثیہ کہا تو اس نے غم میں ڈوب کر فصاحت و بلاغت کا اسلوب اپناتے ہوئے جادو بیانی کی انتہا کر دی دل کی گہرائیوں سے اٹھنے والے احساسات کو شعروں کی صورت میں پیش کرنے میں کمال کر دیا۔ کہتی ہیں۔

- ۱۔ فَامَسْتُ مَرَاكِبَهُ أَوْ حَشِشْتُ
وَقَدْ كَانَ يَرْكَبُهَا زَيْنُهَا
- ۲۔ وَاُمَسْتُ تَبَكِّي عَلَى سَيِّدٍ
تُرَدَّدُ عَبْرَتُهَا عَيْنُهَا
- ۳۔ وَاُمَسْتُ نَسَاؤُكَ مَا تَسْتَفِيْقُ
مِنَ الْحُزْنِ يَعْتَادُهَا دِينُهَا
- ۴۔ وَاُمَسْتُ شَوَاحِبَ مِثْلِ النَّصَا
لِ قَدْ عَطَّلْتُ وَكَبَّالُونُهَا
- ۵۔ يَعَالَجُنْ حَزَنًا بَعِيدَ الذَّهَا
بِ وَفَى الصَّدْرِ مَكْتَنِعٌ حِينُهَا
- ۶۔ هُوَ الْفَاضِلُ السَّيِّدُ الْمُصْطَفَى
عَلَى الْحَقِّ مُجْتَمِعٌ دِينُهَا
- ۷۔ فَكَيْفَ حَيَاتِي بَعْدَ الرَّسُو
لِ وَقَدْ حَانَ مِنْ مَيَّةٍ حِينُهَا

- اس کی سواریاں خوف زدہ ہو گئیں۔

ان پران کے آراستہ شہسوار سوار ہوتے تھے۔

۲۔ وہ سردار پر رلانے لگیں۔

ان کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوئی تھی۔

۳۔ تیری بیگمات غم سے ہوش میں نہیں آ رہی تھیں۔

ان کے نظریے نے انہیں اس کا عادی بنا دیا تھا۔

۴۔ وہ چاقو کے بھالے کی طرح کمزور ہو چکی تھیں۔

ہووان کے رنگ پیلے پڑ چکے تھے۔

۵۔ وہ غم کا علاج وہاں سے روانگی کی خوشی سے کر رہی ہیں۔

اور سینے میں موت کے قرب کا احساس ہے۔

۶۔ وہ فاضل سردار منتخب پیغمبرؐ

حق پہ گامزن اور دین حق کے علمبردار

۷۔ رسول اللہ ﷺ کے دیائے فانی سے کوچ کر جانے کے بعد اب میرا جینا کیا جینا

ہے اب تو موت کا وقت قریب آیا ہی چاہتا ہے۔

☆ حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا پورے دور خلافت راشدہ میں عبادت گزاری اور

تقویٰ شعاری کی خوگر رہی۔ ۴۰ ہجری میں عاتکہ نے اپنی دنیاوی زندگی کو خیر باد

کہا، اور وہ اپنے رب کی جوار رحمت میں منتقل ہو گئی۔

اللہ عاتکہؓ سے راضی ہوا اور اس کی قبر کو تروتازہ کر دیا۔ اور اس نے ہم پر

اپنی رحمت کی برکھا برسائی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت عاتکہ بنت زید رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے

مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۲۶۵/۸

۱۔ الطبقات

۳۵۴/۴

۲۔ الاستیعاب

۴۹۷/۵

۳۔ اسد الغابۃ

۲۵/۸

۴۔ البدایۃ و النہایۃ

۳۴۹/۴

۵۔ الاصابۃ

۶۲/۱

۶۔ نوادہ المخطوطات

۳۲۹/۲

۷۔ تاریخ الطبری

۳۶

نسیبہ بنت کعب الانصاریہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں نے اپنے دائیں بائیں جھانکا میں نے اسے دیکھا کہ وہ میرے
دفاع کے لیے لڑ رہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

سب تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے تجھے کامیاب کیا۔ تیرے دشمن
کے بارے میں تیری آنکھ ٹھنڈی کر دی۔ اور تیری آنکھ کو تیرا بدلا دکھلا
دیا۔ (فرمان نبویؐ)

اخلاقیات میں مقابلہ

صحابيات عظیمت کے راستوں میں کوئی راستہ اور اخلاقیات کی بلندیوں میں سے کوئی بلندی کے حوالے سے اپنے دور کے مردوں کو بازی لے جانے کے لیے میدان کھلانہ چھوڑتیں بلکہ وہ بھی ہر میدان میں سبقت لے جانے کے لیے بھرپور حصہ لیتیں یہاں تک بسا اوقات بہادری کی رسی کو مردوں سے کھینچ لیتیں اور جنگ کی آگ میں کود پڑتیں اور بوقت ضرورت میدان میں اتر کر حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیتیں۔

☆ نسبہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول الانصاریہ الخزرجیہ النجاریہ المازنیہ جن کی کنیت ام عمارہ ہے۔^(۱) یہ مطلع نور میں ان مشہور صحابیات میں سے ہے جنہوں نے جہاد علم، عبادت، تقویٰ، ایمان اور دیگر اخلاقیات جو انسان کو اعلیٰ منصب پر پہنچا دیتی ہیں اپنے اندر جذب کر کے اپنے آپ کو عمدہ اعلیٰ اور بہترین ہونے کا اعزاز حاصل کر لیا ہے۔

عالم فاضل خاندان:

ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے ایسے خاندان میں پرورش پائی۔ جو پوری زندگی فضل و شرف میں مشہور و معروف رہا، اس کا خاندان ان خاندانوں میں سے ہے۔ جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا۔ ان خدمات میں انصار کی بہادر خاتون سرفہرست نظر آتی ہے۔

☆ اس کا بھائی عبداللہ بن کعب المازنی بدری صحابہؓ میں سے تھا۔

(۱) الطبقات (۸/۴۱۲) الاستیعاب (۴/۴۵۵) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۷۴)

☆ اس کا دوسرا بھائی عبدالرحمان بکائی صحابہؓ میں سے تھا۔ یاد رہے کہ بکائی صحابہؓ کا اطلاق ان سات صحابہ کرامؓ پر ہوتا ہے۔ جو غزوہ تبوک میں وصال نہ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اور وہ اپنی بے بسی پر خوب جی بھر کر روئے غزوہ تبوک میں شریک نہ ہونے والے ان صحابہ کرامؓ کو بکائی کہا جاتا ہے۔ بگواء عربی زبان میں زیادہ رونے والے کو کہتے ہیں۔ اور وہ سات صحابہ کرامؓ یہ تھے۔

۱۔ سالم بن عمیرؓ

۲۔ عتبہ بن زیدؓ

۳۔ عبدالرحمان بن کعب ابولیلیؓ

۴۔ عمرو بن الحمامؓ

۵۔ عبداللہ بن مغفل المزنیؓ

۶۔ ہرمی بن عبداللہؓ

۷۔ عریاض بن ساریہؓ

ان کے بارے میں قرآن مجید سورۃ توبہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوْا وَاعْتَنِهُمْ تَفْتِضَ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنْفِقُونَ﴾

(التوبة: ۹۲)

”اسی طرح ان لوگوں پر بھی اعتراض کا موقع نہیں ہے جنہوں نے خود آ کر تم سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے سواریاں بہم پہنچائی جائیں۔ جب تم نے کہا میں تمہارے لیے سواریوں کا انتظام نہیں کر سکتا تو وہ مجبوراً واپس گئے اور حال یہ تھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور انہیں اس بات کا بڑا رنج تھا کہ وہ اپنے خرچ پر شریک جہاد ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے۔“

☆ اس کا خاوند زید بن عاصم بن عمرو اسلام میں سبقت لے جانے والے صحابہ کرامؓ

میں سے تھا اور اس کے دونوں بیٹے حبیب بن زید اور عبد اللہ بن زید نبی کریم ﷺ کے صحابی اور مدرسہ نبوت کے پروردہ شہسوار صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ جنہوں نے اپنے کارناموں سے تاریخ کو روشن اور معطر کیا۔

☆ پھر اس کی شادی غزیہ بن عمرو بن عطیہ النجاری سے ہوئی اس سے تمیم اور خولہ پیدا ہوئے^(۱) یہ سعادت مند اور یگانہ روزگار خاندان ان لوگوں میں سے تھا جن کو اسلام نے عزت بخشی اور وہ سب اسلام کے لیے مخلص تھے اور انہوں نے بڑی عظیم خدمات سرانجام دیں جس کی خوشبودار مہک زمانہ قدیم سے فضا کو معطر کیے ہوئے ہے۔

مجاہد صحابیہ:

مسلمان بہادروں میں سے ہر بہادر میں کوئی نہ کوئی ایسی نادر خوبی ہوتی ہے جس کی وجہ سے اسے شہرت حاصل ہوتی ہے۔ وہ اپنی زندگی میں بھی فضل و شرف کا مرکز اور قابل فخر کارناموں کا محور بن جاتا ہے جو اس کی زندگی میں بھی اس کا ساتھ دیتے ہیں اور موت کے بعد بھی ان کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

☆ ام عمارہ سے بڑھ کر کوئی موقف ایسا دیکھا نہیں دیتا جس نے انسانوں کے دلوں پر اور تاریخ کے اوراق میں انمٹ نقوش مرتب نہ کیے ہوں۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے جہاد میں بڑا طویل سفر طے کیا۔ یہ تاریخ اسلام کی پہلی جنگجو خاتون ہے۔

☆ علامہ ذہبیؒ کہتے ہیں۔ عالمہ فاضلہ اور مجاہدہ خاتون ام عمارہ رضی اللہ عنہا بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئی۔ اس نے غزوہ احد، حبشہ، غزوہ حنین، جنگ یمامہ میں شرکت کر کے حیرت انگیز جنگی کارنامے سرانجام دیے۔

☆ اس بہادر خاتون کا پہلا منظر ہم بیعت عقبہ کے موقع پر دیکھتے ہیں اس کے ساتھ

(۱) الصفات (۸/۴۱۲)

ایک اور خاتون تھی جس کا نام اسماء بنت عمرو رضی اللہ عنہا تھا جس کی کنیت ام منیع تھی۔ (۱)
☆ غزوہ احد میں ام عمارہ رضی اللہ عنہا کا ستارہ چمکا ضرورت پیش آنے پر اس نے اپنی
تکوار سونت لی وہ اس دن پیاسوں کو پانی پلانے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے
میں مصروف تھی۔

ابتداء میں جنگ مسلمانوں کے حق میں تھی لیکن جنگ کا پانسہ پلٹا مسلمان ہسپا
ہوئے چند بہادروں کے علاوہ باقی پیٹھ پھیر کر میدان سے بھاگ نکلے۔ یہاں ام عمارہ
کا دور شروع ہوا اس نے اپنی تکوار نکالی ڈھال پکڑی اور نبی کریم ﷺ کی مدافعت
پوری جرأت اور مہارت سے کرنے لگی اس دن اس عظیم خاتون کا پلہ پوری قوم پر
بھاری تھا اور سب سے بڑھ کر اس نے جنگی کارنامہ سرانجام دیا۔

☆ یہ جب دیکھتی کہ کوئی خطرہ نبی کریم ﷺ کے قریب آیا چاہتا ہے تو یہ بڑی سرعت
سے اس کی طرف آگے بڑھتی اور چشم زدن میں اس خطرے کا رخ موڑ دیتی۔ یہ
حیرت انگیز منظر دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا۔
مَا لَتَفْتُ يَمِينًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا وَاَنَا أَرَاهَا تُقَاتِلُ دُونِي.
”میں نے اپنے دائیں بائیں جھانکا تو اسے دیکھا کہ وہ میرے دفاع کے
لیے لڑ رہی ہے۔“ (۲)

اِنَّ اللّٰهَ كَا شْكُرْهُ جِسْنِے تَجْمَعِے كَامِيَابِے دِے:

معرکہ بدستور جاری ہے۔ جہادی خاندان رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد حفاظتی
حصار کیے گھوم رہا ہے۔ ایک مشرک نے اس کے ایک بیٹے کو گہرا زخم لگا دیا ام عمارہ نے
زخم پر پٹی باندھ دی اور بیٹے سے کہا بیٹا اٹھو اور دشمن سے لڑو اس موقع پر رسول اللہ

(۱) ام منیع کا تذکرہ اس کتاب میں موجود ہے۔

(۲) الضبقات (۸/۴۱۵) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۷۹) السيرة النبوية دحلان (۲/۴۸)

ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يُطِيقُ مَا تُطِيقِينَ يَا أُمَّ عَمَّارَةَ؟

☆ اے ام عمارہ جو حوصلہ تجھ میں ہے اس سے بلند حوصلہ بھلا کون کر سکتا ہے؟ وہ شخص جس نے اس کے بیٹے عبداللہ کو زخم لگایا تھا وہ سامنے آیا تو رسول اللہ ﷺ نے ام عمارہ سے کہا۔ یہ ہے تیرے بیٹے کو مارنے والا وہ اس کے سامنے آئی اس کی پنڈلی پر تلوار کا وار کیا تو وہ لڑکھڑتا ہوا نیچے گر گیا نبی کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا۔

فَاسْتَقْذَبْتَ يَا أُمَّ عَمَّارَةَ.

پھر ام عمارہ اور دیگر چند صحابہؓ نے آگے بڑھ کر اس مشرک پر وار کیا جس سے وہ مر گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي ظَفَرَكَ وَأَقْرَأَ عَيْنُكَ مِنْ عَذْوِكَ وَأَرَاكَ ثَارَكَ بِعَيْنِكَ.

”اس اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے کامیابی دی دشمن کی جانب سے تیری آنکھ کو ٹھنڈا کیا۔ اور تیری آنکھ کو تیرا بدلا دکھلادیا۔“ (۱)

جنت کے رفقاء:

غزوہ احد میں حضرت ام عمارہ کے جسم پر دس سے کچھ زائد زخم آئے۔ سب سے بڑا اور گہرا زخم ابن قمریہ نے اس کے کندھے پر لگایا رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا تو اس کے بیٹے کو حکم دیا کہ اس پر پٹی باندھ۔ اور یہ ارشاد فرمایا:

بَارَكَ اللَّهُ عَلَيْكُم مِّنْ أَهْلِ بَيْتٍ رَّحِمَكُمُ اللَّهُ أَهْلَ الْبَيْتِ.

اہل بیت تم پر اللہ کی برکت ہو۔ اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت ہو۔

ام عمارۃ رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات سنی تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کیجئے کہ جنت میں ہم آپ کے ساتھ ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں دعا کی۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْهُمْ رُفَقَائِي فِي الْجَنَّةِ.

الہی انہیں جنت میں میرا رفیق بنا دینا۔

یہ سن کر ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اب مجھے دنیا میں پیش آنے والی مصیبتوں کی کوئی پروا نہیں۔^(۱)

☆ معرکہ ختم ہوا اور ام عمارہ رضی اللہ عنہا سال بھر اپنے زخموں کا علاج کرتی رہی، رسول اللہ ﷺ اس کی خبر گیری کرتے رہے۔ اور دلی تسلی کے لیے اس کے حالات معلوم کرتے رہے۔

جہاد کا تسلسل:

ام عمارۃ رضی اللہ عنہا نے غزوہ بنی قریظہ میں شرکت کی، یہ صلح حدیبیہ میں شریک ہوئی۔ یہ مشرکین سے بچاؤ کی خاطر اپنی کمر سے خنجر باندھ کر رکھتیں۔ اس نے بیعت رضوان میں رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔

☆ اس کے بعد وہ غزوہ خیبر میں شریک ہوئی، اور پھر عمرۃ قضاہ میں شرکت کی پھر غزوہ حنین میں شریک ہوئی۔ آپ کو کیا معلوم کہ غزوہ حنین کیا تھا؟ اس میں ام عمارۃ نے جو کارنامے سرانجام دیئے وہ کسی طرح بھی غزوہ احد سے کم نہ تھے۔ یہ ان سوڈٹ جانے والے مجاہدین میں شامل تھی جنہیں اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم

(۱) الطبقات (۸/۴۱۵) السیرۃ النبویہ دحلان (۲/۴۸)

رہنے کی سعادت عطا کی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے یہ توفیق اور طاقت بھی عطا کی کہ اس نے ایک مشرک کو قتل کیا۔

☆ معرکہ یمامہ میں ام عمارہ جہاد کے نقطہ عروج پر دیکھائی دیتی ہے یہ اس کی زندگی کا آخری معرکہ تھا اس معرکہ میں مرتدین کی سرکوبی کے لیے میدان میں اتری ان مرتدین کا سردار مسلمہ کذاب تھا۔ یہ اس دن جان توڑ کر لڑی جس میں اس کا ہاتھ کٹ گیا اس کی اس نے کوئی پرداہ نہ کی اسے تو صرف یہ فکر تھی کہ کافروں کی جڑ کٹ جائے۔ جب مسلمہ اور اس کے ساتھی قتل ہو گئے تو اس نے معرکہ آرائی کے اختتام پر سجدہ شکر کیا۔

☆ یہ عظیم المرتبت مجاہدہ مدینہ منورہ اس حال میں واپس آئی اس کا ایک ہاتھ اس سے پہلے جنت میں جا پہنچا اور اس کے لیے جنت کی بشارت کا باعث بنا۔
ام عمارہ رضی اللہ عنہا کو خلفائے راشدین کی زندگی میں بلند مقام حاصل رہا اور اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا رہا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے پاس شریف لاتے اور اس کے حالات دریافت کرتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ام عمارہ کے لیے ایک عمدہ چادر تیار کرائی کیونکہ انہیں اسلام میں بڑا بلند مقام حاصل تھا۔

☆ ابو نعیم اصفہانی اس کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کیا خوب لکھتے ہیں۔

ام عمارۃ المباہیۃ بالعقیۃ المحاربة عن الرجال و الشیبة، کانت ذات جدو اجتہاد و صوم و نسک و اعتماد.

ام عمارہ عقبہ میں بیعت کرنے والی جوانوں اور بوڑھوں میں جنگ کرنے والی، سختی، روزے دار، عبادت گزار پر اعتماد خاتون تھی۔ (۱)

قرآن و حدیث کی فضا میں:

جس طرح حضرت ام عمارہؓ نے جہاد میں انوکھے کارنامے سرانجام دیئے
اسی طرح قرآن حکیم کی آیات کو سمجھنے میں انوکھا اور منفرد انداز اپنایا۔

وہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سب
کچھ مردوں کے لیے ہی ہے عورتوں کا تو ذکر تک نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (۱)

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ
وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ
وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ
وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ
كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب : ۳۵)
”مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، اطاعت گزار
مرد اور اطاعت گزار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد
اور صبر کرنے والی عورتیں اللہ کے آگے جھکنے والے مرد اور جھکنے والی عورتیں،
صدقہ دینے والے مرد صدقہ دینے والی عورتیں روزے رکھنے والے مرد
اور روزے رکھنے والی عورتیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد
اور حفاظت کرنے والی عورتیں اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور
ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا
ہے۔“

☆ حدیث نبوی کے میدان میں اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کی
سعادت حاصل کی اور پھر اس سے اس کے پوتے عباد بن تمیم حارث بن عبد اللہ بن

کعب اور عبد اللہ بن عباس کے غلام عکرمہ نے احادیث کو روایت کیا۔ (۱)

☆ ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی مرویات میں سے ایک یہ روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ اس کے ہاں تشریف لائے تو اس نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا آپ نے اسے بھی کہا تم بھی کھاؤ اس نے کہا میرا روزہ ہے آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

ان الصائم اذا اكل عنده صلت عليه الملائكة حتى يفرغوا.

روزے دار کے پاس جب کوئی مہمان کھانا کھاتے ہیں تو فرشتے اس کے لیے رحمت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کھانے سے فارغ ہوں۔ (۲)

☆ نبی کریم ﷺ کا ام عمارہ کے پاس تشریف لانا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ فضل و شرف والوں سے ہے۔ اس روایت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے۔ کہ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا بڑے فضل و کرم جذبہ قربانی سے سرشار زہد و تقویٰ کی خوگر اور عبادت گزار تھیں اس نے نفلی روزہ رکھا ہوا تھا۔

اس کی کرامت:

ام عمارہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی کرامتیں سرزد ہوئیں۔ ان میں مجھے نبی کریم ﷺ سے متعلق چند بابرکت اشیاء تھیں۔ صلح حدیبیہ میں نبی کریم ﷺ نے اپنا سر منڈوا دیا لوگوں نے آپ کے مبارک بال سنبھال لیے ان میں چند لٹیں حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے اپنے پاس رکھ لیں وہ آپ کے بال مبارک پانی میں دھو کر پانی مریض کو پلا دیتی تو وہ ٹھیک ہو جاتا۔ (۳)

(۱) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۷۴)

(۲) الحلیۃ (۲/۶۰) الترمذی

(۳) السیر الحلیہ (۲/۷۱۳)

☆ جب جنگ یمامہ میں اس کا ہاتھ کٹ گیا یہ وہ ہاتھ تھا جس سے نبی کریم ﷺ کا دفاع کیا کرتی تھی لوگ اس کے پاس اپنے بیمار لے کر آتے تو وہ اپنا کٹا ہوا ہاتھ مریض کو لگا کر دعا کرتی تو اللہ تعالیٰ اسے شفا دے دیتے۔ (۱)

کیا اب ہم الوداع کہیں:

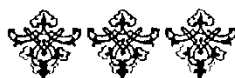
ہم نے جلیل القدر صحابیہ کی زندگی کے چند دلچسپ، خوشگوار دلپزیر اور دلکش واقعات بیان کیے۔ جس میں ہر اعتبار سے فضل و شرف اور خوبیاں ہی دیکھائی دیتی تھیں۔ وہ ایک ہمدرد بیوی اور مجاہدہ عالمہ فاضلہ وفادار، محدثہ، راویہ، مضبوط یادداشت سے آراستہ خاتون تھی۔ وہ ایمان میں سبقت لے جانے والی تھی، جب بھی صحابیات کی سیرت بیان کی جاتی ہے۔ تو حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی بیعت عقبہ میں شرکت اور صلح حدیبیہ میں شرکت ضرور بیان کی جاتی ہے۔ حضرت ام عمارہ کی تاریخ وفاداری سے شروع ہوتی ہے اور وفاداری پر ہی ختم ہوتی ہے۔

وہ اپنے اللہ سے جا ملی اس نے اپنی معطر سیرت کو ہر خاتون کے لیے بطور نمونہ چھوڑا۔ تاکہ مسلمان خواتین اس کے نقش قدم پر چلتے ہوئے فضل و شرف کے بلند مقام پر پہنچنے کے قابل ہو سکیں۔

☆ آئیے اب ہم حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے اختتام پر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کریں کہ وہ ہمیں جنت میں ان کا ساتھ نصیب فرمادے۔ ان اللہ والوں کا ساتھ کتنا ہی اچھا ثابت ہو گا۔ کیا اب ہم الوداع کہہ دیں، اچھا الوداع الوداع۔

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ طبقات ابن سعد ۴۹۲/۸
- ۲۔ الاستیعاب ۴۵۵/۴
- ۳۔ تہذیب التہذیب ۴۷۴/۱۲
- ۴۔ اسد الغابۃ ۳۷۰/۱
- ۵۔ الاصابۃ ۳۲۹/۳
- ۶۔ سیر اعلام النبلاء ۲۷۹/۲
- ۷۔ حلیۃ الاولیاء ۶۴/۲
- ۸۔ السیرۃ الحلبیۃ ۷۱۳/۲
- ۹۔ الروض الاثف ۲۰۱/۲



۳۷

ام رومان بنت عامر رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الہی! تیرے اور تیرے رسول کے نام پر جو کچھ ام رومان کو پیش آیا وہ تجھ سے مخفی نہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جسے یہ بات خوش آئند معلوم ہوتی ہے کہ وہ حور عین میں سے کسی خاتون کو دیکھے تو ام رومان کو دیکھ لے۔“ (فرمان نبوی)

ام القرئی کی جانب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا﴾ (ابراہیم : ۳۵)

”اور جب ابراہیم نے کہا میرے رب اس شہر کو امن والا بنادے۔“

یہ مکہ وہ ام القرئی ہے صبح کا آغاز ہوتے ہی جس کی طرف ہر جگہ سے دل کھینچے چلے آتے ہیں۔ اس کے وسط بیت اللہ واقع ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قیام اور امن کی جگہ بنایا ہے۔

وہاں ایک چھوٹا سا قافلہ اس کی طرف رخ کیے ہوئے ہے۔ یہ قافلہ ایک مرد ایک عورت اور ایک لڑکے پر مشتمل ہے وہ پہاڑی کی بلندی سے مکہ میں امن و سکون سے رہائش اختیار کرنے کے لیے آتے ہیں۔ اس قافلے کے افراد کا نام ام رومان بنت عامر بن عویمر الکناہیہ^(۱) اس کا خاوند عبد اللہ بن حارث الازدی اور ان کا بیٹا طفیل تھا۔

☆ یہ خاندان مکہ معظمہ میں رائج قانون کے مطابق رہائش پذیر ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ کس بیرونی شخص کو اگر مکے میں رہائش اختیار کرنا ہوتی تو وہ مقامی باشندے کا حلیف بن کر رہ سکتا تھا۔ لہذا عبد اللہ بن حارث نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا حلیف بنایا کیونکہ ان میں کمال درجے کی خوبیاں عزت و شرافت کے آثار دیکھائی دیتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد عبد اللہ بیوی اور بیٹے کو سوگوار چھوڑ کر فوت ہو گیا وہ پردیس اور تنہائی کے دکھ سہنے لگے۔ لیکن یہ دکھ درد

تھوڑے ہی عرصے بعد خوشحالی میں بدل گئے وہ اس طرح کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں ایسی خوبیاں پائی جاتی تھیں جن کی وجہ سے لوگ ان سے مانوس تھے اور دل سے ان کی قدر کرتے تھے۔ ان سے محبت ان کی شرافت مروت، کرم اور سخاوت کی وجہ سے تھی یہی تو وجہ ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے اس شہر کو چھوڑنے کا ارادہ کیا تو ابن دغنه نے قریش سے کہا کہ تمہیں کیا ہوا تم ایک ایسے شخص کو یہاں سے نکالنے پر تلے ہوئے ہو جو نہتوں کی مدد کرتا ہے، صلہ رحمی سے پیش آتا ہے دوسروں کے بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان کی ضیافت کرتا ہے۔ اور مصائب میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کرتا ہے۔

☆ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی یہ صفات اور خاص کر آخری صفت اس صورت میں منظر عام پر آئی ہے۔ کہ انہوں نے غم زدہ ام رومان کا ہاتھ بٹانے کے لیے اس سے شادی کر لی، اس کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے۔ اسے عزت کی جگہ فراہم کی۔ اس کے بیٹے کو بھرپور شفقت اور محبت کا ماحول دیا۔ اس شادی کے نتیجے میں عبدالرحمان اور عائشہؓ نے جنم لیا جسے بعد میں ام المومنین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

حق کے راستے پر:

ثقہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ انہیں سب سے پہلے صدیق ہونے کا لقب پانے اور خلیفہ اول ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس میں وہ تمام دلربا خوبیاں جمع ہو گئی تھیں۔ جن کی بنا پر یہ تمام صحابہ کرامؓ میں اعلیٰ ارفع اور ممتاز مقام پر فائز ہوئے۔

الاستاذ عباس محمود العقاد اپنی کتاب عبقریۃ الصدیق میں رقمطراز ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں یہ خوبیاں ایک ساتھ اکٹھی پائی جاتی تھیں۔ عمر رسیدہ نیکوں میں سبقت لے جانے کا جذبہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والا غار میں

بنی مکہؓ کا ساتھ اور جلیل القدر صحابہؓ کے درمیان عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھے جانے والے۔ اور ان ان جلیل القدر صحابہ کرامؓ میں سے اکثریت ان کی ہے جو ان کے ذریعے مسلمان ہوئے۔

☆ اس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلام کے آنگن میں سب سے پہلے داخل ہوئے، یہ طبعی تقاضا ہے کہ وہ پہلے ہی مرحلے میں اپنے اہل خانہ کو ایمان کی دعوت پیش کریں، لہذا اس نے اپنی والدہ سلمیٰ بنت صحرہ^(۱) کو جس کی کنیت ام الخیر تھی۔ نبی کریم ﷺ کے پاس لائے۔ تاکہ وہ آپ کے روبرو اسلام قبول کر لے رسول اللہ ﷺ نے اسے دعوت دی اور اس نے اسلام قبول کر لیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی ام رومان کو دعوت دی تو وہ بھی مسلمان ہو گئی۔ یہ ان مؤمن خواتین کی جماعت میں شامل ہو گئی جنہوں نے ابتدائی دور میں ہی اسلام قبول کر کے کامیابی و کامرانی حاصل کرنی تھی۔ اور ان خواتین نے سراج منیر سیدنا رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنے کا اعزاز حاصل کر لیا تھا۔

کریمانہ صفات:

ام رومان رضی اللہ عنہا صدق، صفا، جود و سخا، وفا اور فوز و صلاح کی خوبیوں سے آراستہ تھی اور وہ انہی خوبیوں کے حوالے سے مشہور و معروف تھی، جس طرح اس کا خاوند حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جاہلیت اور اسلام میں صداقت کے حوالے سے مشہور و معروف تھے۔ اللہ رب العزت نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صفات اپنی کتاب قرآن عزیز میں کئی مقامات پر بیان کی ہیں۔

☆ ان دونوں کریم الصفات میاں بیوی میں دیگر تمام خوبیوں اور اوصاف کے علاوہ ایک ایسی عظمت پائی جاتی ہے اور اس عظمت اور شرف کے کیا کہنے، وہ یہ ہے کہ

(۱) سلمیٰ بنت صحرہ کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے۔

یہ اشرف المخلوق رسول اللہ ﷺ کے سسرال ہیں۔

☆ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہو گیا تو حضرت ام رومان اپنے شریفانہ کردار کے ساتھ سامنے آتی ہے۔ اس نے اپنے خاوند اور بیٹی کا نہایت عمدہ انداز میں ہر طرح کا خیال رکھا۔ اس کے ایمان کی صداقت اور اخلاص بھی کھل کر سامنے آیا۔ اس نے ثابت کر دیا کہ وہ خواتین میں ایک انوکھی طرز کی خاتون ہے اس نے رسول اللہ ﷺ اور اپنے خاوند سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہایت ادب و احترام کا سلوک روا رکھا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نکاح کا پیغام پہنچایا گیا وہ اس طرح خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا سے کہا۔ اللہ نے تمہارے گھر کو خیر و برکت سے معمور کر دیا ہے۔

اس نے کہا اے خولہ رضی اللہ عنہا وہ کیسے؟

خولہؓ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ کے بارے میں یہ تذکرہ کیا ہے ام رومان نے قدرے سر جھکا کر سوچا اور دل میں خوشی کے لڈو پھونٹنے لگے۔ پھر ہنستے مسکراتے ہوئے کہا:

ذرا انتظار کرو ابوبکرؓ آنے ہی والے ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے ام رومان رضی اللہ عنہا نے ان سے اس بات کا تذکرہ کیا، تو انہوں نے فرمایا، مطعم بن عدی نے اپنے بیٹے کے لیے عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا تھا۔ بخدا میں وعدہ خلائی نہیں کروں گا۔ پھر اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، مطعم کے پاس گئے اس کے پاس اس کی بیوی بھی تھی اس سے پوچھا کہ رشتے کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے مطعم نے اپنی بیوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس سے پوچھ لیں اس سے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے۔ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی۔

بھائی جان دراصل بات یہ ہے کہ اگر ہم نے اس نوجوان کی شادی تمہارے

ہاں کر دی، تو آپ اسے بے دین بنا دیں گے اسے اپنے دین میں شامل کر لیں گے سیدنا ابوبکرؓ نے اسے کوئی جواب نہ دیا۔ مطعم بن عدی سے پوچھا بھی تمہارا کیا خیال ہے۔ تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟

اس نے کہا یہ جو کہتی ہے آپ سن ہی رہے ہیں۔ (۱)

☆ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے وعدے سے منحرف بھی نہ ہوئے اور ان کی وفا پر بھی کوئی آنچ نہ آئی۔ اور ام رومان بھی اپنے قول و عمل میں پوری اتری عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی نبی کریم ﷺ کے ساتھ کر دی گئی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کی خوش دامن بننے کا اعزاز حاصل کر لیا۔

مہاجرۃ صالحۃ خاتون:

ابن سعد کہتے ہیں کہ ام رومان رضی اللہ عنہا ایک صالحہ خاتون تھی۔ نیکی تمام خوبیوں کا عنوان ہوتی ہے۔ ہجرت کے میدان میں حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کو سبقت لے جانے کا شرف حاصل ہوا۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو آپ نے ہمیں اور اپنی بیٹیوں کو مکہ میں ہی رہنے دیا، جب آپ نے مدینے میں رہائش اختیار کر لی، تو زید بن حارثہ کو بھیجا اور اس کے اپنے غلام ابورافع کو بھیجا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اریقط کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ عبداللہ بن ابی بکر کو یہ خط لکھا، کہ وہ اپنے ساتھ میری والدہ ام رومان مجھے اور میری بہن اسماء زوجہ زبیر کو لے آئے۔ یہ صبح کو روانہ ہوئے حظلہ بن عبداللہ سے ملے وہ بھی ہجرت کے ارادے سے مکے سے روانہ ہو چکے تھے۔ ہم ایک ساتھ روانہ ہوئے اور مدینے پہنچ گئے نبی کریم ﷺ نے مسجد اور اس کے ارد گرد حجرے بنا دیئے تھے۔ (۲)

(۱) تاریخ الاسلام ذہبی (۱/۲۸۰ و ۲۸۱)

(۲) الاستیعاب (۴/۴۳۳) اسد الغابہ (۵/۵۸۳)

☆ ہجرت کے دوسرے سال نبی کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر بسایا جب کہ ام رومان نے اس کی بہت عمدہ انداز میں تربیت کر دی تھی۔ اور اسے قرآنی ادب سے آشنا کر دیا تھا سونے پہ سہاگہ یہ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو تربیت نبوی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصی توجہ کا شرف حاصل ہوا۔

ام رومان اور قرآن:

جب ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگایا گیا تو ام رومان رضی اللہ عنہا یہ اندوہناک خبر سن کر بے ہوش ہو کر گر پڑی، لیکن اس نے اس معاملے کو اللہ پر چھوڑ دیا۔ وہی نیک لوگوں کا حامی و ناصر ہے۔ اس نے دل میں ٹھان لیا کہ قرآن میں بریت کا حکم ضرور نازل ہوگا۔

☆ کچھ عرصہ یونہی بیت گیا آخر کار وحی نازل ہوئی جس میں ام المومنین کے برأت کی گواہی نازل ہو گئی۔ جس پر رب العالمین کی مہر ثبت تھی یہ مبارک گواہی سن کر ام رومانؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہا خوشی سے باغ باغ ہو گئیں۔ یہ بھلا خوش کیوں نہ ہوتیں یہ سعادت تو وہ ہے جس کی تلاوت مساجد محرابوں میں قیامت تک کی جائے گی اللہ تعالیٰ نے نبوی اور صدیقی گھرانے کو بچا لیا۔ منافقین مرہضین کو منہ کی کھانی پڑی۔ اور اللہ نے انہیں ذلیل و خوار کر دیا۔

☆ ام رومان نے اس آزمائش کے دوران ایک صالح خاتون کا کردار ادا کیا، اور ایک شریف الطبع خوش دامن کا روپ دھارے رکھا۔ وہ اس صورت حال میں فائدے اور نقصان سے خوب واقف تھی۔ واہ واہ کیا مثالی کردار پیش کیا تمام خواتین کو ان کے نقش قدم پر چلنا چاہیے۔

میری جنت میں داخل ہو جا:

ام رومان رضی اللہ عنہا ذی الحجہ ۶ ہجری کو نبی کریم ﷺ کے عہد میں فوت ہوئی۔

☆ ام رومان رضی اللہ عنہا کو اپنی زندگی اور وفات کے وقت نبی کریم ﷺ کی طرف سے

عزت احترام اور توقیر ملی۔

☆ سمھودی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ اس کی قبر میں اترے اور اس کے لیے مغفرت کی دعا کی:

اللهم انه لم يخف عليك ما لقيت ام رومان فيك وفي رسولك.

”الہی! تجھ پر یہ بات چھپی ہوئی نہیں جو ام رومان کو تیرے اور تیرے رسول کے بارے تکالیف پہنچیں“۔ (۱)

☆ ابن سعد قاسم بن محمد کے حوالے سے رقمطراز ہیں۔

”کہ جب ام رومان کو قبر میں اتار دیا گیا تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

من سره ان ينظر الى امرأة من الحور العين فلينظر الى ام رومان.
جو حور عین میں سے کسی خاتون کو دیکھنے کا خواہش مند ہے۔ وہ ام رومان کو دیکھ لے۔“

☆ جس خاتون کو یہ مژدہ مل جائے وہ تو بڑے نصیب والی ہوتی ہے۔

☆ یہ ام رومان مثالی خوش دامن، نیک بیوی، شفیق ماں اور صبر کرنے والی مومن خاتون تھی۔ کیا خواتین اس کے نقش قدم پر چلیں گی۔

☆ اس نے ایک حدیث روایت کی جو بخاری شریف میں مذکور ہے۔

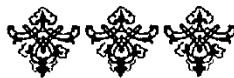
☆ ام رومان رضی اللہ عنہا کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھیں گے۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

فَاَدْخِلْنِيْ فِيْ عِبَادِيْ وَادْخِلْنِيْ جَنَّتِيْ ﴿ (الفجر: ۲۷، ۳۰)
 ”اے نفس مطمئن اپنے رب کی طرف راضی خوشی لوٹ جا میرے بندوں
 میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔“

حضرت ام رومان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے
 مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------|-----------------------|
| ۵۸۳/۵ | ۱۔ اسد الغابة |
| ۴۳۲/۴ | ۲۔ الاصابة |
| ۲۱/۴ | ۳۔ الروض الانف |
| ۲۸۰/۱ | ۴۔ تاريخ الاسلام ذهبی |
| ۴۳۲/۴ | ۵۔ الاستيعاب |
| ۸۹۷/۳ | ۶۔ وفاء الوفاء |
| ۲۱/۴ | ۷۔ الطبقات |



۳۸

امامة بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سنہری ہار کا تحفہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا بخدا میں یہ ہار اپنے اہل بیت میں سے اس کی گردن میں ڈالوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ آپ نے وہ ہار اپنی نواسی امامہ بنت ابی العاص کے گلے میں ڈال دیا۔

معزز ماں کی معزز بیٹی

آل نبی ﷺ کے بارے میں ایسی مفید اور خوبصورت بات جو دلوں کو آباد نفوس کو صیقل اور طباع کو مہذب بنا دے۔ اور فضائل کی تعلیم دے۔ اس معزز گھرانے کی ایک خاتون کا تذکرہ پیش نظر ہے جس سے اللہ تعالیٰ رجس کو دور کر دیا اور اسے اچھی طرح پاکیزہ کر دیا۔

ہم آج جس خاتون کا تذکرہ کرنے لگے ہیں اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت موجزن تھی۔ نبی کریم ﷺ کی شفقت اس کے نصیب میں آئی آپ اس کا اکرام کیا کرتے تھے جب وہ ابھی بچی تھی تو اسے گود میں اٹھالیا کرتے تھے۔

☆ یہ آپ کی نواسی امامہ بنت ابی العاص بن الربیع القرظیۃ العبشمیہ تھی۔ (۱) اس کی والدہ نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھی یہ اپنی بہنوں سے بڑی تھی یہ مہاجرہ، سیدہ، طاہرہ خاتون تھی۔

☆ امامہ کی نانی ام المومنین حضرت خدیجہ بنت خویلد تھی جسے اپنے زمانے میں سیدۃ نساء العالمین ہونے کا اعزاز حاصل تھا۔

یہ وہ جلیل القدر خاتون ہے جو خواتین میں سب سے پہلے نبی کریم ﷺ پر ایمان لائی اور ہر ایک سے پہلے آپ کی تصدیق کی اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے راضی کر دیا۔ اس کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں یہ خواتین میں کامل، دانش مند، جلیل القدر دین دار، بلند کردار، معزز اور جنتی خاتون تھی۔

☆ اس کا والد ابو العاص بن الربیع نبی کریم ﷺ کا داماد تھا اور آپ کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کا خاوند تھا۔ اور ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی ہمیشہ کا بیٹا تھا، ابو العاص کی والدہ کا نام حالہ بنت خویلد تھا۔ نبی کریم ﷺ اپنے داماد ابو العاص کی تعریف کیا کرتے تھے۔

امام ابو داؤد نے علی بن حسینؑ سے ایک حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو العاص کے بارے میں یہ کہا:

حدثنی فصدقنی و وعدنی فوفی بی۔

اس نے مجھ سے بات کی تو سچ بولا اور مجھ سے وعدہ کیا تو پورا کیا۔ (۱)

☆ ابو العاص کو جنگ بدر میں گرفتار کر لیا گیا تو اسے نبی کریم ﷺ کا اکرام پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی وجہ سے بغیر فدیہ لیے چھوڑ دیا گیا۔ پھر فتح مکہ سے پہلے اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اور مسلمان ہو کر بہت عمدہ کردار اپنایا۔ نبی کریم ﷺ نے از سر نو نکاح کر کے زینب کو اس کے حوالے کر دیا۔ اور یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے پہلے نکاح کی بنیاد پر ہی اسے واپس کر دیا۔ ابو العاص مدرسہ نبوت کے پروردہ ایک شہسوار تھے، مردان و بہادران اسلام میں وہ بڑے وفادار اور جی دار تھے یہ ذی الحجہ ۱۲ ہجری میں فوت ہوئے۔

☆ امامت اپنے نانا رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں پیدا ہوئی۔ اپنی والدہ حضرت زینب سے ایمان کا دودھ نوش جان کیا اس کی آنکھوں کے سامنے پروان چڑھی۔ تقویٰ کی غذا حاصل کی۔ نیکی کے ماحول میں دودھ پینا چھوڑا، امامت کی پرورش بڑے ہی کریمانہ ماحول میں ہوئی۔ نبی کریم ﷺ اس سے بڑے ہی مانوس تھے، اس کو دیکھ کر آپ کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ سینے میں انشراح

پیدا ہو جاتا آپ کے دل میں اس کے لیے بڑی کشادہ جگہ تھی۔ آپ کی شفقت سے دل سیراب ہوتے ہیں اور جگر کو تازگی نصیب ہوتی ہے۔

محبوب بچی کی جدائی:

۸ ہجری کے آغاز میں ہی نبی کریم ﷺ کی بیٹی زینب وفات پا گئی۔ اپنی بیٹی امامت کو سوگوار چھوڑا وہ ابھی چھوٹی تھی۔ بالغ نہ ہوئی تھی زینب کی جدائی نبی کریم ﷺ اور اس کی چھوٹی بچی کو بڑی گراں گذری۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی کو اللہ کے سپرد کیا۔ پھر اس کے متعلق یہ وصیت کی کہ اسے اچھی طرح غسل دیا جائے۔

☆ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا (۱) سے مروی ہے۔ فرماتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے جب آپ کی بیٹی زینب فوت ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اسے تین مرتبہ غسل دینا یا پانچ دفعہ یا اگر تم مناسب سمجھو تو اس سے زیادہ مرتبہ بھی۔ اور اسے غسل کے لیے وہ پانی استعمال کرنا جس میں پیری کے پتوں کی آسیرش ہو۔ آخری مرتبہ پانی میں کافور ملا لینا یا کافور کا کچھ حصہ جب تم غسل دے لو تو مجھے بتا دینا۔

☆ جب ہم غسل دے کر فارغ ہو گئیں تو ہم نے آپ کو بتا دیا۔

(فاعطاناہ حقوۃ) فقال اشعرنہا ایامہ (۲)

رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر مدینہ منورہ جنت البقیع میں اس کے آخری آرام گاہ میں لے جایا گیا۔

☆ نبی کریم ﷺ اپنی نواسی امامت کے پاس آئے تاکہ زینب کی بیٹی کو دیکھ کر قدرے اپنا غم ہلکا کریں رسول اللہ ﷺ اس سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔ یہ مقام و مرتبہ اس کے علاوہ صرف فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کے دونوں بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو تھا۔

(۱) ام عطیہ کا تذکرہ اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۲) رواہ ابو داؤد (۳۱۴۲) الطبقات (۳۴/۸) الاصابہ (۳۰۶/۴) اس کی اصل بخاری و مسلم میں ہے۔

امامت اور نبی کریم ﷺ کی نگہبانی:

☆ نبی کریم ﷺ امامت کا بہت خیال رکھتے تھے آپ کے دل میں اس کا اتنا پیار تھا کہ کبھی نماز میں بھی اسے اپنی گود میں اٹھالیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ابو قتادہ کہتے ہیں۔

کہ ہم نماز ظہر یا عصر کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تو آپ گھر سے باہر تشریف لائے آپ نے اپنے کندھوں پر ابو العاص کی ننھی بچی امامہ اٹھائی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نماز پر کھڑے ہوئے ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور بچی بدستور کندھوں پر تھی۔ کہتے ہیں۔

آپ نے اللہ اکبر کہا ہم نے بھی اللہ اکبر کہا جب رسول اللہ ﷺ نے رکوع میں جانے کا ارادہ کیا تو بچی کو پکڑ کر زمین پر بٹھا دیا پھر آپ نے رکوع اور سجدہ کیا جب سجدے سے فارغ ہوئے تو آپ کھڑے ہوئے اور بچی کو پکڑا اور پھر اپنے کندھے پر بٹھالیا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ہر رکعت میں ایسے ہی کیا یہاں تک کہ نماز پوری کر لی۔ (۱)
اس سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ بچوں کے ساتھ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آیا کرتے تھے۔ آپ ان کے بچنے کا خیال رکھتے ہوئے اسلام کی راہنمائی کی روشنی میں بچوں کی نگہداشت کا حق ادا کیا کرتے تھے۔
اللہ اللہ بچوں سے اتنی شفقت اتنا پیار کیا کہنے۔

میرے اہل میں مجھے سب سے پیارا:

رسول اللہ ﷺ امامہ سے بڑا پیار کیا کرتے تھے۔ ہر مناسبت کے اعتبار سے

(۱) ابو داؤد (۹۲۰) نیز بخاری، مسلم، مؤطا، النسائی، اور الطبقات وغیرہ میں یہ روایت موجود ہے۔

اسے خاص طور پر تحائف دیا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نجاشی نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں زیور بھیجا جس میں سونے کی انگوٹھی بھی تھی، جس میں حبشے کا نگینہ جڑا ہوا تھا، آپ نے وہ انگوٹھی امامہ کو دے دی۔^(۱)

☆ امامۃ رضی اللہ عنہا کے صحابیات میں بڑے فضائل ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ اس بچی سے بہت زیادہ پیار کیا کرتے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ منظر دیکھ کر بعض اوقات بہت زیادہ محسوس ہوتا لیکن وہ یہ بات جانتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ اپنی اس نواسی سے اس کی والدہ کے فوت ہو جانے کی بنا پر خاص طور پر بہت زیادہ پیار کرتے ہیں کہ یہ بچی خلا محسوس نہ کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا امامہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت بیان کرتی ہیں۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں موتیوں کا ہار بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ آپ کی تمام ازواج مطہرات گھر میں موجود تھیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینبؓ کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا گھر کے ایک کونے میں مٹی کے ساتھ کھیل رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ بچی آپ کو کیسی لگ رہی ہے۔

اس کی طرف سب نے دیکھا اور کہا۔ ہم نے اس سے بہتر اور اچھی بچی آج تک نہیں دیکھی۔

آپ نے فرمایا اسے میرے پاس لاؤ۔

جب آپ نے اسے پکڑا تو فرمایا: اللہ کی قسم میں یہ ہار اس کی گردن میں ڈالوں گا۔ جو مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ پیارا ہے۔

(۱) الطبقات (۴۰/۸) الاصابہ (۲۳۱/۴) السمط الثمین (ص ۱۹۲)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

کہ یہ سن کر میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ یہ ہار میری بجائے کسی اور کو دے دیں گے۔ دوسری ازواج مطہرات کے احساسات بھی کچھ اسی طرح کے تھے، سب درطہ حیرت میں پڑی ہوئی تھیں۔ رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ہار امامہ بنت ابی العاص کی گردن میں پہنا دیا۔ اور بہت خوش ہوئے۔ (۱)

اس کی شادی:

جب ۱۲ ہجری کو ابو العاص بن ربیع رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو وہ اپنے خالہ زاد بھائی زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو وصیت کر گئے کہ میری بیٹی کی شادی کا اہتمام کر دیں تو انہوں نے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد اس کا نکاح علی رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی یہ وصیت کی تھی کہ آپ میرے بعد امامہ سے شادی کر لیں۔ تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں شادی کی۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت تک انہیں کے عقد میں رہی۔ اور یہ آپ کی شہادت پر بہت زیادہ افسردہ ہوئی۔ ام المہتمم التحتية امامہؓ کے حزن و ملال کا منظر ان اشعار میں بیان کرتی ہے۔

أَشَابَ ذُؤَابَتِي وَ أَذَلَّ رَكْبِي

أَمَامَةَ حِينَ فَارَقَتِ الْقَرِينَا

تَطِيفُ بِهِ لِحَاجَتِهَا إِلَيْهِ

فَلَمَّا اسْتَيْسَتْ رَفَعَتْ رَهِينَا

میرے سر کے بالوں کو سفید کر دیا اور میرے قافلے کو در ماندہ کر دیا امامہ نے

(۱) در السحابہ (ص ۵۳۵) السمط الثمین (ص ۱۹۱) الاستیعاب (۴/۲۳۸) اسد

الغابہ (۵/۴۰۰) السیرۃ الحلیہ (۲/۴۵۲) وغیرہ۔

جب اپنے رفیق حیات سے داغ مفارقت لیا۔
وہ بوقت ضرورت اپنے خیالات کی دنیا میں گم اس کے پاس جاتی ہیں۔
جب وہ مایوس ہو گئی۔ تو اس نے اپنے مرہون ساتھی سے خیالات کو بلند کیا۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے امامہ کو یہ وصیت کی اگر آپ میرے بعد شادی کرنا چاہیں تو میری نظر میں تیرے لیے مغیرہ بن نوفل بہتر رہے گا۔

☆ جب عدت پوری ہوئی، تو حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے پیغام بھیجا لیکن امامہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق مغیرہ بن نوفل کو ترجیح دی۔
حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امامہ کی شادی مغیرہ بن نوفل سے کر دی۔ امیر معاویہ کے دور خلافت میں وفات پائی حضرت علیؑ اور حضرت مغیرہ سے اس کے کوئی اولاد نہ ہوئی۔

☆ امامہ رضی اللہ عنہا کی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب کا سلسلہ نسل ختم ہو گیا اسی طرح نبی کریم ﷺ کی دو بیٹیوں رقیہ اور ام کلثوم کا سلسلہ نسل بھی آگے نہ چل سکا۔ (۱) صرف حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا سلسلہ نسل آگے چلا۔

☆ یہ تھیں حضرت امامت بنت ابی العاص، جن کی معطر سیرت کے مطالعہ سے ہم نے اپنی آنکھیں روشن کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اللہ اس سے راضی ہو اس کی قبر کو بہار آشنا کر دے ہم انہیں الوداع کہتے ہوئے اس بات کا تذکرہ ضرور کریں گے کہ وہ نواسی نبی کریم ﷺ کو اپنے اہل میں بہت پیاری تھی۔

(۱) بعض محققین کے نزدیک حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا سے بھی نسل چلی ہے۔ واللہ اعلم۔ (محمد انور زاہد)

حضرت امامہ بنت ابی العاص رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|----------|---------------------------|
| ۲۳۲/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۴۰۰/۵ | ۲۔ اسد الغابہ |
| ۳۳۱/۲ | ۳۔ تہذیب الاسماء و اللغات |
| ۳۰۶/۴ | ۴۔ الاصابة |
| صفحہ ۱۹۱ | ۵۔ السمط الثمین |
| ۲۵۹/۱ | ۶۔ الشفاء |
| صفحہ ۵۳۵ | ۷۔ درالسحابہ |
| ۲۳۸/۴ | ۸۔ الاستیعاب |
| ۴۵۲/۲ | ۹۔ السیرۃ الحلبیۃ |



۳۹

ام ايوب الانصارية رضى الله عنها

مہاجر بن کرمینہ منورہ آمد پر رسول اللہ ﷺ اس کے گھر مہمان ٹھہرے یہ سات ماہ آپ کے اس کے گھر مدت قیام کے دوران کھانا بناتی رہی۔ واقعہ اٹک میں اس نے بہت عمدہ اور روشن موقف اختیار کیا۔

انسان اپنی سواری کے ساتھ

علامہ سبکی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

نَزَلَتْ عَلَى قَوْمٍ بِأَيْمَنِ طَائِرٍ
لَأَنَّكَ مِمْوَن السَّنَا وَ النَّقِيبَةِ

فِيَا لِبَنِي النِّجَارِ مِنْ شَرَفٍ بِهِ
يَجْرُونَ اذْيَالِ الْمَعَالِي الشَّرِيفَةِ
آپ مبارک سفر کے ساتھ ایک قوم پر اترے اس لیے کہ مبارک بلند یوں
اور اچھے حسب و نسب والے ہیں۔

بنو نجار کو یہ شرف مبارک ہو انہوں نے میزبانی کا شرف حاصل کر کے
بلندیوں کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔

☆ وہ تاریخ کا روشن دن تھا۔ جس دن نبی کریم حبیب کبریا ﷺ مدینہ منورہ تشریف
لائے گھر اور گلیاں تحمید و تہلیل کی آوازوں سے گونج رہے تھے۔ خدام اور بچے یہ
کہہ رہے تھے اللہ اکبر۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ اللہ اکبر حضرت
محمد ﷺ آ گئے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔

☆ اس شاندار طریقے سے انصار نے نبی کریم ﷺ کا استقبال کیا۔ سب انصار آپ
کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ ہر ایک اپنی اونٹنی کی لگام پکڑے ہوئے یہ امید کیے ہوئے
تھے کہ آپ اس کے پاس رہائش اختیار کریں۔ آپ ان سے فرماتے تھے۔

خَلُوا سَبِيلَهَا فَانْهَاهَا مَمُورَةٌ.

اس کی راہ چھوڑ دو یہ حکم کی پابند ہے۔

☆ اونٹنی مسلسل چلتی رہی اور وہ اس جگہ آ کر بیٹھی جہاں آج مسجد نبوی بنی ہوئی ہے۔

پھر تھوڑی دیر بعد وہ انھی اور تھوڑا سا چلی پھر اس نے ادھر ادھر جھانکا واپس ہوئی۔ اور پہلی جگہ پر آ کر دوبارہ بیٹھ گئی۔ آپ اس سے نیچے اتر آئے یہ آپ کے ننھیال بنو نجار کی جگہ تھی سامنے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا گھر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہی ہمارے ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

حضرت ابو ایوبؓ اور اس کی بیوی دونوں جلدی سے آگے بڑھے۔ آپ کی سواری کی لگام پکڑی اور اپنے گھر لے آئے۔ جب آپ نے یہ منظر دیکھا تو ارشاد فرمایا:

المرء مع من احب.

☆ بنو نجار کی بچیاں نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر خوشی سے باہر نکلیں اور آپ کے پاس کھڑی ہو کر یہ گیت گانے لگیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمد من جار

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں۔

واہ واہ حضرت محمد ﷺ جس کے پڑوسی بنے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا: کیا تم مجھے پسند کرتی ہو۔

سب نے کہا: ہاں!

آپ نے ارشاد فرمایا اللہ جانتا ہے۔ کہ میں بھی دلی طور پر تمہیں اچھا سمجھتا ہوں۔

ام ایوب کی برکت:

نبی کریم ﷺ کا نزول اجلال بنو نجار کے محلے میں ہوا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا انتخاب بڑی فضیلت اور برتری کی بات ہے۔ مدینہ منورہ نوحویلیوں پر مشتمل تھا ہر حویلی ایک مستقل محلے کی حیثیت رکھتی تھی جس میں رہائشی مکانات، نخلستان اور زیر کاشت رقبہ پایا جاتا تھا۔ قبائل اپنے محلے میں رہائش پذیر تھے یہ تمام محلے جڑواں

بستیوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے لیے بنو مالک بن نجار کی حویلی کا انتخاب کیا تھا۔^(۱)

☆ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ میزبان رسول اللہ ﷺ بننے کی وجہ سے قابل رشک تھے اس سے ان کا نام تاریخ کا ایک حصہ بن گیا۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اکثر مسلمان حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ کے بارے میں جانتے ہیں لیکن اس کی بیوی ام ایوب رضی اللہ عنہا کے متعلق اکثریت کو تفصیلی معلومات نہیں۔ بھلا یہ صحابیہ کون ہے؟ جس نے نبی کریم ﷺ کی ضیافت کا شرف حاصل کرنے کی دلی تمنا کی تھی۔

☆ یہ ام ایوب بنت قیس بن سعد الخزرجیہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا^(۲) ان عالم فاضل خواتین میں سے تھی جنہوں نے فضل و شرف اور عبادت گزاری میں بہت پیش رفت کی۔ تاریخ کے حافظے نے ام ایوب کا نام تو یاد نہ رکھا البتہ اس کی کنیت اس کے نام پر غالب آ گئی۔

☆ اس کے بارے میں یہ مرقوم ہے کہ جب سے ام ایوبؓ نے ہجرت سے پہلے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ تو خیر و برکت اس کے گھر میں اتر آئی۔ اور اس خیر و برکت اور سعادت میں اضافہ اس وقت ہوا جب نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد اس کے گھر میں قیام کا ارادہ ظاہر کیا۔ ام ایوبؓ اس عزت افزائی پر بہت خوش ہوئی۔

☆ ام ایوب رضی اللہ عنہا نے اپنے صاف شفاف دل سے یہ دیکھ لیا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ خیر و برکت کا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے تئیں یہ عزم کر لیا کہ وہ عزت اور عظمت کا اپنے آپ کو اہل ثابت کرے گی۔

(۱) البدایہ و النہایہ ابن کثیر (۳/۲۰۱)

(۲) الطبقات (۸/۳۶۲)

ام ايوب کا گھڑا:

ابو ايوب کا گھر دو کمروں پر مشتمل تھا ایک کمرہ نیچے تھا اور دوسرا اس کے اوپر جب رسول اللہ ﷺ ابو ايوب رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے تو آپ نیچے کمرے میں رہائش پذیر ہوئے۔ ابو ايوب رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی کہ آپ اوپر والے کمرے میں تشریف رکھیں۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

ان ارفق بنا وبمن يغشانا ان نكون في سُفْلِ البيت.
ہمارے لیے اور ہمارے پاس آنے والوں کے لیے نیچے کمرے میں رہائش زیادہ مناسب ہے۔

☆ ابو ايوب رضی اللہ عنہ اور ام ايوب رضی اللہ عنہا اوپر والے کمرے میں چلے گئے۔ لیکن نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ دونوں بغیر کسی حس و حرکت کے۔ دیوار سے لگ کر بیٹھ گئے۔ کہ کہیں چھت کی مٹی اڑ کر نبی ﷺ کے لیے تکلیف کا باعث نہ بنے۔ وہاں یہ واقعہ رونما ہوا کہ پانی کا بھرا ہوا گھڑا ٹوٹ گیا۔ وہ دونوں میاں بیوی اپنی اس چادر سے پانی خشک کرنے لگے جس کو اوڑھ کر وہ سردی سے بچاؤ کرتے تھے انہیں اندیشہ تھا کہ کہیں چھت سے پانی ٹپک کر رسول اللہ ﷺ کے لیے اذیت کا باعث نہ بنے۔

☆ حضرت ابو ايوب رضی اللہ عنہ صبح کے وقت نیچے اترے اور نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ مناسب نہیں کہ میں اوپر رہوں اور آپ نیچے آپ اوپر تشریف لے چلیں حضرت ابو ايوبؓ نے بڑی ہی لجاجت سے آپ کی خدمت اقدس میں یہ گزارش پیش کی۔ کہ آپ اوپر تشریف لے جائیں آپ ان کے مطالبے کو مانتے ہوئے اوپر منتقل ہو گئے۔

اس سے دونوں میاں بیوی کے دل خوش ہو گئے۔ اور آنکھیں ٹھنڈی ہو

گئیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی ان کے نصیب میں آ گئی۔ (۱)

برکت کی تلاش:

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کی سیرت پیش کرتے ہوئے ہمارے لیے یہ ممکن ہی نہیں اس سعادت کی انتہاء بیان کر سکیں جسے اس نے اور اس کے خاوند نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ اس لمحے سے جب رسول اللہ ﷺ اس کے گھر داخل ہوئے ان کی زندگی کے آخری لمحات تک حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کو اپنے خاوند پہ سبقت حاصل رہی جب نبی کریم ﷺ کھانا کھا کر برتن واپس بھیجتے تو یہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ کی انگلیوں کے نشانات تلاش کرتیں تاکہ ان آثار سے خیر و برکت تلاش کی جائے۔ حضرت ابو ایوبؓ یہ خوشنما منظر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہم نبی کریم ﷺ کے لیے شام کا کھانا تیار کر کے آپ کی طرف بھیجتے جب آپ بچا ہوا کھانا ہمیں واپس کرتے تو میں اور میری بیوی برتن میں وہ جگہ تلاش کرتے جہاں آپ کے مبارک ہاتھ لگے ہوئے ہوں۔ ہم برتن کی اس جگہ سے کھاتے تاکہ ہم برکت حاصل کر سکیں۔ ایک رات ہم نے شام کا کھانا بھیجا اس میں پیاز یا تھوم کا استعمال کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے کھانا واپس بھیج دیا اس میں ہاتھ کے نشانات نہ تھے۔ میں گھبرایا ہوا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ نے کھانا بغیر کھائے واپس کر دیا ہے۔ آپ کے مبارک ہاتھوں کے نشانات ہمیں دکھائی نہیں دیئے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

کہ میں نے اس کھانے میں اس پودے کا استعمال محسوس کیا میں اللہ تعالیٰ

(۱) السيرة النبوية (۱/ ۴۹۸ و ۴۹۹) الاصابہ (۱/ ۴۰۱) السيرة الحلبیہ (۲/ ۲۷۶)

سے راز و نیاز کی باتیں کرتا ہوں۔ البتہ آپ لوگ اسے کھالیا کرو۔ ابو ایوب فرماتے ہیں کہ ہم نے وہ کھانا کھالیا لیکن اس کے بعد یہ پودہ یعنی لہسن، پیاز ہم نے کبھی کھانے میں استعمال نہ کیے۔^(۱)

ام ایوبؓ اور نبی کریم ﷺ کا کھانا:

وہ فضائل و کمالات جو حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کی شان و شوکت میں اضافے کا باعث بنتے ہیں۔ ان میں سے ایک خوبی یہ ہے کہ اس کی دلی خواہش ہوتی کہ یہ معلوم کرے کہ آپ کو کون سا کھانا زیادہ پسند ہے۔ علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں۔

ام ایوب رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ سات ماہ آپ کے گھر میں مہمان رہے ہیں۔ آپ ﷺ کو کون سا کھانا زیادہ پسند تھا۔ اس نے کہا میرے خیال میں اس پورے عرصے میں آپ نے کبھی بھی یہ فرمائش نہیں کی کہ میرے لیے یہ خاص کھانا تیار کیا جائے۔ اور نہ ہی آپ نے کبھی کھانے میں کوئی نقص نکالا۔

لیکن ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رات میں آپ ﷺ کے پاس تھا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف سے پیالے میں کھانا آیا غالباً اس میں شوربہ تھا۔ آپ نے اسے بڑی رغبت اور مزے سے پیا میں نے اس طرح رغبت سے پہلے کبھی کھانا کھاتے آپ کو نہیں دیکھا تھا۔

اس کے بعد ہم بھی ویسا ہی شوربہ آپ کے لیے تیار کرتے اور کبھی ہر یہ تیار کرتے ہم نے محسوس کیا کہ آپ کو یہ کھانا پسند ہیں آپ کی خدمت میں ہمیں پانچ چھ سے دس ماہ تک کھانا پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

(۱) البدایہ و النہایہ (۱۹۹/۳) اس روایت کی اصل صحیح مسلم میں موجود ہے۔

ابو ایوبؓ کہاں ہے؟

ایک روز دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اپنے گھر سے باہر آئے تینوں کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ تینوں ابو ایوبؓ کے دروازے پر پہنچے ام ایوبؓ باہر آئی اور نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا۔ نبی کریم ﷺ نے پوچھا کہ ابو ایوب کہاں ہیں۔ ابو ایوبؓ نے سن لیا۔ وہ نخلستان میں کام کر رہے تھے۔ جلدی سے آئے۔ اور اس نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہا۔ پھر وہ گئے اور کھجور کا ایک خوشہ توڑ لائے جس میں ہر قسم کی کھجور تھی خشک تر اور ڈوکہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَا ارَدْتُ اِلٰی هٰذِهِ اِلَّا جَنِيْتُ لَنَا مِنْ تَمْرِهِ؟

اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کو جو کھجور پسند ہے اسے کھائیں میں آپ کے لیے جانور ذبح کرتا ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر آپ جانور ذبح کرنا چاہتے ہیں تو دودھ دینے والا ذبح نہ کریں۔

اس نے ایک پٹھورا پکڑا اور اسے ذبح کر دیا۔ ام ایوبؓ سے کہا: آنا گوندو اور روٹی پکاؤ۔ آپ روٹی پکانا خوب جانتی ہیں۔

☆ حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے نصف جانور کا سالن تیار کیا اور نصف سوکھا بھون لیا۔ جب کھانا تیار ہو گیا تو اس نے کھانا نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے سامنے رکھا، آپ نے بھنے ہوئے گوشت کا ٹکڑا روٹی پر رکھا اور فرمایا: ابو ایوب فاطمہ بیٹی کو پہنچا دو اس نے اس قسم کا کھانا کئی روز سے نہیں کھایا حضرت ابو ایوب وہ کھانا لے کر حضرت فاطمہؓ کے پاس گئے۔

☆ جب کھانا کھالیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا روٹی، گوشت، خشک کھجور، ڈوکہ اور تر کھجور واہ واہ کیا نعمتیں ہیں اور یہ کہتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک

بڑے اور اس موقع پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:
مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ وہ نعمتیں ہیں
جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔
یہ بات ساتھیوں کے دل پر بڑی گراں گزری تو آپ نے ارشاد فرمایا:
جب تمہیں اس قسم کی نعمتیں میسر آئیں۔ تمہارے ہاتھ لگیں۔ تو حم بسم اللہ کہو
جب خوب سیر ہو جاؤ، تو یہ کلمات کہو۔

الحمد لله الذي هو اشبعنا و انعم علينا فاضل۔
شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہمیں خوب سیر کر دیا ہم پر اپنی نعمت کی اور ہمیں
فضل و شرف سے نوازا۔

یہ دعا پڑھ لو گے تو تمہارے لیے کافی ہو جائے گی۔ (۱)

ام ایوب اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا:

ام ایوب رضی اللہ عنہا کا ایک ناقابل فراموش موقف سامنے آیا اور ایک معطر
شہادت ہر دور میں اپنی خوشبو پھیلاتی رہی۔ اور یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان تراشی کا
واقعہ تھا۔ منافقین اور مرتدین نے اس کا خوب پروپیگنڈا کیا تھا اور اس میں بڑھ چڑھ
کر حصہ لیا تھا۔

لیکن اس موقع پر حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
کی تعریف و توصیف میں ایسے کلمات کہے کہ کمال کر دیا۔

☆ ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اس نے ام ایوب سے کہا دیکھ رہی ہو کیسی کیسی
افواہیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ اس نے کہا اے ابو ایوب اگر تم صفوان بن معطل
کی جگہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کی بیوی کے بارے میں یہ کچھ کہتے اس نے کہا:

قطعاً نہیں۔

اس نے کہا اگر میں حضرت عائشہؓ کی جگہ ہوتی تو کیا رسول اللہ ﷺ کی خیانت کرتی اس نے کہا نہیں ایسا بھی نہ ہوتا ام ایوب نے کہا دیکھو عائشہؓ مجھ سے بہتر ہے اور صفوان تم سے بہتر ہے۔^(۱)

☆ متعدد آئمہ مفسرین نے یہ داستان بیان کی ہے اور انہوں نے ام ایوب رضی اللہ عنہا کا خوبصورت موقف بیان کہا ہے۔ اس نے اپنے خاوند سے کہا:

اے ابو ایوب کیا تم سنتے نہیں کہ لوگ کیا بیان کر رہے ہیں؟

اس نے کہا کیا باتیں کر رہے ہیں۔ تو اس نے بہتان تراشی کرنے والوں کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

اس نے کہا ہمارے لیے یہ مناسب نہیں کہ اس قسم کی باتیں کریں۔ سبحان اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

﴿وَلَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ قُلْتُمْ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ﴾ (النور: ۱۶)

”کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا

زیب نہیں دیتا سبحان اللہ یہ تو ایک بہتان عظیم ہے۔“ (۲)

☆ پہلی بات یہ ہے کہ یہ واقعہ حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کی پختہ ایمانی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس سے اس کی عقلمندی اور درست سوچ کا پتہ چلتا ہے۔

(۱) البدایہ و النہایہ (۶۰/۸) السیرۃ الحلبیہ (۶۲۵/۲)

(۲) دیکھیں تفسیر ابن کثیر (۲۷۳/۳) المغازی (۴۳۴/۲)

تہذیب التہذیب (۴۶۰/۱۲)

الوداع کھنے سے پہلے:

ام ایوب رضی اللہ عنہا ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور اس کی مرویات میں سے ایک وہ روایت ہے جو ابن ماجہ نے نقل کی ہے اور وہ یہ ہے:

ام ایوب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے لیے کھانا تیار کیا اس میں کچھ لہسن وغیرہ ڈال دیا۔ آپ نے وہ کھانا نہیں کھایا اور یہ فرمایا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ میرے ساتھ حضرت جبریل علیہ السلام کو تکلیف ہو۔ (۱)

اللہ تعالیٰ مہمان نواز جلیل القدر صحابیہ پر رحمت کی برکھا برسائے۔ اس کی قبر پر بہار ہو جائے۔ اور یہ ان میں شامل ہو جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ﴾

”ان لوگوں کو دگنا ثواب ہوگا جو انہوں نے عمل کیے اور وہ بالا خانوں میں امن سے ہوں گے۔“

حضرت ام ایوب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ البدایہ و النہایہ لابن کثیر ۲۰۱/۳
- ۲۔ الطبقات ۳۶۲/۸
- ۳۔ الاصابہ ۴۰۵/۱
- ۴۔ السیرۃ الحلبیۃ ۲۷۶/۲
- ۵۔ حیاۃ الصحابہ ۴۵۷/۱

۴۰

ام ورقۃ الانصاریۃ رضی اللہ

نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

چلو شہیدہ خاتون کی زیارت کرو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ آپ کو شہادت عطا کرے تم گھر میں رہو تم شہیدہ ہو۔

عابدۃ، حافظہ

- ☆ آئیے اب ہم ایک ایسی خاتون کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں۔ جسے عورتوں میں بڑی عزت اور عظمت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ عبادت، زہد اور تقویٰ کے آسمان میں جس کی رفعت حیرت انگیز حد تک بلند و بالا ہے۔
- ☆ اس خاتون نے عہد نبویؐ میں قرآن کریم کو جمع کیا اسے زبانی یاد کیا اس کے معانی سمجھے یہ شان کتنی بڑی ہے اور یہ حافظہ کتنی عزت والی ہے۔
- ☆ آپ اس عابدہ، حافظہ خاتون کے واقعات سننا پسند کریں گے۔ اب ہم اس خاتون کی فضائل بھری سیرت کا مطالعہ کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔
- ☆ آئیے اب ہم اس کی عبادت اور فضائل کے زیر سایہ چند خوشگوار لمحات گزاریں۔
- ☆ ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث الانصاریۃ رضی اللہ عنہا (۱) انصار کی ان عالم فاضل خواتین میں سے تھی جنہوں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت، اطاعت اور رضائے الہی کے حصول کے لیے وقف کر رکھا تھا۔
- ☆ اسلام میں سبقت لے جانے والی تمام خواتین میں ام ورقہ رضی اللہ عنہا سرفہرست تھی۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کا شرف حاصل کیا اور آپ سے حدیث روایت کرنے کا شرف بھی حاصل کیا۔ (۲)

(۱) اسد الغابہ (۶۲۶/۵) تہذیب التہذیب (۴۸۲/۱۲) درالسحابہ (ص ۵۵۳)

الطبقات (۴۵۷/۸)

(۲) الطبقات (۴۵۷/۸)

☆ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یہ جلیل القدر صحابیہ نام کی بجائے کنیت سے مشہور و معروف ہوئی۔ اور انصاری خواتین میں اس کنیت کی یہ اکیلی خاتون تھی۔

عزت و رفعت کے آنگن میں:

ام ورقہ صاف باطن، صاف شفاف دل، کثرت عبادت اور تلاوت قرآن حکیم کے حوالے سے مشہور و معروف تھی یہ دن رات اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں بسر کرتی اس کی نمازیں روزوں سے ملی ہوئی ہوتیں یعنی رات کو عبادت اور دن کو روزہ یہ اس کا معمول تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کا اکرام کیا کرتے تھے اور یہ اس کی خوش نصیبی تھی آپ کبھی کبھار اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اسے ایسی خوشخبری دی کہ جس سے اس کے دل میں مسرت و شادمانی کے لڈو پھوٹنے لگے آپ نے اسے اطلاع دی کہ تم شہید ہوگی اس دن کے بعد وہ شہیدہ کے لقب سے مشہور و معروف ہو گئی۔ (۱)

رسول اللہ ﷺ نے جب صحابہ کرامؓ سے فرمایا:

انطلقوا فزوروا الشہیدہ.

چلو اور شہیدہ کی زیارت کرو۔

اس دن سے اس کا نام شہیدہ پڑ گیا۔ (۲)

☆ حضرت ام ورقہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے دل میں عبادت اور نماز کی بے پناہ محبت گھر کر چکی تھی اور قرآن کریم کے ساتھ والہانہ محبت اور عقیدت نے اسے حافظہ قرآن بنا دیا وہ کتاب الہی کی تلاوت کا حق ادا کرتی۔

☆ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس موقع پر آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ اپنے خاندان کی خواتین کی امامت کرایا کرے۔

صفۃ الصفوة میں ابن الجوزی رحمہ اللہ نے تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

☆ ام ورقہ بنت عبد اللہ بن حارث الانصاریہ رضی اللہ عنہا نے قرآن جمع کیا، نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے اسے اپنے گھر والوں کی امامت کرانے کا حکم دیا تھا، اس نے نبی کریم ﷺ سے گھر کی مسجد کے لیے مؤذن رکھنے کی اجازت طلب کر لی تھی۔ اور بقاعدہ اذان دینے کے لیے مؤذن رکھ لیا تھا۔

☆ ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ میں نے پچشم خود دیکھا کہ مؤذن ایک بوڑھا شخص تھا۔

اس واقعے سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اس خاتون کی بہت عزت کرتے تھے۔ اس خاتون کا آپ کے نزدیک بہت مقام و مرتبہ تھا۔

☆ ابو نعیم اصفہانی اس کی سیرت بیان کرتے ہوئے کیا خوب لکھتے ہیں۔
شہیدہ عالمہ ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا مؤمن مہاجر خواتین کی امامت کرایا کرتی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کبھی کبھار اس کے گھر تشریف لایا کرتے تھے۔

اللہ تجھے شہادت عطا کرے گا:

جہاد کا اعلان کرنے والے نے غزوہ بدر کے لیے اعلان کیا مسلمان رضائے الہی کے حصول میں کامیاب و کامران ہونے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ جہاد میں حصہ لینے کی سعادت حاصل کرنے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کے لیے کوشاں تھے۔

نبی کریم ﷺ بدر کی طرف روانہ ہوئے ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک کونے سے دوڑتی ہوئی آئی اور عرض کی۔

یا رسول اللہ ﷺ مجھے اپنے ساتھ روانگی کی اجازت عطا کریں میں زخمیوں کا علاج کروں گی۔ بیماروں کی تیمارداری کروں گی ممکن ہے اللہ مجھے شہادت

نصیب فرمادے۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تجھے شہادت عطا کرے گا تم گھر پہ ہی رہو یقیناً تم شہیدہ ہو۔^(۱)

☆ ام ورقہ رضی اللہ عنہا اپنے گھر میں رہی نبی کریم ﷺ نے اسے شہادت کی جو اطلاع دی تھی اس کا انتظار کرنے لگی رسول اللہ ﷺ وحی الہی کی بنیاد پر ہی گفتگو کیا کرتے تھے۔

☆ ام ورقہ رضی اللہ عنہا زہد تقویٰ اور عبادت گزاری کی زندگی گزارنے لگی۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔ اور آپ اس سے راضی تھے۔

☆ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی راہ میں شہادت حاصل کرنے کی امید لگائے بیٹھی تھی وہ ہر دم اللہ سے یہی دعا مانگتی کہ اللہ اسے شہادت کی موت عطا کرے یہاں تک کہ وہ اس معطر دعا کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مشہور و معروف ہو چکی تھی۔

ایک شہیدہ اور عالمہ فاضلہ:

☆ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی صداقت کے دلائل میں سے یہ ایک دلیل ہے۔ جو ام ورقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ معاملہ پیش آیا کہ اس کے حق میں شہادت کی بشارت جو نبی کریم ﷺ نے دی تھی وہ حرف بحرف پوری ہو گئی۔

اسے یہ شہادت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ملی۔

☆ ہوا یہ کہ حضرت ام ورقہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کا ایک غلام تھا اور ایک کنیز۔ اس نے ان سے یہ وعدہ کر رکھا تھا کہ میری وفات کے بعد تم دونوں آزاد ہو گے۔ جب غلام

(۱) الطبقات (۴۵۷/۸) الاستیعاب (۴۸۱/۴) الحلیۃ (۶۳/۲)

اور کنیز کو معلوم ہوا کہ ہم اپنی مالکہ کی وفات کے بعد آزاد ہوں گے تو انہوں نے سوچا پتہ نہیں ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کتنی طویل ہوگی ان کے دل میں فاسد خیال نے جنم لیا۔ وہ دونوں رات کو اٹھے اور اسے قتل کر دیا اور وہاں سے بھاگ نکلے۔

☆ حضرت رضی اللہ عنہا کا معمول یہ تھا کہ وہ رات کو گشت کے وقت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی تلاوت سنا کرتے تھے۔ لیکن اس رات انہوں نے اس کی آواز نہ سنی جب صبح ہوئی۔ فرمایا بخدا گذشتہ رات میں نے اپنی خالہ ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی قرأت کی آواز نہیں سنی جب وہ اس گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے نہ وہاں کسی کو دیکھا اور نہ ہی کسی کی کوئی آواز سنی جب گھر کے اندر داخل ہوئے تو دیکھا کہ اس کی لاش ایک کپڑے میں لپیٹی گھر کے ایک کونے میں پڑی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے مجمع میں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

☆ لوگو! ام ورقہ رضی اللہ عنہا کو اس کے غلام اور کنیز نے مل کر قتل کیا اور بھاگ گئے۔ پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کو پکڑ کر میرے پاس لایا جائے انہیں گرفتار کر لیا گیا۔ اور آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے ان سے پوچھا تو ان دونوں نے قتل کا اقرار کر لیا۔ پھر آپ نے حکم دیا تو ان دونوں کو تختہ دار پر چڑھا دیا گیا۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے ان دونوں کو سولی پر لٹکایا گیا۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا تھا آپ ﷺ یہ فرمایا کرتے تھے:

انطلقوا بنا لزور الشہیدۃ۔

ہمارے ساتھ چلو تا کہ ہم شہیدہ کی زیارت کریں۔

☆ ام ورقہ رضی اللہ عنہا نے اپنی تمنا کے مطابق کامیابی و کامرانی حاصل کی اللہ تعالیٰ نے اسے شہادت عطا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم ﷺ کی صداقت کی لاج

رکھ لی آپ نے جو پیشین گوئی کی تھی اسے سچ کر دیا۔

☆ حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت بیان کو الوداع کہتے ہوئے آئے اللہ تعالیٰ کا و

فرمان پڑھیں جس میں شہداء کے ٹھکانے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ

رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ (آل عمران: ۱۶۹)

”جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں انہیں

اپنے رب کے ہاں رزق دیا جاتا ہے۔“

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت ام ورقہ الانصاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے

لیے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۶۲۶/۵

۱۔ اسد الغابۃ

۴۸۲/۱۲

۲۔ تہذیب التہذیب

ص ۵۵۳

۳۔ درالسحابۃ

۴۵۷/۸

۴۔ الطبقات

۴۸۱/۴

۵۔ الاصابۃ

۶۳/۲

۶۔ الحلیۃ

۴۸۱/۴

۷۔ الاستیعاب

۳۷۵/۲

۸۔ السیرۃ الحلبیۃ



۴۱

ہند بنت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ہند عمرو بن جموح، تیرا بیٹا خلاد اور تیرا بھائی عبداللہ سب جنت میں ایک ساتھ رہائش پذیر ہیں۔

نور کی جانب

جب حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں دعوت کا کام کر رہے تھے۔ وہاں بنو سلمہ کے ایک نوجوان کو اللہ نے قبول کر لیا اور وہ مسلمان ہو گیا، اس کا دل ایمانی جرأت سے لبریز ہو گیا اور ایمان نے اس کے دل کو چمکا دیا۔ اور صنم پرستی کی میل کچیل اتر گئی جس سے ان کے دل اور گھر بری طرح ملوث ہو چکے تھے۔

☆ یہ نوجوان معاذ بن عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ تھا، اس کے اسلام قبول کرنے سے بنو سلمہ کے مرد اور عورتیں تیزی سے اسلام کی طرف رجوع کرنے لگے۔ بنو سلمہ کی اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں ہند ایک جلیل القدر خاتون تھی۔

☆ علامہ ابن الاثیر نے اپنی کتاب ”اسد الغابۃ“ میں ذکر کیا ہے۔ کہ ہند بنت عمرو بن حرام بنو سلمہ میں سے تھی۔^(۱) یہ خاتون عبداللہ بن عمرو بن حرام معزز صحابی کی ہمیشہ تھی اور مشہور و معروف صحابی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پھوپھی تھی۔

☆ یہ اپنی قوم میں فضل و شرف، درست رائے اور کامل تدبیر کے حوالے سے مشہور و معروف تھی۔ اسے اپنی اولاد کی تربیت میں بھی امتیاز حاصل تھا۔ اپنے خاوند کی بھی خدمت گزار تھی۔ اور یہ اس کے اسلام لانے کا بھی سبب بنی۔

ہند اور اس کے خاوند کا اسلام قبول کرنا:

متعدد حوالہ جات میں یہ مذکور ہے کہ جب انصار نبی کریم ﷺ کی بیعت کر کے مسلمان ہو گئے تو مدینہ منورہ میں اسلام کو غلبہ حاصل ہوا، لیکن کچھ لوگ بدستور شرک

(۱) اسد الغابۃ (۵/۶۳) الطبقات (۸/۳۹۴) الاستیعاب (۴/۴۰۹)

میں ہی مبتلا رہے۔ ان میں ہند کا خاوند عمرو بن جموح بھی تھا۔ اس کا بیٹا معاذ بن عمرو بیعت عقبہ میں شریک ہوا تھا۔ اور اس نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی تھی۔

ہند نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا اور اس کی تمام اولاد معاذ، معوذ، خلاد اور عبدالرحمان یعنی عمرو بن جموح کے تمام بیٹے مسلمان ہوئے۔ لیکن اس کے خاوند عمرو بن جموح کو اپنی بیوی اور اولاد کے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا۔

بلکہ وہ اپنی بیوی سے یہ کہتا رہتا کہ دیکھنا کہیں تیرے بچے نبی کریم کے سفیر مصعب بن عمیرؓ کی باتوں میں نہ آجائیں یا مدینہ منورہ میں مسلمانوں سے دل نہ لگا بیٹھیں ورنہ یہ اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ پھر اس سے کہا اب ہند اپنے خاندان میں سے کسی بچے کو ان لوگوں کی باتیں سننے کا موقع نہ دینا۔ اس نے کہا بالکل ٹھیک ایسے ہی ہوگا جیسے آپ چاہتے ہیں۔

☆ وہ کچھ دیر خاموش رہی پھر اس نے کہا اور اس کے دل کی تمنا تھی کہ یہ مسلمان ہو جائے کہنے لگی کیا آپ اپنے بیٹے کی بات سننا پسند کریں گے۔

عمرو بن جموح نے تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہا؟ کیا یہ بے دین ہو گیا ہے کیا اس نے اپنا دین چھوڑ دیا ہے؟

اس نے کہا نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں بس یہ قوم کے ساتھ مل کر وہاں چلا گیا تھا۔ اس نے بیٹے کو بلایا اور کہا آپ اس شخص سے جو سن کر آئے ہو مجھے بھی بتاؤ۔ بیٹے نے خوش الحانی سے پڑھنا شروع کیا:

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ. الرَّحْمَانِ الرَّحِيمِ. مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ.
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ. اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ. صِرَاطَ
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ. آمِينَ ﴿

اللہ کے نام سے جو بے انتہاء مہربان اور رحم فرمانے والا ہے
تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے، نہایت مہربان
اور ”رحم فرمانے والا ہے۔ روز جزا کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت
کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا ان لوگوں
کا راستہ جن پر تو نے انعام فرمایا جو مغضوب نہیں ہوئے جو بھٹکے ہوئے
نہیں ہیں۔“

اس نے اپنے بیٹے سے کہا جب کہ ایمان نے اس کے دل پر اپنا جال بنا
شروع کر دیا تھا۔

یہ کس قدر خوبصورت کلام ہے واہ واہ کیا الفاظ کے موتی پروئے ہوئے
ہیں۔ کیا اس کا تمام کلام ایسا ہی ہے۔
اس نے کہا ہاں ابا جان!

☆ جب ہند نے دیکھا کہ اس کا خاوند قرآن حکیم کے معانی میں دلچسپی لے رہا ہے تو
اس کی خوشی کی کوئی انتہاء نہ رہی اس نے یہ دعا کرنا شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ
اسلام کے لیے اس کے سینے میں انشراح پیدا کر دے۔ اور اسے صراط مستقیم کی
راہنمائی کر دے۔

☆ ابھی چند دن نہ گزرے تھے کہ عمرو بن جموح کو یقین حاصل ہو گیا۔ اور وہ قافلہ
نور کے ساتھ شامل ہو گیا۔ ہند کو اس کے اسلام لانے سے بہت خوشی ہوئی اور
اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی جس نے قابل نفرت منافقت سے چھٹکارا عطا کر
دیا اور دیگر بتوں کی میل کچیل سے بھی بچا لیا۔
اس موقع پر عمرو بن جموحؓ نے یہ شعر کہے:

اَتُوبُ اِلَى اللّٰهِ فَيَمَّا مَطَى

وَاسْتَنْقَذَ اللّٰهَ مِنْ نَارِهِ

هَدَانِي وَقَدْ كُنْتُ فِي ظُلْمَةٍ

حلیف مناة وَاَحْجَارِهِ (۱)

میں اللہ کے حضور توبہ کرتا ہوں اپنے ماضی کے گناہوں سے
اور اس کی جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔

اس نے مجھے ہدایت دی میں تو تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔
منات بت اور دیگر پتھروں کا دلدادہ تھا۔

وہ سب جنت میں مل گئے ہیں:

احد کے دن جب مسلمان جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
﴿قَوْمُوا إِلَى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَوَاتُ وَالْأَرْضُ أُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِينَ﴾
”اس جنت کی طرف اٹھو جس کی وسعت زمین و آسمان کی مانند ہے جو
پرہیزگاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

☆ عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ اٹھے وہ لنگڑے تھے اس نے کہا اللہ کی قسم میں چوکرٹیاں بھر کر
جنت میں داخل ہوں گا۔

بیٹوں نے اسے روکا اور کہا ابا جان اللہ نے آپ کو معذور کر دیا ہے۔ تو وہ
رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچ کر شکایت کرنے لگے۔ آپ نے اس کے بیٹوں
سے کہا: اسے نہ روکو ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ اسے شہادت عطا کر دے۔

☆ عمرو بن جموح کے روں روں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اس کی روح میں اشتعاش
پیدا ہوا شجاعت و بہادری دل میں سرایت کر گئی۔ جلدی سے گھر پہنچے تیاری کی
اس کی بیوی ہند نے اسے دیکھا وہ بھی دبے پاؤں پیچھے پیچھے ہوئی اور اس کے
منہ سے عجیب و غریب الفاظ نکلنے لگے ہند نے کہا۔ میں دیکھ رہی تھی اس نے اپنی

(۱) دلائل النبوة للصبہانی (۱/۴۱۲ و ۴۱۳) اسد الغابہ (۴/۹۴)

سیر اعلام النبلاء (۱/۲۵۳)

ترکش پکڑی اور بار بار یہ کہہ رہے تھے۔

اللهم ارزقني شهادة ولا تردني خائبا الى اهلي.

الہی مجھے شہادت عطا کرنا اور تو مجھے ناکام اپنے اہل کی طرف نہ لوٹانا۔

☆ یہ احد کی طرف نکلا یہ اور اس کا بیٹا خلاد اور ہند کا بھائی عبداللہ بن عمرو بھی ہمراہ تھے۔

☆ ہند کو یہ خبر ملی کہ اس کا خاوند بیٹا اور بھائی شہادت پا چکے ہیں تو وہ احد میں شہداء کی جگہ پر آئی اس نے شہداء کے لاشے اونٹ پر لاد لیے تاکہ انہیں مدینے میں دفن کرے۔ اسے ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ملی ان کے ساتھ چند دیگر خواتین بھی تھیں ان سب نے ہند سے کہا تجھے کوئی خبر ہے کہ تیرے پیچھے میدان جنگ کی کیا صورت حال ہے؟

ہند نے کہا خیر ہے رسول اللہ ﷺ صحیح سالم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا دفاع کیا وہ محفوظ ہیں ان کے بعد ہمارے لیے ہر مصیبت ہلکی محسوس ہوتی ہے۔ اللہ نے مومنوں کو شہادت کا اعزاز بخشا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ

الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالِ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا عَزِيزًا﴾ (الاحزاب: ۲۵)

”اللہ نے کفار کا منہ پھیر دیا وہ کوئی فائدہ حاصل کیے بغیر اپنے دل کی جلن لیے یونہی پلٹ گئے اور مومنین کی طرف سے اللہ ہی لڑنے کے لیے کافی ہو گیا۔ اللہ بڑی قوت والا اور زبردست ہے۔“

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟

ہند نے کہا: میرا بھائی، میرا بیٹا خلاد اور میرا خاوند عمرو بن الجموح رضی اللہ عنہم میں انہیں مدینہ منورہ لے جا کر دفن کرنا چاہتی ہوں۔

☆ پھر اس نے اپنے اونٹ کو مدینے کی طرف ہانکا وہ بیٹھ گیا اسے ڈانٹ پلائی وہ اٹھا اسے مدینے کی طرف ہانکا تو وہ بیٹھ گیا جب وہ اس کا رخ مدینے کی طرف کرتی تو وہ بیٹھ جاتا اور جب اس کا رخ احد کی طرف کرتی تو وہ تیز رفتاری سے چلنے لگتا۔

☆ یہ صورت حال دیکھتے ہوئے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کو اس صورت حال سے آگاہ کیا اور عمرو بن جوح کی دعا کے بارے میں بھی بتایا کہ روانگی سے پہلے اس نے یہ دعا کی تھی کہ الہی مجھے شہادت نصیب فرمانا اور مجھے زندہ سلامت گھر واپس نہ لوٹانا۔

آپ نے ارشاد فرمایا یہ اونٹ اللہ کے حکم کا پابند ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ہند سے کہا:

فرشتے تیرے بھائی کے لاشے پر سایہ کیے ہوئے ہیں اور قتل سے لے کر دفن تک سایہ نکلن رہیں گے اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

اے ہند یہ سب شہداء جنت میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

یعنی عمرو بن جوح، تیرا بیٹا خلاد اور تیرا بھائی عبداللہ سب ایک ساتھ اقامت گزریں ہیں۔ واہ سبحان اللہ

ہند رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے اللہ مجھے بھی ان کے ساتھ ملا دے۔^(۱)

صبر اور تسلیم و رضا کا یہ مثالی موقف کسی خاتون کی جانب سے واقعی ایک عظیم کارنامہ ہے۔

ہند رضی اللہ عنہا یہ ایمانی انداز اپنانے میں بڑی نمایاں دیکھائی دیتی ہیں۔

(۱) المغازی (۱/۲۶۵ و ۲۶۶) اسد الغابہ (۴/۹۴)

البدایہ والنہایہ (۴/۴۳ و ۴۴) وغیرہ

ہندؓ مجاہدین کے قافلے میں:

ہند رضی اللہ عنہا نے شرعی حدود میں رہتے ہوئے۔ میدان ہائے جہاد میں بھرپور حصہ لینے کا دلی شوق کیا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں حصہ لیا۔^(۱) تو وہاں سے اجر و ثواب اور مال غنیمت میسر آیا۔

☆ اس جلیل القدر صحابیہ ہند رضی اللہ عنہا نے اپنی پوری زندگی عبادت، تقویٰ اور اعمال صالحہ سرانجام دیتے ہوئے گزاری۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی، اس کا دلی ارادہ یہ تھا کہ یہ بھی جنت میں اپنوں سے جا ملے جیسا کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

﴿قد ترافقوا فی الجنة جميعا﴾

جنت میں سب آپس میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ہند بنت عمرو بن حرام رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------------------------|-------|
| ۱۔ اسد الغابۃ | ۵۶۳/۵ |
| ۲۔ الطبقات | ۳۹۴/۸ |
| ۳۔ الاستیعاب | ۴۰۹/۴ |
| ۴۔ دلائل النبوة اصبحانی | ۴۱۲/۱ |
| ۵۔ سیر اعلام النبلاء | ۲۵۳/۱ |
| ۶۔ البدایہ والنہایہ | ۴۳/۴ |
| ۷۔ السیرۃ الحلبيہ | ۷۷۰/۲ |

(۱) المغازی (۶۸۵/۲) الطبقات (۳۹۴/۸) السیرۃ الحلبيہ (۷۷۰/۲)

۴۲

الفریعة بنت مالک رضی اللہ عنہا

جب اس کا خاوند شہید گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
عدت پوری ہونے تک اپنے گھر میں رہو۔
کہتی ہیں:
کہ میں نے چار ماہ دس دن عدت گزاری۔

بہتر اور روشن آغاز

مدینہ منورہ میں طلوع اسلام کے ابتدائی دور میں وہاں خواتین کے دلوں کو اسلام کی کرنوں نے جگمگا دیا، ان کے دل ایمان سے روشن ہو گئے، انہوں نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور رسول اقدس حضرت محمد ﷺ کی تصدیق کا فوری اعلان کر دیا۔

☆ ان مومن خواتین میں ایک معزز خاندان کی جلیل القدر خاتون تھی جو سبقت لے جانے والوں سے مل کر اپنے رب پر ایمان لائی۔

☆ یہ خاتون بنو خدرہ خاندان کی تھی، شاید آپ ابوسعید الخدری کو جانتے پہنچانتے ہوں گے یہ مشہور و معروف اور فقیہ و مجتہد صحابی تھے ان کا نام سعد بن مالک تھا لیکن یہ اپنی کنیت ابوسعید سے مشہور ہوئے۔

☆ اب ہم اس کی ہمیشہ الفریضة بنت مالک بن سنان الخدریۃ الانصاریۃ الخزرجیۃ^(۱) کے بارے میں بات کریں گے۔

اس کی والدہ کا نام انیسۃ بنت ابی حارثہ الانصاریۃ التجاریۃ ہے۔

☆ اس کا ماں کی طرف سے ایک بھائی ہے جس کا نام قتادہ بن النعمان بن زید الانصاری ہے یہ جلیل القدر صحابی تھا۔

فریضہ نے اسلام قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

الفریضة اور مجاہد خاندان:

غزوہ احد میں فریضہ کے والد مالک بن سنان کے خاندان کے افراد جہاد میں

(۱) الطبقات (۳۶۶/۸) تہذیب التہذیب (۴۴۵/۱۲)

سبقت لے جانے والوں میں تھے مالک اس کا بیٹا ابوسعید اور اس کا ماں جایا بھائی قتادہ بن العثمان جہاد کے لیے روانہ ہوئے۔

☆ احد مقام پر پہنچ کر مالک نے اپنے بیٹے ابوسعیدؓ کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا نبی کریم ﷺ نے اس کی طرف غور سے دیکھا سر سے لے کر پاؤں تک نظر دوڑائی پھر اس کے والد سے کہا اس کو ابھی واپس مدینے بھیج دیں ابھی اس کی عمر تھوڑی ہے یہ اس وقت تیرہ سال کے تھے رسول اللہ ﷺ نے چھوٹا سمجھا۔

☆ معرکہ آرائی کا آغاز ہوا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے بہت عمدہ اور قابل تعریف کارنامہ سرانجام دیا خصوصاً اس وقت جب مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھتے ہی جلدی سے آپ ﷺ کے پاس پہنچ کر چہرے سے نکلنے والا خون چوسا رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارک پر خود کے دھنس جانے کی وجہ سے جو خون پھیل چکا تھا اسے صاف کیا پھر پورے جوش و ولولے سے دشمن سے لڑنے لگے یہاں تک جام شہادت نوش کرنے میں کامیاب ہو گئے رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں یہ ارشاد فرمایا:

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى هَذَا.

جو کوئی جنتی شخص کو دیکھنا چاہتا ہے تو اسے دیکھ لے۔

☆ قتادہ نے بھی اپنے چچا مالک بن سنانؓ سے کوئی کم کارنامہ سرانجام نہیں دیا یہ ان مجاہدین سے تھا جو مشکل گھڑی میں رسول اللہ ﷺ کے گرد ثابت قدم رہے تھے اس دن قتادہ کی ایک آنکھ نکل گئی تو نبی کریم ﷺ نے آنکھ پکڑ کر دوبارہ وہاں پیوست کر دی تو یہ دوسری آنکھ سے زیادہ تیز اور حسین ہو گئی۔^(۱) اس واقعے پر

(۱) الاستیعاب (۹۰/۴) تہذیب الاسماء و اللغات (۵۸/۲)

فخر کرتے ہوئے قمار کا ایک بیٹا یہ شعر کہتا ہے۔

انا ابن الذی سَأَلَتْ عَلَی الخَدَّ عَیْنُهُ

فَرَدَّتْ بِکَفِّ المصطفیٰ احسن الردِّ

فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ لِأَوَّلِ أَمْرِهَا

فیا حسن ما عین و یا حسن مارد

میں اس کا بیٹا ہوں جس کی آنکھ اس کی رخسار پر بہہ پڑی، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ نہایت احسن انداز میں وہ اپنی جگہ پہ لوٹا دی گئی۔

وہ آنکھ اپنی پہلی حالت میں لوٹ آئی، کیسی حسین آنکھ اور کیسا حسین اس کے لوٹ آنے کا منظر۔

☆ مالک بن سنان کی شہادت کی خبر مدینہ منورہ پہنچی فریہ اور اس کی والدہ نے حصول ثواب کی نیت سے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا تو انہیں جزائے خیر اور ثواب کثیر ملا۔

صبر کا درس:

فریہ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے لیے یہ عظیم درس نبوت کے دلائل میں سے ہے۔
 بیہقی نے ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ ہمیں ایسی بھوک لگی جو نہ کبھی زمانہ جاہلیت میں لگی اور نہ اسلام لانے کے بعد، میری بہن فریہ نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا ہمارے لیے آپ سے کھانے کا مطالبہ کریں اللہ کی قسم آپ سے مانگنے والا کبھی ناکام نہیں لوٹتا کبھی خالی ہاتھ نہیں آتا۔ جائیے آپ کے ساتھ دو صورتوں میں سے ایک صورت ضرور ہوگا، اگر ان کے پاس کھانے کے لیے کچھ ہوا تو وہ آپ کو دے دیں گے اور اگر کچھ نہ ہوا تو یہ اعلان کر دیں گے۔ کہ اپنے بھائی کا تعاون کرو میں اس میں اُکراہت نہیں سمجھتی، جب میں

مسجد کے قریب گیا ان دنوں مسجد کی چار دیواری نہیں تھی میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی تو میں نے دل سے کہا نبی کریم ﷺ تو خطاب فرما رہے ہیں پہلی بات جو میرے کان میں پڑی وہ یہ تھی۔
 مَنْ يَسْتَعْفُ يُعْفَهُ اللَّهُ وَ مَنْ يَسْتَغْنِ يُعْنَهُ اللَّهُ.

”جو پاک دامنی کا خواہاں ہو اللہ اسے پاک دامن رکھتا ہے اور جو طبیعت استغناء کا طالب ہو اللہ اسے مستغنی کر دیتا ہے۔“

میں نے کہا اے سعد بن مالک رضی اللہ عنہ تیری ماں تجھے گم کرے تو نے اسی کا تو ارادہ کیا ہے۔

کوئی بات نہیں اپنے دل ہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے تجھے حق دے کر بھیجا ہے آپ کا یہ فرمان سننے کے بعد میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا۔

میں وہاں بیٹھ گیا جب آپ ﷺ فارغ ہوئے میں گھر واپس ہوا۔ فریہ رضی اللہ عنہا بڑی بے چین تھی دروازے پہ اس کی آنکھیں لگی ہوئی تھیں، بھوک نے اسے نڈھال کر رکھا تھا، جب میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی حویلی کے پاس پہنچا اس نے دیکھا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں جب میں گھر پہنچا تو اس نے مجھ سے کہا:

بھیا کیا لائے ہو؟

اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ تو سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ میں نے جو کچھ آپ سے سنا تھا بہنا کو حرف بحرف سنا دیا۔

بہنا نے کہا کیا یہ فرمان سننے کے بعد آپ نے سوال کیا؟

میں نے کہا نہیں۔

اس نے کہا بہت اچھا کہا میرے بھائی۔ جب کل کا دن آئے گا تو اللہ کی قسم

میں اپنے آپ کو مشقت میں ڈالوں گی یہود سے جو درہم ملے ہم نے ان کا کھانا کھایا پھر اللہ کی قسم نبی کریم ﷺ حسن سلوک سے پیش آتے رہے۔^(۱)

☆ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے خاندان کو عزت عطا کی اور وہ مالی اعتبار سے اپنے صبر و تحمل اور اتباع رسول کی برکت سے تمام انصار میں زیادہ مالدار ہوا۔

مجاہدہ محدثہ:

یہ بھی ایک انوکھی سعادت ہے کہ فریة رضی اللہ عنہا اپنے دونوں بھائیوں سمیت ان لوگوں کے ہمراہ تھی جنہوں نے حدیبیہ مقام پر بیعت رضوان میں شریک ہونے کی سعادت حاصل کی۔ فریة رضی اللہ عنہا ان بیعت کرنے والے مومنوں کے ساتھ تھی جو اس دن روئے زمین پر سب سے زیادہ بہتر تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق ان خوش نصیبوں کی تعداد چودہ سو تھی انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشنودی کا مژدہ جانفزا ملا۔ رضائے الہی کے حصول میں کامیاب و کامران ہوئے یہ سب اس فرمان الہی کے مستحق قرار دیئے گئے۔

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

(الفتح: ۱۸)

”اللہ ان مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی، انہیں انعام میں قریبی فتح نصیب فرمائی۔“

☆ اس بیعت کی گواہی دیتے ہوئے علامہ نوویؒ فرماتے ہیں:

شہدت الفريضة بيعة الرضوان مع رسول الله صلى الله عليه وسلم.

”فريضة رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ بیعت رضوان میں شریک ہوئی“۔ (۱)

☆ فريضة رضی اللہ عنہا نے جہاد میں حصہ لینے کے ساتھ ساتھ روایت حدیث کی سعادت بھی حاصل کی۔ نبی کریم ﷺ سے اس نے آٹھ احادیث روایت کیں۔ اس کی تمام مرویات کتب سنن میں مذکور ہیں اس سے زینب بنت کعب بن عجرہ جلیل القدر تابعیہ نے وہ حدیث روایت کی جس میں بیوہ عورت کو اپنے گھر میں عدت گزارنے کا حکم ہے۔ (۲)

☆ اس حدیث سے فقہائے امصار نے استدلال کیا ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہونے کے فیصلے صادر کیے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کا خاص حکم ہے آئندہ سطور میں اس حدیث کے احکام کی معرفت حاصل کریں گے۔

الفريضة اور حکم نبوی:

سنن کی کتابوں یعنی ابوداؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ (۳) میں زینب بنت کعب بن عجرہ ابوسعید خدری کی ہمیشہ فريضة بنت مالک سے روایت کرتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ وہ اپنے خاندان بنو خدرہ میں واپس چلی جائے۔ کیونکہ اس کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں نکلا وہ بھاگ گئے تھے قدم نامی جگہ پر یہ انہیں جا ملے انہوں نے میرے خاوند کو قتل کر دیا تھا میں نے رسول اللہ ﷺ سے

(۱) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۴)

(۲) الاستيعاب (۴/۳۷۵)

(۳) ابوداؤد (۲۳۰۰) ترمذی (۱۲۰۴) نسائی (۹۹/۶) ابن ماجہ (۲۰۳۱) کتاب

الطلاق۔ الطبقات (۳۶۸/۸) اسد الغابہ (۵۳۰/۵) الاصابہ (۴/۳۷۵)

پوچھا کیا میں اپنے خاندان میں جاسکتی ہوں، کیونکہ میرے خاوند نے نہ میری رہائش کے لیے کوئی گھر چھوڑا تھا اور نہ ہی خرچے کے لیے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ میں وہاں سے نکلی ابھی حجرے یا مسجد میں تھی کہ آپ نے مجھے بلایا یا میرے بارے میں حکم دیا۔

میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تو نے ابھی ابھی کیا پوچھا تھا۔ میں نے ساری کہانی سنادی جو میرے خاوند کے حوالے سے تھی۔
آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا:

امکتی فی بیتک حتی یبلغ الکتاب اجلہ.
”اپنے گھر میں ٹھہرو یہاں تک عدت پوری ہو جائے۔“

فرماتی ہیں:

میں نے چار ماہ دس دن وہیں عدت گزاری۔

☆ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری طرف پیغام بھیجا اور عدت کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں تفصیلات بتا دیں تو انہوں نے اسی کو بنیاد بنا کر فیصلہ صادر کیا۔
☆ فریۃ کی حدیث علماء و محدثین کے لیے مرجع بن گئی اسی سے وہ استدلال کرتے تھے۔ اور اسی سے آئندہ بھی استدلال کرتے رہیں گے۔

مومنہ کو الوداع:

فریۃ کے حالات زندگی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ خلافت راشدہ کے دور میں زندہ رہیں۔ لیکن اس کی وفات کا صحیح وقت معلوم نہیں۔
اللہ فریۃ سے راضی ہوا، اور اسے راضی کر دیا۔ اور جنت میں ان لوگوں کا ساتھ نصیب کیا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

سلام علیکم طبتم

تم پر سلامتی ہو تم خوش رہو

فریۃ بنت مالک رضی اللہ عنہا کے مفصل حالاتِ زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۶۶/۸

۱۔ الطبقات

۴۴۵/۱۲

۲۔ تہذیب التہذیب

۹۰/۴

۳۔ الاستیعاب

۵۸/۲

۴۔ تہذیب الاسماء و اللغات

۳۳۱/۲

۵۔ سیر اعلام النبلاء

۲۹۰/۶

۶۔ دلائل النبوة بیہقی

۵۳۰/۵

۷۔ اسد الغابة

۳۷۵/۴

۸۔ الاصابة



۴۳

سلمیٰ بنت قیس الانصاریہ رضی اللہ عنہا

یہ بیعت کرنے والی، دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والی ایک مجاہدہ خاتون ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے۔ اور اسے حدیث نبوی کی روایت کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

قابل تعریف مسابقت

☆ مدینہ منورہ میں صبح اسلام کی خوشخبریوں کی چمک آشکار ہوئی۔ بتوں کی تاریکی ہمیشہ کے لیے چھٹ گئی۔ روشن عقل و دانش والے حیرت انگیز حد تک تیزی سے اسلام کو قبول کرنے لگے۔ اس خوشگوار پیش قدمی میں خواتین کا بہت بڑا حصہ تھا، بنونجار کی بیشتر معزز خواتین نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، ان میں سلمیٰ بنت قیس بن عمرو الانصاری التجاریہ^(۱) بھی تھی جس کی کنیت ام المندر تھی۔ یہ سلیط بن قیس الانصاری کی ہمیشہ تھی۔

☆ ام المندر نے بہت پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس نے پہلے بیت المقدس اور کعبہ شریف کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی، اسے رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بڑا ممتاز مقام حاصل تھا۔ یہ آپ کے دادا عبدالمطلب کی والدہ کی طرف سے آپ ﷺ کی خالہ لگتی تھی۔

☆ ام المندر کو دو مبارک بیعتیں کرنے کا اعزاز حاصل ہوا ان دونوں کا ثبوت ان کی سیرت سے ملتا ہے۔ تاریخ اس کی گواہ ہے اسی لیے اس کا نام دو بیعتوں کی محافظ کے طور پر لیا گیا۔

پہلی بیعت:

امام بخاریؒ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ نے اسے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مہاجر مومن خواتین

(۱) اسد الغابہ (۵/۶۲۱) الاصابہ (۴/۴۷۷)

کا امتحان لیا کرتے تھے۔

ان کے سامنے درج ذیل آیت پیش کرتے۔

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ فَلْيُعْهِنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾

(الممتحنہ: ۱۲)

”اے نبی! جب تیرے پاس مومن عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں اور اس بات کا عہد کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی۔ چوری نہ کریں گی۔ زنا نہ کریں گی۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کے آگے کوئی بہتان گھڑ کر نہ لائیں گی۔ اور کسی امر معروف میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔ تو ان سے بیعت لے کر ان کے حق میں دعائے مغفرت کرو یقیناً اللہ درگزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

جو مومن خواتین ان شرائط کو تسلیم کرتے ہوئے اقرار کر لیتی۔ تو اسے رسول

اللہ ﷺ فرماتے میں نے تیری بیعت لے لی۔

یہ زبانی کہتے اللہ کی قسم آپ نے کسی خاتون سے بیعت لیتے وقت ہاتھ نہیں ملایا۔

☆ آئیے اب ہم ام المومنین رضی اللہ عنہا کی اس بیعت کا مشاہدہ کرتے ہیں جس کے بارے میں اس نے خود روایت کیا۔

فرماتی ہیں۔

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میرے ساتھ انصار کی کچھ اور خواتین بھی تھیں ہمارا ارادہ آپ کی بیعت کرنا تھا جب آپ نے یہ شرائط پیش کیں۔ کہ ہم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ ہم چوری نہ کریں

اور نہ ہم زنا کریں، اور نہ ہی اولاد کو قتل کریں، کسی پر بہتان تراشی نہ کریں، معروف کاموں میں ہم نافرمانی نہ کریں۔ اور آپ نے یہ بھی کہا کہ تم اپنے خاوندوں کو دھوکا بھی نہیں دو گی۔ فرماتی ہیں ہم نے آپ کی بیعت کی اور واپس آ گئیں۔

میں نے ان میں سے ایک خاتون سے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس جاؤ اور آپ سے یہ دریافت کرو خاوندوں کے ساتھ دھوکے سے آپ کی کیا مراد ہے۔ میں نے آپ سے پوچھا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا:

تاخذ ماله فتحابی به غیرہ۔

وہ مال تو خاوند کا استعمال کرتی ہے اور دلی لگاؤ کسی اور سے ہے۔^(۱)

☆ یہ تو خواتین کی بیعت کا منظر ہے۔ ام المندر نے خوب اچھی طرح بیعت کی اور اس سے بہت زیادہ برکت حاصل کی۔

ام المندر کی عزت اور مقام و مرتبہ:

اگرچہ اسلام بعض مواقع میں مرد دزن کے درمیان مقارنت و مساوات کا منظر پیش کرتا ہے۔ مثلاً رقت قلب، لطافت و جدان اور شرف انسانی کے اعتبار سے مرد و زن میں یکساںگی دیکھائی دیتی ہے۔ لیکن ام منذر کے نصیب میں جو عزت، شرافت اور عظمت آئی اس لحاظ سے وہ مردوں سے ممتاز دیکھائی دیتی ہے۔

☆ اسلام میں عورت کی شرافت و کرامت کا پر تو اس کی سیرت و شخصیت پر پڑتا ہے وہ اس کے حاضر و غائب پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کا حق ہے کہ وہ ہر طرح کی رعایت و عنایت کی مستحق سمجھی جائے، اور اس کا نام عزت و عظمت سے لیا جائے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر (۴/۳۵۲ و ۳۵۳) الحلیہ (۲/۷۷)

☆ عہد نبویؐ میں عورت خوف زدہ کو پناہ دیتی اور قیدی کو چھڑاتی یہ حیرت اس کی عزت، احترام اور مقام و مرتبے کو ظاہر کرتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ام الممذر کا بڑا بلند مقام و مرتبہ تھا، جہاد کے دوران ام الممذر نے ایک شخص کو پناہ دے دی۔ تو اس کی پناہ کو قبول کیا گیا یہ واقعہ غزوہ بنو قریظہ میں پیش آیا۔ جب کہ سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے بنو قریظہ کے یہودیوں کے بارے میں یہ حکم صادر فرمایا۔ کہ ان کے مردوں کو قتل کیا جائے، ان کے مال تقسیم کر دیئے جائیں۔ عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے۔

حکم کے نفاذ کا آغاز ہوا، ان لحات میں ام الممذر نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مجاہدات کی جماعت میں شامل تھی، ام الممذر نے رسول اقدس ﷺ سے عرض کی کہ رفاعہ بن سموال کو اس کے حوالے کر دیا جائے۔ اس نے اس سے پناہ طلب کی تھی۔ وہ انہیں پہلے سے جانتا پہچانتا تھا۔

ام الممذرؓ نے کہا:

اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، رفاعہ بن سموال قرظی میرے حوالے کر دیں۔ اس نے اس ارادے کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ نماز بھی پڑھے گا اور اونٹ کا گوشت بھی کھائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا اگر یہ نماز پڑھے گا تو اس کے لیے بہتر ہوگا۔ اور اگر اپنے دین پر گامزن رہا تو اس کے لیے یہ برا ہوگا۔

☆ رفاعہ نے اسلام قبول کر لیا۔ اسے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا اور حدیث روایت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔^(۱)

رفاعہ بن سموال قرظی ام المومنین حضرت صفیہ بنت جیحی رضی اللہ عنہا کا ماموں تھا۔

ام المندر کے گھر میں:

غزوہ بنو قریظہ میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے مطابق یہودیوں کے بچے اور عورتیں مجاہدین میں تقسیم کی گئیں۔ تو ریحانہ بنت زید بن عمرو کو نبی کریم ﷺ کی کنیز بننے کی سعادت حاصل ہوئی آپ نے اسے آزاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو اس نے کنیز بن کر رہنا ہی پسند کیا اور ساری زندگی اس صورت میں گزار دی۔

ام المندر اور طب نبوی:

رسول اللہ ﷺ ام المندر کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور وہاں کھانا بھی تناول کر لیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ تشریف لائے تو آپ کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ بیمار دکھائی دے رہے تھے نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

کہ ام المندر کے ہاں سے کھانا کھاؤ تمہیں شفاء حاصل ہوگی، ترمذی، ابن ماجہ نے ام المندر کے حوالے سے روایت کیا۔
فرماتی ہیں۔

کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔ میرے گھر ترکھور کے خوشے لٹک رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ اور حضرت علیؑ نے کھانا شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے علیؑ رک جاؤ تم بیمار ہو، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ بدستور کھاتے رہے۔ میں نے آپ کے لیے چقندر اور جو تیار کیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا علیؑ یہ برتن میں اٹھیلو یہ تیرے لیے مفید رہے گا۔^(۱)

(۱) الترمذی (۶۰۳۸) واللفظ له۔ ابن ماجہ (۳۴۴۲) ابو داؤد (۳۸۵۶) احمد

(۳۶۴/۶) الطبقات (۴۲۲/۸) اسد الغابہ (۵/۶۲۱ و ۶۲۲)

☆ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو فن طب کے بارے میں معلومات تھیں۔ اور آپ حکمت اور طبابت کے بارے میں ایسی عمدہ معلومات رکھتے تھے جو بڑے بڑے اطباء کو ورطہ حیرت میں رکھ دیتیں۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ اس حدیث پر لطیف انداز میں تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ کا حضرت علیؑ کو بیماری کی حالت میں تر کھجوریں کھانے سے منع کرنا بہت عمدہ اور بہتر تدبیر تھی اس دور میں تر کھجوروں کے خوشے گھروں میں لٹکائے جاتے تھے وہ انگوروں کے خوشوں کی مانند ہوتے ان کا استعمال مریض کے معدے کے لیے مضر ثابت ہوتا۔ اور خاص طور پر تر کھجور معدے کے لیے بھاری ہوتی ہے یہ بیماری کے ازالے میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے البتہ جب ان کے سامنے چقندر اور جولائے گئے تو آپ نے حضرت علیؑ کو ان کے استعمال کا حکم دیا اس لیے کہ یہ بیمار کے لیے بہت مفید غذا ہے۔ جو کاپانی ٹھنڈا غذائیت ہے پھر جو لطیف اور نہایت نرم ہوتا ہے۔ بیمار کی طبیعت کو تقویت پہنچانے میں بڑا مفید ثابت ہوتا ہے۔ خاص کر جنب چقندر کی جڑیں پکالی جائیں تو وہ بہت زیادہ مفید ہو جاتی ہیں۔

دوسری بیعت:

حضرت ام الممنذر رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر پہلی بیعت کی سعادت تو اس وقت حاصل کی جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تھے اور دوسری بیعت حدیبیہ میں درخت کے نیچے ۶ ہجری کو کی تھی جسے بیعت رضوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اسی لیے ام الممنذر کو دو بیعتوں والی کہا جاتا تھا۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی

رضا حاصل کرنے میں کامیاب و کامران ہوئی۔ یہ اس رضائے الہی کی مستحق ٹھہری جس کا تذکرہ قرآن حکیم میں کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

(الفتح: ۱۸)

”اللہ مومنوں سے راضی ہو گیا جب وہ تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ ان کے دلوں کا حال اس کو معلوم تھا اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی ان کو انعام میں قریبی فتح بخشی۔“

☆ اس جلیل القدر صحابیہ کی سیرت کے اختتام پر ہم یہ بیان کرنا بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ خاتون احادیث نبویہ کی روایت کرنے والی بھی تھی۔

اس سے آگے یعقوب بن ابی یعقوت المدنی، اور ایوب بن عبد الرحمان نے روایت کیا، اور اس سے ام سلیط بن ایوب بن الحاکم نے روایت کیا۔

☆ اللہ ام الممذر سے راضی ہوا، اور اسے نعمتوں بھری جنت میں جگہ عطا کی۔ ابو نعیم اصفہانی نے اس کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کیا خوب کہا:

المصلية القبليتين، المحافظة على البيعتين، سلمیٰ بنت قیس النجارية رضی اللہ عنہا۔

دو قبلوں کی طرف نماز پڑھنے والی۔ دو بیعتوں کی حفاظت کرنے والی۔ سلمیٰ بنت قیس النجاریہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت سلمیٰ بنت قیس النجاریہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ اسد الغابۃ ۶۲۱/۵
- ۲۔ الاصابۃ ۴۷۷/۴
- ۳۔ الحلیۃ ۷۷/۲
- ۴۔ تاریخ الطبری ۱۰۳/۲
- ۵۔ الطبقات ۱۳۱/۸
- ۶۔ شذرات الذهب ۱۴۰/۱
- ۷۔ السیرۃ الحلبیۃ ۷۲۳/۲



۴۴

ام مبشر الانصاریہ رضی اللہ عنہا

عالمہ، فقیہہ، راویۃ الحدیث، نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے تھے۔

بہترین عورتیں اور بہترین مرد

انصار کی جن خواتین نے جہان خاتون میں اچھے اثرات چھوڑے ان میں سے ایک ام بشار بنت البراء بن معرور الانصاریہ رضی اللہ عنہا تھیں (۱) یہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔

☆ اس نے ابتداء میں ہی اسلام کو پہچان لیا تھا۔ وہ مسلمان ہوئی رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔ اسلام میں سبقت لے جانے اور والد کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے رسول اقدس ﷺ اس کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔

☆ اس کا والد ایک جلیل القدر صحابی تھا اس کا نام البراء بن معرور بن صخر الانصاری الخزرجی السلمی تھا یہ شب عقبہ میں ایک نقیب تھا آپ کیا جانے کہ شب عقبہ کیا شان رکھتی ہے۔ یہ اپنی قوم بنو سلمہ کا نقیب تھا۔

اس نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی یہ ستر صحابہؓ میں سب سے زیادہ جلیل القدر تھا۔ یہ بڑا عالم، فاضل، متقی، صاف دل تھا اس نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف اپنا رخ پھیرا۔

☆ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری سے ایک مہینہ پہلے ماہ صفر میں دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینے تشریف لائے تو صحابہؓ کرام کے ہمراہ اس کی قبر پر آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی، وفات کے وقت

(۱) الطبقات (۴۵۸/۸) اسد الغابہ (۶۱۶/۵) الاستیعاب (۴۷۰/۴) تہذیب

اس نے یہ وصیت کی تھی کہ اسے دفن کیا جائے اور قبلے کی جانب منہ کیا جائے تو لوگوں نے وصیت کے مطابق عمل کیا۔

اس کا مرتبہ اور فقہ:

امام بشر رحمہ اللہ اپنے علم، فقہ اور مرتبے کے اعتبار سے مشہور و معروف تھے۔ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ اس کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کبار صحابہ کرام رحمہم اللہ میں سے تھے۔

امام بشر رحمہ اللہ کا حدیث رسولؐ سے بڑا گہرا تعلق تھا۔ نبی کریم ﷺ کے گھر اس کا اکثر آنا جانا رہتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے اکثر و بیشتر میل ملاقات رہتی، خاص طور ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رحمہم اللہ سے بہت زیادہ تھی۔ اس بنا پر وہ حدیث کو اچھی طرح زبانی یاد کر لیا کرتی تھی۔

☆ اس نے نبی کریم ﷺ سے دس احادیث روایت کیں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ الانصاری نے اس سے حدیث روایت کی۔

☆ اس سے مجاہد بن جبیر اور محمد بن عبد الرحمن بن خلاد انصاری جیسے جلیل القدر تابعین نے حدیث روایت کی۔

☆ اس کی مرویات کو امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح اور امام نسائی رحمہ اللہ نے اپنی سنن میں نقل کیا۔ (۱)

☆ امام بشر رحمہ اللہ اس مشہور و معروف حدیث کی راویہ ہے جس میں اہل بدر کے فضائل و مناقب اور اہل بیعت کے فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں۔ فرماتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حفصہؓ کے گھر یہ ارشاد فرمایا:

لا يدخل النار احد شهد بدرا و الحديبية.

”جو بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک ہوئے ان میں سے کوئی بھی جہنم نہیں

جائے گا۔“ یعنی وہ سب جنتی ہیں۔

خفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیا اللہ نے یہ نہیں فرمایا:

﴿و ان منكم الا واردھا﴾ (مریم: ۷۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا یہ بھی تو ارشاد ہے۔

﴿لَمْ نَنْجِ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَ نَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثًا﴾

(مریم: ۷۲)

”پھر ہم ان لوگوں کو بچالیں گے جو دنیا میں متقی تھے اور ظالموں کو اس میں

گرا ہوا چھوڑ دیں گے۔“ (۱)

☆ ام مہشر رضی اللہ عنہا سے دیگر احادیث بھی مروی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حدیث ہے

جو مجاہد نے اس سے روایت کی۔

فرماتی ہیں:

کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

الا اخبر کم بخیر الناس . قالوا بلی یا رسول اللہ

قال ' رجل فی غنیمۃ لہ یقیم الصلاة و یوتی الزکوۃ قد اعتزل

شورر الناس .

کیا میں تمہیں لوگوں میں سے بہتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں۔

(۱) تفسیر الخازن (۴/۴۷۱) ابن کثیر (۳/۱۳۳) الطبقات (۸/۴۵۸) الاستیعاب

(۴/۴۷۱) وغیرہ

سب نے کہا بالکل یا رسول اللہ ﷺ بتائیں۔

فرمایا وہ شخص جو اپنے ریوڑ میں الگ تھلگ نماز قائم کرتا ہے۔ زکوٰۃ دیتا ہے اور لوگوں کی شریپندی سے پہلو تہی اختیار کیے ہوئے ہے۔^(۱)

نبوی توجیہات میں سے:

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ام مبشرؓ کے گھر تشریف لائے۔ اسے آپ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ کی باتیں اور توجیہات سننے کا اعزاز نصیب ہوا۔ جو بلاشبہ دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے۔

☆ ام مبشرؓ اس زیارت کا حال بیان کرتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لائے میں ایک کھجور کے درخت کے پاس بیٹھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا اس درخت کو کس نے لگایا ہے مسلمان نے یا کافر نے۔

میں نے عرض کی مسلمان نے:

آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

کوئی مسلمان اگر ایک پودا لگاتا ہے یا فصل بوتا ہے اس سے کوئی انسان پرندہ یا جانور کھاتا ہے تو یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔^(۲)

ام مبشرؓ کو الوداع:

یہ جلیل القدر صحابیہ پوری زندگی علم و عمل سے آراستہ رہی نبی کریم ﷺ نے جب وفات پائی تو یہ اس پر راضی تھے۔

☆ ام مبشرؓ خلفائے راشدین کے زمانے میں زندہ و سلامت رہیں اور اللہ کی

(۱) اسد الغابہ (۶۱۷/۵) الاصابہ (۴/۴۷۱)

(۲) الطبقات (۸/۴۵۸) اسد الغابہ (۵/۶۱۷) الاصابہ (۴/۴۷۳)

رضا حاصل کرنے کے لیے جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔

☆ تاریخ اس کی تاریخ وفات بتانے سے خاموش دیکھائی دیتی ہے۔ اور یہ بھی معلوم نہیں کہ اس نے کس جگہ وفات پائی۔ لیکن اس کے حالات زندگی اور واقعات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے آخری ایام میں اس نے وفات پائی، یا خلافت راشدہ کا دور ختم ہونے کے کچھ عرصہ بعد وفات پائی۔ اللہ ام مبشر انصاریہؓ سے راضی ہوا۔ اور اسے اس جنت کی بشارت دی جس کی وسعت ارض و سموات کے مطابق ہے۔ اور اسے متقی لوگوں کے ساتھ نجات عطا کی۔ یہ لوگ رضائے الہی کے حصول میں کامیاب ہوئے اور سد ابہار نعمتوں کے مستحق ٹھہرے۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام مبشر الانصاریہ رضی اللہ عنہ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الطبقات ۴۵۸/۸
- ۲۔ اسد الغابۃ ۶۱۶/۵
- ۳۔ الاستیعاب ۴۷۰/۴
- ۴۔ تہذیب التہذیب ۴۷۹/۱۲
- ۵۔ الاصابۃ ۴۷۱/۴
- ۶۔ دلائل النبوة بیہقی ۱۴۳/۴
- ۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۷۳/۴



۴۵

سہلۃ بنت سہیل رضی اللہ عنہا

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی، مہاجرۃ، رخصت نبویہ کا اعزاز پانے والی

پاکیزہ عورتیں پاکیزہ مردوں کے لیے

☆ یہ خاتون بڑی پاک طینت ہے۔ جو ان لوگوں کے ساتھ مل کر مشرف باسلام ہوئی جو اپنے رب پر ایمان لے آئے تھے۔ اللہ نے ان کی ہدایت میں اضافہ کیا اور ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا۔

☆ اس کا خاوند السید الکبیر الشہید ابو حذیفہ القریشی، العیثمی البدری تھا جس کے والد کا نام عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا ابو حذیفہ کا والد زمانہ جاہلیت میں بہت بڑا سردار تھا، لیکن بیٹے کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں سے ہوا۔ رسول اللہ ﷺ کے دار ارقم میں داخل ہونے سے پہلے ہی اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

☆ اس کے خاوند کے لے پالک کا نام سالم تھا جو ابو حذیفہ کا غلام تھا اور اسے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت حاصل ہے اور اسے بدری ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

☆ اس کے دو بھائی تھے۔ ابو جندل بن سہیل جلیل القدر صحابی تھا اور دوسرا بھائی عبد اللہ بن سہیل اسلام میں سبقت لے جانا والا بدری صحابی تھا۔

☆ اس کا والد سہیل بن عمرو قریش کا فصیح و بلیغ خطیب تھا یہ قریش کا سردار، مخی، ہر دلعزیز اور مشہور و معروف شخص تھا۔ جب وہ حدیبیہ کے دن صلح کی شان و شوکت دیکھ کر متوجہ ہوا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

سَهْلٌ أَمْرُكُمْ

اپنا معاملہ آسان کرلو۔ (۱)

☆ اس کی ہمیشہ ام کلثوم بنت سہیل بہت پہلے مکہ معظمہ میں ہی مسلمان ہو گئی تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اپنے خاوند سمرہ بن ابی رہم رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی۔

☆ جس صحابیہ کی سیرت کا ہم تذکرہ کرنے لگے جس کی فضاؤں میں ہم زندگی گزاریں گے۔ وہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو القرشیہ العامریہ ہے۔ اس کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عبدالعزیٰ العامریہ ہے۔

☆ سہلہ رضی اللہ عنہا نے بہت پہلے مکہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی سر زمین حبشہ کی طرف اپنے خاوند ابو حذیفہ بن عتبہ کے ہمراہ دو دفعہ ہجرت کی وہاں اس کے ہاں محمد بن ابی حذیفہ نے جنم لیا۔^(۱)

بیت اللہ کی طرف:

سر زمین حبشہ میں مہاجر مسلمان شاداں و فرحاں رہائش پذیر ہوئے انہوں نے حبشہ کے حکمران نجاشی سے ہر طرح کی سہولت اور آرام پایا۔ لیکن سہلہ رضی اللہ عنہا کا دل امن کے شہر مکہ معظمہ میں اٹکا ہوا تھا۔ دل میں ہر دم بیت اللہ کا ہی خیال رہتا۔

یہ افواہ پھیلا دی گئی کہ اہل مکہ مسلمان ہو گئے ہیں مہاجرین کے دلوں میں کئے جانے کا شوق حرکت میں آیا اور وہ اس کی طرف دیوانہ وار چل پڑے لیکن جو کچھ انہوں نے سن رکھا تھا وہ سب جھوٹ تھا، مکہ میں جو بھی داخل ہوا وہ چھپ کر اور دبے پاؤں داخل ہوا، تاکہ کسی کو پتہ نہ چل سکے۔ جو بھی مکہ میں داخل ہوا وہ تھوڑی دیر وہاں رہا پھر وہ مدینہ منورہ ہجرت کر گیا۔ اور بعد غزوہ بدر میں شریک ہوا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور اس کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ تھی اور ابو حذیفہ بن عتبہ کے ساتھ اس کی بیوی سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا تھی اور ان

کے ساتھ تقریباً ۱۳۳ افراد پر مشتمل ایک جماعت تھی۔ (۱)

خالی ٹیلی:

سہلہ رضی اللہ عنہا نے دوسری مرتبہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اس وقت اختیار کی جب عہد نبوی میں الف سے یاء تک حالات دگرگوں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ اور عباد بن بشر انصاری رضی اللہ عنہ کے درمیان دینی بھائی چارہ قائم کر دیا تھا۔ (۲) یہ دونوں بھائی اللہ کی راہ میں تمام جنگوں میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئے۔ اور دونوں ۱۲ ہجری کو جنگ یمامہ میں جام شہادت نوش کر گئے۔ دونوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا۔

☆ یہ قابل ذکر بات ہے کہ ابو حذیفہ کے والد عتبہ بن ربیعہ کو اپنے بیٹے کی اپنی بیوی سہلہ کے ساتھ ہجرت کا پتہ ہی نہ چل سکا، دراصل اس کے ہاتھ سے معاملہ نکل چکا تھا۔

☆ تاریخ میں یہ ذکر ملتا ہے کہ مہاجرین کے گھر بند ہو چکے تھے ان میں رہنے والا کوئی نہ تھا، عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبد المطلب ابو جہل بن ہشام مکے کی بالائی جانب اوپر چڑھے عتبہ بن ربیعہ نے دیکھا ہوا سے گھروں کے دروازے کھڑک رہے ہیں ان میں رہنے والا کوئی نہیں جب یہ منظر دیکھا تو وہ سب انگشت بدندان رہ گئے۔ سب کے سانس پھولے ہوئے تھے۔ پھر وہ ابو داؤد ایا دی کے یہ شعر گنگنانے لگا۔

وَكُلُّ دَارٍ وَاِنْ طَالَتْ سَلَامَتُهَا

يَوْمًا سَتَدْرِكُهَا النُّكْبَاءُ وَالْحُوبُ

(۱) تاریخ طبری (۱/۵۵۱ و ۵۵۲)

(۲) الطبقات (۳/۴۴۰) سیر اعلام النبلاء (۱/۳۳۸)

وَكُلُّ أَمْرٍ بِلِقَاءِ الْمَوْتِ مَرْتَبٌ

كَأَنَّهُ غَرَضٌ لِلْمَوْتِ مَنْصُوبٌ

اور ہر گھر اگرچہ اس کی سلامتی اور عافیت دراز ہو جائے کسی دن اسے غم اور خوف لاحق ہوگا۔

ہر شخص موت کی ملاقات کے ہاتھوں گروی ہے۔

گویا کہ وہ موت کے نشانے پر ہے۔

پھر اس نے ابو جہل سے مخاطب ہو کر کہا:

بنو جحش کا گھر سائمنین سے خالی ہو گیا۔

ابو جہل نے کہا:

پھر کیا ہوا اس پر تو کوئی آنسو نہیں بہائے گا۔

☆ پھر دوران گفتگو ابو جہل نے عباس کی طرف رخ کیا اور اس سے کہا۔ یہ سب

تیرے بھتیجے کا کیا دھرا ہے ہماری جماعت میں اس نے پھوٹ ڈال دی ہمارے

معاملے کو تتر بتر کر دیا۔ اور اس نے ہمارا تیا پانچا کر دیا۔^(۱)

جب میدان بدر میں عتبہ اپنے انجام کو پہنچا، عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب

نے اسے قتل کر دیا۔ اس طرح اس امت کا فرعون ابو جہل دو مومن ننھے مجاہدوں کے ہاتھوں

مارا گیا۔ کعب بن مالک جو محفل رسول اللہ ﷺ کے ایک نامی گرامی شاعر تھے۔ اس

نے ضا دید قریش اور ان میں سرفہرست ابو جہل اور عتبہ تھے اپنے اشعار میں تذکرہ کیا۔

عَجِبْتُ لِأَمْرِ اللَّهِ وَاللَّهُ قَادِرٌ

عَلَى مَا أَرَادَ لَيْسَ لِلَّهِ قَاهِرٌ

قَضَى يَوْمَ بَدْرٍ إِنْ نَلَقَى مَعْشَرًا

بَغَوَا وَسَبِيلَ الْبَغَى بِالنَّاسِ جَائِرٌ

فُكِبَ أَبُو جَهْلٍ صَرِيحًا لَوَجْهِهِ
وَعْتَبَةٌ قَدْ غَادَرَتْهُ وَهُوَ غَائِرٌ

میں اللہ کے معاملے پر انگشت بدنداں ہوں۔
اللہ کے ارادے پر کوئی غالب آنے والا نہیں۔

سہلہ اور رخصت نبوی:

سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ عالم فاضل اور مہاجر صحابہؓ میں سے تھا۔ یہ دراصل
ایران کے شہر اصفہر کا رہنے والا تھا۔

ابو حذیفہ نے اسے متبنیٰ بنا لیا تھا۔ اس لیے اسے قریشی انصاری، فارسی کی
نسبتوں سے پکارا جاتا تھا۔ صحیح اور باوثوق ذرائع سے یہ بات یایہ ثبوت کو پہنچ چکی
ہے۔ کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ منورہ آمد سے پہلے ہی مکہ سے
ہجرت کر کے مدینہ پہنچ گیا تھا۔ یہ مدینہ منورہ میں مہاجرین کی امامت کرایا کرتا تھا۔
اس لیے کہ اسے دوسروں کی نسبت قرآن زیادہ یاد تھا۔ اور اس کے فضائل بہت
زیادہ ہیں۔

ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کی شادی اپنے بھائی کی بیٹی فاطمہ بنت ولید بن عتبہ
سے کر دی تھی، اور یہ بھی مہاجرات میں سے تھی۔ اور یہ قریش کی سب سے بہتر بیوہ
خاتون تھی۔

سالم اپنے آقا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔

☆ سالم نے ابو حذیفہؓ اور اس کی بیوی سہلہ میں بیٹے کی طرح پرورش پائی، زمانہ
جاہلیت میں متبنیٰ کو لوگ بیٹے کے نام سے پکارتے تھے۔ اور وہ بقاعدہ وراثت کا
حق دار ہوتا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرما دیا۔

﴿ادْعُوهُمْ لِآبَاءِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ

فَاعْزُواكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ﴾ (الاحزاب : ۵)

”منہ بولے بیٹوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ منصفانہ بات ہے اور اگر تمہیں معلوم نہ ہو کہ ان کے باپ کون ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی اور رفیق ہیں۔“

تو سب نے اپنے لے پالکوں کو ان کے اصلی آباء کی طرف لوٹا دیا جس کے والد کا پتہ معلوم نہ تھا۔ اس کو دوست اور دینی بھائی کی حیثیت دے دی۔

☆ لے پالک کا حکم باطل ہو گیا۔ لیکن سالم رضی اللہ عنہ بچپن کی طرح سہلہ کے پاس آتے جاتے تھے جب وہ جواں ہو گئے۔ ابو حذیفہ اور اس کی بیوی سہلہ نے اپنے دلوں میں اس کا گھر آنا ناگوار سمجھا اور ان کے لیے یہ بھی مشکل تھا کہ ان کو اپنے گھر سے منع کریں کیونکہ بچپن سے اس کی آمد و رفت تھی۔

یہاں حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کی طرف سے خصوصی اجازت دی گئی۔ اس ضمن میں تمام صحابیات میں حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا منفرد اور ممتاز دیکھائی دیتی ہیں۔ مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے مروی ہے۔ کہ سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ عنہ اور اس کے اہل خانہ کے ساتھ ہی ان کے گھر میں رہتا تھا۔ سہلہ بنت سہیل نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سالم رضی اللہ عنہ اب بالغ ہو چکا ہے مردوں جیسا عقل مند اور ہوشیار ہو چکا ہے مجھے کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ کہیں ابو حذیفہ کے دل میں کوئی شکوک و شبہات پیدا نہ ہو جائیں۔

رسول اللہ نے فرمایا:

ارضعہ تحر می علیہ ویذهب الذی فی نفس ابی حذیفہ.

تو اسے دودھ پلا دے تو اس پر حرام ہو جائے گی اور ابو حذیفہ کے دل کا وہم ختم ہو جائے گا۔

پھر دوبارہ واپس آئی اور عرض کی میں نے اسے دودھ پلا دیا اب ابو حذیفہ

کے دل میں بھی کچھ نہیں رہا،^(۱) اب وہ میرا رضاعی بیٹا بن گیا ہے۔

یاد رہے کہ یہ واقعہ صرف حضرت سہلۃؓ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کا عموم پر اطلاق نہ کیا جائے کیونکہ رضاعت کے احکامات اسی صورت میں لاگو ہوتے ہیں جب کوئی رضاعت کی عمر میں دودھ پیئے۔ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے حضرت سہلہ کو یہ خصوصی اجازت دی تھی۔ اس کا اطلاق عام مسلمان خواتین پر نہیں ہوتا۔

☆ اس حکم نبوی سے دو مومن پاکیزہ دل میاں بیوی کی گھٹن بھی دور ہو گئی۔ اور ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کا دل بھی ہمیشہ کے لیے مطمئن ہو گیا اور سالم کی ہچکچاہٹ بھی جاتی رہی۔

☆ یاد رہے کہ یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو صرف رسول اللہ ﷺ نے حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو مرحمت فرمائی۔

ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فرمان بھی اس کی تائید کرتا ہے۔

فرماتی ہیں:

تمام ازواج مطہرات نے انکار کر دیا تھا کہ رضاعت کی بنیاد پر کوئی ان کے ہاں بے روک ٹوک چلا آئے سب نے حضرت عائشہؓ سے کہا بخدا یہ ایک ایسی رخصت ہے۔ جو رسول اللہ ﷺ نے صرف سالم کے لیے عطا فرمائی۔

فما هو بداخل علينا احد بهذه الرضاة ولا رائنا.

☆ ایک دوسری مرتبہ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا کو نبوی رخصت کے ساتھ خاص کیا گیا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سہلۃ بنت سہیل رضی اللہ عنہا استحاضہ کی بیماری میں مبتلا ہو گئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اسے ہر نماز میں غسل کرنے کا حکم دیا۔ جب اس کے لیے یہ مشکل ہوا تو آپ

(۱) رواہ مسلم (۱۶۸۴) ابن ماجہ (۱۹۴۳) سیر اعلام النبلاء (۱۶۷)

نے ایک غسل سے ظہر عصر اور دوسرے غسل سے مغرب اور عشاء کی ایک ساتھ نماز پڑھنے کا حکم صادر فرما دیا۔ اور فجر کی نماز کے لیے ایک غسل کرنے کا حکم دیا۔^(۱)

اس کی اولاد:

سہلہ رضی اللہ عنہا کے چار بیٹے ہوئے محمد، سلیط، بکیر اور سالم۔ زبیر بن بکار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ سہلہ بنت سہیل کے ہاں ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام محمد بن ابی حذیفہ ہے۔

عبداللہ بن اسود سے نکاح کے بعد سلیط بن عبداللہ بن اسود پیدا ہوا۔ اور شامخ بن سعد قائف سے شادی کے بعد بکیر بن شامخ پیدا ہوئے۔

عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ سے شادی ہوئی تو اس سے سالم رضی اللہ عنہ پیدا ہوا۔^(۲) تاریخ اسلام میں ان چاروں بیٹوں نے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ سہلہ رضی اللہ عنہا نے بہت زیادہ روزے رکھنے راتوں کو اکثر قیام کرنے والی اور عبادت گزار کے روپ میں ساری زندگی گزار دی۔

نبی کریم ﷺ جو شریعت لے کر آئے اس کی دل و جان سے تصدیق کی۔

اس نے نبی کریم ﷺ سے احادیث کو روایت کیا۔ اور اس سے آگے قاسم بن محمد نے روایت کیا۔

☆ رسول اللہ ﷺ نے جب وفات پائی تو وہ سہلہ بنت سہیل سے راضی تھے۔ حضرت سہلہ رضی اللہ عنہا نے خلافت راشدہ کے زیر سایہ زندگی بسر کی اس کی وفات کے بارے میں ہم مکمل معلومات نہیں رکھتے۔

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۸۳) الاصابہ (۴/۳۲۹)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۱۹)

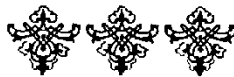
اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

اللہ نے اپنی رحمت سے اس کا ٹھکانہ منعم علیہم خوش نصیبوں کے ساتھ کیا۔

حضرت سہلہ بنت سہیل رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے

درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------------|---------------------------|
| ۲۷۰/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۴۸۲/۵ | ۲۔ اسد الغابہ |
| ۵۵۱/۱ | ۳۔ تاریخ طبری |
| ۳۳۸/۱ | ۴۔ سیر اعلام النبلاء |
| ۲۱۶/۲ | ۵۔ الروض الانف |
| ۱۶۹ و ۱۶۸/۳ | ۶۔ البداية و النهاية |
| ۳۱۸/۱ | ۷۔ تہذیب الاسماء و اللغات |
| ۳۲۹/۴ | ۸۔ الاصابة |
| ۳۱۹/۴ | ۹۔ الاستيعاب |



۴۶

ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا

عبادت گزار اطاعت گزار قرآن کریم کی سورتوں کو زبانی یاد کر لیتی
اور بیعت رضوان میں حاضر ہوتی۔

اخیار کی بیٹی

شاید تم جلیل القدر صحابی حارثہ بن النعمان الانصاری کو جانتے ہو گے جو مسلسل جو دوسخا، کشادہ دستی و فیاضی میں ضرب المثل بن چکے تھے یہ وہ عظیم المرتبت شخصیت ہے جس نے مدینہ منورہ میں نبی کریم ﷺ کی رہائش کے لیے یکے بعد دیگرے اپنے گھر وقف کیے اس کی یہ ادا دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا:

لَقَدْ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ حَارِثَةٍ مِمَّا يَتَحَوَّلُ لَنَا عَنْ مَنَازِلِهِ.

مجھے حیا آتی ہے حارثہ سے جو ہمارے لیے اپنے گھر بدلتا ہے۔^(۱)

☆ شاید تم عظیم المرتبت مخیر صحابیہ حضرت جعدہ بنت عبید الانصاریہ کو جانتے ہو گے یہ حارثہ رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔^(۲) یہ وہ عظیم خاتون ہے جس کے گھر رسول اللہ ﷺ تشریف لے جاتے اور کبھی کبھی وہاں کھانا بھی تناول فرما لیا کرتے، اس مہمان نواز گھرانے میں ام ہشام بنت حارثہ بن نعمان النجاریہ الانصاریہ نے جنم لیا جو ان انصار خواتین میں سے تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ آمد سے پہلے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور پہلے ہی مرحلے میں رسول اقدس ﷺ کی بیعت کر لی تھی۔

☆ اسے رسول اللہ ﷺ کے پڑوس میں رہنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ اس سے اس کے نصیب میں خیر کثیر میسر آئی۔ نبی کریم ﷺ کے پڑوس نے اسے ان معزز

(۱) سیر اعلام النبلاء (۳۸۰/۲) معجم البلدان (۸۶/۵)

(۲) الطبقات (۴۴۲/۸) تہذیب التہذیب (۴۸۱/۲)

صحابیات کی صف میں لاکھڑا کیا جن سے حدیث اخذ کی گئی اور جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے جہاد میں شریک ہوئیں۔ اور انہیں قرآن حکیم کی روشنی میں زندگی گزارنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

☆ حارثہ رضی اللہ عنہا کا سارا خاندان مسلمان ہوا مرد بھی اور عورتیں بھی حلقہ بگوش اسلام ہوئیں۔ اس کی تمام بہنیں سودہ، عمرہ اور ام کلثوم نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ اور سارے بھائی عبداللہ اور عبدالرحمان بھی مسلمان ہوئے۔

دلوں کی بہار کے ساتھ:

قرآن کریم نیک لوگوں کے دلوں کی بہار ہے۔ اس میں ان کے لیے شفاء اور رحمت ہے۔ اس میں سبتی اور عبرت کے نشانات ہیں۔ اور یہ رضائے الہی کے حصول کے لیے سبیل المسلمین ہے۔

☆ صحابہ کرامؓ نے نبی کریم ﷺ سے بڑی محبت، دل لگی اور وارفتگی کے انداز میں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے قرآن حکیم کی تعلیم کو اپنے دلوں میں اتارا۔ اور سینوں میں آراستہ کیا بیشتر صحابہؓ نے قرآن حکیم کو زبانی یاد کیا۔ چھوٹوں، بڑوں، مردوں اور عورتوں نے اسے پڑھا، یہاں تک کہ ہر طرح سے اسے اپنی زندگی میں لاگو کیا۔

☆ ام ہشام قرآن کریم کے صاف شفاف چشمے سے حسب استطاعت سیراب ہوتی رہی، نبی کریم ﷺ کی مجالس، خطبات جمعہ میں مسلسل حاضری دیتی جس سے قرآنی آیات اسے زبانی یاد ہو جاتیں، خاص طور پر سورہ ”ق“ جسے رسول اللہ ﷺ جمعہ اور خطبات عید میں اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اور یہ سورت تخلیق کی ابتداء مرنے کے بعد اٹھائے جانے اور میدان حشر میں اکٹھے ہونے جنت، جہنم، ثواب، عذاب اور ترغیب و ترہیب کے عنوانات پر مشتمل ہے۔ حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا نے رسول اقدس ﷺ سے سن کر زبانی یاد کر لیا تھا۔

بہتر پڑوسی کی طرف سے خیرات:

حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا ہائشی قرب کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے حالات سے بخوبی واقف تھیں۔ اس قرب کا اس کی زندگی پر بڑا واضح اثر تھا، اس نے نبی کریم ﷺ کے اخلاق طور طریقے اور عادات کو اپنایا۔ اور وہ ازواج مطہرات کے نقش قدم پر گامزن ہوئی۔

☆ ابن کثیر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ کا گھر اور ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا کا گھر ساتھ ساتھ تھے یہاں تک دونوں گھروں کی روٹیاں سال بھر ایک ہی تنور میں پکائی جاتی رہیں۔

ام ہشام رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ ہمارا اور رسول اللہ ﷺ کا تنور دو سال ایک سال یا سال کا بعض حصہ ایک رہا۔ تنور اس حد درجہ کو کہتے ہیں جس میں روٹیاں پکائی جاتی ہیں۔

☆ علاوہ ازیں حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا کو قرآن حکیم کے ساتھ والہانہ محبت تھی۔ جسے اس نے نبی کریم ﷺ سے حاصل کیا تھا، اس کی تعبیر و توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

کہ میں نے سورۃ ”ق وَالقرآن المجید“ نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر زبانی یاد کی کیونکہ چونکہ آپ ہر جمعے منبر پر لوگوں سے خطاب کرنے لگتے تو سورۃ ”ق“ کی ضرورت تلاوت کرتے۔^(۱)

☆ ام ہشام رضی اللہ عنہا اس پر اکتفا نہیں کرتیں۔ بلکہ مزید قرآن حکیم کی کئی سورتیں زبانی یاد کر لیں۔ بلکہ کائنات کے بہترین پڑوسی سے علم کی خیرات حاصل کرتے ہوئے۔ بہت سی احادیث کو بھی زبانی یاد کر لیا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے گیارہ

احادیث روایت کیں۔ اور اس کی ہمشیرہ عمرہ اور بہت سے کبار تابعین نے احادیث روایت کیں۔

ام ہشام بیعت رضوان میں:

تقریباً ایک ہزار پانچ صد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیعت رضوان میں شریک ہوئے۔ اس خوش نصیب اور مرضائے الہی کی کامیابی و کامرانی پانے والی جماعت میں حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ موت پر بیعت کی یہ واقعہ ۶ ہجری کو ماہ ذی القعدہ میں حدیبیہ کے مقام پر ہوا۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ درخت کے نیچے رسول اللہ ﷺ کا مبارک ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ تمام مسلمانوں نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔ مگر جد بن قیس منافق نے بیعت نہیں کی۔

اس بیعت میں حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا اور دیگر تمام صحابہ کرام درج ذیل آیت کریمہ کے ضمن میں آ گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا﴾

(الفتح: ۱۸)

”اللہ راضی ہوا مومنوں سے جب کہ وہ آپ کی درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو معلوم تھا جو ان کے دلوں میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان پر سکینت نازل کی اور انہیں قریبی فتح نصیب فرمائی۔“

☆ ام ہشام رضی اللہ عنہا جو دوسرا میں بدستور حصہ لیتی رہی، اس نے ساری زندگی شب و روز عبادت گذاری اور اطاعت شعاری میں گذاردی پوری زندگی اس کا مطمح نظر رضائے الہی کا حصول رہا، یہاں تک کہ موت کی غشی طاری ہو گئی، اور وہ اللہ تعالیٰ

سے جا ملی۔

اللہ ام ہشام رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اس کی قبر کو تر و تازہ و شاداب کر دیا۔ اس کا ٹھکانہ بہتر بنایا، کھلے باغات میں صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ رہائشی جگہ عطا کی۔ ان لوگوں کی رفاقت کتنی بڑی خوش نصیبی ہے۔

حضرت ام ہشام رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۸۰/۲	۱۔ سیر اعلام النبلاء
۸۶/۵	۲۔ معجم البلدان
۴۴۲/۸	۳۔ الطبقات
۴۸۱/۱۲	۴۔ تہذیب التہذیب
۶۲۵/۵	۵۔ اسد الغابۃ
۴۰۷/۴	۶۔ الاصابۃ



۴۷

الشفاء بنت عوف رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے اپنی گود میں لینے والی اور ہجرت کرنے والی، عظیم خاتون۔

اچھا نام

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جب کہ نام معانی کے قالب ہوتے ہیں اور اسم اپنے معنی پر دلالت کرنے والا ہوتا ہے۔ تو حکمت کا تقاضا ہے کہ دونوں کے درمیان ارتباط اور تناسب پایا جائے۔ اسم کا اپنے معنی پر بقاعدہ ایک اثر ہوتا ہے۔

حسن و قباح، خفت و ثقل اور لطافت و کثافت کے اعتبار سے اسماء کے مسیات پر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ الفاظ کے صوتی اثرات ایک مسلم حقیقت ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا:

وَقَلَّ إِن أَبْصَرْتُ عَيْنَاكَ ذَا لِقَبِّ

إِلَّا وَمَعْنَاهُ إِن فَكَرْتُ فِي لِقَبِّهِ^(۱)

یہ کم ہی ہوتا ہے کہ اگر تیری آنکھیں کسی لقب والے کو دیکھ لیں۔ مگر آنکھ اس کا معنی اگر تو غور کرے تو اس کے لقب میں ہوگا۔

☆ اس لیے نبی کریم ﷺ اچھا نام رکھنا پسند فرماتے تھے، کیونکہ اچھا نام رکھنے سے اچھی اور قابل ستائش صفات کے ظہور کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابتداء سے جن ہستیوں کی نسبت ہوئی سب کے ناموں کو پیش نظر رکھیں تو ہر ایک نام میں آپ کو عمدہ معانی دیکھائی دیں گے۔ آپ دیکھئے والدہ کا نام آمنہ تھا جس میں امن و سکون کی طرف اشارہ۔

(۱) زاد المعاد (۲/۳۳۶) قدرے اختصار سے

آپ کو سب سے پہلے گود میں لینے والی کا نام الشفاء ہے۔ آپ کو پہلی دودھ پلانے والی خاتون کا نام ثوبیہ ہے جس میں ثواب کا معنی ہے۔

اور آپ کو باقاعدہ مستقل دودھ پلانے والی خاتون کا نام حلیمہ سعدیہ^(۱) ہے جس میں حلم و بردباری اور سعادت کے معانی پائے جاتے ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آمنہ بنت وہب ہے۔

پہلے گود میں لینے والی کا نام الشفاء بنت عوف ہے۔

جس نے آپ ﷺ کو پہلے دودھ پلایا اس کا نام ثوبیہ رضی اللہ عنہا ہے۔ یہ ابو لہب

کی کنیز تھی۔

نبی کریم ﷺ کی مستقل دانی کا نام حلیمہ بنت ابی دویب ہے۔

☆ اب ہم نبی کریم ﷺ کو سب سے پہلے گود میں لینے والی الشفاء بنت عوف بن

عبدالحرث بن زہرہ سے ملاقات کریں گے۔ یہ حضرت عبدالرحمان بن عوف

رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھی۔^(۲)

سعادت مند مومنہ:

بوصیری رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں:

و اذا سخر الاله اتا سا

لسعيد فانهم سعداء

اگر معبود حقیقی لوگوں کو کسی سعادت مند کے لیے مسخر کر دے تو وہ تمام لوگ

بھی سعادت مند ہو جائیں۔

(۱) حلیمہ سعدیہ کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے۔

(۲) الاستیعاب (۴/۳۳۵) الروض الانف (۱/۲۹۰) سیر اعلام النبلاء (۱/۱۷۴)

الاصابه (۴/۳۳۴)

☆ الشفاء رضی اللہ عنہا ان خوش نصیب خواتین میں سے ہیں۔ جن کے لیے حضرت محمد ﷺ کی برکت سے سعادت لکھ دی گئی۔ جب کہ اس نے ولادت باسعادت کے وقت آپ کو اپنی گود میں لیا۔ یہ ولادت کے دن وہاں حاضر تھی یہ شرف حاصل کرنے میں یہ منفرد دیکھائی دیتی ہیں۔

الشفاء رضی اللہ عنہا رسول اقدس ﷺ کی ولادت باسعادت کی خوش کن خبر یوں

بیان کرتی ہے۔ کہ

جب مالی آمنہ نے حضرت محمد ﷺ کو جنم دیا تو میں نے آگے بڑھ کر آپ کو اپنے ہاتھوں پر اٹھایا۔ میں نے غیب سے یہ آواز سنی کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا۔ تجھ پر تیرے رب کی رحمت کی برکھا بر سے۔ میرے لیے مشرق و مغرب کا درمیان روشن ہو گیا۔ میں نے شام کے بعض محلات دیکھے پھر میں نے آپ کو کپڑے پہنائے اور لٹا دیا پھر تھوڑی دیر بعد مجھے تاریکی نے ڈھانپ لیا مجھ پر خوف اور کچپی طاری ہو گئی۔ پھر میری دائیں جانب سے روشنی پھیلنی شروع ہوئی۔ پھر میں نے کہنے والے کو یہ کہتے ہوئے سنا:

اس کو کہاں لے جا رہے ہو۔

کہا: مشرق کی طرف یہ ہرگز واپس نہیں آئے گا۔

یہ بات میرے دل میں اٹکی رہی اور یہ منظر میرے حواس پر چھایا رہا، یہاں

تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے سر پر رسالت کا تاج رکھ دیا۔

سب سے پہلے میں نے اسلام قبول کیا۔^(۱)

☆ ایک دوسری روایت میں بھی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ الشفاء رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت آپ کو اپنی گود میں اٹھایا۔

السيرة الدحلانية میں مذکور ہے کہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے تو سب سے پہلے میں نے انہیں اپنے ہاتھوں میں لیا۔ میں نے کہنے والے کو یہ کہتے سنا۔
رحمک اللہ۔ آپ پر اللہ کی رحمت ہو۔

اس کی طرف سے علامہ بوصیری رحمہ اللہ اپنے لطیف ہمزئیہ قصیدے میں یہ شعر کہتے ہیں۔

شَمَّتَتْهُ الْأَمْلَاقُ إِذْ وَضَعَتْهُ

وَشَفَّتْنَا بِقَوْلِهَا الشِّفَاءُ

جب اسے جنم دیا تو کائنات نے اس کی خوشبو کو محسوس کیا اور الشفاء نے اس کی باتیں سنا کر ہمیں شفا دی۔

اس کی اولاد:

اللہ تعالیٰ نے الشفاء رضی اللہ عنہا کو سعادت مند بیٹا عطا کیا ابھی وہ ماں کے پیٹ میں تھا کہ سعادت کے آثار دیکھائی دینے لگے۔ وہ بیٹا عبدالرحمن بن عوف تھا۔ جو ان دس خوش نصیبوں میں سے ایک تھا جنہیں زندگی میں جنت کی بشارت دی گئی۔ وہ ان آٹھ صحابہؓ میں سے ایک تھا جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اور ان چھ جلیل القدر اصحاب شوریٰ میں سے ہے جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ان میں سے کسی ایک کو اپنا خلیفہ بنا لیا جائے یہ وہ عظیم المرتبت صحابی ہے۔ جس کا رسول اللہ ﷺ نے نام بدل کر عبدالرحمن رکھا۔

حضرت الشفاء کی اولاد کو اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل ہوئی وہ سب مسلمان ہوئے۔

اور وہ تھے اسود عاتکہ اور عبدالرحمان کی ہمیشہ الشفاء کیونکہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک بیٹی کا نام بھی الشفاء رکھا تھا۔

عزت اور شرافت:

حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی خواتین میں سے تھیں اور اس میدان میں اسے سبقت لے جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

☆ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا کی عظمت کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ میت کی جانب سے غلام آزاد کرنے کی سنت بھی اسی سے جاری ہوئی۔ جب یہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی وفات پا گئیں تو اس کے بیٹے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی والدہ کی طرف سے غلام آزاد کرنا چاہتا ہوں تو آپ نے فرمایا ٹھیک ہے آزاد کر دو اجازت ہے۔^(۱)

☆ اس منظر سے یہ عیاں ہوتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے قدردان تھے اس کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ نے اس کے حق میں خیر و بھلائی کی گواہی دی اور فرمایا:

خياركم خياركم لنسائي.

تم میں بہتر وہ ہے جو میری ازواجِ مطہرات سے بہتر سلوک کرے۔

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات کے لیے ایک باغ لگایا۔ جس کی مالیت چار لاکھ درہم تھی۔ اور اس کی آمدن ازواجِ مطہرات کی ضروریات کے لیے وقف تھی۔^(۲)

☆ یہ حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت الشفاء رضی اللہ عنہا ہیں۔ جس کی صاف ستھری سیرت نے ہمارے دلوں کو شفا بخشی۔

اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے راضی کر دیا۔ اور اسے جنت کے چشموں سے

(۱) الطبقات (۲۴۷/۸) الاصابہ (۳۳۴/۴)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۸۵/۱)

سیراب کیا۔

حضرت الشفاء بنت عوف رضی اللہ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۳۶/۲

۱۔ زاد المعاد

۳۳۵/۴

۲۔ الاستیعاب

۲۹۰/۱

۳۔ الروض الانف

۷۴/۱

۴۔ سیر اعلام النبلاء

۳۳۴/۴

۵۔ الاصابة

۱۶۹/۱

۶۔ دلائل النبوة اصبهانی

۲۴۸/۸

۷۔ الطبقات



۴۸

الشیماء بنت الحارث السعدیہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اگر آپ پسند کریں تو میرے پاس عزت و احترام سے رہیں اور اگر آپ چاہیں تو اپنی قوم کی طرف واپس چلی جائیں میں آپ کو پہنچا دوں گا۔“

پہلی گود میں اٹھانے والی

یہ قبیلہ بنو سعد کی ایک بدوی خاتون ہے۔ جس کی آنکھیں دیہات کی کھلی فضا سے مانوس ہیں۔ ایسی کھلی فضا جس کی کوئی حد بندی نہیں اور نہ ہی کوئی جکڑ بندی ہے۔ اس کا دل بھی دیہات کے صحراء کی نرم و نازک ریت پر اس کی کھلی فضاؤں اور وسیع و عریض سرزمین پر خوشگوار زندگی بسر کرنے کو کرتا ہے۔

☆ ایک روز قبیلہ بنو سعد کی دودھ پلانی والی خواتین مکہ معظمہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں آئیں۔ ان میں حلیمہ سعدیہ بھی تھی۔ وہ تھوڑا ہی عرصہ مکہ میں ٹھہری اور ایک بچے کو گود میں لیے واپس آئی۔ یہ دودھ پینے والا بچہ سیدنا حضرت محمد ﷺ تھا۔ جسے حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا تو اس کی ہر چیز میں برکت پیدا ہو گئی۔ اس کی بکری موٹی تازی ہو گئی۔

ان کا دودھ بڑھ گیا ان کی چراگاں ہیں سرسبز و شاداب ہو گئیں۔

☆ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ صحراء میں دو سال رہے اور حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا انہیں دودھ پلاتی رہیں۔ اور اس کی بیٹی الشیاء بنت الحارث بن عبد العزیٰ بن رفاعۃ السعدیہ نبی کریم ﷺ کی رضاعی بہن آپ کو اپنی گود میں کھیلاتی رہی۔ (۱)

☆ الشیاء کا نام حذافۃ یا جدامہ تھا، لیکن نام پر الشیاء لقب غالب آ گیا اور وہ اپنی قوم میں اسی لقب سے مشہور و معروف ہوئی (۲) یاد رہے کہ نبی کریم ﷺ کے

رضاعی بہن بھائی یہ تھے، عبداللہ، انیسہ اور الشیاء یہ سب حارث کی اولاد تھے۔
 الشیاء رسول اللہ ﷺ کو اپنی گود میں اٹھایا کرتی اور اپنی والدہ حلیمہ سعدیہ کا ہاتھ بٹاتے ہوئے آپ کی دیکھ بھال میں پوری دلچسپی لیا کرتی تھی۔
 یہ اسے ام ایمن الحبشہ (۱) جس کا نام برکتہ تھا سے پہلے نبی کریم ﷺ کو گود میں اٹھا کر کھیلانے و دل بہلانے کا شرف حاصل ہوا۔

مقبول دعاء:

نبی کریم ﷺ ابھی دو سال کے ہوئے لیکن آپ عمدہ صحت کی وجہ سے چار سال کی عمر کے لگتے تھے۔ حلیمہ سعدیہ معاہدے کے مطابق آپ کو لے کر مکے کی طرف روانہ ہوئی تاکہ انہیں ان کی والدہ آمنہ بنت وہب کے سپرد کر دیں لیکن دل میں یہ امنگ تھی کہ انہیں دکھلا کر واپس دوبارہ اپنے ساتھ لے آؤں۔ آپ کی والدہ نے حلیمہ سعدیہ کا شوق، ولولہ اور والہانہ محبت و شفقت دیکھی تو دوبارہ اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی۔ حبیب مصطفیٰ ﷺ خوشی خوشی دوبارہ صحراء کی کھلی فضا میں رہنے کے لیے حلیمہ سعدیہ کے ساتھ واپس آ گئے۔

☆ اب کی دفعہ نبی کریم ﷺ حلیمہ سعدیہ کے بچوں کے ساتھ بکریاں چرانے کے لیے تشریف لے جاتے، آپ کی رضاعی بہن الشیاء آپ کا ہر طرح سے خیال رکھتی اگر راستہ طویل ہوتا اور گرمی زیادہ ہوتی تو یہ آپ کو گوداٹھا لیتی، اور کبھی نیچے چھوڑ دیتی تاکہ آپ کھیل کر دل بہلا لیں، پھر آپ کو پکڑ لیتی اور اپنے دیر کے صدقے واری جاتی۔ اور کبھی آپ کو درخت کے سائے میں بٹھاتی اور آپ کا دل بہلانے کے لیے لوری سناتی۔
 جس کے بول یہ ہیں:

(۱) ام ایمن کا تذکرہ پیچھے گزر چکا ہے۔

يَا رَبَّنَا ابْقِ لَنَا مُحَمَّدًا
حَتَّىٰ آرَاهُ يَافِعًا وَآمُرَدًا
ثُمَّ آرَاهُ سَيِّدًا مُّسَوَّدًا
وَ اكْبَتُ اعَادِيهِ مَعًا وَ الْحُسَدَا

واعطيه عزًّا يَدُومُ أَبَدًا

اے ہمارے رب ہمارے لیے حضرت محمد ﷺ کو باقی رکھو تا کہ میں اسے گھبر و جوان ہوتا دیکھوں۔

پھر میں اسے ایسے سردار کے روپ میں دیکھوں جس کو لوگ حسد اور رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

اور اسے ایسی عزت دے جسے دوام حاصل ہو۔

ابو عروہ ازدی نے جب یہ لوری سنی تو کہنے لگا۔

دیکھئے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو کیسے قبول کیا ہے۔ (۱)

یہ میرا بھائی ہے:

الشیاء اور اس کے گھر والے نبی کریم ﷺ کی برکت کو بچشم خود دیکھ رہے تھے اسی لیے تو ان کے دل میں آپ کی قدر و قیمت میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ حلیمہ سعدیہؓ آپ کو دور نہیں جانے دیتی تھی اپنی بیٹی الشیاء کو ہمیشہ یہ تلقین کرتی رہتی کہ اپنے بھیا کا خیال رکھنا کہیں اسے اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا۔

☆ ایک روز دوپہر کے وقت حلیمہ سعدیہؓ کی نظروں سے آپ اوجھل ہو گئے تو یہ آپ کی تلاش میں نکلی دھوپ بڑی تیز تھی گرمی نے اسے پریشان کر رکھا تھا۔ حلیمہ سعدیہؓ نے دیکھا کہ وہ اسے یہ لوری سنا رہی ہے۔

هذا اخ لي لم تلده امي

وليس من نسل ابي و امي

فانمه اللهم فيما تنمي

یہ میرا بھائی ہے حالانکہ میری ماں نے اسے جنم نہیں دیا اور نہ ہی یہ میرے
ماں باپ کی نسل سے ہے۔

اے اللہ تو اسے خوب پروان چڑھا۔

حلیمہ سعدیہؓ نے اپنی بیٹی کو ڈانٹ پلاتے ہوئے کہانی شیماء اس گرمی میں تو
اسے لیے بیٹھی ہے؟

اس نے معصومانہ انداز میں کہا امی جان میرے بھائی کو گرمی کہاں لگتی ہے۔
میں نے دیکھا ایک بدلی اس پر سایہ فگن رہتی ہے۔ جب یہ ٹھہرتے تو بدلی بھی رک
جاتی اور چل پڑتے تو ساتھ ہی بدلی بھی چل پڑتی۔ امی جان کہاں کی گرمی کہاں کی
دھوپ ہم اسی طرح بادل کے زیر سایہ چلتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں۔ یہ سن کر حلیمہ
سعدیہ انگشت بدنداں رہ گئی۔ چہرے پر تعجب و حیرانگی کے آثار دیکھائی دینے لگے۔
پوچھا میری بیٹی کیا تو سچ کہہ رہی ہے۔

بیٹی نے کہا اللہ کی قسم بادل نے ہم پر سایہ کیے رکھا۔ امی کیا بتاؤں یہ کیسا
عجیب و غریب خوشگوار منظر تھا۔ (۱)

☆ نبی کریم ﷺ بنو سعد میں پانچ سال تک رہے۔ وہیات کی آزاد فضاؤں میں
پرورش پاتے رہے، صحت اور نشو و نما ہم رکاب رہیں۔ بنو سعد کی خالص عربی
زبان سے آشنائی حاصل کی۔ اس پر آپ کو فخر تھا۔ آپ اپنے صحابہؓ سے فرمایا
کرتے تھے۔

میں تم سے زیادہ فصیح و بلیغ ہوں میں قریشی ہوں اور بنو سعد بن بکر میں دودھ پیا ہے۔

☆ ان پانچ سال میں آپ کی طبیعت پر گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ الشیاء اس کے اہل خانہ اور اس کی قوم کی عزت اور محبت پوری زندگی آپ کے شامل حال رہی، آئندہ سطروں میں ہم اس کی صداقت دیکھیں گے۔

میں تمہارے سردار کی بہن ہوں:

☆ ہوازن کے دن یعنی غزوہ حنین میں مسلمان کامیاب ہوئے۔ میدان جنگ سے جن لوگوں کو گرفتار کیا گیا ان میں الشیاء بھی تھی۔ اس نے مسلمان مجاہدین سے کہا۔ تم جانتے ہوں بخدا میں تمہارے سردار کی رضاعی بہن ہوں انہیں اس کی بات کا یقین نہ آیا تو اسے رسول اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کی کوئی نشانی۔

اس نے کہا یہ دیکھئے بچپن میں آپ کو کھلاتی تھی تو اس دوران میری کلائی پر زخم آیا تھا۔ جس کا یہ نشان ہے۔

رسول اللہ ﷺ یہ نشان دیکھ کر پہچان گئے۔ آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور اس پر اسے بٹھایا اور اس کے ساتھ بڑے اچھے انداز میں پیش آئے۔ اور یہ فرمایا: اگر آپ پسند کریں تو یہاں عزت سے رہیں۔ اور اگر آپ چاہیں تو اپنی قوم کی طرف واپس چلی جائیں میں آپ کو پہنچا دوں گا۔

اس نے کہا میں اپنی قوم میں ہی واپس جانا چاہتی ہوں۔ پھر اس نے اسلام قبول کر لیا اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔

رسول اللہ ﷺ نے جاتے وقت اسے مکحول نامی غلام، ایک کنیز، بکری اور بہت سی دیگر اشیاء دے کر رخصت کیا، اور اسے اس کی قوم کی طرف لوٹا دیا۔

☆ نبی کریم ﷺ کا یہ حسن سلوک صرف حضرت الشیاء تک ہی محدود نہیں تھا۔ بلکہ آپ پورے خاندان بنو سعد کے ساتھ شفقت، مہربانی اور حسن سلوک سے پیش آئے^(۱) بنو سعد چونکہ ہوازن قبیلے کی شاخ تھے جب غزوہ حنین میں آپ کو غلبہ حاصل ہوا۔ ان کے مال عورتیں اور بچے مال غنیمت میں ہاتھ آئے۔ اس وقت ہوازن کا ایک سرفد آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے درخواست گزار ہوئے ان میں آپ کے ایک رضاعی چچا بھی تھے۔ وہ اپنی انکساری اور فروتنی کا اظہار کرنے لگے۔ ان کے خطیب زہیر بن صرد نے آگے بڑھ کر کہا:

یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کی رضاعی پھوپھیاں اور خالائیں اور آپ کو گود میں کھیلانے والی آپ کو دودھ پلانے والی خواتین حاضر خدمت ہیں۔ میں نے آپ سے بہتر کوئی دودھ پینے والا بچہ نہیں دیکھا اور نہ ہی دودھ کی مدت پوری کر کے آپ سے زیادہ بہتر انداز میں دودھ چھوڑنے والا کوئی دیکھا۔ میں نے آپ سے بہتر اس بھری کائنات میں کوئی جوان نہیں دیکھا۔ آپ میں ساری بھلائیاں مکمل دکھلائی دیتی ہیں۔ ہم آپ کے خاندان کے لوگ ہیں ہم پر احسان کیجئے نظر کرم کیجئے۔ اللہ آپ پر اپنی نظر کرم کرے گا۔ پھر اس نے یہ اشعار کہے۔

۱۔ اُمْنُنْ عَلَیْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِیْ کَرَمٍ

فَاِنَّكَ الْمَرْءُ نَرْجُوْهُ وَنَنْتَظِرُ

۲۔ اُمْنُنْ عَلٰی نِسْوَةٍ قَدْ کُنْتَ تَرْضَعُهَا

اِذْ فَوْكَ يَمْلُوْهُ مِنْ مَحْضِهَا دُرْدُ

(۱) الاستیعاب (۳۳۶/۴) البدایہ و النہایہ (۳۶۳/۳) تاریخ الطبری (۱۷۱/۲)

الشفاء (۲۵۹/۱) عیون الاثر (۲۲۱/۲) الاصابہ (۳۳۵/۴) وغیرہ

۳۔ فالبس العفو من قد كنت ترضعه

من امهاتك ان العفو مشتهر

۴۔ اَنَا نَوْمِلْ عَفْوًا مِنْكَ تَلْبُسُهُ

هذی البریة اذ تعفو و تنتصِرُ

۱۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہم پر جو دو کرم سے احسان کیجئے۔ آپ تو ایسی

شخصیت ہیں جس سے ہمیں امیدیں وابستہ ہیں۔ اور ہم اس کے منتظر ہیں۔

۲۔ آپ ایسی خواتین پر احسان فرمائیں جن کا آپ دودھ پیتے رہے وہ

آپ کے منہ کو اپنے دودھ سے لبریز کر دیتی تھیں۔

۳۔ آپ عفو و درگزر کا لبادہ اوڑھ لیں، آپ اپنی رضاعی ماؤں کا دودھ نوش

جان کرتے رہے۔

۴۔ بلاشبہ آپ کا عفو و درگزر مشہور ہے۔

جب نبی کریم ﷺ نے یہ جادو اثر بیان رس بھرے اشعار سنے تو آپ نے

ارشاد فرمایا:

ما كان لي و لبني عبدالمطلب فهو لكم.

”میرے پاس اور جو کچھ بنو عبدالمطلب کے پاس ہے وہ سب تمہارا ہے۔“

قریش نے اس موقع پر اعلان کیا۔

جو کچھ ہماری ملکیت میں ہے وہ سب اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔

انصار نے کہا:

جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے۔

ان کی آزادی کا یہی سبب بنا، الشیاء وہاں سے واپس اپنی قوم میں آ گئی، نبی

کریم ﷺ کا قدیم و جدید، خصوصی و عمومی تعاون اس خاندان کے شامل حال رہا۔ (۱)

☆ یہ اس جلیل القدر صحابیہ کی سیرت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نوازا اور اسے اسلام کی نعمت سے سرفراز کیا اور دنیا و آخرت میں سعادت کی کامیابی و کامرانی عطا فرمائی۔

اللہ تعالیٰ الشیاء سے راضی ہوا۔ اور اسے اپنی رحمت کے دامن میں لے لیا۔
حضرت الشیاء بنت الحارث السعدیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الاصابة ۳۳۵/۴
- ۲۔ دلائل النبوة بیہقی ۱۳۲/۱
- ۳۔ السيرة النبوية دحلان ۶۳/۱
- ۴۔ السيرة الحلبیہ ۱۶۷/۱
- ۵۔ جمهرة انساب العرب ابن حزم ۲۶۵/۱
- ۶۔ البدايه و النهاية ۳۶۳/۴
- ۷۔ الاستيعاب ۳۳۶/۴
- ۸۔ تاريخ الطبری ۱۷۱/۲
- ۹۔ الشفاء ۲۵۹/۱
- ۱۰۔ انساب الاشراف ۹۳/۱
- ۱۱۔ اسد الغابة ۴۸۹/۵
- ۱۲۔ عیون الاثر ۲۲۱/۲
- ۱۳۔ المغازی ۹۱۳/۳
- ۱۴۔ السيرة الحلبیة ۱۷۰/۱



۴۹

سمیۃ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
آل یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔
رسول اللہ ﷺ نے دعا کی:
الہی! آل یاسر میں سے کسی کو بھی آگ کا عذاب نہ دینا۔

اولین کے ساتھ

مسلمان خواتین کی تاریخ میں یہ عجب اتفاق ہے۔ کہ سب سے پہلے جو دائرہ اسلام میں داخل ہوئی وہ ایک خاتون ہے؟ جس نے سب سے پہلے جام شہادت نوش کیا وہ بھی ایک خاتون ہے۔

☆ جس نے اللہ کی مخلوق میں سے نبی کریم ﷺ کی دعوت پر سب سے پہلے اسلام قبول کیا: وہ ام المومنین خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تھیں۔

☆ اور تاریخ اسلام میں سب پہلے جس کے نصیب میں شہادت آئی وہ سمیۃ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہے۔^(۱) یہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھیں۔

☆ اب ہم حضرت سمیۃ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مفید گفتگو کا آغاز کرتے ہیں یہ گفتگو اتنی ہی مؤثر ہوگی جتنی کوئی اس کو شوق سے سنے گا۔ اس نے اپنی زندگی کا آغاز ایک چھوٹی سی آزمائش سے کیا لیکن انجام بڑی کامیابی کی صورت میں ہوا، وہ شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئی۔ اور یہ ان شہداء کی فہرست میں شامل ہوئی جو زندہ اور اپنے رب کے ہاں رزق پا رہے ہیں۔ اور جو اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا فضل و کرم کیا اس پر یہ شاداں و فرحاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی نعمتیں نچھاور کیں۔

تین ستون:

عامر بن مالک کا ایک بیٹا یمن سے مکہ کی طرف گیا۔ لیکن وہ واپس نہ آیا

بڑی دیر تک وہ غائب رہا، اس کے بھائی یاسر، حارث اور مالک عامر کے تینوں بیٹے اپنے بھائی کی تلاش میں مکہ معظمہ آئے۔ لیکن انہیں اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ ان کے بھائی یاسر کو مکہ رہائش کے لیے پسند آیا بیت اللہ کے پہلو میں رہنا اسے دلی طور پر بہت اچھا لگا۔ اور اس کے بھائی حارث اور مالک دونوں واپس یمن چلے گئے۔

☆ یاسر اکیلا ہی مکہ میں رہائش پذیر ہوا۔ اس نے وہاں کے مقامی دستور کے مطابق بنو مخزوم سے حلیف ہونے کا معاہدہ کر لیا۔ اس کا ابو حذیفہ بن مغیرہ بن عبد اللہ الحزومی کے ساتھ حلیف ہونے کا معاہدہ طے پایا۔ اسی کی کفالت میں اس نے زندگی بسر کی۔ پھر اس نے اس کی شادی اپنی ایک کنیز سمیۃ بنت خطاب کے ساتھ کر دی۔

جس سے عمار نے جنم لیا۔ ابو حذیفہ نے اسے آزاد کر دیا۔ اس طرح یاسری خاندان کی بنیاد پڑی، عمار اور یاسر ابو حذیفہ کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ وہ وفات پا گیا۔

☆ خاندان یاسریہ کی شہرت کے سفر کا آغاز ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے مبعوث فرمایا۔ عمار اور اس کے ماں باپ یاسر تینوں مسلمان ہو گئے۔ اس طرح اسلام کے تین ستون بلند ہوئے۔

یہاں پہ تاریخ اپنا سنہری ورق کھولتی ہے۔ تاکہ اس خاندان کے مثالی صبر کو اپنے صفحات پر آراستہ کرے کہ اس خاندان نے کس جذبہ صادقہ کے ساتھ شجر اسلام کی آبیاری کی۔ اور دین کی سر بلندی کے لیے مسلسل کیسا فیاضانہ کردار ادا کیا۔ حضرت سمیۃ رضی اللہ عنہا اس حوالے سے اپنے خاندان میں سرفہرست دیکھائی دیتی ہیں۔

جس نے پہلے اسلام کا اظہار کیا:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے اعتبار سے جن لوگوں نے سبقت کا مظاہرہ کیا اللہ تعالیٰ ان کے بہتر انجام کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہوئے ان کی تعریف کرتے ہیں۔

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾

(الواقعه : ۱۰، ۱۲)

”سبقت لے جانے والے ہی تو سبقت لے جانے والے ہیں وہی تو مقرب ہیں نعمتوں والی جنت میں داخل ہوں گے۔“

☆ جب اسلام ظہور پذیر ہوا تو حضرت سیمہ رضی اللہ عنہا مومنات میں سرفہرست تھیں۔ بلکہ حضرت سیمہ وہ پہلی خاتون ہے۔ جس نے چیلنج کے انداز میں مشرکین کے روہر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اسلام قبول کرنے کے اعتبار سے اس کا نمبر ساتواں ہے۔ جیسا کہ ابن اثیر کہتے ہیں۔

كانت سابع سبعة في الاسلام و كانت ممن يعذب في الله عز وجل اشد العذاب.

وہ اسلام قبول کرنے کے حوالے سے ساتویں نمبر پر تھی اور وہ ان خواتین میں سے تھی جن کو اللہ کی راہ میں شدید تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔^(۱)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ فرماتے ہیں۔

اول من اظهر الاسلام سبعة رسول الله صلى الله عليه وسلم و ابو بكر و بلال و خباب و صهيب و عمار و سمية ام عمار.

جنہوں نے پہلے اسلام کا اظہار کیا وہ سات ہیں۔ رسول اللہ ﷺ، ابو بکرؓ، بلالؓ، خبابؓ، صہیبؓ، عمار اور سیمہ ام عمار رضی اللہ عنہا۔^(۲)

صبر کرنے والی اور چیلنج دینے والی:

☆ تاریخ میں کوئی مسلمان خاتون ایسی دیکھا کی نہیں جتنی جس نے ام عمار سیمہ رضی اللہ عنہا

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۸۱)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۲۶) انساب الاشراف (۱/۱۵۸)

جیسا صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا ہو۔ جس نے صبر و تحمل کو اپنا شعار بنالیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ صابرین کو ان کے صبر کا بدلہ پورا پورا دیا جائے گا۔

☆ آپ ذرا تصور کریں کہ ایک ایسی خاتون جس کی ہڈیاں کمزور ہو چکی ہوں۔ اور وہ بڑھاپے کی انتہاء کو پہنچ چکی ہو۔ اور اس نے پتھر دل لوگوں کی تکالیف اور اذیتوں کو صبر و تحمل سے برداشت کیا ہو۔ پتھر بھی جب پھٹتے ہیں تو ان میں سے پانی نکلتا ہے۔ ان کے دل تو پتھروں سے بھی زیادہ سخت تھے۔ یہ عظیم خاتون ان کے ظلم و ستم اور دھمکیوں کو برداشت کرتی رہی۔ اور یہ سب کچھ اس کے اللہ پر ایمان کی وجہ سے ممکن ہو سکا۔

☆ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کیلی ہی اس ظلم و ستم کا نشانہ نہیں بنی تھی بلکہ اس کے ساتھ اس کا پورا خاندان ان اذیتوں سے دو چار تھا، کوڑوں نے ان کے جسموں کے پر نچے اڑا دیئے تھے۔ لیکن ان کا اپنے اللہ پر پختہ ایمان پہاڑوں کی مانند تھا جن پر نہ موجیں اثر انداز ہوتی ہیں اور نہ آندھیاں ان صبر کرنے والوں نے خواب دیکھنے والوں کے خوابوں کو اس انداز میں چھوڑا جیسے ہوائیں تنکوں کو اڑالے جاتی ہیں۔ بڑے بڑے مشرک اس خاندان کا صبر دیکھ کر ورطہ حیرت میں پڑ گئے۔ اس خاندان نے مشرکین کی بد اعمالیوں کو اور اپنے قابل تعریف صبر جمیل کو تاریخ کے صفحات میں درج کرایا۔

☆ ذرا ان اللہ والوں کو دی جانے والی اذیتوں کی ایک بھلک تو دیکھیں علامہ ابن کثیر ابن اسحاق کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔

☆ بنو مخزوم عمار اس کے والد اور اس کی والدہ کو گرم ترین دو پہر کے وقت مکہ کی تپتی ہوئی ریت پر اذیت دینے کے لیے باہر لے جاتے رسول اللہ ﷺ وہاں سے گذرتے اور انہیں تکلیف دہ صورت حال میں دیکھ کر یہ ارشاد فرماتے۔

صبراً آل یاسر موعدکم الجنة.

آل یاسر صبر کرو تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔ (۱)

☆ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا جابر بن عبد اللہ کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمار اور اس کے خاندان کے پاس سے گزرے انہیں اذیت دی جا رہی تھی۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا:

ابشروا آل عمار و آل یاسر فإن موعداکم الجنة.

آل عمار اور آل یاسر خوش ہو جاؤ تمہارا ٹھکانہ جنت ہے۔ (۲)

جہاں تک عمارؓ کی والدہ سمیہ رضی اللہ عنہا کا تعلق ہے اسے اسلام کے اقرار پر ڈٹ جانے کی وجہ سے ان بد قماشوں نے قتل کر دیا، اللہ اس سے راضی ہو گیا اور اسے راضی کر دیا۔

پہلی شہیدہ:

☆ مؤمن شہداء کی پہلی جماعت میں حضرت سمیہؓ کے خاوند یاسر رضی اللہ عنہ تھے یہ مرد مؤمن مشرکین کے ہاتھوں اذیتیں سہتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ جہاں تک شہداء کی بطل جلیل خاتون کا تعلق ہے۔ جسے سمیہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے۔ یہ ابو جہل فاسق کو اس کے بچا ابو حذیفہ بن مغیرہ نے دی تھی یہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ لیکن تکالیف کو جس انداز میں برداشت کرتی بڑے بڑے جوان مرد بھی برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ابو جہل کہنے نے اسے بہت ستایا، اور اسے اذیت دینے میں اپنے کہنے کو بروئے کار لانے کی انتہاء کر دی، اسے یہ امید تھی کہ وہ دین کے حوالے سے یہ اذیت برداشت نہیں کر سکے گی۔ لیکن یہ کیسے ممکن تھا؟۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے چپ سادھ لی ابو جہل جو بھی سوال کرتا یہ بالکل خاموش رہتی کسی

(۱) البدایہ و النہایہ (۳/۵۶ و ۵۷)

(۲) مستدرک حاکم (۳/۲۸۴) الحلیۃ (۱/۱۴۹)

بات کا جواب نہ دیتی اس بیہودہ انسان نے یہاں تک کہہ دیا کہ تم حضرت محمد ﷺ کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر ایمان لائی ہو۔ (۱) لیکن زمین جہد نہ جہد گل محمد کی طرح بالکل خاموشی اختیار کیے رہی۔

☆ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا چپ سادھے رہی کوئی بات نہ کی ہر طرح کی اذیت برداشت کرتی رہی۔ اپنے ٹھوس عقیدے کی وجہ سے ابو جہل اور اس کے ساتھیوں پر اس کا پلہ بھاری رہا۔ اللہ کی راہ میں اذیت اور آزمائش کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔

☆ جب یہ فاسق اس کے صبر و تحمل کی وجہ سے مایوس ہو گیا تو اس کے صبر نے اس ناہنجار کو انگلیخت کیا تو اس نے نیزہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے دل میں پیوست کر دیا جس سے وہ جام شہادت نوش کرتی ہوئی موت کی وادی میں اتر گئی۔

انا لله وانا اليه راجعون

وہ اپنی روح اپنے خالق کو سپرد کر کے خوش و غم ہو گئی۔

بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں اس کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جلد پہنچ گئی۔ اس کی شہادت نبوت کے چھٹے سال وقوع پذیر ہوئی یہ تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہے۔

☆ ابھی چند سال گزرنے نہ پائے تھے کہ فرعون امت اللہ کا دشمن میدان بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کر دیا گیا نبی کریم ﷺ نے عمار بن سمیہ کو بشارت دیتے ہوئے کہا:

قتل الله قاتل أمك.

اللہ نے تیری والدہ کے قاتل کو قتل کر دیا۔

☆ اس نبوی بشارت کے ساتھ ساتھ عمار رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی وہ دعا بھی یاد آئی جو آپ نے اس کے خاندان کے بارے میں کی تھی۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُعَذِّبْ اَحَدًا مِّنْ آلِ يَاسِرٍ بِالنَّارِ.
 الہی! تو آل یاسر میں سے کسی کو بھی جہنم کے عذاب میں مبتلا نہ کرنا۔
 ☆ اللہ تعالیٰ سمیۃؓ، اس کے بیٹے اور اس کے خاوند سے راضی ہوا۔
 آئیے ہم بھی رسول اللہ ﷺ کی دعا کے ساتھ مل کر دعا کریں۔

اللهم اغفر لآل یاسر و قد فعلت.
 الہی آل یاسر کو بخش دے اور واقعی تو نے ایسے ہی کیا۔
 آئیے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کریں۔
 ﴿رَبَّنَا فَاعْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ﴾

(آل عمران: ۱۹۳)

”ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے ہماری خطائیں مٹا دے اور ہمیں
 نیک لوگوں کے ساتھ فوت کرنا۔“

آمین یا رب العالمین

حضرت سمیۃ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے
 مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|----------|-------------------------|
| ۴۸۱/۵ | ۱۔ اسد الغابۃ |
| ۴۲۷/۴ | ۲۔ الاصابۃ |
| ۳۲۶/۴ | ۳۔ الاستیعاب |
| ۱۵۸/۱ | ۴۔ انساب الاشراف |
| ۵۷، ۵۶/۳ | ۵۔ البدایہ و النہایہ |
| ۱۴۹/۱ | ۶۔ الحلیۃ |
| ۲۴۰/۱ | ۷۔ السیرۃ النبویہ دحلان |

۵۰

ضبابة بنت زبير رضى الله عنها

ضبابة نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں حج کرنا چاہتی ہوں۔ کیا میں کوئی

شرط لگا سکتی ہوں؟

فرمایا: ہاں!

عرض کی کیسے کہوں؟

آپ نے فرمایا: تم یہ الفاظ کہو۔

لیک اللهم لیک لیک محلی من الارض حیث یحبسنى .

بہترین خاتون اور بہترین مرد

☆ بہترین لوگوں کے درمیان ہمارے خوشگوار سفر میں جہان صحابیات میں ہماری ملاقات ایک ایسی خاتون سے ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی قریبی رشتہ دار تھی اور اسے رسول اللہ ﷺ کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اس خاتون کا نام ہے ضباۃ بنت الزبیر بن عبدالمطلب بن ہاشم القرظیۃ البہاشمیۃ۔ یہ نبی کریم ﷺ کے چچا کی بیٹی تھی۔ (۱)

☆ ہم رسول اللہ ﷺ کے چچا کی بیٹی کا تذکرہ تو کریں گے ہی۔ اس میں کوئی ہرج کی بات نہیں آپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کے نام بھی ہم جان لیں۔ نبی کریم ﷺ کے دادا عبدالمطلب کے دس بیٹے تھے اور چھ بیٹیاں عبد اللہ بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کے والد ماجد تھے۔

آپ کے چچا زبیر، ابوطالب، عباس، ضرار، حمزہ، المقوم، ابولہب عبدالعزیٰ، الجارث، اور نوفل تھے یہ سب عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔

☆ آپ کی پھوپھیاں یہ تھیں عاتکہ، امیمہ، البیضاء یعنی ام حکیم، برہ، صفیہ (۲) اور ارویٰ یہ سب عبدالمطلب کی بیٹیاں تھیں۔

اے ضباۃ خوش آمدید:

نبی کریم ﷺ کے بچپن میں ضباۃ کے والد زبیر آپ کے ساتھ بڑی نرمی اور

(۱) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۰) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۳۲)

(۲) صفیہ بنت عبدالمطلب کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

لطف سے پیش آتے۔ زبیر بن عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کا بڑا چچا تھا۔ اس کی کنیت ابو الطاہر تھی۔ السہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں یہ قریش کے بڑے وسیع الظرف نوجوان تھے۔

اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے کا نام طاہر رکھا۔

☆ السہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ زبیر ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے موت کے بعد بعثت کا اقرار کر لیا تھا۔ اسے مکے میں رہائش پذیر ایک ظالم کی موت کا بتایا گیا تو زبیر نے پوچھا اس کی موت کس طرح واقع ہوئی۔ تو اسے یہ بتایا گیا کہ وہ اپنے کیے میں پکڑا گیا تو زبیر کہنے لگے۔ تو پھر ایک روز ایسا ہونا چاہئے جس میں اللہ تعالیٰ مظلومین کو انصاف مہیا کرے۔ اس سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بعثت کے قائل ہو چکے تھے۔ (۱)

☆ زبیر اپنے چھوٹے بھائی کے بیٹے حضرت محمد ﷺ سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ بڑی شفقت سے پیش آتے اور بچپن میں اسے یہ لوری سنایا کرتے تھے۔

مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ مَنَاحٍ عَشْتُ بَعِيشِ انْعَم
لَا زِلْتَ فِي عَيْشِ عَمٍّ ☆ وَ دَوْلَةٍ وَ مُغْنَمٍ
يُغْنِيكَ عَنْ كُلِّ الْعَمِّ ☆ وَعَشْتُ حَتَّى تَهْرَمَ

محمد بن عبد اللہ تم خوشحالی کی زندگی بسر کرو۔

تم ہمیشہ دولت مند اور خوشحال رہو۔

وہ تجھے ہر چچا سے بے نیاز کر دے اور تم بڑھاپے تک زندہ رہو۔

☆ ضباعہ کے حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا باپ اس سے پیار کرتا تھا۔ اور اس میں خیر کے پہلو محسوس کرتا تھا۔ اور اس کے سامنے چھوٹے چھوٹے گیت گنگنا کر کرتا تھا، جن میں اخلاقیات کا درس ہوتا اور فضائل کی جھلک ہوتی۔

وہ اسے جھوم کر یہ گیت سناتا۔

یا حبذا ضباۃ ☆ مکرمۃ مطاعۃ

لا تسرق البضاۃ ☆ لا تعرف الخلاۃ

واہ واہ کیا خوب ضباۃ، معزز اور ہر دلعزیز جس کا ساماں چوری نہیں کیا جاتا اور نہ اس کے ہاں بیہودگی کا نام و نشان ہی ہے۔

اور کبھی یہ کہتا:

ان ابنتی لحرۃ ذات حسب

لا تمنع النار و لا فضل الحطب

بلاشبہ میری بیٹی آزاد اور خاندانی ہے۔

آگ لینے سے وہ کسی کو روکتی نہیں اور نہ فالتو ایندھن سے کسی کو روکتی ہے۔

☆ اس اخلاقیات کے ماحول میں ضباۃ نے خوبیوں کے حصول کی چاہت میں پرورش پائی۔ جب صبح اسلام کا نور پھیلا تو ضباۃؓ نے پہلے ہی مرحلے میں اسلام قبول کر لیا پھر پہلے قافلے کے ساتھ ہجرت اختیار کی اور یہ دیگر عالم فاضل خواتین کے لیے نمونہ بن گئی۔

☆ یاد رہے کہ اس کا بھائی عبداللہ اور بہن ام الحکم زبیر بن عبدالمطلب کے فرزند ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی تھی۔

مبارک شادی:

رسول اللہ ﷺ نے ایک بہترین شخص مقداد بن اسود سے ضباۃ بنت زبیر کی

شادی کر دی۔

ہوا یہ کہ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ اور مقداد بن اسود دونوں بیٹھے باتیں کر

رہے تھے۔

عبدالرحمان بن عوفؓ نے مقداد سے کہا آپ شادی کیوں نہیں کرتے۔

مقداد نے جواباً کہا آپ ہی مجھے اپنا داماد بنالیں۔

حضرت عبدالرحمان کو یہ سن کر بڑا غصہ آیا۔ غصے سے چہرہ سرخ ہو گیا۔

مقداد بن اسودؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر شکایت کی آپ نے اس کے چہرے کو مغموں دیکھا تو فرمایا:

میں آپ کی شادی کر دیتا ہوں۔ کوئی فکر کی بات نہیں؟ تو آپ نے اپنے چچا کی بیٹی ضباعۃ سے اس کی شادی کر دی وہ بڑی صاحب جمال اور دانشمند خاتون تھی اور رسول اللہ ﷺ کی قریبی رشتہ دار بھی تھی۔^(۱)

☆ اس حوالے سے ضباعۃؓ کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا رشتہ الطبیات للطمین کی بنیاد پر کیا۔ پاکیزہ مرد پاکیزہ عورتوں کے کفو ہوتے ہیں۔ یہاں کفو باعتبار نسب نہیں بلکہ باعتبار دین ہوتا ہے۔

مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کرامؓ میں سے تھے۔ یہ شادی دونوں میاں بیوی کے لیے خیر و برکت کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مقداد کے لیے ایسی مالی فراوانی کر دی جس کا وہم و گمان ہی نہیں تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کے رزق میں ایسی برکت عطا کی۔ جس سے اس کے گھر چاندی کثیر مقدار میں جمع ہو گئی۔^(۲)

☆ اللہ تعالیٰ نے دونوں میاں بیوی کو اچھی اولاد سے نوازا، مقداد کو ایک بیٹا عبداللہ اور ایک بیٹی کریمۃ عطا کی۔ دونوں نے تاریخ اسلام میں بہت نام پایا۔

اس کی شخصی خوبیاں:

☆ ضباعۃ رضی اللہ عنہا کا نبی کریم ﷺ کے ہاں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔ آپ ﷺ اس کی بڑی

(۱) الطبقات (۲/۱۶۲) تاریخ اسلام ذہبی (۳/۴۱۹) الاصابہ (۳/۴۳۴)

(۲) دلائل النبوة الاصبہانی (۲/۵۹۵)

عزت و توقیر کیا کرتے تھے، وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے لیے کھانے کا تحفہ بھیجا کرتی تھی۔

بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے اپنی کنیز سدرہ کو ایک چھوٹا پیالہ جس میں کھانا تھا دے کر نبی کریم ﷺ کی طرف بھیجا۔ آپ اس دن اپنی زوجہ محترمہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے سدرہ سے کہا کیا یہ کھانا ضباعت نے بھیجا ہے۔

اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔

آپ نے فرمایا رکھ دیجئے۔

کہتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور اہل خانہ نے مل کر یہ کھانا خوب سیر ہو کر کھایا اور میں بھی کھانے میں شامل تھی۔ (۱)

☆ رسول اللہ ﷺ ضباعت رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے اور وہاں کھانا بھی تناول فرمایا کرتے تھے۔

علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ضباعت بنت زبير رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے وہاں دستی کا گوشت کھایا پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ (۲)

☆ ایک مرتبہ ضباعت رضی اللہ عنہا نے اپنے گھر بکری ذبح کی اور اس میں سے کچھ گوشت نبی کریم ﷺ کے لیے بھیجا۔ (۳)

☆ ان کی ذاتی خوبیوں میں سے ایک یہ خوبی بھی تھی۔ کہ وہ مجاہدین کی صفوں میں شامل تھی۔

(۱) عیون الاثر (۲/۳۰۸) (۲) الاستیعاب (۴/۴۲۴)

(۳) زاد المعاد (۴/۲۱۸)

غزوہ خیبر میں شریک ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے چالیس
وسق اناج اس کو دیا۔ (۱)

روشن پہلو:

حضرت ضباعہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے۔ کہ وہ حدیث کی
راوی تھی۔

علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے چند احادیث روایت کیں۔

☆ اس نے نبی کریم ﷺ اور اپنے خاوند سے تقریباً گیارہ احادیث روایت کی
ہیں۔ اور اس سے جن صحابہ کرامؓ نے احادیث روایت کیں وہ یہ ہیں۔

عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا۔

☆ اور اس سے جن اکابر تابعینؓ نے روایت کی ان کے نام یہ ہیں۔ اس کی بیٹی

کریمہ بنت مقداد، سعید بن مسیب، عروہ بن زبیر اور عبدالرحمان بن اعرج۔ (۲)

☆ اس کی مرویات میں سے ابن سعد نے اسی کے حوالے سے جو روایت بیان کی وہ

یہ ہے۔

فرماتی ہیں۔

کہ یمن سے تیرہ افراد پر مشتمل ایک وفد آیا وہ اپنی سواریوں کو ہانکتے ہوئے

مقداد بن عمر کے دروازے پر آ گئے۔ یہ بنو جدیلہ میں سے تھے، مقداد ان

کے استقبال کے لیے باہر نکلے انہیں خوش آمدید کہا اور اپنے گھر کے ایک

(۱) الطبقات (۸/۴۶) السیرۃ النبویہ (۳۵۲)

(۲) اسد الغابہ (۵/۴۹۵) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۰)

سیر اعلام النبلاء (۲/۲۷۵)

کمرے میں بٹھایا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اسلام قبول کیا میراث کے مسائل سیکھے کئی دن وہاں رہے پھر رسول اللہ ﷺ کو الوداع کہنے کے لیے آئے۔ آپ نے انہیں انعامات دینے کا حکم دیا اور وہ اپنے اہل و عیال کی طرف واپس چلے گئے۔ (۱)

میں حج کرنا چاہتی ہوں:

ابن ماجہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا عورتوں پر جہاد فرض ہے؟

آپ نے فرمایا ان پر ایسا جہاد فرض ہے جس میں قتال نہیں ہوتا۔ اور وہ ہے حج اور عمرہ۔ (۲)

☆ جب حج ہر کمزور کے لیے بمنزلہ جہاد ٹھہرا تو ضباعت رضی اللہ عنہا نے یہ اجر و ثواب حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حج کی سعادت حاصل کرے لیکن اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں مرض کی وجہ سے رکاوٹ پیدا نہ ہو جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے مشروط نیت کرنے کی اجازت دے دی۔

ترمذی میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مروی ہے۔ کہ ضباعت بنت زبير رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں کیا میں اسے مشروط کر سکتی ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں!

عرض کی میں کس طرح کہوں۔

آپ نے فرمایا تو حج کی نیت کرتے وقت یہ الفاظ کہہ:

لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ مُحَلًى مِنَ الْأَرْضِ حَيْثُ يَحْبِسُنِي.
 الہی میں حاضر ہوں، حاضر ہوں، حاضر ہوں، میں وہیں احرام کھول کو حلال ہو
 جاؤں گی جہاں میرا اللہ مجھے روک لے گا۔ (۱)

☆ اس حدیث شریف میں ضباعۃ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ امام مالک
 رحمہ اللہ کے فرمان کے مطابق یہ رخصت خاص طور پر حضرت ضباعۃ رضی اللہ عنہا کو دی
 گئی۔

اس کی وفات:

ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کی زندگی ۴۰ ہجری تک رہی، خلافت راشدہ کے دور
 کے اختتام پر حضرت ضباعۃ رضی اللہ عنہا کی زندگی بھی اختتام پذیر ہو گئی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی جوار
 رحمت میں جا بسنے کے لیے لیک زندہ جاوید سفر تھا۔
 نبی کریم ﷺ کے چچا کی بیٹی کو الوداع کہنے سے پہلے آئیے ہم کلام الہی سے
 اپنی سماعت کو محفوظ کریں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً

فَاذْخُلِي فِي عِبَادِي وَادْخُلِي جَنَّتِي﴾ (سورہ الفجر: ۲۷ - ۳۰)

حضرت ضباعۃ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے
 درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۵۰/۲

۱۔ تہذیب الاسماء و اللغات

۴۳۲/۱۲

۲۔ تہذیب التہذیب

(۱) سنن الترمذی (۹۴۱) و ابوداؤد النسائی و احمد، تفسیر قرطبی و ابن کثیر

البقرہ آیت نمبر ۹۶۔

- ۱۳۲/۱ ۳۔ الروض الانف
- ۱۶۲/۲ ۴۔ الطبقات
- ۴۱۹/۳ ۵۔ تاریخ اسلام ذہبی
- ۴۳۴/۳ ۶۔ الاصابة
- ۵۹۵/۲ ۷۔ دلائل النبوة اصہبانی
- ۳۰۸/۲ ۸۔ عیون الاثر
- ۲۱۸/۴ ۹۔ زاد المعاد
- ۴۹۵/۵ ۱۰۔ اسد الغابۃ
- ۲۷۵/۲ ۱۱۔ سیر اعلام النبلاء



۵۱

رملۃ بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا

”اسلام میں سبقت لے جانے والی، ہجرت کرنے والی اور صبر کرنے والی۔“

میدان سابقات میں

ایمانی مسابقت کی دوڑ میں عورت نے مرد کو اس میدان میں پچھاڑ دیا۔ تو اتر کے ساتھ یہ بات ثابت ہو چکی ہے۔ کہ اسلام کے لیے جو پہلا دھڑکہ اور اسلام کا نور جس میں چمکا وہ ایک عورت کا دل تھا۔ جس نے ایمان کے میدان میں سبقت حاصل کی۔ اور وہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد تھیں۔ پھر اس کے بعد سبقت لے جانے والی اور اسلام کا گہرا تاثر لینے والی وہ خاتون ہے جس نے اسلام کے علاوہ ہر چیز کو پس پشت ڈال دیا اور راہ اسلام میں ہر کڑوی چیز کو میٹھا خیال کیا۔ ان سابقات میں سے جو طلوع اسلام کے وقت سے ہی اس کے سائے تلے آنے کے لیے پلٹیں ان میں سے جلیل القدر صحابیہ حضرت رملہ بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا بن صمیرہ ہے۔ (۱) اور بعض نے صمیرہ کی جگہ ضمیرہ نام لیا ہے۔

☆ رملہ نے مکہ معظمہ میں اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا جب ابھی رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

☆ اس کا خاوند مطلب بن ازہر بن عبد عوف الزہری بھی پہلے قافلہ اسلام میں سے تھا۔ یہ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ کے چچا کا بیٹا تھا۔ (۲)

☆ مطلب اور اس کے دونوں بھائی طلیب اور عبدالرحمان ازہر کے بیٹے ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کے حوالے سبقت کا شرف حاصل ہوا۔

(۱) الطبقات (۸/۲۶۸) دلائل اسبۃ للبیہقی (۲/۲۰۰) الاصابہ (۴/۳۰۰)

(۲) الاصابہ (۳/۴۰۴)

تاریخ نے ان کے نام مخلصین اولین میں لیے ہیں۔

رملة سرزمین حبشہ میں:

☆ قریش کو ہر اس شخص پر ظلم ڈھانے اور اسے اذیت دینے میں دسترس حاصل تھی جو ایمان لے آتا بعض اوقات ان کا ظلم و ستم حد سے تجاوز کر جاتا۔ اور انہیں مختلف نوعیت کی تکالیف سے دوچار کیا جاتا جس قبیلہ کا فرد ایمان قبول کرتا اسی کے افراد اسے اذیت دیتے جس طرف بھی وہ جاتا اسے گالیاں دیتے اس کے ساتھ یہودہ گوئی سے پیش آتے اور اسے خوب تختہ مشق بناتے۔

☆ رملة اور ہوزہ صبر و شکر اور خندہ پیشانی سے اذیتوں کو برداشت کرتے۔ ان کے لیے تمام بڑی قربانیاں آسان ہو گئیں اللہ کی راہ میں جان دینا بھی ان کے لیے بڑا آسان ہو گیا۔

نوآموز مسلمانوں کا یہ صبر و تحمل دیکھ کر قریش بیک وقت تعجب کا اظہار بھی کرتے اور کہنے کا مظاہرہ بھی کرتے۔

☆ مسلمانوں پر ڈھائے جانے والے مظالم بسا اوقات حد سے بڑھ جاتے انہیں تختہ مشق بناتے ہوئے قتل بھی کر دیا جاتا اس دردناک اذیت کا جو خاتون سب سے پہلے نشانہ بنی اور اسے تاریخ اسلام کی پہلی شہید خاتون ہونے کا اعزاز ملا وہ عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا تھیں اس طرح اس نے اپنے صبر و تحمل اور ثابت قدمی سے بلند مقام حاصل کر لیا۔

☆ یہ اندوہناک مناظر سامنے آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو اشارہ کیا وہ زمین میں بکھر جائیں اور حبشہ کی طرف نکل جانے کا اشارہ دیتے ہوئے فرمایا:

فَإِنَّ بِهَا مَلِكًا لَا يُظْلَمُ عِنْدَهُ أَحَدٌ وَهِيَ أَرْضُ صِدْقٍ حَتَّى يَجْعَلَ اللَّهُ لَكُمْ فَرَجًا مِمَّا أَنْتُمْ فِيهِ.

وہاں ایک بادشاہ ہے اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا، وہ صدق و وفا کی سر زمین ہے یہاں تک کہ اللہ تمہارے لیے کشادگی پیدا کر دے اور تم موجودہ صورت حال سے نجات پا جاؤ۔

☆ رملۃ رضی اللہ عنہا اس کا خاوند مطلب اور اس کا بھائی طلیب تینوں نے سفر ہجرت اختیار کیا۔ یہ حبشہ میں نجاشی کے پڑوس میں رہائش پذیر ہوئے جس نے مہاجرین کے لیے اچھا ٹھکانہ مہیا کیا اور ان کی ہر طرح سے خبر گیری کی اور خیال رکھا۔ اور اس نے یہ اعلان کیا کہ نہ تو انہیں بے یار و مددگار چھوڑا جائے گا اور نہ ان کو دھوکہ دیا جائے گا۔

☆ سر زمین حبشہ میں رملۃ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے عبد اللہ بن مطلب بن ازہر کو جنم دیا (۱) جس سے دونوں میاں بیوی کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ بیٹے کی وجہ سے پردیسی ہونے کا دکھ درد کا فور ہو گیا۔

صبر جمیل:

☆ رملۃ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کی نومولود عبد اللہ کے ہونے کی خوشی کوئی زیادہ طویل نہیں ہوئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے خاوند مطلب کو اپنی جوار رحمت میں بلا لیا، پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد اس کا بھائی طلیب بن ازہر بھی فوت ہو گیا۔ رملۃ رضی اللہ عنہا نے اس مصیبت کو صبر و تحمل سے برداشت کیا۔ اس نے خاوند کی وفات پر ثواب کی نیت سے صبر کیا اور اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خصوصی توجہ دی۔

☆ اس کا بیٹا عبد اللہ علم میراث کا ماہر تھا حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ مطلب بن ازہر حبشہ میں فوت ہوئے۔ اس کا وارث اس کا بیٹا عبد اللہ بنا۔ یہ تاریخ اسلام میں پہلا شخص ہے۔ جو اپنے باپ کا وارث بنا۔ (۲)

☆ مومنہ صابرہ حضرت رملۃ رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے کے ہمراہ سرزمین حبشہ میں دوسرے مہاجر مسلمانوں کی طرح رہائش پذیر رہی یہاں تک سب مسلمانوں نے ۷ ہجری فتح خیبر کے موقع پر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اختیار کی انہیں دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے انہیں خیبر کے مال غنیمت میں سے حصہ دیا۔

☆ مدینہ منورہ میں صابروشا کر رملۃ رضی اللہ عنہا مومن خواتین کے قافلے کے ساتھ شامل ہو کر اسلام کے زیر سایہ زندگی بسر کرتی رہی یہاں تک کہ وہ اپنے رب سے جا ملی۔

☆ اللہ تعالیٰ رملۃ بنت ابی عوف رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اس کی قبر کو تروتازہ اور پر بہار کر دیا اور اسے دراز سائے اور ٹھنڈے میٹھے چشموں کے ماحول میں جگہ عطا کر دی۔

حضرت رملۃ بنت ابی عوفؓ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۲۶۸/۸

۱۔ الطبقات

۲۰۰/۲

۲۔ دلائل النبوة بیہقی

۳۰۰/۴

۳۔ الاصابة فی تمییز الصحابة

۲۰۴/۱

۴۔ انساب الاشراف

۶۴/۳

۵۔ اسد الغابۃ



۵۲

جمیلہ بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے جمیلہ کے بھائی سے کہا:
”سعد کی دو بیٹیوں کو دو ٹمٹ دو اسی کی ماں کو اٹھواں حصہ اور جو باقی
بچے وہ مال تیرا ہے۔“

اخیار کے حالات

سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی۔ آپ نے اس کی طرف اپنی چادر پھینکی تاکہ وہ اس پہ بیٹھ جائے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو دریافت کیا کہ یہ خاتون کون ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ اس کی بیٹی ہے۔ جو مجھ اور تجھ سے بہتر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ کون ہے؟

یا خلیفہ رسول اللہ ﷺ

فرمایا: اس شخص نے جنت میں اپنا ٹھکانہ بنا لیا میں اور آپ ابھی یہیں دنیا میں پڑے ہیں۔ یہ سعد بن ربیع کی بیٹی ہے۔ جو بیعت عقبہ کے موقع پر نقیب تھا، غزوہ بدر میں شریک ہوا اور غزوہ احد میں جام شہادت نوش کر گیا۔ ☆ سعد کے بارے میں نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

اللہ اس پر رحم فرمائے اس نے زندگی بھر اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہر کسی سے خیر خواہی کی۔ اور اس کی موت بھی اسی بنیاد پر ہوئی۔ (۱)

☆ ہم اخیار کا تذکرہ اور ان کے حالات و واقعات ہمیشہ بیان کرتے رہیں گے۔ انصار میں سعد نامی سات افراد تھے۔ اور ان میں سے چار قبیلہ اوس کے تھے اور وہ تھے سعد بن معاذ، سعد بن خیشمہ، سعد بن عبید اور سعد بن زید اور تین سعد نامی

افراد قبیلہ خزرج کے تھے۔ اور وہ تھے سعد بن عبادہ، سعد بن عثمان ابو عبیدہ اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہم وعن الصحابة اجمعین۔

☆ اب ہم سعد بن الربیع کی بیٹی جلیلہ کی پاکیزہ اور خوشبودار سیرت قلم بند کریں گے۔ جو اپنی کنیت ام سعد بنت سعد سے مشہور و معروف ہوئی۔ (۱)

☆ جب اس کا باپ شہید ہوا اس وقت یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھی، باپ کی شہادت کے چند ماہ بعد یہ پیدا ہوئی۔

☆ ام سعدؓ نے یتیمی کی حالت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گود میں پرورش پائی جس سے اس نے اخلاق کریمہ، اچھی عادات اپنائیں اور فصاحت و بلاغت کا درس لیا جس نے اسے عظمتوں کے آسمان کی بلندیوں تک پہنچا دیا۔ ام سعد نبی کریم ﷺ کے پیش خدمت ہوئی۔ آپ نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں خطیب، نقیب، شہید سعد بن الربیع کی بیٹی ہوں۔ (۱)

اللہ اس کا فیصلہ کرے گا:

اس عظیم المرتبت صحابیہ، اس کی ہمیشہ اور اس کی والدہ کے بارے قرآن حکیم میں آیات نازل ہوئیں جو لوگوں کے لیے دستور قرار پائیں، اس قرآنی دستور نے زمانہ جاہلیت کے ظالمانہ طرز عمل کو باطل قرار دے دیا۔ زمانہ جاہلیت میں عورت کے حقوق پامال کیے جاتے تھے اس کے مقام و مرتبہ کا کوئی خیال نہ رکھا جاتا تھا، قرآن کریم آیا اس نے عورت کو وہ مقام عطا کیا جو اس کا واقعی حق تھا اللہ تعالیٰ نے اسے اندھی جاہلیت میں ملوث ہونے سے بچا لیا۔

☆ ہم یہ قصہ شروع سے بیان کرتے ہیں۔ جب سعد بن الربیع شہید ہو گئے اس نے

(۱) الطبقات (۸/۴۷۷) الاصابہ (۴/۴۳۷)

(۲) البیان و التبیین (۲/۶)

اپنے پیچھے دو بیٹیاں چھوڑیں مسلمانوں میں بھی وراثت زمانہ جاہلیت کے رواج کے مطابق تقسیم ہوتی تھی۔ وہ اس طرح کہ ساری میراث مرد کے حصے میں آ جاتی عورتوں کو بالکل محروم رکھا جاتا۔

حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے بچیوں کے چچا نے ساری میراث خود حاصل کر لی۔ وراثت کے مسائل ابھی نازل نہیں ہوئے تھے۔ سعد کی بیوی عمرہ ایک محتاط اور صابر خاتون تھی۔ جو کچھ اس کے خاوند کے بھائی نے کیا اسے بُرا لگا۔ وہ گھبرائی ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے ساتھ پیش آنے والی صورت حال کا شکوہ کیا۔ تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ صادر فرمائیں تاکہ اسے اور اس کی دونوں بیٹیوں کو جاہلیت کے ظلم سے بچائیں۔ اور ایسے ہی ہوا۔ سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

سعد بن الربیع کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کی۔ یا رسول اللہ ﷺ یہ سعد بن الربیع کی دو بیٹیاں ہیں ان کا باپ آپ کے ہمراہ غزوہ احد میں شریک ہوا اور وہ شہید ہو گیا۔ ان بچیوں کے چچا نے سارا مال خود ہی ہڑپ کر لیا اور ان کے لیے کچھ بھی نہ چھوڑا۔ مال نہیں ہوگا تو ان کی شادی کیسے ہو گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ کرے گا۔

اس موقع پر آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے چچا کو پیغام بھیجا۔

سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال دے دیجئے ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دے دیں اور باقی مال اپنے پاس رکھ لیں۔^(۱)

(۱) احمد (۳۵۲/۳) ابو داؤد (۲۸۹۱) الترمذی (۲۰۹۳) ابن ماجہ (۲۷۲۰)

☆ یہ حکم سن کر سعد رضی اللہ عنہ کی بیوی نے مسرت و شادمانی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا اسے اس بات کی بہت خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ نے تفصیلی حکم نازل کیا لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا اور یہ آیت میراث نازل کی۔

﴿يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثِيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَتْهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ زَيْنٍ آبَاءُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفَعًا فَرِيضَةٌ مِنَ اللَّهِ إِنْ الْكَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ (النساء: ۱۱)

”تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں وصیت کرتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ اگر میت کی وارث دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکہ کا دو تہائی دیا جائے اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔ اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہیے اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہو اور والدین ہی اس کے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں۔ تو ماں چھٹے حصے کی حق دار ہوگی یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے جب کہ وصیت جو میت نے کی ہو پوری کر دی جائے اور جو قرض اس پر ہو ادا کر دیا جائے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے یہ حصے اللہ نے مقرر کر دیئے ہیں اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔“

مبارک شادی:

ام سعد رضی اللہ عنہا کی شادی خانہ آبادی امام کبیر، شیخ العلماء علم وراثت کے ماہر، کاتب وحی، رسول اللہ ﷺ کے ایک ذہین و فطین صحابی سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے قرار پائی تو اس کے نصیب جاگ اٹھے۔ اس کی جھولی میں خیر و برکت کے خزانے آ پڑے۔ اس نے اپنے سر تاج سے علم و فقہ کی تعلیم حاصل کی جس سے وہ انصار کی عالم و فاضل خواتین میں سرفہرست آ گئی۔

☆ اس مبارک شادی کے نتیجے میں زیدؓ کے ہاں ہونہار بیٹے پیدا ہوئے جنہوں نے تاریخ کے صفحات کو علمی کارناموں سے آراستہ کیا، امام ذہبیؒ نے ان کے یہ نام بتائے ہیں۔

خارجہ، سلیمان، یحییٰ، عمارۃ، اسماعیل، اسعد، عبادہ، اسحاق، حسنہ، عمرہ، ام اسحاق، ام کلثوم، ان تمام فرندان زید رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سعد بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا ہے۔ (۱)

ذاتی عزت و شرف:

☆ اس کا پوتا ابراہیم بن یحییٰ بن زید بن ثابت عزت و شرف کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہیں۔

میں نے ام سعد بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

آپ فرماتی ہیں:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں میرے پاس آئے اور فرمانے لگے۔ آپ اگر چاہتی ہیں کہ اپنے باپ کی وراثت کے بارے میں کوئی بات کریں۔ تو کر لیں کیونکہ آج امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حالت حمل میں بچوں کو بھی وارث قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس کا والد غزوہ احد

میں جب شہید ہوا تھا تو یہ اس وقت اپنی والدہ کے پیٹ میں تھی۔

اس نے کہا میں اپنی ہمشیرہ سے کچھ نہیں لینا چاہتی۔^(۱)

☆ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ام سعد کی ہمشیرہ نے وراثت سے اپنا حصہ لے لیا تھا۔ لیکن ام سعدؓ نے سخاوت کا انداز اپنایا اور اپنا حصہ اپنی ہمشیرہ کو دے دیا۔ یہ بڑی عظمت کی بات ہے۔ بلکہ سخاوت و فضیلت کا ایک اچھوتا انداز ہے۔

اسباب نزول:

ام سعد رضی اللہ عنہا کو قرآن کریم کے ساتھ بڑی والہانہ محبت اور اس کے معانی و مطالب سے بھرپور دلچسپی تھی۔ قرآنی آیات کو خوب اچھی طرح یاد کر لیتی۔ اور اس کے اسباب نزول کی معرفت حاصل کرتی۔ اس میدان میں وہ مرجع خلائق بن چکی تھی۔ قرآن کریم کے فہم میں گہرائی کے بارے میں داؤد بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں ام سعد بنت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہا سے تعلیم حاصل کرتا تھا۔ میرا ہم سبق موسیٰ بن سعد رضی اللہ عنہ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیر کفالت تھی اور میں نے اس کے سامنے آیت اس طرح پڑھی۔

﴿وَالَّذِينَ عَاقَدْتَ اِيْمَانُكُمْ﴾

اس نے کہا اس طرح نہیں بلکہ آیت یوں ہے۔

﴿وَالَّذِينَ عَقَدْتَ اِيْمَانُكُمْ فَاتَوْهُمْ نَصِيْبُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ

شَيْءٍ شَهِيدًا﴾ (النساء: ۳۳)

”اب رہے وہ لوگ جن سے تمہارے عہد و پیمان ہوں تو ان کا حصہ انہیں دو

یقیناً اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔“

ام سعد رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ آیت حضرت ابو بکر اور اس کے بیٹے عبدالرحمان کے بارے

میں اس وقت نازل ہوئی جب اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھا کر کہا کہ میں اسے وراثت سے کچھ نہیں دوں گا۔^(۱) جب اس نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام قبول کیا اللہ تعالیٰ نے اسے یہ حکم دیا کہ وراثت میں سے اس کا حصہ اسے دے دے۔

حدیث شریف کے ساتھ:

☆ ابن اثیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ام سعد رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئی اور آپ سے احادیث بیان کرنے کی سعادت حاصل کی اور اس سے ثابت بن عبید الانصاری نے روایت کیا۔ کہ اس کا والد اور چچا غزوہ احد میں قتل کر دیئے گئے اور دونوں ایک ہی قبر میں دفن کیے گئے۔^(۲)

☆ ام سعد رضی اللہ عنہا سے مکی دور کی سیرت نبویہ کے بارے میں اہم واقعات پر مشتمل روایات منقول ہیں۔ اور اسی طرح ان سے غزوات پر مشتمل روایات مذکور ہیں۔ یہ غزوہ احد کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ میں ام عمارہ نسیمیہ بنت کعب کے ہاں گئی میں نے اس سے کہا خالہ جان اپنے بارے میں کچھ بتائیں اس نے کہا: میں دن کے ابتدائی حصے میں باہر نکلی تاکہ یہ دیکھ سکوں کہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ میرے پاس ایک مشکیزہ تھا جس میں پانی تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی آپ صحابہ کرامؓ میں گھرے ہوئے تھے، فرحت و نصرت کی فضا ان کے حق میں تھی، لیکن جب جنگ کا پانسہ پلٹا مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا میں رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے لڑنے لگی میں نے کمان کو پھینک دیا۔

ام سعد کہتی ہیں۔ کہ میں نے اس کے کندھے پر گہرا زخم دیکھا۔

(۱) ابن کثیر (۳۸۴/۱) الاصابہ (۴۳۷/۴) تفسیر الخازن (۵۱۷/۱)

(۲) اسد الغابہ (۳۱۸/۵)

میں نے پوچھا آپ کو یہ زخم کس نے لگایا۔ ام عمارہ نے کہا۔ ابن قمیہ نے اللہ اسے تباہ و برباد کرے۔ جب لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر بھاگے۔ وہ آگے بڑھا اور کہنے لگا مجھے محمد ﷺ کا بتاؤ۔ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں میں نہیں بچ سکوں گا۔ میں اور مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہما اس کے سامنے آئے۔ اور چند وہ جو رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ ثابت قدم رہے۔ اس ناخوار نے میرے کندھے پر تلوار کا وار کیا میں نے بھی اس پر پنے درپے تلوار کے وار کیے۔ لیکن اللہ کے اس دشمن نے دو دریں پہن رکھی تھیں۔ (۱)

☆ ام سعد رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند زید بن ثابت الانصاری کے ہمراہ عبادت کی زندگی گزاری اور جدوجہد کو زندگی بھر اپنا شعار بنائے رکھا۔ یہاں تک دونوں اللہ کو جا ملے۔ زید بن ثابت ۴۵ ہجری کو فوت ہوئے لیکن ام سعد کے بارے میں صحیح صحیح سند کے ساتھ یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ اس کی وفات کب ہوئی۔ لیکن حالات و واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنے خاوند کی وفات کے کافی عرصہ بعد تک زندہ رہی۔

☆ یہ اس صحابیہ کی سیرت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے عمدہ انداز میں پروان چڑھایا وہ ایک جلیل القدر صحابی کی رفیق حیات بنی حسن تربیت کے لحاظ سے وہ ایک نادر اور عمدہ مثال تھی اس کے لیے یہی بہت بڑا فخر ہے۔ کہ اس نے مدینہ منورہ میں اپنے بیٹے خارجہ بن زید کی اتنے اچھے انداز میں تربیت کی کہ وہ مدنی علماء کا سر تاج بنا اور اسے علم کا ستون سمجھا جانے لگا۔

اس کے لیے یہ بات بھی قابل فخر ہے۔ کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مدرسے کی فیض یافتہ ہے۔ اس سے اچھا کوئی اور مدرسہ بھلا کیا ہوگا۔ یہ ایک ایسا عالی شان مدرسہ ہے جس نے ایک ایسی خاتون کو تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا جو تمام شعبہ ہائے زندگی

میں ہر عورت کے لیے ایک نمونہ ہے۔

☆ اللہ ام سعد رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اس کی قبر کو سرسبز و شاداب کیا اور اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جنہیں ہمیشہ کے لیے جنت میں رہنے کی سعادت ملی۔
اول و آخر اللہ ہی کے لیے سب تعریفیں ہیں۔

جمیلہ بنت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------|----------------------|
| ۲۷۸/۲ | ۱۔ اسد الغابة |
| ۲۳۰/۲ | ۲۔ السيرة الحلبية |
| ۲۷۷/۸ | ۳۔ الطبقات |
| ۴۳۷/۴ | ۴۔ الاصابة |
| ۶/۲ | ۵۔ البيان و التبیین |
| ۴۲۸/۲ | ۶۔ سير اعلام النبلاء |
| ۳۳۸/۱ | ۷۔ انساب الاشراف |
| ۳۵/۴ | ۸۔ البدایہ و النہایہ |
| ۳۹۷/۱ | ۹۔ دلائل النبوة |



۵۳

زينب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو ازراہ
تفہن طبع یہ فرماتے زنا ب کہاں ہے؟ یا یہ کہتے زنا ب نے کیا کارنامہ
سرا انجام دیا؟

خانہ نبوت میں

دنیا کے معزز ترین گھر میں پرورش پائی۔ وہاں کئی سال تک زندگی بسر کی رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے پٹی بڑی، یہ اپنے دور میں مدینہ کی عالم فاضل خاتون تھی۔

☆ یہ خوش نصیب خاتون نہیب بنت ابی سلمہ بن عبد الاسد بن ہلال الخزومیہ ہے۔^(۱) نبی کریم ﷺ کی پروردہ۔ اس کا بھائی عمرو بن ابی سلمہ تھا۔ ان دونوں کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے حبشہ میں جنم دیا۔ الریبہ بیوی کی بیٹی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع ربائب ہے۔

ارشاد الہی ہے:

﴿وَرَبَائِبُكُمُ الَّتِي فِي حُجُورِكُمْ﴾ (النساء: ۲۳)

”اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے۔“

الریبہ: بیوی کا بیٹا جو پہلے خاوند سے ہو۔

ریبہ اور ریبہ اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی والدہ کا دوسرا خاوند ان کی پرورش کرتا ہے۔

☆ اس نہیب بنت ابی سلمہ کا پہلا نام برہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کا نام نہیب رکھا۔ نہیب ایک خوبصورت خوشبودار درخت کو کہتے ہیں۔ اس لیے خاتون کا نام

(۱) الطبقات (۸/۴۶۱) الاستیعاب (۴/۳۱۲) سیر اعلام النبلاء (۳/۲۰۰)

وجمہرۃ انساب العرب (۱/۱۱)

زینب رکھا گیا۔

☆ نام رکھنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کا ایک طریق کار تھا، آپ مسلمان کے لیے اچھا نام تجویز کرنا پسند کرتے تھے۔

آپ ﷺ نے ایک عاصیہ نامی عورت کا نام بدل کر جلیلہ رکھا۔ (۱)

جویریہ کا نام برہ تھا آپ نے بدل کر جویریہ رکھا۔

آپ ﷺ مسلمان کے لیے برا اور قبیح نام رکھنا ناپسند سمجھتے تھے۔

زینب بنت ابی سلمہ روایت کرتی ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ نے برہ نام رکھنے سے منع فرمایا۔ میرا نام برہ رکھا گیا تو

آپ نے ارشاد فرمایا:

لا تزكوا أنفسكم الله اعلم باهل البر منكم۔

اپنے منہ میاں مٹھو نہ بنو اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں نیک کون ہے۔

اہل خانہ نے کہا کہ پھر ہم اس کا کیا نام رکھیں آپ نے فرمایا اس کا نام

زینب رکھ لو تو انہوں نے زینب نام رکھ دیا۔ (۲)

زنا ب کھاں ہے؟

نبی کریم ﷺ لطف و کرم نرمی لطافت اور شفقت کے ساتھ لوگوں سے پیش

آیا کرتے تھے وہ اپنی پروردہ بیٹی زینب سے بڑے کرم اور نرمی سے پیش آیا کرتے تھے

آپ اپنی بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جب تشریف لاتے تو ازراہ تفنن طبع فرماتے۔

بھی زنا ب کہاں ہے؟ آج زنا ب نے کیا کارنامہ سرانجام دیا؟

☆ زینب کو نبی کریم ﷺ کی جانب سے ایک ایسی سعادت ملی جو پوری زندگی اس

کے ساتھ رہی۔

ہوایہ کہ ایک روز وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئی آپ غسل کر رہے تھے آپ نے پیار بھرے انداز میں پانی کے چھینٹے اس کی طرف اچھالے جو اس کے چہرے پر پڑے جس سے اس کے چہرے پر ایسی رونق آ گئی کہ وہ ساری زندگی زائل نہ ہوئی، حتیٰ کہ بڑھاپے میں بھی چہرے کی رونق اور تروتازگی زائل نہ ہوئی۔ اور نہ ہی حسن و جمال میں کوئی کمی واقع ہوئی۔ (۱) یہ نبی کریم ﷺ کی برکت اور آپ کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔

☆ نہنب کی شادی اس کے خالہ زاد عبداللہ بن زمعہ بن الاسود الاسدی سے ہوئی۔ اس سے یزید، کثیر اور عبیدہ پیدا ہوئے۔ اس کی اولاد نے تاریخ اسلامی میں بڑا نام پایا۔

فقہیہ عالمہ:

یہ عظیم المرتبت کریم الشان خاتون علم و فقہ کے اعتبار سے بلند مرتبہ پر فائز تھی علمی گتھیاں سلجھانے کے لیے لوگوں کی نگاہیں اسی کی طرف اٹھتیں۔ ہر چھوٹا بڑا اس کے علم کی گواہی دیتا۔

بکر بن عبداللہ المزنی کہتے ہیں کہ مجھے ابورافع نے بتایا:

کہ جب بھی میں مدینہ منورہ کی کسی فقہیہ عالمہ فاضلہ خاتون کا تذکرہ کرتا تو نہنب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کرتا۔ (۲)

ابن عبدالبر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ نہنب اپنے دور کی سب سے بڑی فقہیہ خاتون تھی۔

☆ شاید اس کے علم و فقہ میں مہارت کا سبب یہ ہو کہ اس کا اکثر و بیشتر ازواج مطہرات

(۱) الاستیعاب (۴/۳۱۲) الشفاء (۱/۶۳۷) اسد الغابہ (۵/۴۶۸)

الاصابہ (۴/۳۱۱)

(۲) تہذیب التہذیب (۱۲/۳۲۱)

کے پاس آنا جانا تھا۔ خصوصاً صدیقہ کائنات ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے شرعی احکام سمجھتے ہوئے فہم و فراست میں سلامت روی اور کمال حاصل کیا۔

صابرہ صادقہ:

نسیب رضی اللہ عنہا مشکلات و مصائب کو صبر و تحمل اور خندہ پیشانی سے برداشت کرنے میں بڑے بلند مرتبے پر فائز تھی حسن بصری رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے اس کے مقام کا پتہ چلتا ہے جو انہوں نے حرۃ کے واقعے کے بارے میں تذکرہ کیا۔
فرماتے ہیں:

حرۃ کے دن اہل مدینہ کو قتل کیا گیا مقتولین میں پروردہ رسول ﷺ حضرت نسیب رضی اللہ عنہا کے دو بیٹے بھی تھے جب دونوں کی لاشیں اس کے سامنے لا کر رکھی گئیں تو اس نے انا لله وانا اليه راجعون پڑھتے ہوئے اور اپنے بیٹوں کے لاشوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: اللہ کی قسم تمہارا یہ انجام میرے لیے بلاشبہ بہت بڑی مصیبت ہے۔ پھر ایک بیٹے کے لاشے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا میرے اس بیٹے کا غم تو مجھے کبھی بھولے گا نہیں اس بیچارے کا کیا قصور تھا یہ تو گھر سے نکلا ہی نہیں تھا۔ کم بختوں نے گھر میں گھس کر اس مظلوم کو قتل کر دیا۔ یہ ظلم اور یہ سفاکی اچھا اللہ مالک ہے۔ مجھے امید ہے کہ میرا اللہ اسے جنت میں جگہ عطا کرے گا۔ اور یہ میرا دوسرا بیٹا اس کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اس نے تو دشمن سے پنچہ آزمائی کی تھی میں نہیں جانتی کہ کیا ہوا۔ یہ مصیبت میرے لیے بہت بڑی ہے۔ (۱)

☆ اس نازک ترین موقع پر نسیب نے ایک صابر ماں کا موقف اختیار کیا جو حکم الہی

کے آگے سر تسلیم خم کرنے والی ہو۔

خواتین کو نہیب کی طرح طرز عمل اختیار کرنا چاہیے۔

حدیث کی راویہ اور حافظہ:

حضرت نہیب رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سات احادیث زبانی یاد لیں۔

نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی نیز ازواج مطہراتؓ اپنی والدہ ام سلمہ، عائشہ صدیقہ، نہیب بنت جحش اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہن سے احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔

☆ اس سے آگے عروہ بن زبیر، علی بن حسین، قاسم بن محمد رضی اللہ عنہم اور اس کے بیٹے ابو عبیدہ بن عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہم اور دیگر کئی ایک تابعین نے احادیث روایت کیں۔ (۱)

☆ اس کی ایک حدیث بخاری رحمہ اللہ نے روایت کی اور ایک دوسری مسلم رحمہ اللہ نے، اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے حسن رضی اللہ عنہ ایک پہلو میں تھا اور حسین رضی اللہ عنہ دوسرے پہلو میں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی گود میں بیٹھی تھی آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت.

اے اہل بیت تم پر اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔ (۲)

وفات:

۷۳ ہجری کو مدینہ منورہ حضرت نہیب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲۰۱/۳) تہذیب التہذیب (۴۲۱/۱۲) الاصابہ (۳۱۱/۴)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۳۰۱/۳)

طارق بن عمرو دینے کا گورز تھا ان کی میت جنت البقیع میں لائی گئی۔
و کان طارق یغلس بالصبح۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جنازے میں شریک ہوئے آپ نے اس کے اہل خانہ سے کہا
چاہو تو ابھی جنازہ پڑھ لو اور اگر چاہو کچھ دیر انتظار کر لو تا کہ سورج قدرے مزید چڑھ
آئے۔ (۱)

وہاں جنت البقیع میں حضرت نینب رضی اللہ عنہا کو صالحین کی قبور کے درمیان دفن
کر دیا گیا۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔
حضرت نینب بنت ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے
لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الطبقات ۴۶۱/۸
- ۲۔ الاستیعاب ۳۱۲/۴
- ۳۔ سیر اعلام النبلاء ۲۰۰/۳
- ۴۔ جمہرۃ انساب العرب ۱۱/۱
- ۵۔ اسد الغابۃ ۴۶۸/۵
- ۶۔ الاصابۃ ۳۱۱/۴
- ۷۔ تہذیب التہذیب ۴۲۱/۱۲



۵۴

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا:
لوگوں کے لیے ایک ہجرت اور تمہارے نصیب میں دو ہجرتیں۔
نبی ﷺ نے اس کے اور اس کی بہنوں کے بارے میں ارشاد فرمایا:
بلاشبہ سب بہنیں مومنہ ہیں۔

حق کی مہریں

- ☆ مکہ معظمہ میں حق کی پاکیزہ و معطر ہوا چلی تو یہ عظیم خاتون عطر بیز ہواؤں سے متاثر ہو کر اپنے خاوند کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ تاکہ یہ اسلام میں ان سبقت لے جانے والوں میں اپنا مقام و مرتبہ بنا سکیں جنہوں نے دین الہی کے غلبے کی خاطر اپنا بہت بڑا حصہ ڈالا۔
- ☆ یہ صحابیہ رضی اللہ عنہا اس وقت اسلام لے آئی تھی جب کہ ابھی رسول اللہ ﷺ دار ارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ اس نے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت کا اعزاز حاصل کیا جس کا اسلام کے ترازو میں بڑا وزن تھا۔
- اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ أُولَٰئِكَ الْمُقَرَّبُونَ﴾ (الواقعه : ۱۰، ۱۱)
 ”سبقت لے جانے والے ہی سبقت لے جانے والے ہیں۔ یہی لوگ مقرب ہیں۔“

- ☆ ہماری ہیرو حضرت اسماء بنت عمیس بن معد الحثعمیہ ہے۔^(۱) یہ السید الشہید علم المجاہدین، جعفر بن ابی طالب کی بیوی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے تھے جس کا آپ نے ذوالجناحین لقب رکھا تھا اور آپ ﷺ نے اس کی کنیت ابو المساکین رکھی تھی۔

(۱) الطبقات (۲۸۰/۸) تاریخ الطبری (۲۵۱/۲) الاستیعاب (۲۳۰/۴) الروض

الانف (۲۹۳/۱) الاعلام (۳۰۶/۱)

ہجرت کے سانے میں:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند نے مکہ معظمہ میں قریش کے ہاتھوں اپنے حصے کی اذیتیں برداشت کیں اس موقع پر بیشتر خواتین نے اپنے خاوندوں کے ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ کھانے پینے یا سیر سپاٹے کے لیے اپنے گھروں سے نہیں نکلی تھیں، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت گدازی میں اپنے دین کے تحفظ کے لیے نکلی تھیں۔ انہوں نے اپنے خاوندوں کا ہاتھ بٹانے کے لیے قابل اعتماد مشیر اور حقیقی معاون کا کردار ادا کرتے ہوئے بہت بڑا اجر و ثواب حاصل کیا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اپنے خاوند جعفر بن ابی طالب امیر المہاجرین کے ہمراہ سرزمین حبشہ کی طرف روانہ ہوئی جہاں وہ کئی سال تک رہے۔ وہاں ان کے ہاں عبداللہ عون اور محمد بیٹے ہوئے۔

☆ حبشہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اسلام کی نشر و اشاعت میں بہترین معاون ثابت ہوئی۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بڑے فصیح و بلیغ، ذہین و فطین اور دو ٹوک انداز میں گفتگو کرنے والے خطیب تھے۔

وہ اپنے سحر انگیز بیان اور دانشمندانہ اسلوب کلام سے نجاشی اور اس کے حاشیہ نشین علماء کو رونے پر مجبور کر دینے کی استطاعت رکھتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ نجاشی نے عظمت اسلام کا اعتراف کر لیا اور مہاجر مہمانوں کی ضیافت میں اور زیادہ استقامت سے دلچسپی لینے لگا۔ اس نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا اور مسلمانوں کی مہمان نوازی بہت عمدہ انداز میں کرنے لگا۔ وہ اس کے عدل و انصاف کے زیر سایہ زندگی بسر کرتے رہے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم اس کے پاس بڑے خوش و خرم اور شاداں و فرحاں رہے۔ جیسے اچھے گھر والے اچھے پڑوسی کے ساتھ خوشی خوشی رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

آئے آپ اس وقت مکہ میں تھے۔ (۱)

اسماءؓ اور نجاشی کا بیٹا:

حبشہ میں ایک ایسا اچھوتا واقعہ پیش آیا جس نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو بڑے بلند مقام پر پہنچا دیا۔

مصعب الزبیری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حبشہ کے حکمران نجاشی کے ہاں بیٹا ہوا۔ اور اس سے چند دن پہلے اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا عبد اللہ پیدا ہوا نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ نے اپنے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے۔

انہوں نے کہا عبد اللہ۔ نجاشی نے بھی اپنے بیٹے کا نام عبد اللہ رکھ دیا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کے بیٹے کو بھی اپنی گود لے لیا اسے پوری مدت یعنی دو سال اپنے بیٹے عبد اللہ بن جعفر کے ساتھ دودھ پلایا۔ اس بنا پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کا ان کے ہاں اور زیادہ مقام و مرتبہ ہو گیا۔ حبشہ میں جو بھی مسلمان ہوتا وہ اپنے بارے میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو اطلاع دیتا۔ (۲)

تمہاری لیے دو ہجرتیں ہیں:

ابو نعیم رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری کا آغاز ان الفاظ سے کرتے ہیں۔ دو ہجرتوں کی سعادت حاصل کرنے والی، دو قبلوں کی جانب رخ کر کے نماز ادا کرنے والی، اسماء بنت عمیس الخثعمیہ جو بحریہ حبشیہ کے لقب سے مشہور و معروف ہوئی۔ (۳)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی دوسری ہجرت مدینہ منورہ کی طرف ۷ ہجری کو ہوئی۔ جب

(۱) السیرۃ النبویہ (۱/۳۳۸)

(۲) نسب قریش (ص ۸۱)

(۳) حلیۃ الاولیاء (۲/۷۴)

کہ مہاجرین فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے۔
آپ نے انہیں بھی مال غنیمت سے حصہ دیا۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت پیش آئی، نبی کریم ﷺ نے ان کے حق میں دو ہجرتوں کی گواہی دی۔
ابن سعد باوثوق سند سے عامر الشعمی کے حوالے سے روایت کرتے ہیں۔

اس نے کہا:

”حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حبشہ سے تشریف لائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازراہ مذاق اس سے کہا ارے حبشیہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی سعادت حاصل کر لی۔“

اس نے برجستہ یہ کہا: آپ بالکل سچ کہتے ہیں۔

تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے وہ تمہارے بھوکوں کو کھانا کھلاتے، تمہارے جاہلوں کو تعلیم دیتے، ہم دور دھکیلے گئے پر دیسی تھے اللہ کی قسم میں یہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتاؤں گی۔ تو وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور یہ بات کہی۔
آپ نے اسے فرمایا:

لِلنَّاسِ هَجْرَةٌ وَلَكُمْ هَجْرَتَانِ.

لوگوں کے لیے ایک ہجرت اور تمہارے لیے دو ہجرتیں۔^(۱)

☆ آپ نے دیکھا کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کے لیے کیسی دلیل بنی؟ اور آپ نے دیکھا کہ اس نے کیسے انداز میں اپنا معاملہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے ایک ہی بات کہہ کر عظمتوں کی

(۱) الطبقات (۳۸۱/۸) الحلیۃ (۷۴/۲) اسد الغابہ (۳۹۶/۵) البدایہ و النہایہ

(۲۰۶/۴) اس کی اصل بخاری، مسلم، ابوداؤد اور ترمذی میں موجود ہے۔

بلندی پر پہنچا دیا اور اس کا دل خوش کر دیا۔

☆ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ تمہارے لیے دو ہجرتیں ہیں یہ سن کر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور دیگر مہاجرین حبشہ کا دل باغ باغ ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں دُبل مہاجر کہہ کہ عز و شرف کا عظیم مرتبہ عطا کر دیا۔ ان کے حق میں یہ گواہی ایسی ہے کہ وہ اس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے۔

☆ اہل ایمان اس کے پاس گروہ درگروہ کی صورت میں آ کر اس نبوی اعزاز کے بارے میں سوال کرتے۔ ان کا یہ سوال رشک اور سرور بھرے انداز میں ہوتا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ روایت کرتے ہیں۔

و لکم الھجرة مرتین ھاجرتم الی النجاشی و ھاجرتم الی۔
 ”تمہیں دو مرتبہ ہجرت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ایک مرتبہ تم نے نجاشی کی طرف ہجرت کی اور دوسری مرتبہ میری طرف۔“

آل جعفر کے لیے کھانا بنانا:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنے خاوند جعفر رضی اللہ عنہ کو شام میں لڑی جانے والی جنگ موتہ میں شریک ہونے کے لیے الوداع کہا تا کہ اللہ کی راہ میں وہ جہاد کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

حضرت جعفر رضی اللہ عنہ لشکر کے لیے نامزد کیے جانے والے تین امراء میں سے ایک امیر تھے۔ وہ سرخ و زرد رنگ کی گھوڑی پر سوار تھے۔ غازی لشکر نبی کریم ﷺ کے ارشادات سننے کے لیے ٹھہرا جس میں آپ نے لشکر کے قائدین نامزد کیے آپ ﷺ نے فرمایا:

علیکم زید، فان اصیب فجعفر فان اصیب جعفر فان اصیب جعفر فان اصیب جعفر۔
 ”تمہارا امیر لشکر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہوگا اگر وہ شہید ہو گیا تو امیر لشکر جعفر

رضی اللہ عنہا ہو گا اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گیا تو عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر ہو گا۔ (۱)

☆ جنگ موتہ میں معرکہ آرائی کے واقعات کی اطلاع اللہ علیم وخبیر نے اپنے رسول ﷺ کو وحی کے ذریعے کر دی اور وہاں جو صورت حال پیش آئی آپ کو معلوم ہو گئی۔

آپ مدینہ منورہ میں منبر پر چڑھے مسلمانوں کو حضرت جعفر اور اس کے ساتھیوں کی شہادت کی اطلاع دی ان کے لیے مغفرت کی دعا کی پھر حضرت جعفرؓ کے نام پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس کے بچوں کو اپنے پاس بلایا انہیں اپنے قریب کیا انہیں چومایہ منظر بڑا رقت انگیز تھا حضرت اسماءؓ اپنے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جعفر کے بچوں کو اپنے پاس بلایا میں نے دیکھا کہ آپ انہیں چوم رہے ہیں۔ اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا جعفر رضی اللہ عنہ کے بارے میں کوئی اطلاع آئی ہے؟۔

آپ نے فرمایا ہاں آج وہ شہید ہو گیا ہے۔ ہم یہ سن کر رونے لگے۔ آپ واپس ہوئے اور فرمایا:

اَصْنَعُوا لَالِ جَعْفَرٍ طَعَامًا قَدْ جَاءَ مَا يَشْغَلُهُمْ.

آل جعفر کے لیے کھانا بناؤ آج انہیں جو غم لاحق ہوا اس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔ (۲)

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲۰۸/۱) (۲) سنن الترمذی (۹۹۸) سنن ابن ماجہ

(۱۶۱۰) الطبقات (۲۸۲/۸) دلائل النبوة للصبہانی (۶۸۱/۲)

☆ پھر رسول اللہ ﷺ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تیسرے روز حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا:

لَا تَجِدُنِي بَعْدَ يَوْمِكَ هَذَا.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اسے اپنے بچوں کے یتیم ہونے کا شدید احساس ہوا آپ نے ارشاد فرمایا:

الْعَيْلَةُ تَخَافِينَ عَلَيْهِمْ وَاَنَا وَلِيهِمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ.

بچوں کے بارے میں خوف زدہ ہیں میں ان کا دنیا و آخرت میں ذمے دار ہوں۔

پھر آپ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور اس کے بچوں کے حق میں دعا کی۔

☆ اس موقع پر حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے صبر کا دامن تھامے رکھا۔ اور صبر کرنے والوں کو پورا پورا اجر و ثواب دیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والے مردوں اور صبر کرنے والی عورتوں کو یادگار انعامات سے نوازا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ﴾

(البقرة ۱۵۶، ۱۵۷)

ایک ہونہار شریف طبع اور معزز خاتون:

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عدت گزارنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شادی کر لی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع میں اسے اپنے ساتھ لے لیا۔ ذوالحلیفہ میں محمد نامی بیٹا پیدا ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے مدینہ منورہ واپس بھیجنے کا ارادہ کر لیا نبی کریم ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا:

مُرَهَا فَلْتَعْتَسِلْ ثُمَّ تَهَلَّ بِالْحَجِّ.

اسے حکم دو کہ وہ غسل کرے پھر حج کا احرام باندھے۔ (۱)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے حجۃ الوداع کرنے کی سعادت حاصل کی یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات تک ان کے پاس رہیں اور ان کی وصیت کے مطابق انہیں غسل بھی اپنے ہاتھوں سے دیا۔ (۲)

☆ پھر اس نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے شادی کی جس سے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔ (۳) اس طرح حضرت اسماء رضی اللہ عنہا تمام خواتین میں ممتاز تھیں معزز خاوندوں کے حوالہ عقد میں آئیں بڑی صائب رائے والی تھیں اور اللہ کے دین کو زیادہ نافذ کرنے والی تھی۔

مقام و مرتبہ اور فضل و شرف:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب تو بہت زیادہ ہیں ان کو صفحات پر ورطہ تحریر میں لانا تو ممکن نہیں نبی کریم ﷺ نے ان کے ایمان کی گواہی ان الفاظ میں دی۔

آپ نے فرمایا:

إِنَّ الْأَخَوَاتِ لَمُؤْمِنَاتٍ

بلاشبہ تمام بہنیں مومن ہیں۔ (۴)

اور یہ نو بہنیں تھیں۔

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سابقات مہاجرات میں سے تھیں بڑے نصیب والی بڑی عزت

(۱) مسلم (۱۲۱۸) ابوداؤد (۱۹۰۵) ابن ماجہ (۳۰۷۴)

(۲) تاریخ اسلام ذہبی (۱۱۹/۳)

(۳) الطبقات (۲۸۵/۸) سیر اعلام النبلاء (۲۸۶/۲)

(۴) الطبقات (۲۷۸/۸)

والی اپنی درست رائے کو نافذ کرنے والی، دو ٹوک بات کہنے والی اور ٹھوس علم رکھنے والی، ایک عظیم خاتون تھی۔ اس کے سسرال والے بھی تمام لوگوں سے زیادہ معزز تھے۔ اور سسرالی رشتہ داروں میں سیدنا و حبیبنا رسول اللہ ﷺ، حمزہ اور عباس رضی اللہ عنہما کے نام آئے ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ نے ایک انوکھی خوبی، فضیلت خاص طور پر اس کے لیے بیان کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بھی پاس تشریف فرما تھیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

يا اسماء هذا جعفر مع جبريل و ميكائيل مر فَاخْبَرْنِي انه لقي
المشركين يوم كذا وكذا فسلم فردي عليه السلام.

”اے اسماء یہ جعفر جبریل اور میکائیل کے ساتھ گزرا ہے وہ مشرکین سے
فلان فلان دن نبرداز ماہوا اس نے کلام سلام کہا ہے تم بھی سلام کا جواب
دو“۔ (۱)

اسماء اور عمر رضی اللہ عنہما:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وظائف مقرر کیے تو پہلے ہجرت کرنے والی خواتین کے لیے ایک ایک ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا۔ ان میں اسماء بنت عمیسؓ اسماء بنت ابی بکرؓ اور ام عبداللہ بن مسعودؓ کے نام شامل تھے۔ (۲)

☆ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو خوابوں کی تعبیر میں مہارت حاصل تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس سے خوابوں کی تعبیر پوچھا کرتے تھے۔

(۱) سیر اعلام النبلاء (۱/۲۱۱)

(۲) الطبقات (۳/۳۰۴)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرغ نے اس کے زیر ناف دو ٹھونگے مارے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو اس نے کہا، ایک عجیب شخص تجھے قتل کرے گا۔ چند دن گزرے ابو لؤلؤہ مجوسی نے ان کے زیر ناف تین خنجر مارے۔

وَ كَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا.

مقدر کا لکھا ہو کر رہا۔ (۱)

حدیث نبوی کا حفظ:

جلیل القدر صحابیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا ان عظیم المرتبت خواتین میں سے تھی جنہوں نے کثرت کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے احادیث روایت کیں اس سے مہاجرات میں سے کوئی خاتون سبقت نہ لے جاسکی سوائے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ۔

☆ اس نے نبی کریم ﷺ سے ساٹھ احادیث روایت کیں، امام مسلم اور اصحاب سنن الاربعہ نے یہ روایات نقل کیں، جس میں ابو داؤد ترمذی نسائی اور ابن ماجہ کے نام شامل ہیں۔

☆ اس سے جن صحابہ کرامؓ نے احادیث روایت کیں وہ ہیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ اشعری، عبد اللہ بن عباس، اور اس کا بیٹا عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ۔

☆ صحابہؓ کے علاوہ جن تابعین نے اس سے روایت کیا وہ ہیں عروہ بن زبیر، عبد اللہ بن شداد سعید بن مسیب، الشعمی، قاسم بن محمد بن ابی بکر اور ام عون بنت محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ۔ (۲)

(۱) نوادر المخطوطات (۲/۱۵۵) الطبقات (۳/۳۳۵)

(۲) اسد الغابہ (۵/۳۹۶) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۸۷) الاصابہ (۴/۲۳۵) تاریخ

اسلام (۴/۱۷۹) وغیرہ۔

☆ اس کی ایک نہایت خوبصورت اور پیاری روایت منقول ہے۔ جسے عبداللہ بن جعفر نے روایت کیا۔ فرماتے ہیں۔

مجھے اماں جان اسماء بنت عمیس نے ایک وظیفہ سکھلایا جس کا رسول اللہ ﷺ نے اسے حکم دیا تھا کہ مصیبت کے وقت یہ کلمات پڑھ لیا کریں۔
 اللَّهُ رَبِّي لَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

اللہ میرا رب ہے میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔ (۱)

الوداعی یادیں:

حضرت اسماء بنت ہنیاء کی سیرت نگاری میں الوداعی الفاظ کا ہم تذکرہ کچھ اس طرح کریں گے کہ اس نے بہت سے کارنامے ایسے سرانجام دینے کا اعزاز حاصل ہوا جن کارناموں کو اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ جس سے تاریخ میں اس کا بڑا بلند مقام و مرتبہ ہوا۔ جن میں چند ایک یہ ہیں۔

- ۱۔ عبداللہ بن جعفر اسلام میں پہلا بچہ جو حبشہ میں پیدا ہوا۔
- ۲۔ اس کے خاوند حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے تاریخ میں پہلی مرتبہ دوران جنگ اپنی گھوڑی کی کوچیں کاٹ دیں۔

- ۳۔ اسماء نفسہا اول من اشارت بنعش المرأة.
- ۴۔ حضرت اسماء بنت ہنیاء نے لمبی زندگی بسر کی علامہ ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد بھی زندہ رہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ ۶۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔ (۲)

زرکلی نے الاعلام میں لکھا ہے کہ یہ ۴۰ ہجری میں فوت ہوئیں۔

(۱) ابو داؤد (۱۵۲۵) ابن ماجہ (۳۸۸۲) حیاة الصحابة (۱۵۰/۴)

(۲) تاریخ اسلام (۱۷۸/۴) عہد معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ.

ہم حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی معطر سیرت کو الوداع کہتے ہوئے نبی کریم ﷺ کی وصیت کو یاد کرتے ہیں۔ کہ آپ نے ایسے مصائب و مشکلات کے دوران یہ وظیفہ پڑھنے کی تلقین کی تھی۔

اللَّهُ رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا.

”اللہ میرا رب ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔“

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|---------|-----------------------|
| ۲۸۰/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۳۵۱/۲ | ۲۔ تاریخ طبری |
| ۲۳۰/۴ | ۳۔ الاستیعاب |
| ۲۹۳/۱ | ۴۔ الروض الانف |
| ۳۰۶/۱ | ۵۔ الاعلام زرکلی |
| ۳۳۸/۱ | ۶۔ السيرة النبوية |
| صفحہ ۸۱ | ۷۔ نسب قریش |
| ۷۴/۲ | ۸۔ حلیۃ الاولیاء |
| ۲۴۴/۴ | ۹۔ دلائل النبوة بیہقی |
| ۳۹۶/۵ | ۱۰۔ اسد الغابة |

- ۱۱۔ البدایة و النہایة ۲۰۶/۴
- ۱۲۔ تاریخ اسلام ذہبی ۴۳۱/۲
- ۱۳۔ سیر اعلام النبلاء ۲۰۸/۱
- ۱۴۔ دلائل النبوة اصبهانی ۶۸۱/۲
- ۱۵۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۳۰/۲
- ۱۶۔ تہذیب التہذیب ۳۹۹/۱۲
- ۱۷۔ الاصابة ۲۳۵/۴



۵۵

ام کلثوم بنت عقبہ الامویہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے اسے کہا:

زید بن حارثہ سے شادی کر لے یہ تیرے لیے بہتر ثابت ہوگا۔

ایمان کے آنگن میں

☆ اسلام نے عورت کو مرد کے برابر قرار دیا ہے عورت کے حقوق وہی ہیں جو ایک مرد کے لیے ہیں اور اس کے فرائض بھی وہی ہیں جو مرد کے ہیں البتہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوت بازو و فراخ دستی عورت پر خرچ کرنے اور اس کی نگہداشت کرنے کے لحاظ سے بالادستی عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مختصر الفاظ میں ان حقوق کا کس قدر خوبصورت الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ۚ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (البقرة: ۲۲۱)

”عورتوں کے لیے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔ اور سب پر اللہ غالب اقتدار رکھنے والا اور حکیم و دانا موجود ہے۔“

☆ اسی طرح اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے زندگی کے بعض معاملات میں مرد اور عورت کا یکساں تذکرہ کیا ہے جیسا کہ اجر و ثواب کی ذخیرہ اندوزی میں دونوں کو برابر کا درجہ حاصل ہے۔ اسی طرح آخرت میں بلندی درجات کے ارتقاء فضائل و مناقب اسلام اور ایمان نیز صداقت اور صبر جیسی خوبیوں میں مرد اور عورت کو برابر حیثیت دی گئی ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّامِتِينَ وَالصَّامِتَاتِ

الصَّابِرَاتِ، وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ، وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ، وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ، وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ، وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ (الاحزاب : ٣٥)

”بلاشبہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار عورتیں، سچے مرد اور سچی عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اللہ کے آگے جھکنے والے مرد اور جھکنے والی عورتیں، صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں، روزے دار مرد اور روزے دار عورتیں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔“

☆ جس جلیل القدر صحابیہ کا آج ہم تذکرہ کرنے لگے ہیں یہ ان خواتین میں سے ہے۔ جنہوں نے فضل و شرف اور علم کا وافر حصہ اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ جب مکہ معظمہ میں اسلام کی صبح نمودار ہوئی تو یہ ان خواتین میں شامل تھی جنہوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت حاصل کی۔ اور یہ ان خواتین میں سے ایک تھی جن کے ایمان کی گواہی اللہ تعالیٰ نے دی اور جنہیں نبی کریم ﷺ کی صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اس طرح اس نے بھی عظیم اور قابل فخر عزت اور شرف حاصل کرنے کا اعزاز پایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں قرآنی آیات نازل کیں جو رہتی دنیا تک پڑھی جاتی رہیں گی۔

☆ ہماری آج کی مہمان ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط الامویہ القرشیہ ہے۔^(۱) اس

(۱) اسد الغابہ (۵/۶۱۴) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۶۵)

کی والدہ اروی بنت کریمہ تھی یہ ان خواتین میں سے تھی جن کا تاریخ اسلام میں بہت بڑا حصہ ہے۔

خوشبودار آغاز:

ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے جب ایمان کا مشروب نوش جان کیا اس میں بہت سی قابل رشک خوبیاں جمع ہو گئیں۔ اور جب اسلام کی ہوا کے لطیف جھونکے ام کلثوم کے صاف شفاف دل سے ٹکرائے۔ تو اس کے نصیب جاگ اٹھے۔ ام کلثوم نے دو قبلوں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اور مدینہ ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں ہی رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کر لیا تھا۔

☆ ام کلثوم نبی کریم ﷺ کے داماد حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی والدہ کی طرف سے ہمیشہ تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ اس کے دونوں حقیقی بھائی ولید اور عمارہ عقبہ کے بیٹے فتح مکہ کے دن مسلمان ہو گئے۔

البتہ اس کا باپ عقبہ بن ابی معیط اموی نبی کریم ﷺ کا دشمن تھا مسلمانوں کا شدید مخالف تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو بڑی اذیت دیا کرتا تھا۔ جنگ بدر میں گرفتار کیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم صادر فرمایا، اسے حالت کفر میں ہی قتل کر دیا گیا یہ بدلہ تھا اس کی کرتوتوں کا ام کلثوم کی آنکھوں سے اس کے فاسق باپ کے قتل ہونے پر ایک آنسو تک نہ بہا، یہ منظر اس کے عظیم ایمان پر دلالت کرتا ہے اللہ کے اپنی مخلوق میں بڑے ہی کرشمے ہیں۔ وہ مردے سے زندہ کو نکال لاتا ہے۔

ہجرت کے اعتبار سے پہلی خاتون:

جب مدینہ کی طرف ہجرت کا آغاز ہوا۔ ام کلثوم کو مکہ میں روک لیا گیا۔ اور قافلہ مہاجرین کے ساتھ ملنے سے روک دیا گیا۔ کافی عرصے تک وہ صبر سے اللہ کی راہ میں تکالیف کو برداشت کرتی رہی۔ یہاں تک کہ اللہ نے اسے ہجرت کا حکم دیا یہ شان اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اور اس جیسی مومنات و

صبرات کا کس قدر اکرام کیا ہے۔

☆ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے ام کلثوم کے لیے ۷ ہجری تک ہجرت کا موقع میسر نہ آ سکا اس نے رسول اللہ ﷺ اور قریش کے مشرکین کے درمیان ہونے والی صلح حدیبیہ کے وقت ہجرت کی۔

مشرکین کی مصالحت اس بنیاد پر ہوئی تھی کہ ان میں سے جو بھی ایمان قبول کر کے آپ کے پاس آئے اسے ہماری طرف واپس کر دینا ہوگا۔
اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا۔

إِذَا جَاءَكُمْ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَاْمْتَحِنُوهُنَّ. (الممتحنة: ۱۰)

جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو آپ ان کو آزمایا کریں۔

جب اس نے ہجرت کی تو اس کے دونوں بہن بھائی ولید اور عمارہ عقبہ کی اولاد سے ملے تاکہ اسے واپس لے جائیں۔ اللہ نے اسلام کی برکت سے اس کی حفاظت کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کے سپرد نہ کیا۔^(۱)

☆ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی ہجرت کا قصہ اللہ تعالیٰ کے اس کے ساتھ لطف و کرم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

تاریخ کے حوالے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ اکیلی مکہ سے روانہ ہوئی خزاء خاندان کے ایک شخص کے ہمراہ پیدل مدینہ منورہ پہنچ گئی بعض نے کہا کہ وہ اونٹ پر سوار ہو کر مدینے پہنچی۔

اس نے اپنے خاندان کے جوانوں اور بوڑھوں کو وہیں ٹامک ٹوئیاں مارنے کے لیے چھوڑ دیا حیرت و اضطراب کی بھول بھلیوں میں سرگرداں و پریشان

(۱) الاستیعاب (۴/۶۵) نسب قریش (ص ۱۴۵) دلائل النبوة للبيهقي (۴/۱۷۱)

پھرتے رہیں۔

☆ علامہ ابن سعد رضی اللہ عنہ رقم طراز ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ ام کلثوم بنت عقبہ کے علاوہ کوئی قریشی مسلمان خاتون اللہ و رسول کی رضا کی خاطر اپنے والدین کو چھوڑ کر اکیلی ہجرت پر روانہ ہوئی ہو۔^(۱)

ام کلثوم اور مبارک ہجرت:

ام کلثوم اپنی ہجرت کی داستان کچھ یوں بیان کرتی ہیں مکے سے مدینے کی طرف روانگی کی تدبیر اختیار کرتے ہوئے کہتی ہیں۔ پہلے میں ایک دیہات کی طرف گئی جہاں میرے خاندان کے لوگ رہتے تھے میں وہاں تین یا چار دن رہی۔ پھر میں واپس آ گئی۔ تاکہ میرا دیہات جانا ان کے لیے اجنبیت کا باعث نہ بنے یہاں تک کہ میں نے روانگی کا تہیہ کر لیا۔ میں مکہ سے ایک دن اس انداز میں روانہ ہوئی جیسے دیہات جارہی ہوں جو شخص میرے پیچھے پیچھے آ رہا تھا جب واپس ہوا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بنو خزاعہ قبیلے کا فرد ہے اس نے کہا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

میں نے کہا: تیرا کیا مسئلہ ہے تم کون ہو؟

اس نے کہا میں خزاعہ قبیلے سے ہوں۔

جب اس نے خزاعہ کا نام لیا تو مجھے دلی طور پر تسلی ہوئی کہ کوئی بات نہیں۔ چونکہ بنو خزاعہ کا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہمی معاہدہ ہوا ہے۔

میں نے کہا میں قریش کی خاتون ہوں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا چاہتی ہوں۔ مجھے راستے کا پتہ نہیں۔

اس نے کہا میں آپ کو مدینے پہنچا آتا ہوں۔ پھر وہ اپنا اونٹ لے کر میرے پاس آیا۔

میں اس پر سوار ہوئی ہم مدینہ پہنچ گئے اس نے بہت اچھے عمدہ کردار کا مظاہرہ کیا اللہ اسے جزائے خیر عطا کرے۔ میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی میں نے انہیں اپنا تعارف کرایا انہوں نے مجھے اپنے پاس رکھ لیا اور یہ فرمایا تو نے اللہ اور رسول ﷺ کی رضا کی خاطر ہجرت اختیار کی ہے۔

میں نے کہا ہاں اندیشہ ہے کہ مجھے واپس کر دیا جائے گا۔

رسول اللہ ﷺ ام سلمہ کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے آپ کو یہ پوری کہانی سنا دی۔ آپ ﷺ نے مجھے خوش آمدید کہا۔
مرحبا اھلاً وسهلاً کا دل نواز پیغام دیا۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اپنا دین چھوڑ کر بھاگ کر یہاں آپ کے پاس آئی ہوں۔ مجھے یہاں روک لیجئے ان کی طرف واپس نہ کیجئے۔ ورنہ وہ مجھے ایسی سزا دیں گے جو میرے لیے قابل برداشت نہ ہوگی۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے بارے میں یہ معاہدہ ختم کر دیا ہے۔ پھر ایسا حکم سنایا جس سے سبھی خوش ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے امتحان کی آیت نازل کر دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مِهَاجِرَاتٍ فَاثْمَحْنَوهُنَّ
اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى
الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ وَآَنُوهُمْ مَا أَنَفَقُوا وَلَا
جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ وَلَا تُمْسِكُوا
بِعِصْمِ الْكَوَافِرِ وَاسْأَلُوا مَا أَنَفَقْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمُ أَنْ تَنْفِقُوا ذَٰلِكُمْ حُكْمُ
اللَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِنْ
أَزْوَاجِكُمْ إِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقِبْتُمْ فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَزْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا

انْفَقُوا وَ اتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ﴿۱۰﴾ (الممتحنہ ۱۰، ۱۱)

”اے لوگو! جو ایمان لائے ہو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو ان کے مومن ہونے کی جانچ پڑتال کرو۔ اور ان کے ایمان کی حقیقت کو تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پھر جب تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو۔ نہ وہ کفار کے لیے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لیے حلال ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیئے تھے وہ انہیں لوٹا دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کے مہر ان کو ادا کر دو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو مہر کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیئے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں۔ یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے اور اگر تمہاری کافر بیویوں کے مہروں میں کچھ تمہیں کفار سے واپس نہ ملے۔ اور پھر تمہاری نوبت آئے تو جن لوگوں کی بیویاں ادھر رہ گئی ہیں ان کو اتنی رقم ادا کر دو جو ان کے ذمے مہروں کے برابر ہو۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان لائے ہو۔“

☆ رسول اللہ ﷺ نے ام کلثوم اور اس کے بعد دیگر خواتین کا امتحان لیا، ابن جریر رحمہ اللہ ابو نصر الاسدی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ فرمایا:

عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا گیا رسول اللہ ﷺ عورتوں کا امتحان کس طرح لیتے تھے۔

فرمایا جو خاتون بھی بیعت کے لیے آتی وہ یہ اقرار کرتی، کہ میں خاوند سے ناراض ہو کر یا ایک زمین کو دوسری زمین کی چاہت کی وجہ ترک کرنے کی غرض سے نہیں نکلی اور اللہ کی قسم نہ ہی میں دنیا کی تلاش میں گھر چھوڑ کے آئی ہوں۔ میں تو

صرف اللہ اور رسول کی محبت کی خاطر یہاں اپنا گھر بار چھوڑ کے آئی ہوں۔

☆ اس طرح ام کلثوم تمام عورتوں سے زیادہ عقل مند اور زیادہ مضبوط ایمان والی بن گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی گواہی دی۔

ہونہار بیٹوں کی والدہ:

ام کلثوم نے مدینہ منورہ میں صحابہ کرام کی خواتین کے درمیان بڑا ہی لائق احترام پایا، رسول اللہ ﷺ اس کی عزت کیا کرتے تھے۔ اور اس کے ایمان کی صداقت کو بڑی اہمیت دیتے یہ آپ ﷺ کے ہمراہ کئی غزوات میں شریک ہوئی زخمیوں کا علاج کرتی آپ نے بقاعدہ غنیمت سے اسے حصہ بھی دیا۔^(۱)

☆ رسول اللہ ﷺ اس کے معاملے کو اہمیت دیا کرتے تھے۔

زبیر بن عوام، زید بن حارثہ، عبدالرحمان بن عوف اور عمرو بن غاص نے اسے شادی کا پیغام دیا۔ اس سلسلے میں اس نے اپنے بھائی حضرت عثمان بن عفان سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ آپ نبی کریم ﷺ سے مشورہ کریں آپ پوچھیں کہ اس سلسلے میں کیا فیصلہ کروں یہ آپ کے پاس حاضر ہوئی مشورہ طلب کیا آپ نے زید بن حارثہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

تزوجی زید بن حارثہ فانہ خیر لک۔

تو زید بن حارثہ سے شادی کر لے یہ تیرے لیے بہتر ثابت ہوگا۔

تو ام کلثوم نے زید بن حارثہ سے شادی کر لی۔ جس سے زید اور رقیہ پیدا

ہوئے۔

☆ جنگ موتہ میں حضرت زید بن حارثہ شہید ہو گئے تو زبیر بن عوام نے اس سے شادی کر لی اس سے زینب پیدا ہوئی۔

زبیر بن عوام کی طبیعت قدرے سخت تھی۔ اس نے اس سے طلاق طلب کی تو اس نے طلاق دے دی پھر اس سے عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی جس سے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے جب وہ فوت ہوئے تو عمرو بن عاصؓ نے اس سے شادی کر لی اسی کے حوالہ عقد میں وفات پائی۔^(۱) یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس جلیل القدر صحابیہ ام کلثوم نے حضرت علی بن ابی طالب کی خلافت میں وفات پائی۔

کاتبہ قاریہ اور راویہ:

ام کلثوم نے رسول اللہ ﷺ سے دس احادیث روایت کیں ان میں سے بخاری مسلم میں ایک متفق علیہ حدیث منقول ہوئی ہے اس سے ابن ماجہ کے علاوہ دیگر محدثین نے احادیث روایت کیں۔

اس سے اس کے دونوں بیٹے حمید اور ابراہیم جن کے والد عبدالرحمان بن عوف تھے احادیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ یہ علم یادداشت اور حفظ پر قدرت کے اعتبار سے قریش کی ان خواتین میں سے تھی جو لکھنا پڑھنا جانتی تھیں۔ یہ اس دور میں ایب بڑا امتیاز تھا جب کہ عورت کی معاشرے میں کوئی اہمیت نہیں تھی۔

☆ اس کی مرویات میں سے ایک یہ حدیث ہے۔ جسے امام مسلم نے حمید بن عبدالرحمان سے روایت کیا کہ اس کی والدہ ام کلثوم بنت عقبہ بنت بنی معیط رضی اللہ عنہا ان مہاجر خواتین میں سے تھی جنہوں نے ہجرت اور بیعت کی سعادت حاصل کی اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں:

((ليس الكذاب الذي يصلح بين الناس و يقول خيرا و ينمي خيرا))

(۱) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۶۵) سیر اعلام النبلاء (۲/۲۷۷) تہذیب

وہ جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کراتا ہے اور صلح کا ہی پرچار کرتا ہے۔^(۱)
یہ ام کلثوم بنت عقبہ صابرہ، مہاجرہ اور مومنہ صحابیہ تھی ہر طرف سے فضائل و مناقب اکٹھے ہوئے اور وہ زندہ جاوید ہو گئے۔
اللہ اس سے راضی ہوا اور اسے ان لوگوں میں شامل کر دیا جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿اُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾ (الواقعة ۱۱، ۱۲)

”یہی لوگ مقرب ہیں نعمتوں بھری جنتوں میں۔“

ام کلثوم بنت عقبہ الامویہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ اسد الغابۃ ۶۱۴/۵
- ۲۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۶۵/۲
- ۳۔ سیر اعلام النبلاء ۲۷۶/۲
- ۴۔ الاستیعاب ۴۶۵/۴
- ۵۔ دلائل النبوة بیہقی ۱۷۱/۴
- ۶۔ الطبقات ۲۳۰/۸
- ۷۔ تاریخ اسلام ذہبی ۴۰۰/۲
- ۸۔ السیرۃ النبویۃ ۳۲۵/۲
- ۹۔ المغازی ۶۲۹/۲
- ۱۰۔ زاد المعاد ۳۰۰/۳
- ۱۱۔ نواد والمخطوطات ۶۱/۱
- ۱۲۔ تہذیب التہذیب ۴۷۷/۱۲

۵۶

فاطمہ بنت الیمان رضی اللہ عنہا

مومنہ، قضاء و قدر کے فیصلے پر راضی اور حدیث نبوی کی راویہ۔

یمانی خاندان

☆ فاطمہ بنت یمان بن جابر العبسی الاشعلی الانصاریہ^(۱) ایک ایسی خاتون تھی جس نے ایک ایسے خاندان میں پرورش پائی جسے ہر جانب سے نور اسلام نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا۔

اس کے باپ الیمان کا نام حسیل تھا یہ جلیل القدر صحابی تھا جو غزوہ احد میں شہید ہوا۔ اس کا بھائی حذیفہ بن یمان جلیل القدر نجیب الاطراف صحابہ کرامؓ میں سے تھا اور رازدان رسول ہونے کے حوالے سے مشہور و معروف تھا نبی ﷺ کے رازدان ہونے کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے اسے منافقین کے بارے میں مکمل بتا دیا تھا اور یہ راز اس کے علاوہ کسی کو بھی آپ نے نہیں بتایا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے غزوہ خندق کے دوران دشمن کی اندرونی خبر لانے کے لیے فریضہ سوئیا۔

☆ اس کا دوسرا بھائی صفوان بن الیمان صحابی تھا جو اپنے اور بھائی کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوا۔

☆ اس کی دونوں بہنیں ام سلمہ بنت یمان، مسلمان اور عبارت گذار خاتون تھی اور اس کی دوسری بہن خولہ بنت یمان بڑے فضل و شرف والی خاتون تھی۔

☆ اس کی والدہ الرباب بنت کعب^(۲) نے اسلام قبول کیا۔ ہجرت اختیار کی اور اس

(۱) الطبقات (۳۲۵/۸) اسد الغابہ (۵۲۸/۵)

(۲) الروض الانف (۱۷۶/۳) اسد الغابہ (۴۵۱/۵)

کے نصیب میں نبی کریم ﷺ کی ایسی دعا آئی جس نے اسے دنیا و آخرت میں سرخرو کر دیا۔ ترمذی نے حذیفہؓ کے حوالے سے روایت کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے پوچھا۔ تیرا نبی کریم ﷺ سے معاہدہ کب ہوا میں نے کہا امی جان میرا تو اتنے عرصے آپ کے ساتھ کوئی بھی تو معاہدہ نہیں۔ فنانلت منی

میں نے اس سے کہا امی جان میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضری دوں گا آپ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کروں گا اور آپ سے یہ التجا کروں گا کہ آپ میرے اور تیرے حق میں دعا کریں۔

میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے ساتھ میں نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ نے رخ پھیرا میں بھی آپ کے سیدھے رخ ہو کر بیٹھ گیا آپ نے میری آواز سنی تو فرمایا کون ہو! حذیفہؓ ہو؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کیا ضرورت پیش آگئی اللہ نے تجھے اور تیری والدہ کو بخش دیا ہے۔

آپ نے فرمایا: یہ فرشتہ آج رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اترا اس نے اپنے رب سے اجازت طلب کی وہ مجھے سلام کہے اور یہ خوش خبری دے کہ فاطمہ الزہراء اہل جنت کی خواتین کی سردار ہوں گی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما جنتی نوجوانوں کے سردار ہوں گے۔^(۱)

☆ یہ یمانی خاندان اسلام قبول کرنے کے حوالے سے بڑی اہم تاریخ رکھتا ہے۔ فاطمہ نے صبح اسلام آشکار ہوتے ہی اسلام قبول کر لیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر لی تھی اور خواتین

(۱) الترمذی (۳۷۸۳) فی المناقب و قال هذا حديث حسن غريب۔

کے اس قافلے میں شامل ہوئی جنہوں نے تاریخ میں اپنے نام کو ہمیشہ کے لیے ثبت کرا دیا۔

شہید کی بیٹی:

غزوہ احد میں فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ اور صفوان رضی اللہ عنہ کو الوداع کیا جو مجاہدین کے ہمراہ میدان جنگ کی طرف نکلے، نبی کریم ﷺ نے اس کے والد یمان کو اور ثابت بن وقش کو قلعوں میں عورتوں اور بچوں کی نگہداشت کے لیے چھوڑا یہ دونوں بوڑھے تھے۔ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہم یہاں کس چیز کا انتظار کر رہے ہیں۔

اب ہماری عمر ہی کیا باقی رہ گئی بالکل معمولی سی اتنی کم جتنا گدھے کے دوبار پانی پینے کا درمیانی وقفہ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ گدھا تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد پانی پیتا ہے پیاس کو برداشت نہیں کر سکتا لہذا تھوڑے عرصے کا تذکرہ کرنا ہو تو عرب ”ظما الحمار“ کا محاورہ بولتے ہیں۔ ان دونوں نے اپنی تلواریں پکڑیں اور مجاہدین کی صفوں میں شامل ہو گئے ثابت بن وقش کو مشرکین نے قتل کیا البتہ یمان کے سر پر مسلمانوں کی تلواریں کھڑکھڑائیں انہوں نے اسے قتل کر دیا وہ اسے پہچان ہی نہ سکے ان کے خیال میں تھا یہ دشمن کا فرد ہے اس کا بیٹا حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر پکارتا رہا میرے ابا جان میرے ابا جان لیکن انہیں کچھ سنائی نہ دیا۔ جب وہ شہید ہو گئے تو فرمانے لگے۔

يغفر الله لكم و هو ارحم الراحمين.

اللہ تمہیں بخشے اور وہ سب سے بڑا مہربان ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اسے دیت دی لیکن حذیفہؓ نے اس دیت کا سارا مال مسلمانوں کو صدقے میں دے دیا۔ جس سے نبی کریم ﷺ کے دل میں اس کی عزت

اور زیادہ ہو گئی۔^(۱)

☆ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا موقف اپنے بھائی حذیفہ کے موقف کی طرح کم نہیں تھا جب اسے اپنے باپ کے شہید ہونے کی خبر ملی تو اللہ کی تقدیر رضا کا اظہار کرتے ہوئے لسان حال سے کہنے لگی۔

کل مصيبة بعد رسول الله هينة.

رسول اللہ ﷺ کے بعد ہر مصیبت ہمارے لیے آسان ہے۔

طریق نبوی کے زیر سایہ:

سیرت و سوانح کے لکھاریوں نے بیان کیا ہے کہ حذیفہ بن یمان کی تمام بہنوں نے نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ ابن سعد اور ابن عبد البر حذیفہ کی ہمشیرہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔

وہ فرماتی ہیں۔ کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہم سے خطاب کیا اور یہ

فرمایا:

يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ أَلَيْسَ لَكُنَّ فِي الْفِضَّةِ مَا تَحْلِينَ، أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ مِنْكُنَّ امْرَأَةٌ تَحْلِي ذَهَبًا تُظْهِرُهُ إِلَّا عَذَبَتْ بِهِ.

اے خواتین کی جماعت کیا تمہارے پاس چاندی میں سے کچھ نہیں کہ ات بطور زیور استعمال کر سکو۔ تم میں سے جو خاتون بھی سونے کا زیور پہن کر اس کا اظہار کرے گی اسے عذاب دیا جائے گا۔

یہ حکم سننے کے بعد خواتین نے اپنے گریبانوں میں لگے ہوئے سونے کے ن اور انگوٹھیاں بھی چھپانا شروع کر دیں۔^(۲)

(۱) السيرة النبوية (۸۷/۲) انساب الاشراف (۳۲۲/۱) السيرة الحلبية (۵۲۸/۲)

(۲) الطبقات (۳۲۶/۸) الاستيعاب (۳۷۳/۴)

حذیفہ کی یہ بہن جس کی سیرت آج ہمارا موضوع سخن ہے۔ وہ راویہ حدیث کی حیثیت سے بھی مشہور و معروف ہوئی۔

زیارت اور روایت:

فاطمہ بنت ایمان رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی جنہوں نے حدیث نبوی کو روایت کیا۔

اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی اور اس سے اس کے بھتیجے ابو عبیدہ بن حذیفہ بن ایمان نے حدیث روایت کی اور اسی طرح ربیع بن حراش نے اور اس نے اپنی بیوی سے اور اس نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔^(۱)

فاطمہ بنت ایمان رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی اس بیماری کے دوران زیارت کی جس میں آپ نے وفات پائی۔ اس زیارت کا حال اس کا بھتیجا اس کے حوالے سے بیان کرتا ہے۔

فرماتی ہیں:

میں نے چند دیگر خواتین کے ہمراہ رسول اللہ ﷺ کی عیادت کی میں نے کیا دیکھا کہ آپ کے اوپر ایک مشکیزہ لٹک رہا ہے اور اس سے آپ کے جسم مبارک پر پانی ٹپک رہا ہے تاکہ اس طریقے سے آپ بیماری کی شدت کو کم محسوس کریں۔

میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ اللہ سے دعا مانگیں کہ وہ آپ کی تکلیف کو ختم کر دے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ أَشَدَّ لِنَاسٍ بَلَاءَ الْأَنْبِيَاءِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ
الَّذِينَ يَلُونَهُمْ.

تمام لوگوں سے زیادہ انبیاء کو آزمایا جاتا ہے پھر ان لوگوں کو جو ان کے قریب
ہیں پھر ان لوگوں کو جو ان کے قریب پھر ان لوگوں کو جو ان کے قریب
ہیں۔^(۱)

☆ یہ فاطمہ بنت ایمان ان فاطمہ نامی صحابیات میں سے ہے جنہیں نبی کریم ﷺ کے
ہاں عزت کا مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ اسی طرح خاندان ایمان کو صحابہ کرام میں
بلند مقام حاصل تھا تمام نے اسلام اور اہل اسلام کی خدمت میں بھرپور حصہ لیا
اور وہ دونوں جہان میں سعادت پا گئے۔
آئیے اب ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھیں۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ
جَزَاءُ هُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ
فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ

(البقرة: ۷، ۸)

”بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے وہ بہترین مخلوق ہیں ان کی
جزاء ان کے رب کے ہاں دائمی قیام کی جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ
رہی ہوں گی۔ وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہ رہیں ہوں گے اللہ ان سے راضی
اور وہ اپنے اللہ سے راضی یہ کچھ ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے رب
کا خوف کیا ہو۔“

☆ اللہ فاطمہ بنت ایمان رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور وسیع و عریض باغات میں اقامت

(۱) رواہ احمد، الطبقات (۳۲۵/۸) اسد الغابہ (۵۲۹/۵) الاصابہ (۳۷۴/۴)

گزشتہ کیا۔

حضرت فاطمہ بنت یمان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|--------|-------------------|
| ۳۲۵/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۵۲۸/۵ | ۲۔ اسد الغابۃ |
| ۱۷۶/۳ | ۳۔ الروض الانف |
| ۸۷/۲ | ۴۔ السیرۃ النبویہ |
| ۳۲۲/۱ | ۵۔ انساب الاشراف |
| ۵۲۸/۲ | ۶۔ السیرۃ الحلبيۃ |
| ۳۷۴/۴ | ۷۔ الاصابہ |
| ۴۴۵/۱۲ | ۸۔ تہذیب التہذیب |



۵۷

ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے ام ہانی! رضی اللہ عنہا سرکہ بہترین سالن ہے۔ وہ گھر فقیر نہیں ہوتا جس میں سرکہ ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

جسے تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی۔

سیدہ فاضلہ

امام ذہبی رحمہ اللہ ام ہانیؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

السیدہ الفاضلہ، ام ہانی بنت ابی طالب بن عبدالمطلب بن
ہاشم الهاشمیہ المکیہ۔^(۱)

☆ اس کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم رضی اللہ عنہا تھی یہ ہجرت کرنے والی اور بیعت کرنے والی خواتین میں شامل تھی ابی طالب کی تمام اولاد علی، جعفر، عقیل، طالب اور ام ہانیؓ کی یہی والدہ تھی۔^(۲)

☆ ام ہانیؓ کے آخر میں لازماً ہمزہ استعمال کیا جائے گا اس میں کوئی اختلاف نہیں، اہل لغت کا اس پر اتفاق ہے۔ اس کا نام فاختہ ہے۔ یہی مشہور ہے لیکن ہند بھی نام بتایا گیا ہے۔ قریشی صحابیات میں ام ہانیؓ کی کنیت سے یہی پکاری جاتی تھی۔ اور کسی کی یہ کنیت نہیں تھی۔

☆ مکہ معظمہ میں ام ہانیؓ کو قریشی خواتین عام طور پر اور ہاشمی خواتین میں خاص طور پر بڑی دانشور صاحب رائے اور ادیب خاتون سمجھا جاتا تھا۔

☆ فصاحت و بلاغت اسے اپنے باپ سے ورثے میں ملی تھی۔ جو قریش کے فصیح و بلیغ خطباء و شعراء میں سے تھا۔

اس نے اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد کی عادات کو اپنایا جس نے اسے عالم اسلام کی ایک

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۱۱ و ۳۱۲)

(۲) المعارف (ص ۱۲۰) جمہورۃ انساب العرب (۱/۱۴)

بلند خاتون ہونے کا اعزاز بخشا۔

اس کا خاوند اور اولاد:

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا ہمیرہ بن عمرو بن عائد المخزومی کی بیوی تھی یہ قریش کا ایک مشہور شاعر تھا۔ اس کے ہاں جو اولاد ہوئی ان کے نام عمرو جعدہ ہانی اور یوسف تھے۔

☆ جب اسلام ظہور پذیر ہوا اس کا خاوند ہمیرہ تو بدستور اپنے شرک پر قائم رہا۔ اور وہ موحدین کی لڑی میں پرویا نہ گیا۔

اگرچہ تاخیر سے سہی مگرام ہانی رضی اللہ عنہا نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کر لیا۔

اس کی سیرت سے واضح دلائل اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ اس نے کسی موقع پر بھی اسلام کی دعوت کے خلاف کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کی یا رسول اللہ ﷺ کے راستے میں کوئی روڑا نہیں اٹکایا بلکہ یہ آپ کا حد درجہ احترام و اکرام ہی کرتی رہی۔

اسلام اور فضل و شرف:

حوالہ جات اور واقعات اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ۸ ہجری کو فتح مکہ کے دن ام ہانی رضی اللہ عنہا کے دل میں اسلام کے لیے انشراح پیدا کر دیا۔ اور اس نے بقاعدہ اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔

فتح مکہ کے بارے میں حافظ ابن قیم ایک عمدہ تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز

ہیں۔

هو الفتح الاعظم الذين اعزالله به دينه ورسوله وجنده وحزبه
الامين، واستنقذ به بلده وبيته الذي جعله هدى للعالمين، من
ايدى الكفار والمشركين، وهو الفتح الذي استبشر به اهل
السماء وضربت اطناب عزه على مناكب الجوزاء ودخل الناس

به فی دین اللہ افواجاً و اشرق به وجه الارض ضیاء و ابتهاجاً۔
وہ عظیم تر فتح جس کے ذریعے اللہ نے اپنے دین رسول، لشکر اور امین گروہ کو غلبہ عطا کیا۔ اور اس کے ذریعے سے اپنے شہر اور اپنے گھر کو کافروں اور مشرکوں کے قبضے سے چھڑا لیا اور اسے جہاں والوں کے لئے راہنما بنا دیا۔ وہ فتح جس سے آسمان والے خوش ہو گئے اس کی عزت و وقار کی طنائیں جو زاء ستارے کی بلندیوں کو چھونے لگیں لوگ اس کے ذریعے سے اللہ کے دین میں گروہ درگروہ داخل ہوئے اور زمین کا چہرہ روشنی اور خوشی سے چمک اٹھا۔^(۱)

☆ جب نبی کریم ﷺ مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو کھڑے ہو کر کہا:
اے خاندان قریش! تمہارا کیا خیال ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟

انہوں نے کہا: آپ بہتر سلوک کریں گے۔

آپ خود بھی شریف ہیں اور شریف بھائی کے فرزند ارجمند ہیں۔
آپ نے فرمایا: آج میں تمہیں وہی کچھ کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا۔

لا تشریب علیکم الیوم اذہبوا فانتم الطلقاء۔

آج تم پر کوئی گلہ نہیں کوئی مواخذہ نہیں جاؤ تم آزاد ہو۔

☆ اس دلپذیر موقف کے بعد ام ہانی رضی اللہ عنہا کو اس دن ایک اور اعزاز حاصل ہوا جو کبھی کسی خاتون کے نصیب میں نہیں آیا۔ نبی کریم ﷺ اس روز اس کے گھر داخل ہوئے غسل کیا اور فتح کی خوشی میں نماز شکر ادا کی یہ بلاشبہ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے لیے بہت بڑی فضیلت کی بات تھی۔

ام ہانی رضی اللہ عنہا اور نماز فتح:

مسند روایات اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ اپنے چچا کی بیٹی ام ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر داخل ہوئے آپ نے غسل کیا اس کے گھر آٹھ رکعت نماز ادا کی یہ چاشت کا وقت تھا۔ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ کو اس سے ہلکی پھلکی نماز پڑھتے ہوئے کبھی نہ دیکھا البتہ رکوع سجود آپ نے پورے اطمینان سے کیے^(۱) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

ما رایتہ صلاھا قبلھا ولا بعدھا۔

میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد ایسی نماز پڑھتے کبھی نہ دیکھا۔
اس نماز کا نام صلاۃ فتح رکھا گیا۔ لشکر اسلام کے امراء جب کوئی قلعہ یا شہر فتح کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے ہر فتح کے بعد یہ نماز پڑھتے جب خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیرہ کو فتح کیا تو آٹھ رکعت نماز ادا کی۔

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا کی ایک اور خصوصیت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا کھانا کھایا اور تعریف کی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا سے کہا کیا آپ کے پاس کھانا ہے تاکہ ہم تناول کریں؟

اس نے کہا: سوکھی روٹی کے ٹکڑوں کے علاوہ میرے پاس کچھ نہیں اور مجھے شرم محسوس ہوتی ہے کہ یہ آپ کی خدمت میں پیش کروں۔

آپ نے فرمایا یہ ٹکڑے لاؤ۔ آپ نے ان کے مزید ٹکڑے کیے اور انہیں

(۱) اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔ اس کے علاوہ ترمذی۔ ابوداؤد اسد الغابہ وغیرہ میں یہ روایت

پانی میں بھگوایا اور نمک ملایا اور فرمایا کوئی سالن ہے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ سر کے کے علاوہ کچھ نہیں۔

آپ نے فرمایا لے آئیے آپ نے ان ٹکڑوں پر سرکہ ڈالا اور اس میں سے کھایا پھر اللہ کا شکر ادا کیا پھر کہا: اے ام ہانی رضی اللہ عنہا سرکہ بہت عمدہ سالن ہے۔ جس گھر میں سرکہ ہو وہ فقیر نہیں ہوتا۔^(۱)

جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے بھی پناہ دی:

زمانہ جاہلیت میں عورت خوف زدہ اور قیدی کو پناہ دینے کا حق رکھتی تھی۔ اسلام نے مسلمان خاتون کے مقام و مرتبے کی حفاظت کی اور اس کی عزت کا پورا خیال رکھا۔ اسے ایک یا دو مردوں کو پناہ دینے کی اجازت دی۔

نبی کریم ﷺ کی بیٹی زینب نے اپنے خاوند ابوالعاص بن الربیع کو قید سے چھڑایا وہ بدر کے قیدیوں میں گرفتار ہو کر آیا تھا۔

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے اپنے سسرالی رشتہ داروں میں سے دو ایسے آدمیوں کو پناہ دی جن کو قتل کرنے کا حکم تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کی پناہ کو قبول کیا۔

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا اس واقعے کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی بالائی جانب پڑاؤ کیا تو بنو مخزوم کے دو آدمی دوڑ کر میرے پاس آئے۔ اور ان کے پیچھے میرا بھائی علی بن ابی طالب بھی میرے گھر داخل ہوا اور اس نے کہا اللہ کی قسم میں انہیں قتل کروں گا۔ میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی آپ نے فرمایا اے ام ہانی رضی اللہ عنہا خوش

آمدید کیسے آنا ہوا؟

میں نے آپ کو دو آدمیوں اور اپنے بھائی علی رضی اللہ عنہ کا میرے گھر داخل ہونے کا واقعہ بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

قد اجرنا من اجرت يا ام هاني و أمنا من أمنت فلا يقتلھما.

جس کو تو نے پناہ دی اسے ہم نے پناہ دی اے ام ہانی جس کو تو نے امان دی اسے ہم نے امان دی ان دونوں کو قتل نہیں کرے گا۔

☆ اس واقعے سے صحابہ کرامؓ نے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے فضل و شرف کا اعتراف کیا۔ صحابہ کرامؓ اس کی بڑی عزت اور احترام کیا کرتے تھے۔

ام ہانی اور اس کا خاوند:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا اس کا خاوند ہمیرہ یمن کے علاقے نجران کی طرف بھاگ گیا۔

جب وہ بھاگا تو اس نے اپنے فرار کا عذر پیش کرتے ہوئے یہ اشعار کہے:

لَعَمْرُكَ مَا وَلَّيْتُ ظَهْرِي مُحَمَّدًا

وَ أَصْحَابِهِ جَبْنًا وَ لَا خِيْفَةَ الْقَتْلِ

وَ لَكِنِّي قَلْبْتُ أَمْرِي فَلَمْ أَجِدْ

لِسَيْفِي غَنَاءً إِنْ ضَرَبْتُ وَ لَا نَبْلِي

وَ قَفْتُ فَلَمَّا خِفْتُ ضِيعَةَ مَوْقِفِي

رَجَعْتُ لِعُودِ كَالْهَزْبِ إِلَى السَّبْلِ

۱۔ مجھے تیری عمر کی قسم میں محمد اور اصحاب محمدؓ سے بزدلی اور قتل کے ارادہ کی وجہ سے نہیں بھاگا۔

۲۔ لیکن میں نے اپنے معاملے کو الٹ دیا ہے تو میں اپنی تلوار بے پرواہ نہیں ہوتا اگر میں وار کرو اور نہ میں بوڑھا ہوا ہوں۔

۳۔ میں ٹھہر گیا لیکن جب میں نے اپنے موقف کے ضائع ہونے کا اندیشہ

کیا تو میں اپنی پہلی جگہ پہ لوٹ آیا شیر کی مانند جو اپنے بچوں کی طرف لوٹ جاتا ہے۔^(۱)

☆ ہمیرۃ نجران میں دھتکارا ہوا حالت کفر میں پڑا رہا جب اسے ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مسلمان ہونے کی اطلاع پہنچی تو اس نے یہ اشعار کہے۔

وَعَاذَلَهُ هَبَّتْ بَلِيلُ تَلُو مَنِي

وَتَعَذَّلَنِي بِاللَّيْلِ ضَلَّالَهَا

وَتَزَعَّمُ أَنِّي إِنِ اطْعَمْتُ عَشِيرَتِي

ساردی وھل یردینی الازوالھا

۱۔ وہ رات کو مجھے ملامت کرنے کے لیے چلی وہ رات کو مجھے ملامت کرتی ہے جب کہ وہ رات کی تکیوں میں بٹھک چکا ہے۔

۲۔ وہ گمان کرتی ہے کہ میں نے اپنے قبیلے کی اطاعت اختیار کی تو تباہ ہو جاؤں گا۔ مجھے تو اس کا زوال ہی تباہ و برباد کرے گا۔

پھر کئی ایک شعر کہنے کے بعد ام ہانی کو مخاطب کر کے کہا:

فَإِنْ كُنْتَ تَابَعْتَ دِينَ مُحَمَّدٍ

وَقُطِّعَتْ الْأَرْحَامُ مِنْكَ حَبَالُهَا

فَكُونِي عَلَى أَعْلَى سَحِيقٍ بَهْضِبَةٍ

مُلْمَلَمَةٍ غِبْرَاءِ يَسِيرٍ بِلَالِهَا

۱۔ اگر تو نے دین محمد ﷺ کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔ اور رشتوں کی ڈوری تو نے کاٹ دی ہے۔

۲۔ تو کسی دور ٹیلے کی چوٹی پر خشک سالی اور قحط زدہ زمین پر گزارہ

کر۔ (۱) ہمیرہ نجران میں ہی رہا یہاں تک کہ وہ حالت کفر میں ہی وہاں فوت ہوا۔

حدیث کی راویہ:

ام ہانی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ۴۶ احادیث روایت کیں۔ اور یہ احادیث کتب ستہ میں منقول ہیں۔

اس سے اس کے بیٹے جعدہ اور پوتے ہارون نے حدیث روایت کی اور اس سے کبار تابعین زاہدین اور علماء نے روایت کیا۔ ان میں سے عبدالرحمان بن ابی لیلیٰ، عطاء بن ابی رباح عروہ بن زبیر اور دیگر تابعین نے روایت کیا۔
☆ اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب یہ ہے۔

﴿وَتَأْتُونَ فِي نَادِيكُمُ الْمُنْكَرُ﴾ (العنکبوت: ۲۹)

”تم اپنی مجلس میں برے کام کرتے ہو۔“

آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

يحذفون اهل الطريق ويسخرون منهم و ذالك المنكر الذي كانوا ياتونه.

وہ مسافروں سے مال چھین لیتے ان سے مذاق کرتے وہ برائی تھی جس کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔ (۲)

☆ شامل محمدیہ کے ضمن میں ام ہانی رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے اوصاف بیان

(۱) تاریخ طبری (۱۶۳/۲) انساب الاشراف (۳۶۲/۱) اسد الغابہ (۶۲۴/۵)

مکمل اشعار دیکھیں۔ الروض الانف (۱۰۶/۴)

(۲) ابن کثیر (۳۵/۳)

کرتے ہوئے کہا:

جب رسول اللہ ﷺ مکہ معظمہ تشریف لے آئے آپ کے سر کے بالوں میں چار لٹیں کی ہوئی تھیں۔ (۱)

اس کے مناقب:

ام ہانی رضی اللہ عنہا کے فضائل و مناقب بہت زیادہ تھے۔ اس جلدی میں ان کا شمار ممکن نہیں ام ہانی رضی اللہ عنہا کی سب سے بڑی عظمت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے معراج کا آغاز مکہ معظمہ میں اس کے گھر سے ہوا۔

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے گھر سے معراج کا آغاز کیا اس روز عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد آپ ہمارے گھر سو گئے تھے فجر سے پہلے ہم نے آپ کو صبح کی نماز کے لیے بیدار کر دیا آپ اٹھے صبح کی نماز ادا کی۔ پھر یہ ارشاد فرمایا:

یا ام ہانی جنت الی بیت المقدس فصیلت فیہ ثم صلیت الغداة معکم.

اے ام ہانی میں بیت المقدس گیا وہاں نماز پڑھی اور پھر صبح کی نماز تمہارے ساتھ ادا کی۔

میں نے کہا یہ بات لوگوں سے نہ کریں آپ کو لوگ جھوٹا کہیں گے۔

آپ نے فرمایا اللہ کی قسم میں لوگوں کو یہ ضرور بتاؤں گا آپ نے لوگوں کو معراج کے بارے میں بتایا تو انگشت بدندان رہ گئے۔ (۲)

☆ مکہ معظمہ میں ام ہانی رضی اللہ عنہا قرآن کریم بڑے غور سے سنا کرتی تھی۔

(۱) رواہ الترمذی (۱۷۸/۲) ابو داؤد (۴۱۹۱) ابن ماجہ (۳۶۳۲) الطبقات

(۴۲۹/۱)

(۲) السیرۃ النبویہ (۴۱۱/۲) الشفاء (۳۶۵/۱) وغیرہ۔

فرماتی ہیں کہ ہم رات کو کعبہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کی تلاوت سنا کرتے تھے میں اپنے گھر کی چھت پر ہوتی۔^(۱)

☆ اس کی ایک فضیلت یہ بھی ہے جس کا تذکرہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنے کے حوالے سے کیا۔

نبی کریم ﷺ کی طرف سے جب اسے پیغام ملا تو اس نے کہا:

میں بچوں والی ہوں۔ مجھے یہ اچھا نہیں لگتا کہ بچے آپ کو تکلیف دیں آپ خاموش ہو گئے پھر اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قریش کی خواتین میں سے بہترین وہ ہیں جو اونٹ پر سواری کریں اور اپنے بچوں پر شفیق اور مہربان ہوں۔^(۲)

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا کے مناقب میں سے یہ فضیلت بھی قابل ذکر ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ خیبر میں شریک ہوئی۔ اس روز مال غنیمت میں سے اسے چالیس وسق غلہ عطا کیا۔^(۳)

☆ ام ہانی رضی اللہ عنہا اپنے بھائی علی رضی اللہ عنہ کے بعد تک زندہ رہیں اس کی زندگی ۵۰ ہجری تک دراز ہوئی۔ خلفائے راشدین علمائے امت اس کو قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں اسے عزت و احترام کا مقام حاصل تھا۔ اور اسے یہ اعزاز اور سعادت آخری دم تک میسر رہی۔

اللہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا اور اسے اپنی جوار رحمت میں صالحین کے ساتھ جگہ عطا کی۔

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

(۱) دلائل النبوة (۲۵۷/۶)

(۲) البدایہ و النہایہ (۲۶۲/۵) الاصابہ (۴۷۹/۴)

(۳) الطبقات (۴۷/۸)

حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بنت ابی طالب کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ سیر اعلام النبلاء ۳۱۱/۲ و ۳۱۲
- ۲۔ جمهرة انساب العرب ۱۴/۱
- ۳۔ زاد المعاد ۳۹۴/۳
- ۴۔ السيرة النبوية ۴۱۱/۲
- ۵۔ دلائل النبوة بیهقی ۸۱/۵
- ۶۔ اسد الغابة ۶۲۴/۵
- ۷۔ تاریخ اسلام ذہبی ۳۴۶/۴
- ۸۔ السيرة الحلبية ۴۲/۳
- ۹۔ الاستیعاب ۴۷۹/۴
- ۱۰۔ الروض الانف ۱۰۶/۴
- ۱۱۔ انساب الاشراف ۳۶۲/۱
- ۱۲۔ البداية والنهاية ۲۶۲/۵
- ۱۳۔ الطبقات ۴۷/۸



۵۸

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اے خولہ تیرے چچا کا بیٹا بہت بوڑھا ہو چکا ہے اس کے بارے میں
اللہ سے ڈرتی رہا کرو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

اے خولہ اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے حق میں قرآن
نازل کیا ہے۔

مومن خاتون اور مومن گھرانہ

☆ ایمان نے اس خاتون کے سب پہلو روشن کر دیئے، اس کے دل کو چمکا دیا۔ یہ ہر چیز کو اسلام کی عینک سے دیکھنے لگی اور خاص طور پر اپنے خاص معاملات اور ازدواجی زندگی کے امور اسلامی سانچے میں ڈھل گئے وہ اپنے ہر کام کو سرانجام دینے کے لیے اسے دین پر پیش کرتی اور حکم الہی سے راہنمائی لیتی۔

☆ ہماری آج کی مہمان کے بارے میں قرآن کریم کی آیات نازل ہوئیں جو مساجد کے محرابوں میں قیامت تک پڑھی جائیں گی یہ آیات اس کی داستان بیان کرتی ہیں اس کی رائے کے احترام کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ اور زمانہ جاہلیت کے مذموم عادت کو باطل قرار دیتی ہیں۔ اور وہ ہے ظہار کی عادت یعنی بیوی کو ماں کہہ دینے کی بری عادت۔

☆ بھلا یہ کون خاتون ہے جس کے بارے میں قرآن نازل کیا گیا جو پڑھا جاتا ہے۔

☆ یہ خولہ بنت ثعلبہ بن اصرم الانصاریہ الخزرجیہ ہے۔^(۱) اس نے جلدی ہی اسلام قبول کر لیا تھا جس طرح نیک لوگوں کی شان ہوتی ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرماتے ہیں اور ان پر ایمان کے قبول کرنے کی صورت میں احسان فرماتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ منورہ آتے ہی اس نے ان کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اس کے سب اہل خانہ مسلمان تھے۔ اس کا خاوند اوس بن

صامت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا بھائی تھا۔ اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام الربيع بن اوس تھا۔

☆ اس کے تمام بھائی بحاث، عبد اللہ اور یزید یعنی ثعلبہ کے بیٹے انصار صحابہؓ میں سے تھے جنہوں نے مدینہ میں اسلام کی روشنی پھیلتے ہی اسلام قبول کر لیا تھا۔

خولہ اللہ کے حضور شکوہ کرتی ہے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جس نے سب سے پہلے اپنی بیوی کو ماں کہا وہ اوس بن صامت ہے اس کی بیوی خولہ بنت ثعلبہ تھی۔ (۱)

☆ زمانہ جاہلیت میں یہ رواج تھا کہ جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرتا تو اسے یہ الفاظ کہتا، تو میرے لیے ماں کی مانند ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ظہار کو طلاق ہی سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ طلاق سے بھی زیادہ سخت اور اسے حرام کی بدترین شکل تصور کیا جاتا تھا۔

جب کوئی بیوی کو ماں کہہ دیتا تو زندگی بھر اس سے رجوع نہیں کرتا تھا۔ (۲)

☆ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اس امت پر کرم کیا اس پر نرمی کی اور ظہار کا کفارہ مقرر کر دیا۔ اسے طلاق قرار نہیں دیا جیسے وہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ یہ واقعہ خولہ کے ساتھ پیش آیا جب اسے اندیشہ ہوا کہ اس کے خاوند کی جانب سے ظہار کا ارتکاب کہیں طلاق ہی نہ بن جائے۔ وہ جلدی سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور خاوند کی شکایت کی اور اس اندیشے سے رونا شروع کر دیا کہ اسے طلاق ہو گئی ہے۔ اور وہ لسان رسالت کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کشادگی کی متنی ہوئی۔ فراق کے درد وام نے اسے رسول

(۱) المعارف لابن قتیبة (ص ۲۵۵)

(۲) السيرة المحلیہ (۲ ۷۲۲ و ۷۲۳)

اللہ ﷺ کے ساتھ زیادہ بولنے پر مجبور کیا اور وہ آپ سے بار بار اسی شکوے کو دھرتی رہی۔ یہاں تک کہ قرآن نازل ہوا۔ اس دن کے بعد خولہ کا نام مجادلۃ رکھ دیا گیا اور قرآن حکیم کی ایک پوری صورت کا یہی نام رکھا گیا۔

☆ خولہ رضی اللہ عنہا اپنی داستان خود بیان کرتی ہے۔
فرماتی ہیں:

کہ اللہ کی قسم میرے اور میرے خاوند اوس بن صامت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ مجادلۃ کی ابتدائی آیات نازل کیں۔ میں اس کے پاس تھی اور وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس کا اخلاق بگڑ چکا تھا اور ڈانٹ ڈپٹ کرتا رہتا۔ ایک دن وہ میرے پاس آیا۔ میں نے واپس کر دیا۔ وہ ناراض ہوا اور اس نے غصے سے کہا تو میرے لیے ماں کی مانند ہے۔ پھر وہ گھر سے نکلا اور قوم کی مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھا پھر میرے پاس آیا وہ مجھ سے ازدواجی تعلقات چاہتا تھا۔ میں نے کہا ہرگز نہیں اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ نے جو کچھ مجھے کہہ دیا ہے۔ اب اس وقت تک آپ مجھے ہاتھ نہیں لگا سکتے جب تک اللہ و رسول ہمارے بارے میں فیصلہ صادر نہیں فرمادیتے۔

☆ میں نے اسے چھوڑا، گھر سے روانہ ہوئی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ کے سامنے جا بیٹھی۔ اپنی ساری داستان آپ کو کہہ سنائی میں نے اپنے خاوند کی بد اخلاقی کا آپ سے شکوہ بھی کیا، میری داستان سن کر رسول اللہ نے فرمایا:

یا خویلة ابن عمک کبیر فاتقی اللہ فیہ۔

اے خویلہ تیرے چچا کا بیٹا بہت بوڑھا ہے اس کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں وہیں بیٹھی رہی یہاں تک کہ میرے بارے میں

قرآن نازل ہوا۔ رسول اللہ ﷺ پر غنودگی طاری ہو گئی جس طرح کہ وحی کے موقع پر غنودگی ہوتی ہے۔ پھر یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا:

اے خویله اللہ تعالیٰ نے تیرے اور تیرے خاوند کے بارے میں قرآن نازل کیا ہے۔

پھر آپ نے مجھے یہ آیات سنائیں۔

﴿قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَدِّلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَ كُفَّاءٍ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ ۝ الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَاءٍ هُنَّ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا الْيَتَىٰ وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَاءٍ هُنَّ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا الْيَتَىٰ وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝ وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَاءٍ هُنَّ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا الْيَتَىٰ وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوٌّ غَفُورٌ ۝﴾ (المجادلة: ۱-۴)

”یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سنی جو تجھ سے اپنے شوہر کے بارے میں تکرار کر رہی تھی اور اللہ کے آگے شکایت کر رہی تھی اللہ تعالیٰ تم دونوں کے سوال جواب سن رہا تھا بے شک اللہ تعالیٰ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ تم سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔ (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے یقیناً یہ لوگ ایک نامعقول اور جھوٹی بات کہتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بخشنے والا ہے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کر لیں تو ان کے ذمے آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا

ہے۔ اس کے ذریعے تم نصیحت کیے جاتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جو شخص نہ پائے اس کے ذمے لگا تار دو مہینے کے روزے ہیں اس سے پہلے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے یہ اس لیے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار کے لیے ہی دردناک عذاب ہے۔“

خولہ اور اللہ کا حکم:

اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا خولہ رضی اللہ عنہا کی پریشانی چھٹ گئی جب اس نے نبی کریم ﷺ کو مسکراتے دیکھا تو وہ خوش ہو گئی۔ پھر آپ نے کہا: اپنے خاوند کو حکم دو کہ وہ ایک غلام آزاد کرے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کے پاس کچھ نہیں کہ وہ غلام آزاد کرے۔

آپ نے فرمایا:
دوماہ کے مسلسل روزے رکھے۔

اس نے کہا:

بخدا وہ تو بہت بوڑھا ہے وہ روزے بھلا کیسے نباہ سکتا ہے۔

آپ نے فرمایا:

تو پھر وہ ساٹھ مسکین کو کھانا کھلائے۔ کھجوروں کا ایک وسق ہونا چاہیے۔

اس نے کہا:

بخدا یہ بھی اس کے پاس نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لانا ستمینہ بعدق من تمر۔

ہم اس کی مدد کھجور کی ایک ٹوکری سے کریں گے۔

ایک روایت میں ہے اسے کہو ام المندر بنت قیس کے پاس جائے اس سے کھجوروں کا ایک دسق لے لے اور ساٹھ مسکینوں کو کھلائے پھر وہ تجھ سے رجوع کرے۔

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کھجوروں کا ٹوکرا میں اسے دے دیتی ہوں۔
آپ نے فرمایا: درست بہت خوب جاؤ اس کی جانب سے صدقہ دے دو آئندہ اپنے چچا زاد کا خیال رکھنا۔ کہتی ہے کہ میں نے ایسے ہی کیا۔

کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟

خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا انصار کی ایک فصیح و بلیغ خاتون تھی اسے بلاغت، حسن کلام اور دلکش خطاب کا وافر حصہ میسر آیا تھا، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کی بڑی عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں حضرت خولہؓ کے پاس سے گزرے آپ کے ہمراہ جارود العبدی بھی تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور کہا اے عمر ٹھہریے۔ آپ رک گئے اور قد رے اس کے قریب ہوئے۔ پوری توجہ سے اس کی باتیں سنیں کافی دیر وہاں رکے رہے اس نے بڑے سخت الفاظ استعمال کیے اور اسے وعظ و نصیحت کرتے ہوئے کہا:

عمر رضی اللہ عنہ افسوس کی بات ہے میں نے تیرا وہ دور بھی دیکھا ہے۔ جب تجھے عمیر کے نام سے بلایا جاتا تھا تو عکاظ کے میلے میں اپنی لاشی تھاے بکریاں چرا کرنا تھا دور بدلاتیرا نام عمیر سے عمر ہوا پھر دن بدلے تیرا نام امیر المومنین ہو گیا۔ رعیت کے معاملات میں اللہ سے ڈرتے رہنا۔ یہ بات خوب اچھی طرح جان لو۔

من خاف البوعید قرب علیہ البعید و من خاف الموت خشى الفوت.

جو وعید سے ڈر گیا تو دور اس کے قریب آ گیا اور جو موت سے ڈر گیا تو چیز

کے ضائع ہونے سے اس نے اندیشہ کیا۔

جارود نے کہا ارے خاتون تو نے امیر المومنین سے بہت باتیں کر لیں اب رہنے بھی دیجئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا چھوڑیے اسے کچھ نہ کہنا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ وہ خاتون ہے جس کا شکوہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سنا۔

کیا رب العالمین اس کی بات سنے اور عمر نہ سنے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اللہ کی قسم عمر کا زیادہ فرض بنتا ہے کہ اس کی باتیں غور سے سنے۔ یہ خولہ بنت ثعلبہ ہے۔ اللہ کی قسم ہم یہاں سے اس وقت تک قدم نہیں ہلائیں گے جب تک یہ خود نہیں چلی جاتیں خواہ پوری رات بیت جائے۔^(۱)

برگزیدہ لوگوں کے ساتھ:

یہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا ان مومن خواتین میں سے تھی جن کے بارے میں اللہ نے قرآن نازل کیا، اور اس کی وجہ سے شریعت اسلامیہ کے بعض ایسے مسائل حل ہوئے جس کی وجہ سے عورت کی شان اور قدر و منزلت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا اور زمانہ بھر کے لیے اس کی عزت کو چار چاند لگ گئے۔

☆ اس صحابیہ کے واقعات و حالات سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے خوشگوار موقف اختیار کرتے ہوئے بھرپور زندگی بسر کی واقعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خولہ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیشتر دور خلافت دیکھا۔ لیکن تاریخ اس کے یوم وفات سے خاموش دیکھائی دیتی ہے۔ لیکن آثار و حالات یہ

(۱) تفسیر ابن کثیر (۳/۳۵۸) الاستیعاب (۴/۲۸۳) اسد الغابہ (۵/۴۴۴) وغیرہ

بتاتے ہیں کہ وہ دور خلافت راشدہ میں ہی فوت ہوئی۔

اللہ مجادلہ خولہ بنت ثعلبہ سے راضی ہوا اور اس کی قبر کو سرسبز و شاداب کیا۔
اس کی برگزیرہ اور نیک لوگوں کے ساتھ خوب اچھی طرح مہمان نوازی کی۔

بلاشبہ وہ سننے جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے
رج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۸۷/۸

۱۔ الطبقات

۴۴۲/۵

۲۔ اسد الغابہ

۴۱۴/۱۲

۳۔ تہذیب التہذیب

۷۲۲/۲

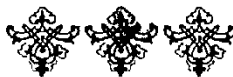
۴۔ السیرۃ الحلبيۃ

۲۸۲/۴

۵۔ الاصابة

۲۸۳/۴

۶۔ الاستيعاب



۵۹

اسماء بنت سلامہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اپنی بہن کے پاس اس طرح آؤ جس طرح تم پسند کرتی ہو کہ وہ تیرے
پاس آئے۔

طلوع اسلام

مسلمان خواتین کے پہلے قافلے میں ایک جلیل القدر صحابیہ کا اپنے اس خاوند کے ساتھ نام آتا ہے۔ جس نے صبر و صداقت میں ضرب المثل ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ اور وہ تھا عیاش بن ابی ربیعہ الحزومی کیا آپ کے پاس اس کی بیوی کی کوئی خبر پہنچی ہے۔

☆ اس کا نام اسماء بنت سلامہ بن مخزومہ التیمیۃ الدارمیۃ ہے یہ عبداللہ بن عیاش کی والدہ ہے۔ (۱)

☆ عیاش نے بہت پہلے اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب ابھی اسلام کا سورج اپنے افق سے طلوع ہوا ہی تھا۔ یہ دائرہ اسلام میں اس وقت داخل ہو گیا تھا جب ابھی رسول اللہ ﷺ نے دار ارقم میں داخل ہو کر اسلام کی دعوت دینا شروع نہ کی تھی۔

ایک دن عیاش نے راز دارانہ انداز میں اپنی بیوی کو بتایا کہ میں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ تو وہ بھی جلدی جلدی ہدایت یافتہ لوگوں کے قافلے میں شامل ہو گئی۔ وہ مسلمان ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی۔

مشکلات پر صبر:

مکہ معظمہ میں لوگ نبی کریم ﷺ اور آپ کی دعوت کے بارے میں باتیں کرنے لگے۔ اور وہ مومن جماعت بھی زیر بحث آتی جس نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی ابتداء میں لوگوں نے اسے کوئی خاص اہمیت نہ دی ان کے بڑوں کا خیال یہ

www.KitaboSunnat.com

(۱) الطبقات (۳۰۱/۸) اسد الغابہ (۳۹۳/۵) جمہورۃ انساب العرب (۲۳۰/۱)

تھا کہ اسلام یہاں پنپ نہیں سکے گا۔ اسلام کا زندہ رہنا اس کے مقدر میں نہ ہوگا۔ بلکہ ان کا گمان یہ تھا کہ لوگ بالآخر اپنے آباء و اجداد کے دین کی طرف پلٹ آئیں گے، اسی طرح ان کا یہ بھی گمان تھا کہ لات، عزی، منات، ہبل اساف اور نائلہ کو ہی غلبہ حاصل ہوگا۔ یہی وہ ہستیاں باقی رہیں گی جن کے نام پر اونٹ اور دیگر جانور ذبح کیے جائیں گے۔

☆ لیکن صورت حال ان لوگوں کے وہم و گمان کے برعکس نکلی مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا معاملہ پھیل گیا، حق غالب آ گیا باطل مٹ گیا، اس صورت حال میں قریش نے اس معاملے کو اہمیت دی۔ اس کو ایک بڑا حادثہ تصور کیا جس سے وہ بڑے تیخ پا ہوئے۔ قریش کی جانب سے رسول اللہ ﷺ پر ظلم و ستم، بغض و حسد اور عداوت کا بھرپور مظاہرہ کیا گیا۔ قریش میں سرفہرست ابو جہل بن ہشام جس نے اپنے قریبی رشتہ دار عیاش اور اس کی بیوی کو ظلم و ستم اور ایذا رسانی کا نشانہ بنایا۔

☆ مشرکین مکہ مومنوں کو تختہ مشق بناتے رہے ان پر ظلم و ستم ڈھاتے رہے۔ وہ اپنی عداوت میں غیر معقول حد تک پہنچ گئے۔ تاکہ انہیں ان کے دین سے منحرف کر سکیں۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہو سکتا تھا۔ انہوں نے اہل ایمان پر بار بار ظلم کیا اور ہر دفعہ ظلم و ستم کا نیا انداز اپنایا۔ اللہ تعالیٰ نے سر زمین حبشہ میں اہل ایمان کے لیے ایک عادل بادشاہ نجاشی مہیا کر دیا، اس کے ہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اسماء اور اس کی بیوی نے دوسری ہجرت پر روانہ ہونے والے مہاجرین کے قافلے میں شمولیت کی۔ اور وہاں دونوں مکمل آزادی کے ماحول میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو گئے۔

☆ حبشہ میں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبد اللہ بن عیاش تھا۔ ہجرت حبشہ کے دوران جو بچے پیدا ہوئے یہ بھی ان میں شامل تھا۔

کیا آپ انہیں دیکھ نہیں رہے کہ وہ آگئے:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کو سر زمین حبشہ میں رہتے ہوئے زیادہ

طویل عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ یہ دونوں میاں بیوی مکہ کی طرف لوٹے پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔

مصادر و مراجع میں روایت ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ حبشہ سے مکہ واپس آئے پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ جب قباء میں پڑاؤ کیا تو دو ماں جائے بھائی وہاں پہنچے ایک ابو جہل تھا اور دوسرا حارث بن ہشام دونوں نے کہا تیری والدہ نے یہ قسم کھائی ہے کہ جب تک وہ تجھے دیکھ نہ لے نہ تیل ڈالے گی اور نہ ہی وہ سائے میں بیٹھے گی۔ وہ دونوں وہیں جے رہے یہاں تک کہ میاں بیوی کو واپس مکہ لانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان دونوں کو مکے لا کر باندھ دیا اور ان کو گرفتار کیے رکھا رسول اللہ ﷺ اس کے حق میں اور کمزور جماعت کے لیے ان کے نام لے کر دعائے قنوت کرتے رہے۔

☆ بخاری و مسلم میں یحییٰ بن ابی کثیر عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دعائے قنوت کے بارے میں درج ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي صَلَاةِ الْعَتَمَةِ شَهْرًا يَقُولُ فِي قَنَوْتِهِ:

اللهم أنج الوليد بن الوليد.

اللهم أنج سلمة بن هشام.

اللهم أنج عياش بن أبي ربيعة.

اللهم أنج المستضعفين من المؤمنين.

اللهم اشدد و طاتك على مضر.

اللهم اجعلها عليهم سنين كسني يوسف

رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز میں پورا ایک مہینہ دعائے قنوت کی اور

آپ اپنی دعائے قنوت میں یہ کہا کرتے۔

الہی ولید بن ولید کو نجات دے دے۔

الہی سلمۃ بن ہشام کو نجات دے دے۔

الہی عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے دے۔

الہی کمزور مومنوں کو نجات دے دے۔

الہی مضر کو سختی سے پکڑے۔

الہی ان پر ایسا قحط مسلط کر جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے دور میں قحط مسلط کیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک روز صبح کی نماز میں آپؐ نے ان کے لیے دعائے میں نے آپؐ کی خدمت میں تذکرہ کیا آپؐ نے ارشاد فرمایا کیا آپ انہیں دیکھ نہیں رہے کہ وہ آگئے ہیں۔^(۱)

☆ واقعی کمزور مومن آگئے تھے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول مقبول علیہ السلام کی دعا قبول کر لی تھی۔ عیاش رضی اللہ عنہ اپنی بیگم کے پاس پہنچ گئے تاکہ دونوں میاں بیوی ایمان کا سفر نبی علیہ السلام کے قرب میں رہتے ہوئے آپؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بسر کریں۔

کیا آپ مجھے وصیت نہیں فرمائیں گے:

نبی کریم ﷺ ابو ربیعہ کے گھروں میں تشریف لائے ان کے حالات معلوم کرتے۔ ایک دفعہ نبی کریم ﷺ ابو ربیعہ کے ایک گھر میں کسی بیمار کی تیمارداری یا کسی اور غرض سے داخل ہوئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے وصیت نہیں فرمائیں گے۔
آپؐ نے فرمایا:

(۱) رواہ البخاری، مسلم، النسائی (۲۰۱/۲) ابن ماجہ (۱۲۴۴) ابو داؤد (۱۴۴۲)

”اپنی بہن کے پاس اس طرح آؤ جس طرح تم پسند کرتی ہو کہ وہ تیرے پاس آئے۔“

☆ یہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے لیے بڑے ہی لطیف انداز میں راہنمائی ہے اور ایسی مبارک وصیت ہے جس میں ایثار، نیکی اور احسان کے معانی بھرپور انداز میں پائے جاتے ہیں۔

☆ ایک دوسری دفعہ نبی کریم ﷺ نے اسماء اور آل عیاش کو اپنی عہدہ اور پاکیزہ توجہات سے نوازا آپ کے پاس عیاش کا ایک بیمار بچہ لایا گیا نبی کریم ﷺ دم کر کے بچے پر پھونک مارنے لگے۔ بچہ بھی نقل کرتے ہوئے اسی طرح آپ پر پھونک مارنے لگا جیسے آپ کرتے تھے۔ گھر والے بچے کو منع کرنے لگے نبی کریم ﷺ نے انہیں روک دیا اور ان کو ایک داعی کے انداز میں فرمایا کہ بچوں سے رحمت، نرم دلی اور شفقت سے پیش آنا چاہیے۔^(۱)

☆ حضرت اسماء بنت سلامہ رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری کے اختتام پر ہم اس بات کا تذکرہ کرنا پسند کریں گے۔ کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کی۔ اور اس سے اس کے بیٹے عبداللہ بن عیاش نے روایت کیا اور اس سے جلیل القدر صحابیہ الریح بنت معوذہ رضی اللہ عنہا نے روایت کیا۔^(۲)

☆ اللہ تعالیٰ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے راضی ہوا۔ اور اسے اپنی رحمت میں ان لوگوں کے ساتھ ٹھکانہ عطا کیا جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

و اخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين .

(۱) اسد الغابہ (۳۹۳/۵) الاصابہ (۲۲۷/۴)

(۲) اسد الغابہ (۳۹۳/۵)

حضرت اسماء بنت سلامہ التیمیہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ اسد الغابہ ۳۹۳/۵
- ۲۔ الاصابہ ۲۲۷/۴
- ۳۔ الطبقات ۳۰۱/۸
- ۴۔ جمہرۃ انساب العرب ۲۳۰/۱



۶۰

صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے جب آپ کے چچا حمزہ قتل ہوئے۔ تو ارشاد فرمایا:
 ”اگر صفیہ کے غمگین ہونے اور میرے بعد اس کے سنت بن جانے کا
 اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس کے لاشے کو یوں ہی کھلا رہنے دیتا اور اسے
 درندے اور پرندے کھا لیتے۔“ (فرمان نبوی)

منتخب خواتین میں سے

ہماری آج کی مہمان کو اسلامی ورثہ میں سے وافر مقدار میں حصہ ملا۔ یہ خاتون پاکیزہ سرزمین کی چشم و چراغ ہے اور ایک مبارک شہر کی باسی ہے۔ پاکیزہ شہر ہی ہونہار لوگوں کو جنم دیتے ہیں۔ یہ صحابیہ منتخب خواتین میں سے تھی، جس نے ایک اسلامی شخصیات میں سے ایک بلند مرتبت شخصیت کو جنم دیا۔ وہ اور اس کی والدہ اپنی تمام زندگی مسلمانوں کی خدمت سرانجام دیتے رہے۔

☆ امام ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھی عبدالمطلب کی بیٹی ہاشمی خاندان کے چشم و چراغ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی بہن، حواری رسول حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔

اس کی والدہ بنو زہرہ میں سے تھی (۱) اس کا نام ہالۃ بنت وہیب بن عبد مناف بن زہرہ تھا۔

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حارث بن حرب بن امیہ کی بیوی تھی یہ ابوسفیان بن حرب کا بھائی تھا۔ یہ فوت ہو گیا تو اس کی شادی عوام بن خویلد الاسدی سے ہوئی جو سیدہ النساء ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بھائی تھا۔ اس کے ہاں تین بیٹے ہوئے۔ زبیر السائب اور عبد الکعبہ یہ تینوں عوام بن خویلد کی اولاد تھے۔

اسلام اور ہجرت:

رسول اللہ ﷺ کی چھ پھوپھیاں تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

صفیہؓ ارویٰ عاتکہ البیضاء برہ اور امیمہؓ یہ سب عبدالمطلب کی بیٹیاں تھیں۔
امام ذہبی نے حضرت صفیہؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں بڑے ہی لطیف انداز میں یہ کہا:

انه ما اسلم من عمارات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سواھا۔
حقیقت یہ ہے کہ حضرت صفیہؓ کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی کسی پھوپھی نے اسلام قبول نہیں کیا۔

☆ علامہ ابن اثیرؒ حافظ ابن کثیرؒ اور امام نووی رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ حضرت صفیہؓ کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں البتہ عاتکہ اور ارویٰ عبدالمطلب کی دونوں بیٹیوں کے اسلام قبول کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔
☆ یہ طبعی بات ہے کہ حضرت صفیہؓ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی دعوت پر جلدی اسلام قبول کر لیتیں جب کہ آپ نے اپنے قریبی رشتہ داروں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اور اس دعوت میں اپنی بیٹی فاطمہؓ اور پھوپھی حضرت صفیہؓ کو بطور خاص پیش نظر رکھا۔ مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔

﴿وَأَنْذَرُ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾

کہ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ۔

یہ حکم پا کر رسول اللہ ﷺ کو ہ صفا پر جا کھڑے ہوئے اور بآواز بلند یہ کہا۔

اے فاطمہ بنت محمد ﷺ۔ اے صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا۔

میں اللہ کی جانب سے تمہارے لیے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں میرے مال

میں سے جو چاہو تم مجھ سے مانگو۔ (۱)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے اس موقع پر اپنے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے بعد خود بھی اسلام قبول کر لیا۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں چھوٹے یا پانچویں نمبر پر تھے۔ یہ عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ مزید برآں اس نے سولہ سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

☆ اس کی ہجرت کے بارے میں امام نووی اور ابن حجر رحمہما کہتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے بیٹے زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کی۔ (۱)

جہاد اور صبر:

مدینہ منورہ میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جہاد کے لوح پر نہایت خوب صورت دلکش اور دلنشین تصویر بنائی اور اسلام کی حدود میں رہتے ہوئے جہاد میں بھرپور حصہ لیا۔

☆ غزوہ احد میں دیگر خواتین کے ساتھ مجاہدین کو پانی پلانے اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرنے کی خدمات سرانجام دیں۔

غزوہ احد میں اچانک جنگ کا پانسہ پلٹا مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہو جانے کے بعد شکست کا سامنا کرنا پڑا یہ اپنے ہاتھ میں نیزہ تھام کر مجاہدین کو کچوکے دیتے ہوئے کہنے لگی۔ تمہیں کیا ہوا۔ تم شکست کھا گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو میدان میں اکیلے چھوڑ دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو اس حالت میں دیکھا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا، زبیر اپنی والدہ کا خیال رکھو، اس کو پکڑ کر یہاں سے واپس لے جاؤ۔ یہ کہیں اپنے بھائی حمزہ کے لاشے کو نہ دیکھ لے۔ اس کے پیٹ کو چاق کر دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے پسند نہ کیا کہ بہن اپنے بھائی کی لاش کو اس انداز میں

دیکھئے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اماں جان رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔

☆ اس نے پوچھا بیٹا کیوں مجھے پتہ چلا ہے کہ میرے بھائی کی لاش کا مثلہ کر دیا گیا ہے ہم اللہ کی رضا پر راضی ہیں۔ میں صبر کروں گی اور اگر اللہ نے چاہا تو ثواب کی نیت کروں گی۔

☆ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ تو آپ نے فرمایا اس کا راستہ چھوڑ دو۔ وہ آئی اس کی طرف دیکھا اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کے حق میں مغفرت کی دعا کی۔ اور یہ کہا ”انا لله وانا اليه راجعون“ اور بڑے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا۔

☆ پھر نبی کریم ﷺ نے اسے اور دیگر شہداء کو دفن کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ تو سب کو دفن کر دیا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے صبر و تحمل کو بڑے تعجب خیز انداز میں دیکھا۔

اور اس موقع پر یہ ارشاد فرمایا۔ جس کا خاص طور پر حضرت صفیہؓ کے ساتھ تعلق تھا۔

لَوْلَا اَنْ تَحْزَنَ صَفِيَّةٌ وَيَكُونَ سَنَةٌ مِنْ بَعْدِي لَتَرَكْتُهُ حَتَّى يَكُونَ فِي بَطْنِ السَّبَاعِ وَ حَوَاصِلِ الطَّيْرِ.

”اگر صفیہ کے غم کا اور میرے بعد اس کے سنت بن جانے کا اندیشہ نہ ہو تو میں اسے یونہی چھوڑ دیتا کہ درندوں اور پرندوں کے پیٹوں میں چلا جائے۔“ (۱)

(۱) السيرة النبويه (۹۷/۲) دلائل النبوة للبيهقي (۲۸۶/۳) اسد الغابہ (۴۹۲/۵)

تاریخ طبری (۷۲/۲) الاصابہ (۳۴۰/۱) العقد الفرید (۴۳۵/۳) وغیرہ۔

انوکھی بھادری:

اگر کوئی عورت مرد کو چیلنج کرے اور اسے جھڑکی دے تو اس کی توقع کی جاسکتی ہے۔ لیکن ایک عورت مرد کو آگے بڑھ کر قتل کر دے تو یہ بڑی بات ہے۔ اس سے لوگوں کے دلوں میں خوف و ہراس پھیل جاتا ہے۔

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ یہ واقعہ غزوہ احزاب میں پیش آیا۔ جب احزاب کے لشکر نے مدینہ منورہ کے ارد گرد مسلمانوں کے دلوں میں رعب و دبدبہ طاری کرنے کے لیے آگ کے آلاؤ روشن کیے ان تنگ حالات میں جب کہ کلیجے گلے کو آنے لگتے ہیں۔

بنو قریظہ کے بدعہد یہودیوں نے اپنے قلعوں سے مدینہ منورہ کے گھروں کی طرف اترنا شروع کیا، وہ اس طرح مدینے کے مسلمان باشندوں کو مزید خوف و ہراس میں مبتلا کر دینا چاہتے تھے تاکہ اس سے مسلمانوں کی صفوں میں ارتعاش پھیل جائے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا ایک چھوٹی پہاڑی کی چوٹی پر قلعے میں موجود تھیں یہ قلعہ حضرت حسان بن ثابت الانصاری رضی اللہ عنہ کا تھا حضرت حسان اس میں بچوں اور عورتوں کے ساتھ مقیم تھے۔ وہاں سے ایک یہودی کا گذر ہوا وہ قلعے کے ارد گرد چکر لگا رہا تھا تاکہ اندرونی حالات کا جائزہ لے سکے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خطرے کو بھانپتے ہوئے حضرت حسان سے کہا۔ یہ یہودی قلعے کا چکر لگا رہا ہے آپ دیکھ رہے ہیں۔ اللہ کی قسم مجھے اس کے عزائم خطرناک دیکھائی دیتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے۔ کہ کہیں ہماری اس کمزوری کے بارے میں یہودیوں کو جا کر اطلاع نہ دے دے رسول اللہ ﷺ محاذ پر مشغول ہیں آپ نیچے اتر کر اسے قتل کر دیں۔

حضرت حسان نے کہا اے دختر عبدالمطلب اللہ تیری مغفرت فرمائے تم جانتی

ہو کہ میں اس میدان کا آدمی نہیں ہوں۔

اس موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے لائٹھی پکڑی قلعے سے نیچے اتری اور یہودی کے سر پر دے ماری اور اسے قتل کر دیا واپس آئی اور کہا حسان جی اب تو نیچے جائیے اس یہودی کا ساز و سامان اتار لائیے۔ میں عورت ذات ہوں۔ وہ مرد ہے اس لیے میں یہ کام نہ کر سکی۔

حسان نے کہا اے دختر عبدالمطلب مجھے اس کے ساز و سامان سے کوئی غرض نہیں۔ ☆ اسی طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے مسلمانوں کو یہودی کے مکرو فریب سے نجات دلاتے ہوئے راحت پہنچائی۔ اور اس نے ایسی بہادری، دلیری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جو اس کی پیش قدمی کی واضح دلیل تھا۔ اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔

کیا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا رسول کے شیر حضرت حمزہ کی ہمیشہ نہیں تھی۔ کیا وہ رسول اللہ ﷺ کے جو انمرد شہسوار سپاہی زیرِ بیر رضی اللہ عنہ کی والدہ نہیں تھی۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تاریخ اسلام کی پہلی خاتون ہے جس نے ایک مشرک مرد کو قتل کیا۔ (۱)

یہ واقعہ علامہ شوکانی نے ابن عساکر کے حوالے سے بیان کیا۔

فرماتے ہیں۔

جب حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور یہودی کے واقعے کا نبی کریم ﷺ کو پتہ چلا تو آپ کھل کر بنے یہاں تک کہ میں نے آپ کی مبارک داڑھوں کو آخر تک دیکھا۔ میں نے آپ کو اس طرح ہنستے کبھی نہ دیکھا تھا۔ (۱)

(۱) البدایہ و النہایہ (۴/۱۱۰) تاریخ اسلام (۲/۲۹۲) الاصابہ (۴/۳۴۰)

(۲) در السحابہ للشوکانی (ص ۵۳۸)

جب غزوہ خیبر پہا ہوا تو حضرت صفیہ اور زبیر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس دن ایک حیرت انگیز کارنامہ سرانجام دیا۔

طبری رضی اللہ عنہ نے اپنی تاریخ کی کتاب میں لکھا ہے۔

کہ حضرت زبیرؓ یا سر یہودی کی طرف آگے بڑھے۔ اس کی والدہ صفیہ بولی: یا رسول اللہ ﷺ کیا میرا بیٹا قتل کر دیا جائے گا۔

آپ نے فرمایا بلکہ تیرا بیٹا ان شاء اللہ اسے قتل کرے گا۔

پھر دونوں آپس میں بھڑ گئے حضرت زبیرؓ نے اسے قتل کر دیا۔ حضرت صفیہؓ اور مسلمانوں نے یہ منظر دیکھ کر خوشی سے اللہ اکبر کہا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو غزوہ خیبر میں مال غنیمت میں سے خاص طور پر حصہ عطا کیا۔

ہاشمی خواتین کی شاعرہ:

جس طرح حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے جہاد اور فضائل کے میدان میں حیرت انگیز کارنامے سرانجام دیئے فصاحت و بلاغت کے میدان میں بھی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑے الفاظ کے خوشے اس کے سامنے لٹکتے رہتے۔ یہ ہاشمی خواتین کی شاعرہ تھی۔

اس کے اشعار میں دلکش معانی، ممتاز فیاضی، لطافت، خیالات کی صداقت، شجاعت کا دبدبہ بھرپور انداز میں پایا جاتا تھا۔

یہ اپنے بیٹے زبیر کا اپنے اشعار کے ذریعے حوصلہ بڑھاتی۔^(۱)

سوانح کی کتابوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے اتنے اشعار قلمبند ہیں جس سے بلاشبہ اسے عرب کی ایک عمدہ شاعرہ ہونے کا مقام حاصل ہے۔ خصوصاً مرثیہ گوئی میں

اس کا جواب نہیں اگر اجازت ہو تو ہم اسے خنساء قریش کا لقب عطا کر دیں۔ اس نے اپنے والد کی وفات پر جو مرثیہ کہا اسے دنیائے ادب اور میدان شعر و شاعری میں بڑا بلند مقام حاصل ہے۔

کیا خوب کہا: کیا کہنے اس کی مرثیہ گوئی کے!

أَرَقْتُ لَصَوْتِ نَائِحَةٍ بِلَيْلٍ

عَلَى رَجُلٍ بِقَارَعَةِ الصَّعِيدِ

فَقَاضَتْ عِنْدَ ذَالِكُم دُمُوعِي

عَلَى نَحْدِي كَمَنْحَدْرِ الْفَرِيدِ

۱۔ مجھے رات کے وقت نوحہ کرنے والی خاتون پر ترس آتا ہے۔ جو نوحہ

کرتی ہے اس شخص پر جو چٹیل میدان میں پڑا ہے۔

۲۔ اس موقع پر میرے آنسو میرے رخساروں پر موتیوں کی طرح گرنے

لگتے ہیں۔ (۱)

☆ اسی طرح اس نے اپنے بھائی زبیر بن عبدالمطلب کو غمناک و لُخراش اشعار میں ڈوبے ہوئے قصیدے سے خراج تحسین پیش کیا۔ اور اپنے بھائی حمزہ بن عبدالمطلب کو مرثیہ گوئی سے یاد کیا۔ وہ احساسات کی باریکی و لطافت اور خیالات کی صداقت کے بلند مقام پر فائز نظر آتی ہے جب کہ اس نے اپنے بھائی کے بیٹے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ اشعار کہے۔

۱۔ عَيْنُ جُودِيْ بِدُمْعَةٍ وَ سَهْوٍ

وَ اَنْدَبِيْ خَيْرُ هَالِكٍ مَفْقُوْدٍ

۲۔ وَ اَنْدَبِيْ الْمِصْطَفَى بِحُزْنٍ شَدِيْدٍ

خَالَطَ الْقَلْبُ فَهُوَ كَالْمَعْمُوْدِ

۳۔ كَذْتُ اقْضَى الْحَيَاةَ لَمَّا آتَاهُ

قَدْرٌ خُطِّ فِي كِتَابٍ مَجِيدٍ

۴۔ فَلَقَدْ كَانَ بِالْعِبَادِ رَوْوُفًا

وَلَهُمْ رَحْمَةٌ وَخَيْرٌ رَشِيدٍ

۵۔ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ حَيًّا وَمَيِّتًا

وَجَزَاهُ الْجَنَانَ يَوْمَ الْخُلُودِ

۱۔ اے آنکھ آنسوؤں اور بیدار چشمی کی سخاوت کر اور خرچ کر ان چیزوں کو اس شخص پر جو بہتر ہے اور وہ فوت ہو کر نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

۲۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر شدید غم کا اظہار کر جو غم دل میں اتر کر اس کی تہہ میں بیٹھ گیا۔

۳۔ قریب ہے کہ میں وہ زندگی پوری کر لوں جب اس کے پاس وہ مقرر وقت آ جائے جو قرآن میں ہے۔

۴۔ بے شک وہ بندوں کے ساتھ مہربان تھا اور ان کے لیے سراپا رحمت اور راہنما تھا۔

۵۔ اللہ اس سے راضی ہوا۔ زندگی اور موت میں اور اسے قیامت کے دن جنتوں کی صورت میں جزاء دے گا۔^(۱)

نبی کریم ﷺ کے غم میں ایک دلکش مرثیہ کہا:

۱۔ اَلَا يَا رَسُولَ اللَّهِ كُنْتُ رَجَاءً نَا

و كُنْتُ بِنَا بَرًّا و لَمْ تَكُ جَافِيًا

۲۔ وَ كُنْتُ رَجِيمًا هَادِيًا وَمُعَلِّمًا

لیک علیک الیوم من کان باکیا

۳۔ فدی لرسول اللہ اُمی و خالتی

و عمی و خالی ثم نفسی و مالیا

۴۔ فلو أنّ رب الناس ابقی نبینا

سعدنا و لكن أمره کان ماضیا

۵۔ علیک من اللہ السلام تحیة

و اُدخلت جنّاتٍ من العدن راضیا

۱۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ ہماری امید کے مرکز تھے۔ اور آپ ہمارے ساتھ نیکی کرنے والے تھے اور نہ کہ ظلم۔

۲۔ آپ رحم کرنے والے راہنما اور معلم تھے۔ آج میں یہاں رونے والوں کے ساتھ حاضر ہوں۔

۳۔ میری ماں میری خالہ میرے چچا، میرے خالو میری جان اور میرا مال رسول اللہ ﷺ پر قربان۔

۴۔ اگر رب کائنات ہمارے نبی کو باقی رکھتا ہم سعادت مند ہو جاتے لیکن اس کا حکم نافذ ہو کر رہا۔

۵۔ آپ کو اللہ کی طرف سے سلام کا تحفہ مبارک ہو۔ آپ کو راضی خوشی سدا بہار جنتوں میں داخل کر دیا گیا۔^(۱)

صدق کا ٹھکانہ:

☆ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا زندگی بھر ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی رضا کو پیش نظر رکھتی رہی ہر

(۱) شاعرات العرب (ص ۲۰۴ و ۲۰۵)

دم صبر و تحمل کا دامن پکڑے رکھا۔ اور وہ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پرہیزگار بندوں کے لیے تیار کر رکھا ہے اس پر قناعت پزیر رہی۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیے گئے وعدوں کی وفا کرتی رہی۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۲۰ ہجری کو فوت ہوئی اس نے ۷۳ سال کی عمر پائی۔ اور اسے جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ (۱)

☆ یہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی تھی تمام تر فضائل میں ایک مثالی خاتون اللہ اس سے راضی ہوا اور وہ اپنے اللہ سے راضی ہوئی۔ اور اسے اہل تقویٰ کے ساتھ صدق و صفا سے لبریز ٹھکانے میں جگہ عطا کی۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کیجئے۔

- ۱۔ سیر اعلام النبلاء ۲/۲۶۹
- ۲۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۱/۱۹۴
- ۳۔ الاصابة ۴/۲۳۹
- ۴۔ السيرة النبوية ۲/۹۷
- ۵۔ دلائل النبوة بیہقی ۳/۲۸۶

- | | |
|----------|-----------------------|
| ٤٩٢/٥ | ٦۔ اسد الغابة |
| ٧٢/٢ | ٧۔ تاريخ الطبرى |
| ٢٠٧/٢ | ٨۔ تاريخ اسلام ذهبى |
| ٢٣٥/٣ | ٩۔ العقد الفريد |
| ١١٠/٤ | ١٠۔ البدايه و النهايه |
| صفحہ ٥٣٨ | ١١۔ در السحابه |
| صفحہ ٢٠٤ | ١٢۔ شاعرات العرب |



۶۱

جعدة بنت عبد الانصارية رضى الله عنها

حارث بن النعمان کی والدہ ایک مجاہدہ خاتون جو بیعت رضوان میں
شریک ہوئی۔

انصار کے گھر

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انصار کے گھروں میں بہترین بنو نجار کے گھر ہیں پھر بنو عبد الاشہل کے، پھر بنو حارث بن خزرج کے اور پھر بنو ساعدہ کے اور انصار کے تمام گھروں میں خیر و برکت ہے۔^(۱)

☆ یہ بنو نجار وہ ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ منورہ آمد پر انہیں جگہ عطا کی یہ اللہ والے اچھے لوگ وہ ہیں جو نبی کریم ﷺ کی تکریم و تعظیم بجالانے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ اور ہجرت کے ابتدائی ایام میں انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو کھانا پہنچانے میں باریاں باندھ رکھی تھیں۔

☆ انہیں اچھے گھرانوں میں سے ہم ایک صحابیہ جعدۃ بنت عبید بن ثعلبہ انصاریہ نجاریہ^(۲) کے بارے میں گفتگو کریں گے۔

☆ جعدہ رضی اللہ عنہا ان خواتین میں سے تھی جن کے دلوں میں ہجرت سے پہلے ایمان داخل ہو گیا تھا اور وہ بڑی شدت سے انتظار کرنے لگی کہ رسول اللہ ﷺ کب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لاتے ہیں۔ ایک روز وہ دن بھی آ پہنچا جب ایک خوشخبری دینے والے نے آ کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لا چکے ہیں۔

(۱) رواہ مسلم (۱۷۴/۷)

(۲) الطبقات (۴۴۳/۸) اسد الغابہ (۴۱۵/۵) الاصابہ (۲۵۲/۴)

جب حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا کو یہ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ بنونجار کے ہاں مہمان ٹھہرے ہیں تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

☆ جعدۃ نعمان بن نفع انصاری کی بیوی تھی۔ اس کے بیٹا پیدا ہوا جس کا نام حارثہ بن نعمان رکھا گیا یہ مشہور و معروف صحابی تھا۔ پھر اس کے بعد اس کی شادی حباب بن ارقم سے ہوئی اور اس سے ایک بیٹا حارث پیدا ہوا۔

جعدہ رضی اللہ عنہا نے اسلام قبول کیا رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی اس کا بھائی عمرو بن عبید بن ثعلبہ بھی صحابی تھا۔

جعدہ رضی اللہ عنہا کی دو بہنوں نے اسلام قبول کیا اور بیعت کی وہ دونوں عفراء اور خولہ عبید بن ثعلبہ کی بیٹیاں تھیں۔

جعدۃ اور مبارک پڑوس:

اس سے پہلے کے ہم اس جلیل القدر صحابیہ کی خوشگوار فضاؤں میں قدم رکھیں ضروری ہے کہ ہم اس کے اوصاف بیان کریں جو اس کی فیاضانہ زندگی پر روشنی ڈالیں۔ یہ تو جانی پہچانی بات ہے کہ اس کا ہم دیگر صحابیات کی طرح معروف و مشہور نہیں جنہوں نے شہرت کے آسمان پر اپنا دائرہ بنالیا۔ لیکن اس نے اپنی زندگی کے جو آثار باقی چھوڑے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ باقی صحابیات سے کچھ پیچھے نہیں۔

☆ حالات و واقعات جو ہم تک کتابوں کے ذریعے سے پہنچے ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا بڑے عمدہ اخلاق و اطوار سے متصف تھی۔ جو دوسخا، صدق و صفا اور اچھی ہمسائیگی اس کے خاص اوصاف تھے یہ نبی کریم ﷺ کے گھروں کے قریب رہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ اس کے گھر تشریف لایا کرتے تھے اور کبھی کبھار وہاں سے کھانا بھی تناول فرما لیا کرتے تھے۔ (۱)

☆ اس میں کوئی حیرت کی بات نہیں کہ نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لایا کرتے وہ ایک معزز صحابی حضرت حارثہ بن النعمان انصاری کی والدہ تھی۔

آپ کو کیا معلوم کہ حارثہ کون ہے؟

☆ یہ ان بطل جلیل صحابہ کرامؓ میں سے ایک تھے۔ جو جنگ بدر اور دیگر معرکوں میں شریک ہوئے۔

یہ ان سو صحابہ کرامؓ میں سے تھے جو غزوہ حنین میں ثابت قدم رہے تھے۔ جن لوگوں کے جنت میں رزق کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لی تھی۔

☆ کیا تم اس اور اس کی والدہ جعدہ رضی اللہ عنہا کے مزید حالات زندگی معلوم کرنے کا ارادہ رکھتے ہو۔

☆ نبی کریم ﷺ کے گھروں کے قریب حضرت حارثہ بن نعمانؓ کے گھر تھے۔ جب بھی رسول اللہ ﷺ نئی شادی کرتے تو آپ کے لیے حضرت حارثہ بن نعمانؓ اپنا گھر خالی کر دیتے یہاں تک کہ آپ نے یہ ارشاد فرمایا:

.. لقد استحیيت من حارثة مما يتحول لنا عن منازلہ.

اب تو مجھے حارثہ سے حیا آنے لگی ہے جس طرح کہ وہ ہمارے لیے اپنے گھر بدلتے ہیں۔^(۱)

بسا اوقات اس کی والدہ یہ کارنامہ سرانجام دینے پر اس کی حوصلہ افزائی کرتی۔ اس سے بڑھ کر بھلا اور کیا فضل و شرف ہو سکتا ہے کہ اس کے اور اس کے بیٹے کے گھر رسول اللہ ﷺ کے کام آئیں۔

☆ اخلاق و اطوار کے اس میدان میں اور فضائل و مناقب کی اس جولان گاہ میں حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے کی عمدہ انداز میں تربیت کی۔ یہاں تک کہ یہ

فضل و شرف والے کبار صحابہ کرام کی فہرست میں شامل ہو گئے۔

اس خاتون کو بھی بڑا شرف حاصل ہے اور اس کے بیٹے کے بھی نصیب جاگ اٹھے۔

برگزیدہ بیٹوں کی ماں:

امام ذہبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، بڑے دین دار نیک اور اپنی والدہ کے فرمان بردار تھے۔

☆ یہ ایسی عظیم ترین صفات ہیں کہ جس میں یہ پائی جائیں وہ جنتی ہو جاتا ہے۔ اور حضرت حارثہ واقعی ایسے ہی تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا اور خواب میں اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، میں نے ایک قاری کی آواز سنی کہ وہ پڑھ رہا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے؟

انہوں نے کہا حارثہ بن نعمان۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یہ ماں کے ساتھ حسن سلوک اور اس کی فرمان برداری کی وجہ سے ہے۔ (۱)

☆ حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ، تمام لوگوں سے بڑھ کر اپنی والدہ کے فرمان بردار تھے۔ ایک ایسی خاتون جس کا بیٹا اس کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاتا ہے یہ بڑے نصیب کی بات ہے۔

☆ حضرت جعدہ رضی اللہ عنہا کے حالات زندگی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ام ہشام بنت حارثہ کی دادی تھی جو ان مجاہدہ صحابیات میں سے ایک تھی۔ جنہوں نے حدیبیہ کے مقام پر بیعت رضوان میں حصہ لیا اور اس کے پوتوں میں سے مشہور

محدث ابو الرجال محمد بن عبد الرحمان بن حارثہ بن العثمان کا نام آتا ہے۔
 ☆ یہ اس صحابیہ کی زندگی کی جھلک ہے جس نے اسلام کے لیے بہادر جنم دیے۔ اور
 ایسے بلند مقام فرزند عطا کیے جن کی قیامت تک لوگ اقتداء کرتے رہیں گے۔
 میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں۔ کہ میں نے اس کی زندگی کے درخشاں
 پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ اور اس کے بعض کارنامے آشکار کیے ہیں۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

و الحمد لله رب العالمين

حضرت جعدہ بنت عبد الانصاریہ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے
 لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-------|----------------------|
| ۴۴۳/۸ | ۱۔ الطبقات |
| ۴۱۵/۵ | ۲۔ اسد الغابہ |
| ۲۵۲/۴ | ۳۔ الاصابہ |
| ۴۷۱/۱ | ۴۔ صفہ الصفوة |
| ۳۸۰/۲ | ۵۔ سیر اعلام النبلاء |



۶۲

سلمی عسینا

مولاء رسول اللہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے اس کے خاوند سے کہا۔ اے ابو رافع تجھے اور اسے
کیا ہوا وہ تو تجھے بھلائی کا مشورہ دے رہی ہے۔

مومنوں کے ساتھ شفیق و مہربان

رسول اللہ ﷺ سراپا رحمت اور راہنما تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پر از حکمت کتاب میں آپ کا وصف بیان کیا۔

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾ (التوبة: ۱۲۸)

”تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا جو خود تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے۔ تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے۔ ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے۔“

آپ کی رحمت تمام اہل ایمان کو شامل ہے اور خاص طور پر اپنے غلاموں کے ساتھ لطف و کرم، خیر و بھلائی اور حسن سلوک سے پیش آتے ان سے نرمی کا برتاؤ کرتے ان کے زخموں پر پٹی باندھتے ان سے تحائف قبول کرتے اور برابر کے تحائف انہیں عطا کرتے۔ جب وہ آپ کو کھانے کی دعوت دیتے تو آپ ان کی دعوت خوش دلی سے قبول کرتے اور انہیں برادر کہہ کر پکارتے تاکہ پاس بیٹھے ہوئے سننے والوں کے دل پر ان کی قدر و منزلت کی ایک ساکھ بنے اور وہ سمجھیں یہ آزاد لوگوں کی طرح معزز ہیں اور آپ ان کے بارے میں وصیت فرمایا کرتے تھے۔

إِخْوَانُكُمْ جَعَلَهُمُ اللَّهُ تَحْتَ أَيْدِيكُمْ فَاطْعُوهُمْ مِمَّا تَاكُلُونَ و
الْبَسُوهُمْ مِمَّا تَلْبَسُونَ وَلَا تَكْلَفُوهُمْ مَا يَغْلِبُهُمْ فَإِنْ كَلَّفْتُمُوهُمْ
فَاعْيَنُوهُمْ. (۱)

☆ نبی کریم ﷺ نے غلام آزاد کرنے کی بڑی ترغیب دی اور اس کو نیک عمل اور قرب الہی کا ذریعہ قرار دیا۔

اس سلسلے میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔

کہ چاند یا سورج گرہن کے وقت ہمیں حکم دیا جاتا تھا کہ غلام آزاد کریں۔^(۱)

☆ آئندہ صفحات میں ہم ایک ایسی خاتون کا تذکرہ کریں گے۔ جو ان خواتین میں سے تھی جنہوں نے مکہ میں اسلام کا نور چمکتے ہی اپنے دامن میں سمیٹ لیا تھا۔ اس نے نبی کریم ﷺ کے گھر زندگی بسر کی اور ہمیشہ وہیں رہی اور آپ کی خدمت بجالانے کا شرف حاصل کیا۔ اور یہ معزز صحابیات میں سے ہو گئی۔

نبی کریم ﷺ کے پاس اس کی رہائش واقعی قابل رشک بات ہے۔

☆ یہ نبی کریم ﷺ کے خادمہ رافع سُلَیٰ کی والدہ تھی^(۲) یہ نبی کریم ﷺ کے غلام ابورافع کی بیوی تھی اور اس کے بیٹے کی ماں۔

یہ وہ صحابیہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کیا یہ روایت کرتی ہے میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت کیا کرتی تھی۔ میں خضرۃ رضوی اور میمونہ ہم تمام آپ کی خدمت گار کنیزیں تھیں ہم سب کو رسول اللہ ﷺ نے آزاد کر دیا۔

سُليٰ اور اللہ کے شیر حمزہ:

قابل اعتماد روایات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں کہ سُليٰ بنیٰ سَیِّد صحیفہ بنت عبدالمطلب رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کی کنیز تھی پھر یہ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئی پھر مسلمان ہو گئی اور سبقت لے جانے والی خواتین کے قافلے میں شامل ہو گئی مکہ معظمہ میں سُليٰ نے وہ بڑے حوادث دیکھے جن سے مسلمانوں کو دو چار ہونا پڑا۔

(۱) صحیح بخاری، کتاب العتق و فضلہ

(۲) الطبقات (۲۲۷/۸) اسد الغابہ (۴۷۸/۵) الاصابہ (۳۲۶/۴) وغیرہ

ایک مرتبہ اس نے دیکھا کہ ابو جہل نبی کریم ﷺ کو مار رہا ہے اور گالیاں دے رہا ہے تھوڑی ہی دیر بعد حمزہ بن عبدالمطلب شکار سے واپس آئے سلمیٰ نے دیکھا تو اس کے کان میں وہی بات کہی جو منٹ پہلے اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھی تھی حمزہ نے غصے سے گرجتے ہوئے پوچھا کیا تو بنے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں نے کہا ہاں! حمزہ ابو جہل کو تلاش کرنے چلا تو اپنے ہم جھولیوں میں بیٹھا دیکھا۔ سیدھا اس کی طرف گیا اپنی کمان پورے زور سے اس کے سر پر دے ماری جس سے اس کا سر بری طرح زخمی ہو گیا پھر اس سے کہا ارے تو اسے گالیاں دیتا ہے میں نے اس کا دین قبول کر لیا ہے تجھے جرات کیسے ہوئی اسے مارنے اور گالیاں دینے کی۔ اب ذرا ہمت ہے تو دوبارہ ایسا کر کے دکھانا۔^(۱)

☆ ابو جہل کو کوئی جواب بھجائی نہ دیا اس نے معذرت کی اور افسوس کا اظہار کیا حمزہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا جس سے شوکت اسلام میں اضافہ ہوا اس کے ذریعے بے مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا سلمیٰ حضرت حمزہ کے مسلمان بننے کا سبب بنی اور اسی کے ذریعے سے وہ اعلائے کلمۃ اللہ کی خاطر لشکر اسلام میں شامل ہوئے اسی سبب سے وہ اللہ کا شیر کہلائے۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

آل النبی کی دایہ:

ام رافع سلمیٰ رضی اللہ عنہا ان صحابیات میں سے تھی جنہوں نے فن طب میں مہارت حاصل کر لی تھی یہ خاتون مہندی کے ذریعے علاج کیا کرتی تھی اس سلسلے میں اس نے طب نبوی سے خوشہ چینی کی تھی۔ سلمیٰ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو جب بھی کوئی زخم آتا یا کانٹا لگتا تو یہ مہندی کی پھری اس جگہ پر باندھ دیتی۔^(۲)

(۱) الاصابہ (۳۲۶/۴) السیرۃ الحلبيہ (۴۷۷/۱)

(۲) الترمذی (۲۰۵۵) ابو داؤد (۳۸۵۸) ابن ماجہ (۳۵۰۲) اسد الغابہ (۴۷۸/۵)

☆ سُليٰ مٰیٰ خواتین کے معاملات اور امراض میں مہارت رکھتی تھیں۔ یہ ام المؤمنین خدیجہ بنت خویلد رَضِیَ اللہ عنہا کی دایہ تھی ولادت کے لیے جن اشیاء کی ضرورت ہوتی تو یہ پہلے سے ہی اس کا اہتمام کر لیا کرتی تھی پھر یہ تمام امور پوری طرح خود ہی سرانجام دیتی۔

☆ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سُليٰ مٰیٰ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم کی والدہ ماریہ قبطیہ کی بھی دایہ تھی جب ماریہ نے اپنے بیٹے کو جنم دیا اور افغ نے نبی کریم ﷺ کو ماریہ کے ہاں بیٹے کی ولادت کی خوشخبری دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس بشارت پر اسے ایک غلام عنایت کر دیا پھر نبی کریم ﷺ نے ساتویں دن اس کا نام ابراہیم رکھا۔

☆ سُليٰ مٰیٰ نبی کریم ﷺ کے گھرانے میں بدستور دایہ کی خدمت سرانجام دیتی رہی اور اس نے نبی کریم ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ الزہراء رَضِیَ اللہ عنہا کی دایہ کا فریضہ سرانجام دیا۔^(۱)

رسول اللہ ﷺ اخلاص اور وفاء کی بنا پر سُليٰ مٰیٰ کی بڑی عزت و تکریم کیا کرتے تھے۔

☆ حضرت سُليٰ مٰیٰ رَضِیَ اللہ عنہا زس کے فن میں نمایاں حیثیت رکھتی تھی۔ اور بیماروں کی دیکھ بھال کے لیے ایسا طریقہ علاج اختیار کرتی جس سے درد کا احساس کم ہوتا بیماری میں تخفیف ہو جاتی۔

حضرت سُليٰ مٰیٰ رَضِیَ اللہ عنہا کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ اس نے حضرت فاطمہ الزہراء رَضِیَ اللہ عنہا کا اس بیماری کے دوران علاج کیا جس سے وہ اللہ کو پیاری ہوئیں۔ حضرت سُليٰ مٰیٰ رَضِیَ اللہ عنہا نے ہی حضرت فاطمہ رَضِیَ اللہ عنہا کو غسل دیا۔

(۱) الطبقات (۲۲۷/۸) المغازی (۶۸۵/۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۳۴۷/۲)

بشارت اور ہدیہ:

سُليٰمُ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ نے رسول اللہ ﷺ کی بیوی ام المومنین زینب بنت جحش رَضِيَ اللہُ عَنْہُا کو آسمان سے ملنے والی بشارت اس کے گھر جا کر دینے کی سعادت حاصل کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يَذْهَبُ إِلَى زَيْنَبٍ يُبَشِّرُهَا أَنَّ اللَّهَ قَدْ زَوَّجَهَا مِنَ السَّمَاءِ.

زینب کی طرف کون جائے گا جو اسے یہ بشارت دے کہ اللہ تعالیٰ نے میری اس کے ساتھ شادی آسمان پر کر دی ہے۔

سُليٰمُ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ تیزی سے زینب کے پاس آئی اس سے یہ بات کی تو اس نے خوش ہو کر اسے زیور دیا۔

☆ جہاد کے میدان میں سُليٰمُ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ کی جانب سے بعض آثار ایسے دیکھائی دیتے ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ اس نے بقاعدہ جہاد میں شرکت کی یہ بات تو دلائل سے ثابت ہو چکی ہے۔ کہ حضرت سُليٰمُ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ شریک ہوئی تھی۔^(۱)

حافظ ابن کثیر رَضِيَ اللہُ عَنْہُ مصعب الزبیری کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ سُليٰمُ نے غزوہ حنین میں شرکت کی تھی۔

سُليٰمُ اور نبی کریم ﷺ کا کھانا:

سُليٰمُ رَضِيَ اللہُ عَنْہُ کو عمدہ کھانا تیار کرنے میں شہرت حاصل تھی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے لیے حریرہ پکاتی تھی اور یہ آپ کو بہت پسند تھا۔

نبی اکرم ﷺ اس میدان میں اس پر اعتماد کرتے تھے۔ جب جعفر بن ابی طالب غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے۔ سُليٰمُ نے آل جعفر کے لیے کھانا تیار کیا آل جعفر

(۱) الطبقات (۲۲۷/۸) المغازی (۶۸۵/۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۳۴۷/۲)

میں سے ایک فرد نے اس کی شہادت دی۔ عبد اللہ بن جعفرؓ کہتے ہیں۔

☆ سُلمی بَیِّنَاتِ نبی کریم ﷺ کی خادمہ نے جو لیے انہیں پیسا، صاف کیا پھر پکایا اس میں زیتون ملایا اور مرچ شامل کی میں اور میرے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر یہ مبارک عمدہ دوپہر کا کھانا کھایا۔

☆ یہ خوشگوار شہادت سُلمی کے اخلاص رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی نگہداشت اور آپ کے رشتہ داروں کا خیال رکھنے کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

لیکن ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا نبی کریم ﷺ کو یہ کھانا زیادہ پسند تھا۔

☆ یہ صحابیہ سُلمی بَیِّنَاتِ از خود اس سوال کا جواب دیتی ہے۔

☆ طبرانی میں منقول ہے: حضرت سُلمی بَیِّنَاتِ بیان کرتی ہے کہ میرے پاس حسن بن علیؓ، عبد اللہ بن جعفرؓ اور عبد اللہ بن عباسؓ آئے، انہوں نے کہا۔ ہمارے لیے وہ کھانا بنائیں۔ جو نبی کریم ﷺ کو پسند تھا۔

قالت یا بنی اذا لا تشتهونه اليوم.

میں انھی میں نے جو لیے انہیں پیسا اور (نسفت) اس کی روٹی بنائی زیتون کا سالن تھا اس پر مرچ چھڑکی اور ان کے قریب کر دی اور میں نے کہا نبی کریم ﷺ اس کو پسند کرتے تھے۔ (۱)

تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟

اس صحابیہؓ کا نبی کریم ﷺ کے نزدیک اثر تھا آپ اس کے حالات معلوم کرتے رہتے اس کی بات غور سے سنتے اور اسے اگر کوئی تکلیف ہوتی تو اس کا مداوی کرتے ام المؤمنین حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔

(۱) حیاة الصحابة (۵۰۲/۲) الشفا قاضی عیاض (۶۱/۲ و ۶۲)

اسد الغابہ (۴۷۸/۵) الاصابہ (۳۲۶/۴)

نبی کریم ﷺ کے غلام ابورافع کی بیوی سلمیٰ رضی اللہ عنہا آئی اور اس نے ابورافع کے خلاف زیادتی کی شکایت کی اور کہا وہ مجھے مارتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تیرا اور اس کا کیا معاملہ ہے؟

اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ وہ مجھے تکلیف دیتی ہے۔

آپ نے فرمایا: اے سلمیٰ تم اسے کیوں تکلیف دیتی ہو۔ اس نے کہا میں اسے کچھ تکلیف نہیں دیتی بات صرف اتنی ہے کہ یہ نماز پڑھ رہے تھے ہوا خارج ہونے کی بنا پر یہ بے وضو ہو گئے۔

میں نے کہا اے ابورافع رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ جب کسی کی ہوا خارج ہو جائے تو وہ وضو کر لے۔ تو یہ اٹھے اور مجھے مارنے لگے یہ سن کر آپ ہنسنے لگے اور فرمایا:

اے ابورافع یہ تو تجھے اچھی بات کا حکم دیتی ہے۔^(۱)

☆ اس طرح سلمیٰ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کے ہاں بہت خاص مقام حاصل ہوا۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ صحابیات میں سولہ خواتین ایسی ہیں جن کا نام سلمیٰ ہے رضی اللہ عنہن۔

ام رافع کو الوداع:

سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی معطر زندگی کو الوداع کرنے سے پہلے ہم اس بات کا تذکرہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی اس سے اس کے پوتے عبید اللہ بن علی بن ابی رافع نے حدیث روایت کی۔^(۲)

(۱) اسد الغابہ (۵/۴۷۸) الاصابہ (۴/۳۲۶)

(۲) الاستیعاب (۴/۳۲۲) تہذیب التہذیب (۱۲/۴۲۵)

ابن حبانؒ نے اسے ثقہ راویوں میں کہا ہے۔ اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلی کے بارے میں وصیت کی اور فرمایا:

إِنَّ امْرَأَةً عَذَّبَتْ فِي هِرَّةٍ رَّبَطَتْهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا وَلَمْ تَتْرَكْهَا تَاكُلْ
من خشاش الارض:

ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا نہ وہ اسے کھانا کھلاتی تھی اور نہ اسے چھوڑتی تھی کہ وہ زمین سے غذا حاصل کر سکے۔ (۱)

☆ اس کی مرویات میں سے ایک یہ بھی ہے اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز بتائیں کہ اس سے میں اپنی نماز کا آغاز کروں۔
آپ نے فرمایا:

إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَكُبِّرِي سِرًّا.

جب تو نماز کے لیے کھڑی ہو تو آہستہ سے اللہ اکبر کہہ۔ (۲)

☆ حضرت سلمیٰ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فاطمہ الزہراء رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا کی وفات کے وقت حاضر ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کے بعد فوت ہوئی اور اس کی وفات خلفائے راشدین کے دور میں ہوئی۔

اللہ ام رافع سے راضی ہوا اور اسے بلند مقام عطا کیا۔

حضرت ام رافع سلمیٰ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۳۲۲/۴

۱۔ الاستیعاب

۴۲۵/۱۲

۲۔ تہذیب التہذیب

(۱) الاستیعاب (۳۲۲/۴)

(۲) الاصابہ (۳۲۶/۴)

- ۳۔ الاصابۃ ۳۲۶/۴
۴۔ حیاۃ الصحابہ ۵۰۲/۲
۵۔ الشفاء ۶۱/۲
۶۔ اسد الغابۃ ۴۷۸/۵
۷۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۴۷/۲
۸۔ الطبقات ۲۲۷/۸
۹۔ المغازی ۶۸۵/۲



۶۳

ام سنان الاسلامیہ رضی اللہ عنہما

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ کی برکت سے روانہ ہو یہ تیری سہیلیوں نے بھی میرے ساتھ بات کی تھی میں نے انہیں بھی اجازت دے دی جو تیری قوم سے ہیں یا تیری قوم کے علاوہ ہیں اگر تو چاہے تو میرے ساتھ رہو اور اگر چاہے تو اپنی قوم کے ساتھ چلو۔“

اللہ انہیں سلامت رکھے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

قریش، انصار، جھینہ، اسلم، اشجع، غفار یہ سب دوست ہیں ان کا اللہ اور رسول کے علاوہ کوئی دوست نہیں۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نبو اسلم اللہ انہیں سلامت رکھے۔ اور یہ بنو غفار اللہ انہیں بخشے البتہ میں نے ان کے بارے میں کچھ نہیں بلکہ اللہ نے فرمایا ہے۔^(۱)

☆ بنو اسلم، بنو غفار، جبینہ، اشجع، مذینہ اور ان سے پہلے قریش اور انصار یہ تمام قبائل وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے اپنی محبت کے ساتھ خاص کیا ہے۔ یہ اس لیے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ انہوں نے اسلام کے آگے سر تسلیم خم کر دیا۔

☆ بنو اسلم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا انہوں نے کہا، ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے آپ کے طریقے کی پیروی کی آپ ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی ایسا اعزاز عطا کر دیجئے جس کی فضیلت کو عرب پہچان لیں۔ ہم انصار کے بھائی ہیں۔ آپ کی نرمی گرمی میں مدد اور وفاداری ہمارا فرض ہے اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی۔

اسلم سالمہا اللہ و غفار غفر اللہ لہا۔

(۱) اس کو بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔

بنو اسلم کو اللہ سلامت رکھے اور بنو غفار کو اللہ بخشے۔ (۱)

☆ قبیلہ بنو اسلم مسلمان ہو گیا۔ یہ ان قبائل میں سے تھا جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل و کرم کیا۔ ام سان الاسلامیہ دینی سنیہ نے صلح اور جنگ کے ایام میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بہت سے کارنامے سرانجام دیے۔ اس نے نبی کریم ﷺ کی بیعت کی اور آپ سے حدیث روایت کرنے کا شرف حاصل کیا۔

☆ ابن اثیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ ام سان اسلامیت دینی سنیہ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے پاس شرماتی ہوئی آئی ہوں۔ میری آمد ایک ضرورت کے تحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

☆ کہ اگر تو بے نیازی کا ثبوت دے تو تیرے حق میں بہتر ہوگا۔ (۲)

☆ ام سان دینی سنیہ نے نبی کریم ﷺ کی تجویز کے مطابق عمل کیا تو اللہ نے اسے غزوہ خیبر میں غنی کر دیا۔ اس نے از خود اس انداز سے تیاری شروع کی تاکہ صحایات میں وہ ایک مجاہدہ کا روپ اختیار کر لے۔

اللہ کی برکت سے نکلنے:

ام سان دینی سنیہ نے جہاد اور جنگ میں بڑا پر اثر کردار ادا کیا، کیونکہ عورت کے معاملات کو خوب اچھی طرح جانتی تھی۔ اس نے مجاہدین کی صفوں میں زخیوں کو پانی پلانے اور بیماروں کے علاج معالجہ کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں اسے گھڑ سواری اور لڑائی داؤ پیچ کے میدان میں بھی کافی تجربہ حاصل تھا۔ اس سلسلے میں ام سان دینی سنیہ بیان کرتی ہیں۔ فرماتی ہیں:

(۱) الطبقات (۱/۳۵۴)

(۲) اسد الغابہ (۵/۵۹۲)

جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی طرف روانگی کا ارادہ کیا میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے ساتھ روانہ ہوں گی۔ بیمار اور زخمی کا علاج کروں گی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اللہ کی برکت سے نکلوتیری چند سہیلیوں نے بھی مجھ سے بات کی تھی میں نے ان کو اجازت دے دی کچھ ان میں تیری قوم قبیلے کی تھیں اور کچھ دوسرے قبیلے کی اگر تو چاہے اپنی قوم کے ساتھ چلی جا اور اگر چاہے تو ہمارے ساتھ چل۔

میں نے عرض کی میں تو آپ کے ساتھ روانہ ہوں گی۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

میری بیوی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہو جاؤ۔ فرماتی ہیں کہ میں اس کے ساتھ ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ ہر روز درع پہن کر رجب کی جانب روانہ ہوتے اور شام کو ہمارے پاس واپس آتے۔ سات روز اسی طرح گزرے کہ اللہ الطاة قلعہ فتح کرنے کی توفیق عطا کی جب وہ فتح ہو گیا تو شق قلعے کا رخ کیا۔

جب خیبر فتح ہو گیا تو آپ ﷺ نے ہم میں مال غنیمت تقسیم کیا آپ نے مجھے خرز احمر اور چاندی کا زیور عطا کیا۔

و اعطانی قطیفة فدیة.

یعنی چادر اور خماںل تانبے کی ہنڈیا عنایت کی۔ آپ کے چند صحابہ زخمی تھے۔ میں ان کا علاج ایک ایسی دواء سے کرتی تھی جو میرے خاندان میں معروف تھی۔ اس سے وہ ٹھیک ہو جاتے میں ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہی واپس آ گئی۔ جب ہم مدینہ میں داخل ہونے لگے تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا۔ میں نبی

کریم ﷺ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ پر سوار تھی جس اونٹ پر سوار ہو رسول اللہ ﷺ نے تجھے دے دیا ہے۔

ام سنان کہتی ہیں۔ میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اونٹ کو سات دینار میں بیچ دیا اور اللہ نے مجھے غنی کر دیا۔^(۱)

☆ غزوہ خیبر میں رسول اللہ ﷺ نے ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی اس معزز صحابیہ ام سنان اسلامیہ رضی اللہ عنہا نے اس مبارک شادی میں بڑی اہم خدمات سر انجام دیں۔ ام سنان رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔

کہ میں صفیہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں شریک ہوئی۔ ہم نے اس کی کنگھی پٹی کی اور خوشبو لگائی جس سے وہ خواتین میں چمک اٹھی۔ نبی کریم ﷺ نے شب زفاف گزاری ہم نے صفیہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو وہ بڑی خوش دکھائی دی۔ صبح کو رسول اللہ ﷺ نے ویسے کا اہتمام کیا۔^(۱)

غزوہ تبوک کے لیے تیاری:

غزوہ تبوک ۹ ہجری ماہ رجب میں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے رومی فوج سے لڑنے کی دعوت دی۔

مسلمانوں کو جہاد کے لیے انگيخت کیا انہیں ترغیب دی صدقے کا حکم دیا بہت سے صدقات اکٹھے ہو گئے مسلمانوں نے انفاق فی سبیل اللہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور حسب استطاعت صدقات جمع کرائے تمام مسلمانوں میں سرفہرست حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رہے انہوں نے اپنا سارا مال لاکر جمع کرادیا۔

پھر حضرت عمرؓ، حضرت عباسؓ، طلحہؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، سعد بن عبادہؓ، محمدؓ

(۱) الطبقات (۸/۲۹۲) المغازی (۲/۶۸۶)

(۲) الامانیہ (۴/۴۴۳)

بن سلمہ اور عاصم بن عدی رضی اللہ عنہما نے مال جمع کرانے میں بھرپور حصہ لیا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا تو کچھ پوچھتے ہی نہیں انہوں نے اتنا بھرپور حصہ لیا کہ نبی کریم ﷺ نے اسے یہ خوشخبری سنائی۔

ما ضرَّ عثمان ما عمل بعد اليوم.

آج کے بعد کوئی عمل بھی عثمان کو نقصان نہیں دے گا۔

☆ عورتوں نے بھی مقدور بھر اس میں حصہ لیا جو دسوا اور صدقہ جمع کرانے میں ایک دوسری سے سبقت لے جانے کی کوشش کی۔

حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا نے پچشم خود یہ منظر دیکھا اور اپنا یہ مشاہدہ بیان کرتی ہے۔ میں نے ایک کپڑا دیکھا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے بچھایا ہوا تھا۔ اس پر کستوری، کلائی بند پائے زیب بالیاں انگوٹھیاں پڑی تھیں یہ تمام اشیاء خواتین نے مسلمان مجاہدین کے تعاون کے لیے جمع کرائی تھیں۔ (۱)

☆ حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس نے انفاق فی سبیل اللہ اور صدقہ جمع کرانے میں دیگر خواتین کی طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، تاکہ اس اجر و ثواب کو حاصل کر سکے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی بندوں سے وعدہ کیا ہے۔

عورتوں کے لیے فرمان نبوی:

نبی کریم ﷺ عورتوں کو فضائل و مناقب سے آراستہ ہونے کے لیے ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور ایسے مظاہر کو ترک کرنے کی تلقین کرتے جن کا کوئی فائدہ نہیں۔ عورتوں کے لیے نبی کریم ﷺ کی تربیت کے انداز کے بارے میں حضرت ام سنان رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے طرز عمل کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فرماتی ہیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اسلام کی خاطر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ نے میرے ہاتھ کی طرف دیکھا اور فرمایا:

ما علی احد اکن ان تغیر اظفارها و تعصب یديها و لو بسیر۔

تم میں سے کسی کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے ناخن تبدیل کرے اور اپنے ہاتھوں پہ پٹی باندھے خواہ معمولی سی ہو۔^(۱)

ام سان رضی اللہ عنہا نے اس نبوی توجیہ کو قبول کیا اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کو ہر چیز پر ترجیح دی۔

حدیث شریف کی روایہ:

ام سان اسلامیہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے حوالے سے اسے یہ بھی امتیاز حاصل ہے۔ کہ اسے حدیث رسول کے حفظ اور روایت کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اس سے اس کی بیٹی نبیۃ بنت حظلہ الاسلامیہ نے حدیث روایت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔

کنا فخرج مع رسول الله الى الجمعة والعیدین۔

ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جمعہ اور عیدین کے لیے روانہ ہوتے۔

☆ یہ معزز صحابیہ کی سیرت کی چند جھلکیاں تھیں۔ یہ ایک ایسی عظیم مجاہدہ تھی جس نے آخرت کی خاطر دنیا کو خیر باد کہہ دیا یہ ان نامور خواتین میں سے تھی۔ جن کا تاریخ میں بہت بڑا حصہ ہے۔

اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام شان اسلامیہ رحمۃ اللہ علیہ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|-----------------|-------|
| ۱۔ الطبقات | ۳۵۴/۱ |
| ۲۔ الاستیعاب | ۴۴۳/۴ |
| ۳۔ الاصابة | ۴۴۳/۴ |
| ۴۔ اسد الغابة | ۵۹۲/۵ |
| ۵۔ المغازی | ۲۸۶/۲ |
| ۶۔ حیاة الصحابه | ۶۲۵/۱ |



۶۴

ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا

نبی کریم ﷺ کے چچا کی بیوی جسے ابو لہب نے زخمی کر دیا۔ مدینہ منورہ
کی طرف ہجرت کی نبی کریم ﷺ اس کی گھر تشریف لے جایا کرتے
حدیث نبوی کی راویہ

ہونہار اولاد کی ماں

☆ عبد اللہ بن یزید الصلائی کہتا ہے۔

۱۔ مَا وَلَدْتُ نَحِيْبَةً مِنْ فِحْلٍ

بجبل نعلمہ او سہل

۲۔ كَسَيْتُهُ مِنْ بَطْنِ امِ الْفَضْلِ

اکرم بہامں کھلہ و کھل

۳۔ عم النبی المصطفیٰ ذی الفضل

و خاتم الرسل و خیر الرسل

۱۔ ہمارے علم کے مطابق نہیں جنا کسی ماں نے ایسا سپوت جو دشمن کے

مقابلے میں پہاڑ اور دوستوں کے لیے نرم خو ہو۔

۲۔ وہ چھ افراد جو ام فضل سے پیدا ہوئے۔

۳۔ اس پر بوڑھی ماں اور بوڑھے کو کتنا فخر ہے۔

☆ ام الفضل بنت حارث بن حزن الصلائیہ رضی اللہ عنہا^(۱) وہ عظیم خاتون ہے جس کے

بارے میں علامہ ذہبی رحمہ اللہ رقم طراز ہے۔

آزاد جلیل القدر نبی کریم ﷺ کے چچا عباس کی بیوی چھ ہونہار بچوں کی

والدہ جس کا نام لبابہ ہے۔ یہ ام المؤمنین حضرت میمونہ کی ہمشرہ حضرت خالد بن ولید

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۳۹) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۴) المعارف

کی خالہ اور اسماء بنت عمیس کی والدہ کی طرف سے ہمیشہ ہے۔ (۱)

☆ امام نوویؒ کہتے ہیں:

کہ ام الفضل ہری بھری گود والی خاتون تھی اس سے عباسؓ کے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ اس حوالے سے کوئی خاتون اس کی ہم مثل نہیں اس کے بیٹوں کے نام یہ تھے۔ فضل، عبد اللہ، معبد، عبید اللہ، قثم اور عبد الرحمان اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ام حبیب تھا۔

☆ اس کے جلدی اسلام قبول کرنے کے بارے میں کہتے ہیں۔

ام الفضل نے ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد اسلام قبول کیا (۲) ایک پختہ سند اس کی تائید کرتی ہے۔ اس کا بیٹا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتا ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ میں اور میری والدہ مکہ معظمہ میں کمزور خواتین اور ناتواں بچوں میں سے تھے۔ (۳)

☆ ام الفضل نے اپنے خاوند عباس سے پہلے اسلام قبول کیا۔

ابن الجوزی کہتے ہیں کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی کے علاوہ کسی اور خاتون کی کنیت ام الفضل نہیں تھی۔ (۴)

اخلاق و اطوار:

☆ ام الفضل اپنے بیٹے عبد اللہ سے حاملہ تھی نبی کریم ﷺ بنو ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور تھے۔ آپ کے پاس عباس آئے اس نے کہا: یا محمد ﷺ ام

(۱) سیر اعلام النبلاء (۳۱۴/۲)

(۲) الاستیعاب (۳۸۵/۴) الاصابہ (۴۶۱/۴) السیرۃ الحلبيہ (۴۴۵/۱)

(۳) البخاری (۱۹۲/۴) ابن کثیر (۴۱۴/۱) تفسیر الحازن (۵۵۹/۱)

(۴) السیرۃ الحلبيہ (۴۴۴/۲)

ام الفضل حالت حمل میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرے۔

☆ جب ام الفضل نے عبد اللہ کو جنم دیا وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے آپ نے اسے اپنے لب مبارک سے گھنی دی اس سلسلے میں امام مجاہد کہتے ہیں کہ ہمیں نہیں معلوم کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے علاوہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اپنے لعاب دہن سے گھتی دی ہو۔^(۱)

☆ ام الفضل قریش کی فصیح و بلیغ خواتین میں سے تھی وہ اپنے بیٹے عبد اللہ بن عباس کو لوری سنایا کرتی تھی۔

۱۔ ثَكَلْتُ نَفْسِي وَ ثَكَلْتُ بَكْرِي

اِنْ لَمْ تُسَدِّ فَهْرًا وَغَيْرِ فَهْرٍ

۲۔ بِالْحَسْبِ الْعُدَّةُ وَ بَذَلُ الْوَفْرِ

حَتَّى يُوَارِيَ فِي ضَرْيَحِ الْقَبْرِ

۱۔ میں اپنی جان اور پہلے بچے کو گم پاؤں اگر تو فہر قبیلے اور دیگر قبائل کا سردار نہ بنے۔

۲۔ کثرت تعداد اور کثرت مال کے بل بوتے پر اگر تو سردار نہ بنا تو وہ گم ہو جائے اور اس کی لاش قبر میں دیکھائی دے۔^(۲)

☆ ام الفضلؓ کی اپنے بیٹے سے آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں وہ امت کا عالم فاضل اپنے دور کا فقیہ امام التفسیر تھے علم و فضل کی بنا پر اسے سمندر کہا جاتا تھا۔

☆ بچوں کا ہونہار ہونا یہ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی عظمت کی دلیل ہے۔

(۱) البدایہ و النہایہ (۸/۲۹۸)

(۲) شاعرات العرب (ص ۳۲۰)

کسی نے کیا خوب کہا:

نعم الاله على العباد كثيرة

و أتمهن نجابة الابناء

معبود حقیقی کی نعمتیں بندوں پر زیادہ ہیں اور ان میں سب سے بڑھ کر کامل نعمت شریف اولاد ہے۔

عظیم موقف:

جب ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا وفات پا گئیں ام ایمن اور ام الفضلؓ نے مل کر اسے غسل دیا اس دور میں ام الفضل رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی بہترین معاون تھیں۔

☆ جب نبی کریم ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تو ام الفضل اپنے خاوند عباس کے ساتھ مکہ معظمہ میں ہی رہی، لیکن وہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں معلومات حاصل کرتی رہتی غزوہ بدر کے بعد مکہ میں اس نے بڑی عزت و شرف والا موقف اختیار کیا، جب ابولہب سامنے آیا تو اس نے اس کا راستہ روکا اور اسے مارا اور زخمی کر دیا یہ بڑا ہی عجیب و غریب واقعہ ہے جسے رسول اللہ ﷺ کے غلام ابورافع نے بیان کیا۔

کہتے ہیں کہ میں عباس بن عبدالمطلب کا غلام تھا۔ اسلام ہمارے گھر میں داخل ہوا ام الفضل مسلمان ہوئی میں بھی مسلمان ہو گیا۔ اللہ کا دشمن ابولہب جنگ بدر میں شریک نہیں ہوا تھا وہ مکے میں ہی رہا۔ جب اصحاب بدر میں سے قریش مکہ کے انجام کی خبر یہاں پہنچی اللہ نے ابولہب کو رسوا کیا ہم نے اپنے دلوں میں طاقت و ہمت اور غلبہ محسوس کیا۔

میں کمزور آدمی تھا۔ میں برز زم کے کمرے میں بیٹھا پتھر سے پیالہ تراش رہا تھا۔ ام الفضل میرے پاس بیٹھی تھی مسلمانوں کی فتح و نصرت کا سن کر ہم بہت خوش

ہوئے ابولہب آیا اور فتح و نصرت کی خبر اس نے سچ نہ مانی، ابولہب نے کہا: میرے بھائی کے بیٹے میری بات سنو یہ لوگ کیا باتیں سنارہے ہیں؟

اس نے کہا ہم ایسے آدمیوں سے ملے ہیں کہ ہم نے ان کے لیے اپنے کندھے جھکا دیئے اور وہ آدمی گھوڑوں پر سوار تھے اور وہ آسمان اور زمین کے درمیان دیکھائی دے رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ فرشتے ہیں تو اس نے مجھے زوردار تھپڑ مارا اور میری پٹائی شروع کر دی ام الفضل کھڑی ہوئی اس نے حجرے سے لٹھی پکڑی اور اسے مارنے لگی اور اس کا سر پھوڑ دیا۔

غضبناک انداز میں کہنے لگی اس کا آقا غیر حاضر ہے تو تو اسے کمزور سمجھتا ہے کجخت کہیں کا وہ ذلیل و خوار ہوا وہاں سے چل دیا اور اپنی راہ لی۔

اللہ کی قسم وہ سات دن کے اندر اندر پھوڑے پھنسیوں کی موذی مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اس کے پورے جسم میں کوڑھ پیدا ہو گیا۔ (۱)

ام الفضل رضی اللہ عنہا بہت خوب۔ اس کے موقف اور جرأت مندانہ اقدام کے کیا کہنے!

بلند مقام و مرتبہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ام الفضل رضی اللہ عنہا بلند مرتبہ خاتون تھی۔ (۲)

ابن سعد کہتے ہیں کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے مدینہ منورہ کی طرف اپنے خاوند عباس کے اسلام قبول کرنے کے بعد ہجرت کی۔

رسول اللہ ﷺ اس کے گھر اکثر و بیشتر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ (۳)

(۱) السیرۃ النبویہ (۱/۶۴۶) الطبقات (۴/۷۳) تاریخ طبری (۲/۳۹)

تاریخ اسلام ذہبی (۲/۶۶) السیرۃ الحلبیہ (۲/۴۴۴)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۱۵) - (۳) الطبقات (۸/۲۷۸)

☆ ام الفضل رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ کے ہاں بڑا خاص مقام و مرتبہ حاصل تھا۔ کیونکہ اس میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی تھیں جن میں سرفہرست ایمان اور تقویٰ تھا۔ اور یہ کثرت سے روزے رکھنے والی اور عبادت گزار تھی۔ ابن الجوزی کہتے ہیں۔

ام الفضل رضی اللہ عنہا سو مواریث جمعرات کو روزہ رکھا کرتی تھی۔

☆ نبی کریم ﷺ اس کے گھر تشریف لے جایا کرتے وہاں قیلولہ کرتے ایک مرتبہ اس نے نبی کریم ﷺ کو خواب بتایا اور عرض کی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے یا رسول اللہ ﷺ کہ آپ کے جسم اطہر کا ایک حصہ میرے گھر میں رہ گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو نے اچھا خواب دیکھا ہے۔

فاطمہؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوگا۔ اور تم اسے اپنے بیٹے حکم کے ساتھ دودھ پلاؤ گی۔ فاطمہؓ کے ہاں حسین پیدا ہوئے ام الفضل نے اسے دودھ پلایا، حکم حضرت حسین کا رضاعی بھائی تھا اور وہ شکل و صورت میں نبی کریم ﷺ کے مشابہ تھا۔

☆ ام الفضل رضی اللہ عنہا کی نسبت ایک یہ بات بھی پیش نظر رہے، کعب بن اشرف یہودی رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو اذیت دیا کرتا تھا۔ لوگوں کو ان کے خلاف لڑائی کے لیے انگیزت کیا کرتا تھا ام الفضل اور دیگر مسلمان خواتین کی اپنے اشعار میں تشبیہ بیان کیا کرتا تھا اس سے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کو زیادہ تکلیف ہوتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ اور چند دیگر صحابہؓ کے ذمے یہ کام لگایا تاکہ وہ اس کے شر کا خاتمہ کریں (۱) تو انہوں نے اس فتنے کی جڑ کاٹ کر رکھ دی۔ اور

اس سے مسلمانوں کے دل خوش ہو گئے۔

راویہ 'عالمہ' فاضلہ:

نبی کریم ﷺ کی تعلیم و تربیت نے ام الفضل کے مقام و مرتبہ کو چار چاند لگا دیئے۔ جب کہ اس نے نبی کریم ﷺ سے تیس احادیث روایت کیں جن میں سے تین بخاری و مسلم میں مذکور ہیں بخاری و مسلم نے ایک حدیث پر اتفاق کا اظہار کیا ہے۔^(۱) دوسری بخاری میں ہے اور تیسری مسلم میں ہے۔ اور اس سے جلیل القدر صحابہؓ اور تابعین نے روایت کیا۔

علامہ ذہبی کہتے ہیں کہ اس کی مرویات حدیث کی مشہور و معروف چھ کتابوں میں مذکور ہیں۔ اسی کی مرویات میں سے ایک یہ ہے۔ فرماتی ہیں۔
رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے بیماری کی وجہ سے سر پر پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھی اور سورہ مرسلات پڑھی۔
فرماتی ہیں۔

فما صلاھا بعد حتی لقی اللہ.

اس کے بعد آپ نے کوئی نماز نہ پڑھی یہاں تک کہ اللہ سے جا ملے۔^(۲)
☆ ام الفضل کے واقعات اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ فقیہہ صحابیات میں سے تھی۔

اس کی مروی ایک حدیث بخاری شریف میں منقول ہے۔

ان انا ساتماروا عندها يوم عرفة في صيام رسول الله صلى الله

(۱) سیر اعلام النبلاء (۲/۳۱۵)

(۲) اسد الغابہ (۵/۵۴۰) دلائل النبوة للبيهقي (۷/۱۸۹) نیز ائمہ صحاح ستہ نے اس کو

روایت کیا ہے۔

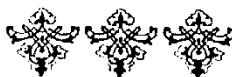
عليه وسلم فقال بعضهم هو صائم و قال بعضهم ليس بصائم
 فارسلت اليه بقدر لبن و هو واقف على بعيره بعرفة فشربه.
 عرفہ کے دن ام الفضل کے قریب کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے روزوں کے
 بارے میں بحث کر رہے تھے ان میں سے بعض نے کہا آپ روزے دار
 ہیں اور بعض نے کہا آپ روزے دار نہیں ہیں میں نے دودھ کا پیالہ بھیجا
 آپ میدان عرفات میں اپنے اونٹ پر سوار تھے سب کے سامنے آپ نے
 دودھ پیا۔ (۱)

یہ حدیث اس کی فقہ اور فہم وادراک کی طرف اشارہ کرتی ہے۔
 ☆ ام الفضل کو الوداع کہنے سے پہلے ہم آپ کو یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہ
 اپنے خاوند حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی وفات سے پہلے فوت ہو گئی تھی اس کی وفات
 حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اور انہوں نے ہی ان کی
 نماز جنازہ پڑھائی۔
 یہ ہے وہ ام الفضل رضی اللہ عنہا جو اللہ کا فضل چاہتی تھی اس نے اللہ تعالیٰ کا فضل و
 کرم پالیا۔

اللہ اس سے راضی اور یہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے
 درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۲۔ تہذیب الاسماء و اللغات ۳۵۴/۲
- ۳۔ سیر اعلام النبلاء ۳۱۴/۴
- ۴۔ الاستیعاب ۳۸۵/۴
- ۵۔ الاصابة ۴۶۱/۴
- ۶۔ تہذیب التہذیب ۴۴۹/۱۲
- ۷۔ السیرة الحلبيّة ۴۴۵/۱
- ۸۔ البدايه و النهاية ۲۹۸/۸
- ۹۔ شاعرات العرب صفحہ ۳۲۰
- ۱۰۔ السيرة النبويه ۶۴۶/۱
- ۱۱۔ الطبقات ۷۴، ۷۳/۴
- ۱۲۔ تاريخ الطبری ۳۸/۲
- ۱۳۔ تاريخ اسلام ذهبی ۶۶/۲
- ۱۴۔ السيرة الحلبيّة ۴۴۴/۲



۶۵

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا

ایمان قبول کرنے میں جلدی کرنے والی مہاجرہ بیعت کرنے والی اور
حدیث کی راویہ۔

قریش کی خواتین کے ساتھ

قریش کی وہ خاتون جو اسلام سے پہلے اپنی ذاتی خوبیوں کی بنا پر شہرت کی بلندیوں پر فائز ہوئی اور اس کے مقام و مرتبے کا لوگوں نے اعتراف کیا۔

جب اسلام آیا اور یہ اس کی نعمت سے سرفراز ہوئی۔ اور پہلے سے زیادہ اس کا مقام و مرتبہ بلند ہوا۔ تاریخ اس کی پر جلال زندگی سے مالا مال ہوئی۔ اس کے مرتبے میں چمک دمک پیدا ہوئی اس کی قربانیوں کو عظمت ملی۔ اس کو بلند مقام ملا عزت ملی اسلام نے اس سے عام حالات اور مختلف اطوار میں تاریکی کے پردے ہٹا دیئے قریش کی خواتین نے فضائل و مناقب کے میدان میں قابل رشک مقام حاصل کیا۔ ان میں سے جو بہت مشہور و معروف ہوئیں۔ ان میں سرفہرست ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ فاطمہ بنت اسد اور اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا ہیں۔

☆ اس قریشی خاتون نے صحابیات میں ایک بلند مقام حاصل کیا۔ نبی کریم ﷺ کی صحابیہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح اسے دونوں جہاں کی سعادت نصیب ہوئی۔

☆ آئیے میرے عزیز قاری ہم اس صحابیہ کی شخصیت کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

یہ بسرہ بنت صفوان بن نوفل بن اسد القرظیۃ الاسدیۃ ہے۔ (۱) یہ ورقہ بن نوفل کی بھتیجی

(۱) الاستیعاب (۲۴۲/۴) اسد الغابہ (۴۱۰/۵) الاصابہ (۲۵۴/۴) نسب قریش

تھی اس کی والدہ کا نام سالمۃ بنت امیہ بن حارثہ السلمیہ ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ بسرۃ ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قریبی رشتہ دار تھی اس طرح کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی حضرت خدیجہ الکبریٰ اس کے باپ کی پھوپھی تھی۔

☆ بسرۃ رضی اللہ عنہا مکہ معظمہ کی خواتین میں عورتوں کے امور کی ماہر مشہور تھی۔ یہ مکہ میں عورتوں کی کنگھی پٹی کیا کرتی تھی۔

اسلام اور ہجرت:

جب اسلام کا نور چمکا۔ بسرہ ان خواتین میں شامل ہوئی جنہوں نے اسلام کے میدان میں داخل ہونے میں بہت سرعت سے کام لیا۔

جس نے اپنی عقلمندی سے بھانپ لیا کہ رسول اللہ ﷺ جس کی دعوت دیتے ہیں۔ وہ برحق ہے شاید اس کے لیے یہ معرفت حاصل کرنا اس کے چچا ورقہ بن نوفل کے موقف کی بنا پر آسان ہوگئی کیونکہ اس نے نبی کریم کی دعوت اور اسلام کے بارے میں معلومات بہم پہنچادی تھیں اس نے اس دین کی حقیقت کو پالیا۔

خاص طور پر اس کا چچا ورقہ بن نوفل آسمانی شریعتوں اور زبانوں کے بارے میں کافی وسیع معلومات رکھتا تھا۔ ورقہ بن نوفل کا اپنا دل بھی نبی کریم ﷺ کی صداقت کی طرف مائل تھا۔

بسرۃ نے اسلام قبول کیا آپ ﷺ کی تصدیق کی اور بیعت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

امام شافعی اس کے بارے میں کہتے ہیں۔ بسرۃ لہا سابقۃ قديمة و ہجرۃ۔ بسرہ کو اسلام قبول کرنے کے حوالے سے سبقت حاصل ہے بہت پہلے اس نے اسلام قبول کر لیا اور ہجرت کرنے کی سعادت حاصل کی۔

☆ ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

کہ بسرہ بنت صفوان مہاجرات میں سے تھی۔

☆ مصعب الزبیری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ بسرہ ان خواتین میں سے ہے۔ جنہوں نے

بیعت کی۔ (۱)

خاندانی حالات:

بسرہ مغیرہ بن ابی العاص کی بیوی تھی۔ اس کے ہاں معاویہ اور عائشہ پیدا

ہوئے۔

☆ اس کا والدہ کی طرف سے بھائی عقبہ بن ابی معیط رسول اللہ ﷺ کا دشمن تھا اور

ان ظالم مشرکین میں سے تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ انہوں نے اس سلسلے میں کسی رشتہ داری اور صلہ رحمی کا خیال نہ رکھا۔ بلکہ وہ انسانی حدود کو بھی پامال کر گئے۔

صحاح طبقات سیر اور تاریخ کی کتابوں میں اس ناانجبار کے خبث باطن اور رسول اللہ ﷺ کو ایذا رسانی کا تذکرہ کیا ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ نبی کریم ﷺ مسجد میں سجدے میں تھے۔ قریش کے لوگ آپ کے ارد گرد جمع تھے اتنے میں عقبہ بن ابی معیط اوجھری لے کر آیا اور اس کبخت نے وہ رسول اللہ ﷺ کی پیٹھ پر رکھ دی آپ نے سر کو نہ اٹھایا آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اس نے آپ کی پیٹھ سے اسے پکڑا اور دور پھینکا اور جس نے یہ کیا اسے جلی کٹی سنائیں اور بدعائیں دیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے بھی انہیں بدو عادی۔ (۲)

☆ اس کا بیٹا معاویہ بھی اپنے ماموں عقبہ کی طرح بے رحم تھا وہ بھی مسلمانوں کو اذیت دینے میں بڑے ہی سخت رویے کا حامی تھا۔

ایمان کی سچائی:

بسرہ نے ایمان اور حق کی طرف داری میں ایک عمدہ مثال قائم کی۔ جو کوئی شریعت کی مخالفت کرتا یہ اس کے ساتھ قطعاً نرمی کا برتاؤ نہ کرتی بلکہ اس کے خلاف سختی سے پیش آتی۔

☆ غزوہ بدر میں اس کا بھائی عقبہ بن ابی معیط گرفتار ہو گیا اور مشرکین کے ساتھ اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

☆ غزوہ احد میں اس کا بیٹا معاویہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لیے کافروں کی صفوں میں شامل ہوا۔ جب اس دن حمزہ بن عبدالمطلب شہید ہو گئے یہ ان شہداء میں سے تھے جن کا اس دن مسئلہ کر دیا گیا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے قبضے میں دے دیا اسے احد سے واپس پلٹتے ہوئے گرفتار کیا گیا اور نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق اسے باندھ کر قتل کیا گیا^(۱) اور یہ مشرکین کے ساتھ جہنم واصل ہوا۔ جہنم واقعی بہت برا ٹھکانہ ہے۔ جب یہ خبر بسرہ کو ملی تو اس نے قطعاً کوئی پرواہ نہ کی بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ثنائیاں کی جس نے مسلمانوں کو ان جیسے بد باطنوں سے نجات عطا کر دی۔

اس ایمانی تصرف سے بسرہ رضی اللہ عنہا نے اسلام کے ساتھ اپنے خلوص کی ایک اعلیٰ مثال قائم کر دی۔

بسرہ حدیث روایت کرتی ہے:

بسرہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے گھر کے قریب رہتی تھی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی باتیں سن کر زبانی یاد کر لیتی اس طرح اسے حدیث کی راویہ بننے کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے گیارہ احادیث روایت کیں۔^(۲)

(۱) نسب قریش (ص ۱۷۳) جمہورۃ انساب العرب (۱/۱۱۰)

(۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۳۳)

☆ اس سے صحابہ کرامؓ اور صحابیات نے احادیث روایت کیں۔ جن میں سے ام کلثوم بنت عقبہؓ، عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے روایت کیا اور تابعین میں سے سعید بن مسیتؓ، عمرو بن زبیر اور مروان بن حکمؓ نے روایت کیا۔

☆ بسرہ وہ خاتون ہے جس نے نقص الوضوء من مس الذکر کی مشہور روایت بیان کی۔ ابن سعد نے مروان بن حکم کے حوالے سے حدیث روایت کی۔ وہ کہتے ہیں۔

سمعت بسرہ بنت صفوان قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اذا مس احدكم ذكره فليتوضاء.

”جب تم میں سے کوئی ایک اپنے ذکر کو چھو لے تو اسے چاہیے کہ وضو کرے۔“ (۱)

☆ بسرہ رضی اللہ عنہا کی زندگی کے بارے میں ابن حجر بیان کرتے ہیں۔ کہ وہ امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے دور حکومت تک زندہ رہی۔

بسرہ رضی اللہ عنہا کی سیرت نگاری کو الوداع کہتے ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھتے ہیں:

﴿وَالْعَصْرُ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ﴾ (العصر)

”زمانے کی قسم انسان درحقیقت خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہے۔“

(۱) ابوداؤد (۱۸۶) الترمذی (۸۲) النسائی (۱۰۰/۱)

ابن ماجہ (۴۷۹) وغیرہ

بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل

کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- | | |
|----------|---------------------------|
| ۲۴۲/۴ | ۱۔ الاستیعاب |
| ۴۱۰/۵ | ۲۔ اسد الغابۃ |
| ۲۴۵/۴ | ۳۔ الاصابۃ |
| صفحہ ۱۷۳ | ۴۔ نسب قریش |
| ۱۱۰/۱ | ۵۔ جمہرۃ انساب العرب |
| ۳۳۳/۲ | ۶۔ تہذیب الاسماء و اللغات |



۶۶

ام عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہا

مہاجرات کے پہلے قافلے سے نبی کریم ﷺ کی نماز کا وصف بیان کرنے والی۔
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اس کی تعظیم و تکریم کرتے اور اس کے فضل و شرف کا اعتراف کرتے۔

ہونہار کی والدہ

مومنوں کی جماعت میں پاکیزہ عناصر پر مشتمل جلیل القدر عالی ہمت قدیمۃ الاسلامؐ نبی کریم ﷺ کے گھر کے قریب رہنے والی عالم فاضل اور دانشور خاتون۔

☆ یہ صحابیہ ایک مشہور و معروف، جلیل القدر صحابی سیدنا عبد اللہ بن مسعود الہذلی رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی یہ وہ صحابی ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے پہلے مکہ معظمہ میں باواز بلند قرآن حکیم کی تلاوت کی۔ یہ اسلام میں سبقت لے جانے والے ماہر عالم صحابہ کرامؓ میں سے تھا۔ جس نے دو ہجرتیں کیں غزوہ بدر اور دیگر معرکوں میں حصہ لیا اس کے فضائل و مناقب بہت زیادہ ہیں اس نے وافر مقدار میں علم کو دوسروں کی طرف منتقل کیا جو بڑا ذہین فطین، باریک بین، متقی اور پرہیز گار تھا جسے ذہین علماء میں شمار کیا جاتا تھا جس کا رسول اللہ ﷺ کے پاس کثرت سے آنا جانا تھا۔

☆ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام ام عبد بنت عبدود بن سوی الہذلیہ تھا۔^(۱) جس نے سبقت لے جانے والے صحابہؓ سے مل کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ یہ صحابیہؓ اس جلیل القدر صحابی کی والدہ ہے جس نے اس وقت اسلام قبول کیا جب ابھی چند افراد ہی مسلمان ہوئے تھے۔

اس سلسلے میں وہ کہتے ہیں۔

اسلام قبول کرنے کے لحاظ سے میں اپنے آپ کو چھٹے نمبر پر سمجھتا ہوں اس

وقت روئے زمین پر ہمارے علاوہ کوئی اور مسلمان نہ تھا۔

☆ ام عبد اللہ ان پہلی مہاجرات کے قافلے میں شامل تھیں۔ (۱) جنہوں نے خواتین اسلام کی تاریخ میں بڑے واضح اور روشن اثرات چھوڑے۔

اہل بیت سے:

ام عبد اللہ اور اس کے بیٹے کا اکثر و بیشتر نبی کریم ﷺ کے گھر آنا جانا تھا۔ یہاں تک کہ انہیں اہل بیت میں سے خیال کیا جانے لگا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

میں اور میرا بھائی یمن سے آئے۔ ہم تھوڑی دیر ٹھہرے ہم نے عبد اللہ بن مسعود اور اس کی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت میں سے خیال کیا کیونکہ ہم نے دیکھا کہ وہ اور اس کی والدہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکثر و بیشتر آتے جاتے رہتے ہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس کثرت سے آنا جانا ہے۔

☆ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی گواہی حضرت ام عبد اللہ کی جہان کائنات میں شان و شوکت اور عظمت و جلال میں اضافے کا باعث ہے۔

تو تعلیم یافتہ جوان ہے:

ام عبد اللہ اپنی صلاحیتوں کی بنا پر بلند مقام پر دکھائی دیتی ہیں۔ جس میں صدق و صفا پاکیزگی اور ادب کا وافر حصہ پایا جاتا ہے۔

☆ اس کے بیٹے کے اسلام لانے کی داستان بھی بڑی دلچسپ اور دل فریب ہے۔ جو اس کے حسن تربیت پر دلالت کرتی ہے۔ اور اس سے اس کی فطانت اور امانت

کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔

☆ ابن سعد رضی اللہ عنہ زہر بن حبیش اور وہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں ابھرتا ہوا جوان تھا عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور یہ سفر ہجرت کا واقعہ ہے۔ دونوں نے مجھ سے کہا، جوان تیرے پاس دودھ ہے ہمیں پلاؤ گے۔ میں نے کہا: میں تو امین ہوں آپ کو دودھ پلا نہیں سکتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کوئی ایسی بکری تمہارے پاس ہو جو دودھ دینے کے قابل نہ ہو؟ میں نے کہا ہاں:

میں نے ایک ایسی ہی بکری ان کے سامنے پیش کر دی۔

نبی کریم ﷺ نے اسے باندھا، اس کے ہوانے کو ہاتھ لگایا، اور دعا کی جس سے ہوانا بھر گیا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ پیالہ نما پتھر اٹھا لائے آپ نے اس میں دودھ دوہا۔ آپ نے دودھ پیا پھر حضرت ابو بکر نے دودھ پیا پھر ہوانے سے کہا سکر جا تو وہ سکر گیا میں یہ دیکھ کر انگشت بندناں رہ گیا۔ پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا میں نے عرض کی مجھے قرآن سکھلا دیجئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تو تعلیم یافتہ جوان ہے۔

میں نے قرآن حکیم کی ستر سورتیں سیکھیں جو مجھے بالکل ازبر ہیں۔^(۱)

ام عبد کا بیٹا:

ام عبد کا نبی کریم ﷺ کے نزدیک بڑا خاص مقام و مرتبہ تھا۔ نبی کریم ﷺ

اکثر و بیشتر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نام ابن ام عبد اللہ کرتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود کا اکرام نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتا ہے۔

من احب ان يقرء القرآن غضا كما انزل فليقرء قراة ابن ام عبد.
جو پسند کرتا ہے کہ قرآن اس طرح پڑھے جس طرح نازل کیا گیا تو وہ
عبد اللہ بن مسعود کے لہجے میں پڑھے۔^(۱)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تمسکوا بعہد ابن ام عبد.
عبد اللہ بن مسعود کے عہد کو تھامے رکھو۔^(۲)
آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

قد رضیت لکم ما رضی لکم ابن ام عبد.
میں تمہارے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو تمہارے لیے عبد اللہ بن مسعود نے
پسند کیا۔^(۳)

☆ اس میدان میں سنہری واقعات میں سے ایک یہ ہے جسے طبرانی رحمہ اللہ نے ابوداؤد
کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم
دیا کہ وہ خطبہ دیں تو وہ کھڑے ہوئے اور کہا:

يا ايها الناس. ان الله عز وجل ربنا و ان الاسلام ديننا و ان القرآن
اماننا و ان البيت قبلتنا و ان هذا نبينا. و اوماء الى النبي صلى الله
عليه وسلم. رضينا ما رضی الله تعالى لنا و رسوله.

(۱) رواہ احمد (۷/۱) ابن ماجہ (۱۳۸) سیر اعلام النبلاء (۴۷۶/۱)

(۲) سیر اعلام النبلاء (۴۷۸/۱)

(۳) سیر اعلام النبلاء (۴۷۸/۱)

لوگو! اللہ ہمارا رب ہے، اسلام ہمارا دین ہے اور بے شک قرآن ہمارا امام ہے بیت اللہ ہمارا قبلہ ہے، اور یہ ہمارے نبی ہیں اور ساتھ ہی نبی ﷺ کی طرف اشارہ کیا جو اللہ اور اس کے رسول نے ہمارے لیے پسند کیا ہم بھی اس پر راضی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ابن ام عبد نے درست کہا، ابن ام عبد نے درست کہا اور سچ کہا۔ اللہ تعالیٰ تیرے اور میری امت اور ابن ام عبد کے لیے جس سے یہ راضی میں بھی اس پر راضی۔

اللہ نے جو چیز میرے لیے میری امت کے لیے اور ابن ام عبد کے لیے ناپسند کی میں نے بھی اسے ناپسند کیا۔^(۱)

ابن ام عبد یعنی عبد اللہ بن مسعود کے لیے یہ تعریفی کلمات اور پاکیزہ نبوی شہادت مبارک ہو۔

ام عبد صلاۃ رسول کی کیفیت بیان کرتی ہے:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شدید خواہش ہوئی۔ کہ نبی کریم ﷺ کی نماز وتر کی معرفت حاصل کر سکیں اور اس کا واحد ذریعہ اس کی والدہ محترمہ تھی۔ وہ اپنی والدہ کو رسول اللہ ﷺ کے گھر اس لیے بھیجتے کہ وہ نماز وتر کا مشاہدہ کر سکے۔ پھر وہ اسے آ کر یقینی خبر دے۔ اور آپ کے نماز پڑھنے کا طریقہ اس طرح بتائے جیسے اس نے خود دیکھا ہو۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں اس نے کہا:

رسول اللہ ﷺ نے رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھی۔^(۲)

☆ عبداللہ بن مسعودؓ نے اپنی والدہ کو نبی کریم ﷺ کے گھر بھیجا تا کہ وہ آکر بتائے کہ نبی کریم ﷺ کس طرح وتر کی نماز پڑھتے تھے۔

عبداللہ بن مسعودؓ اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں نے ایک رات اپنی والدہ کو نبی کریم ﷺ کے گھر بھیجا تا کہ وہ یہ دیکھے کہ آپ نماز وتر کس طرح پڑھتے ہیں۔

وہ وہاں رہی آپ نے نماز پڑھی یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آیا تو آپ نے نماز وتر اس طرح پڑھی۔

پہلی رکعت میں

سبح اسم ربک الاعلیٰ پڑھی۔

دوسری رکعت میں

قل یا ایہا الکافرون۔

تیسری رکعت میں

قل هو اللہ احد، اللہ الصمد، لم یلد و لم یولد، و لم یکن له کفوا احد۔

کہو اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں۔

جب یہ سورت پڑھ کر فارغ ہوئے آپ نے اللہ اکبر کہا پھر دعائے قنوت پڑھی پھر اللہ اکبر کہا اور رکوع کیا۔^(۱)

ام عبد اور پہلے ہجرت کرنے والی خواتین:

☆ پہلے مرحلے میں ہجرت کرنے والی خواتین کا بہت بلند مقام و مرتبہ ہے۔ خصوصاً

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ان میں سے ہر ایک کے لیے دو ہزار درہم وظیفہ مقرر کیا ان خواتین میں صفیہ بنت عبدالمطلب، اسماء بنت عمیس، ام کلثوم بنت عقبہ، اسماء بنت ابی بکر صدیق، اور ام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہن قابل ذکر ہیں۔

☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے فضل و شرف کو پہنچانتے تھے۔ ان کے بارے میں وصیت کرتے تھے۔ کہ ان کا ہر طرح سے خیال رکھا جائے جب ام عبد کا بیٹا عتبہ بن مسعود فوت ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی والدہ ام عبد کا انتظار کیا۔ یہاں تک کہ وہ آئی اور اس نے اپنے بیٹے کے لیے دعا کی^(۱) یہ بات اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس خاتون کی بڑی تعظیم و تکریم بجالاتے اور وہ اس کے مقام و مرتبہ کو پہنچانتے تھے۔ اور اس کے بیٹے عبداللہ بن مسعود کے بارے میں بھی جانتے تھے کہ اس کا نبی کریم ﷺ کے نزدیک کیا مقام تھا۔

☆ آخر میں ہم آپ کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنا چاہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود کی والدہ ام عبد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت تک تو زندہ رہی۔ آگے تاریخ خاموش دکھائی دیتی ہے اور اس کی وفات کے بارے میں کچھ پتہ نہیں بتاتی۔ لیکن تاریخ نے اس کے فضائل و مناقب بتانے میں خاموشی اختیار نہیں کی۔ اللہ ام عبد سے راضی ہوا اور اسے سدا بہار نعمتوں سے لبریز باغات میں اعلیٰ ارفع اور اولیٰ درجے کے کامیاب مومنین کے ساتھ اقامت گزیر کیا۔ اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی۔

ام عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ٢٨٨/١ ٢- تهذيب الاسماء و اللغات
- ١٩٧/١ ٣- جمهرة انساب العرب
- ٣٦٧/٣ ٤- الجامع للاصول
- ٤٦٥/١ ٥- سير اعلام النبلاء
- ١٩٥/١ ٦- شذرات الذهب
- ٤٤٩/١ ٧- السيرة الحلبية
- ٣٥٣ ٨- درالسحابة
- ٤٥٠/٤ ٩- الاستيعاب



۶۷

فاطمة بنت المجلل العامرية رضى الله عنها

☆ حاطب بن حارث الحنفي کی بیوی، پہلے مرحلے پر ایمان لانے والی
خاتون، مبر کرنے والی، نبی کریم ﷺ کے نزدیک اس کا بڑا مقام تھا۔

برگزیدہ لوگوں کے ساتھ

اس برگزیدہ صحابیہؓ کا تعلق قریش سے تھا۔ جہاں خواتین میں مقام و مرتبے کے اعتبار سے اس کا تعلق ان خواتین کے ساتھ ہے جنہوں نے عورت کی تاریخ میں روشن مثالیں چھوڑیں۔

فاطمہ بنت مجمل بن عبد اللہ القرشیہ العامریہ ^(۱) حاطب بن حارث بن معمر الحنفی القرشی المکی کی بیوی تھی۔

☆ ایک دن اسلام کی لہر چلی اور وہ حاطب کے کانوں سے ٹکرائی اس کی مٹھاس اس کے دل میں اتر گئی اس نے دل کی گہرائی میں ہلچل مچادی پھر اس کی بیوی فاطمہ نے چپکے سے اسلام قبول کر لیا۔ یہ دونوں میاں بیوی برگزیدہ لوگوں کے زمرے میں شامل ہو گئے۔

☆ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو خفیہ طور پر اسلامی تعلیمات سے روشناس کر رہے تھے۔ انہیں قریش سے احتراز برتنے کا حکم دیتے، کہ کہیں وہ اللہ اور اسلام سے روک نہ دیں اس لیے اہل ایمان لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر عبادت کرتے کہ کہیں وہ انہیں دیکھ نہ لیں، دعوت اسلام کی خبریں قریش تک جا پہنچیں۔ تو وہ عداوت میں حد سے گذر گئے۔ اور وہ مسلمانوں کے ساتھ بد سلوکی میں حد سے تجاوز کر گئے۔

☆ دونوں مومن میاں بیوی نے بھی اپنے حصے کی تکالیف جھیلیں۔ اور مومنوں کے ساتھ صبر جمیل کا مظاہرہ کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے امن کے گہوارہ

(۱) اسد الغابہ (۵/۵۲۷) الاصابہ (۴/۳۷۳)

ملک حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کا اشارہ دیا اور فرمایا یہ ایک ایسا ملک ہے جہاں کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا۔

مصائب پر صبر کرنے والے:

فاطمہؓ اور اس کا خاوند مہاجرین کے قافلے کے ساتھ حبشہ کی طرف روانہ ہوئے حبشہ کا حکمران نجاشی مہاجرین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا۔ مہاجرین کو اس کے ہاں امن و سکون ملا جو مکہ میں انہیں اپنے قریبی رشتہ داروں میں میسر نہ تھا۔ وہ بڑی عزت اور وقار کے ساتھ وہاں رہے۔

☆ حبشہ میں فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے حارث اور محمد دونوں کا باپ حاطب تھا۔

☆ اس مہاجر صحابی حاطب بن حارث کو یہاں زندگی بسر کرتے ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی تھی۔ کہ پردیس میں اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

بیوی فاطمہؓ کو بہت صدمہ ہوا لیکن اس نے ایک صابر و شاکر بیوی کا کردار ادا کیا اور اللہ کی تقدیر پر راضی ہو گئی اور اس نے اپنے خاوند کو اللہ کے سپرد کیا جس کے ہاں امانتیں ضائع نہیں ہوتیں اور اپنی پوری توجہ اپنے بیٹوں حارث اور محمد کی تعلیم و تربیت پر لگا دی۔ یہ دونوں اسلام کے بہادر سپاہی تھے۔ یہ اپنے بیٹوں کے ساتھ حبشہ میں اقامت پذیر رہی یہاں تک کہ ۷ ہجری کو تمام مہاجرین مدینہ منورہ واپس آ گئے۔

☆ اس مقام پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ حاطب کا بھائی حطاب بن حارث الحجی اپنی بیوی فکیہہ بنت یسار کے ہمراہ حبشہ کے مہاجرین میں شامل تھا کہ راستے میں ہی فوت ہو گیا۔ وہ سر زمین حبشہ پہنچ ہی نہ سکا۔ اس کی بیوی فکیہہ حبشہ پہنچی۔ پھر اس نے مکہ کی طرف ہجرت کی پھر مدینہ منورہ کی طرف۔

یہ تیرے بھائی کا بیٹا ہے:

☆ صابروشا کر صحابیہ فاطمہ بنت مجمل کا نبی کریم ﷺ کے ہاں بڑا ممتاز مقام تھا آپ نے اس کے بیٹے کے لیے برکت اور شفاء کی دعا کی۔

☆ اس کے بیٹے محمد بن حاطب نے اپنی والدہ فاطمہ سے اپنے سے گفتگو کو بیان کیا ہے۔ فرماتی ہیں۔

بیٹا میں تجھے لے کر سرزمین حبشہ سے چلی جب مدینہ کی مسافت ایک دو راتیں باقی رہ گئی میں نے تیرے لیے کھانا پکایا ایندھن ختم ہو گیا۔ میں ایندھن تلاش کرنے لگی تو نے ہنڈیا کو پکڑا وہ تیرے بازو پر الٹ گئی جس سے تیرا بازو جل گیا میں مدینہ آئی تجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر گئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آپ کا بھتیجا محمد بن حاطب ہے یہ وہ پہلا بچہ ہے جس کا نام آپ کے نام پر رکھا گیا اس کا بازو جل گیا ہے۔ اس کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے۔

فرماتی ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرے منہ میں اپنا لب لگایا تیرے سر پر ہاتھ پھیرا تیرے لیے دعا کی پھر تیرے ہاتھ پر لب لگایا پھر یہ دعا کی۔^(۱)

أَذْهَبِ الْبَاسِ رَبِّ النَّاسِ أَشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ
اللَّهُمَّ أَشْفِ شِفَاءً لَا يُعَادِرُ سَقَمًا.

اے رب کائنات بیماری کو ختم کر دے شفا دے تو شفا دینے والا ہے نہیں ہے کوئی شفا مگر تیری ہی شفا ہے الہی ایسی شفا دے۔ جو بیماری کو باقی نہ چھوڑے۔

فرماتی ہیں۔ کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نہ انھی یہاں تک کہ تیرا ہاتھ صحیح ہو گیا۔

(۱) اسد الغابہ (۴/۳۱۴) الاصابہ (۳/۳۵۲) اس کی اصل بخاری مسلم میں موجود ہے۔

☆ اس طرح رسول اللہ ﷺ مومنوں کے ساتھ بڑے مہربان اور شفیق تھے۔ آپؐ نے اس صابره صحابیہؓ کے حق میں اور اس کے بیٹے کے حق میں برکت اور شفا کی دعا کی ان کو عزت سے بٹھایا ان کی قدر پہچانی، اسلام میں سبقت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔

☆ اللہ نے فاطمہ بنت مجمل پر رحمت فرمائی۔ اس سے اللہ راضی ہوا اور اسے راضی کر دیا۔ اس خاتون نے حق کو پہچانا اور وہ حق کے راستے پر چلی۔ نیک بخت لوگوں کے زمرے میں شامل ہو گئی اور زندہ جاوید ہو گئی۔

حضرت فاطمہ بنت مجمل رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۵۲۷/۵

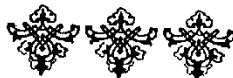
۱۔ اسد الغابۃ

۳۷۳/۴

۲۔ الاصابۃ

۶۰۲/۲

۳۔ دلائل النبوة اصبهانی



۶۸

فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی ہمیشہ جو اس کے اسلام لانے کا سبب بنی مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والی حدیث نبوی کی روایت کرنے والی۔

برگزیدہ ہستیاں

اسلام میں سبقت لے جانے والوں کا ایک ایسا عظیم قافلہ ہے۔ جنہوں نے دنیاوی زندگی کا غرور اپنی ذات سے اتار پھینکا ہے۔ وہ اسلام کا عظیم پیغام پہنچانے کے لیے تیار ہوئے جس میں انہوں نے حقیقی زندگی کے آثار پائے۔ یہ سبقت لے جانے والے صرف مرد ہی نہ تھے بلکہ خواتین نے بھی اس میدان میں بڑا نام پایا وہ بھی اللہ اور رسول ﷺ کی دعوت کو قبول کرنے میں مردوں کے ساتھ برابر کی شریک ہوئیں۔

☆ حسن ثواب اجر کی ذخیرہ اندوزی اور آخرت میں بلند درجات کے ارتقائی حصول کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو برابر حصے دار قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ أَوْ اُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰةً طَيِّبَةً وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(النحل: ۹۷)

”جو شخص بھی نیک عمل کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ہو وہ مومن اسے ہم دنیا سے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور آخرت میں ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے۔“

جس جلیل القدر صحابیہؓ نے سبقت لے جانے والی جماعت کے ساتھ مل کر اس وقت اسلام قبول کر لیا تھا۔ جب ابھی صبح اسلام نے سانس لیا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ ابھی دعوت اسلام کے لیے دار ارقم میں بھی داخل نہیں ہوئے تھے اس صحابیہؓ کا نام

فاطمہ بنت خطاب بن نفیل القرشیہ العدویہ ہے ^(۱) یہ عمر بن خطاب کی بہن اور سعید بن زید کی بیوی تھی اس کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ القرشیہ المخزومیہ تھی۔

یہی لوگ مقرب ہیں:

فاطمہ رضی اللہ عنہا عقل مندی، معاملات میں دور اندیشی، فطرت کی صفائی، دل کی پاکیزگی جیسی اوصاف سے متصف تھی۔ اس لیے اس کا ایمان ایسا تھا جس میں کسی شک و شبہ کی آلائش نہ تھی شروع سے ہی ایمان اس کے دل میں رچ بس چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا نام اس کے کانوں اور آنکھوں میں سا چکا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی تصدیق میں اس امید کا عمل دخل تھا جس نے ظلمات سے نور کی طرف اسے نکالا تھا۔ اسی لیے وہ پہلے مرحلے میں اسلام قبول کرنے والی خواتین میں شامل ہوئی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بعد جن خواتین نے اسلام قبول کیا۔ وہ ام الفضل حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی، اسماء بنت ابی بکر اور فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا ہیں۔ ^(۲) اس طرح اس خاتون کو اسلام میں سبقت لے جانے کی سعادت حاصل ہوئی۔

فاطمہ اور اسلام عمر:

جب کوئی حضرت فاطمہ بنت خطاب کے حالات زندگی پر طائرانہ نگاہ ڈالتا ہے تو ضرور اس واقعہ کی طرف اس کی نگاہ اٹھتی ہے جس میں اسلام اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کا فاتحانہ پیغام پایا جاتا ہے۔ اور وہ واقعہ ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے میں عبرت کا سامان ہے ہر اس شخص کے لیے جس کے سینے میں دل ہے یا حاضر دماغی سے کان لگا کر بات کو سنتا ہے۔

(۱) الاستیعاب (۴/۳۷۰) اسد الغابہ (۵/۵۱۹) الاصابہ (۴/۳۷۰)

(۲) السیرۃ الحبلیہ (۱/۴۴۵)

☆ مستند کتابوں میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔ ان تمام روایات کا خلاصہ کلام یہ ہے۔

کہ حضرت عمر طبعیت کی تیزی کے اعتبار سے مشہور تھے اور رسول اللہ ﷺ کی عداوت میں بہت آگے بڑھ گئے تھے ایک دن برہنہ تلواریں لٹکائے نبی کریم ﷺ کے قتل کا ارادہ دل میں لیے روانہ ہوئے اسے راستے میں نعیم بن عبد اللہ النخام ملے اس نے کہا عمر کہاں کے ارادے ہیں۔

☆ اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کو قتل کر دوں۔

☆ اس نے کہا اگر تو نے حضرت محمد ﷺ قتل کر دیا تو بنو ہاشم اور بنو ہرہہ تجھے کیوں کر چھوڑیں گے۔

عمر نے کہا لگتا ہے کہ تو نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔

اس نے کہا اے عمر تجھے ایک حیرت انگیز بات بتاؤں تیری بہن اور بہنوئی نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ اور ان دونوں نے تیرے دین کو ترک کر دیا ہے۔ حضرت عمر غضبناک انداز میں ان دونوں کی طرف چلے وہاں پہنچے تو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ قرآن کی سورہ طہ انہیں پڑھا رہے تھے جب عمر کی آہٹ محسوس کی تو حضرت خباب گھر میں چھپ گئے فاطمہؓ نے قرآن کو چھپا لیا عمر جب گھر کے قریب آئے تو اس نے خباب کی آواز سن لی تھی جب وہ اندر آئے تو پوچھا یہ گنگناہٹ کی آواز کیا تھی۔ جس کو میں نے ابھی سنا ہے۔

دونوں نے کہا کچھ نہیں کچھ نہیں یہ تو ہم دونوں باتیں کر رہے تھے۔

عمر نے کہا لگتا ہے کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم دونوں نے دین محمد ﷺ کی پیروی اختیار کر لی ہے۔

اس کے بہنوئی سعید نے کہا۔

اے عمر تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر حق تیرے دین کے علاوہ کہیں اور پایا

جائے تو کیا اسے اختیار کرنے میں کوئی ہرج ہے؟

یہ سن کر عمر سے نہ رہا گیا وہ اپنے آپ پر قابو نہ پاسکا اپنے بہنوئی پر چڑھ دوڑا اور اسے زمین پر ٹپک دیا اور گھونسنے برسانے لگا۔ فاطمہ اپنے شوہر کو بچانے کے لیے آگے بڑھی تو اس کے چہرے پر ایسا زوردار طمانچہ رسید کیا کہ چہرہ ابو لہان ہو گیا۔

فاطمہؓ نے کہا بھیا سن تو کہیں کسی غلط فہمی کا شکار نہ رہنا۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ.

میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور گواہی دیتی ہوں

کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔

عمر نے جب اپنی بہن کا چہرہ خون آلود دیکھا تو وہ شرمندہ ہوا اس نے کہا یہ کتاب مجھے دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں حضرت عمرؓ لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ اس کی بہن کے دل میں شوق تھا کہ میرا بھائی مسلمان ہو جائے بہن نے کہا تم پلید ہو اس کتاب کو پاکیزہ لوگ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں۔ اٹھو غسل کرو عمر اٹھے اس نے غسل کیا پھر کتاب کو پکڑا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔

عمر نے کہا کتنے پیارے نام ہیں۔

پھر پڑھا (ط) یہاں تک اس آیت تک پہنچے۔

﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾

”میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں میری عبادت کرو اور میری یاد

کے لیے نماز قائم کرو۔“

عمر نے کہا یہ کس قدر عمدہ کلام ہے مجھے بتاؤ کہ محمد ﷺ کہاں ہیں۔

ان پاکیزہ لمحات میں حضرت خباب بن ارت ظاہر ہو گئے جو تھوڑی دیر پہلے چھپے ہوئے تھے۔ جلدی سے عمر کے پاس پہنچے اور فرمایا عمر خوش ہو جاؤ میرا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی دعا منظور ہو گئی۔ آپ نے جمعرات کو یہ دعا کی تھی۔

اللهم أعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابي جهل بن هشام.
 الہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعے غلبہ عطا کر دے۔

عمر! رسول اللہ ﷺ اس وقت کوہ صفا کے دامن میں دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔

☆ عمر یہ بات سن کر دار ارقم پہنچنے کے لیے کوہ صفا کی طرف چل پڑے۔ وہاں نبی کریم ﷺ کے رو برو اس نے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا یہ منظر دیکھ کر مسلمانوں نے اتنے زور سے اللہ اکبر کہا کہ مکہ گونج اٹھا۔

حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے مشرکین میں ہلچل مچ گئی انہیں ذلت اور رسوائی کا احساس ہونے لگا۔ اور مسلمان عزت شرف اور خوشی محسوس کرنے لگے۔^(۱)

☆ حضرت عمرؓ کے اسلام لانے سے حضرت فاطمہ بنت خطابؓ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ کہ وہ بتوں کی جہالت گاہوں سے ہدایت اور دین حق کے آنگن میں منتقل ہو گئے۔ اور اس نے اسلام کا لباس زیب تن کر لیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حمزہ بن عبدالمطلب کے اسلام قبول کرنے کے تین دن بعد ۶ نبوی میں مسلمان ہوئے۔

احمد شوقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے حوالے سے اس کی بہن فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کردار کو اپنے اشعار میں بہت خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔

(۱) سیرۃ ابن ہشام (۳۴۳/۱) عیون الاثر (۱۵۹/۱) السیرۃ الحلبیہ (۴۰/۱)
 الطبقات (۲۶۷/۳) اسد الغابہ (۵۲/۴) صفۃ الصفوہ (۲۶۹/۱) البدایہ و النہایہ (۷۷/۳) وغیرہ۔

ان میں چند منتخب اشعار پیش خدمت ہیں۔

۱۔ تَارَ إِلَى حَيْثُ النَّبِيُّ مُوعِدًا

و مُبْرِقًا بِسَيْفِهِ وَ مُرْعِدًا

۲۔ فَجَاءَهُ مُوَحِّدًا مِنَ الزُّمَرِ

وَقَالَ جَنَى أَهْلِكَ فَانْظُرْ يَا عَمْرُ

۳۔ وَحَدَّثَ اللَّهُ ابْنَةَ الْخَطَابِ

و أَمِنَ السَّعِيدُ فِي الْإِخْطَابِ

۴۔ فَجَاءَهَا مُعْتَزِمُ الشَّرَاسِ

وَ كَانَ صُلْبًا خَشَنَ الْمِرَاسِ

۵۔ فَرَاغَهُ مِنَ الْخَبَاءِ هَيْئَةً

وَصَوْتُ مُسْتَخْفِيهِ مَرْنَمَهُ

۶۔ فَقَالَ مَا أَسْمَعُ؟ قَالَتْ طَهْ

فَلَمْ يُصَوِّبْهَا وَلَا خَطَّاهَا

۷۔ وَقَالَ وَعِرْفَانُ الصَّوَابِ مَكْرُمُهُ

فَاطِمُ هَذَا مَنْطِقُ مَا أَكْرَمُهُ

۸۔ وَ آنَسْتُ سَكِينَةَ الْحَوَارِي

مِنْ رَجُلٍ فِي صَحْوِهِ سَوَّارُ

۹۔ كَحَمَلٍ مُدْلَلٍ صَارَ الْأَسَدُ

وَالصَّارِمُ الْمَسْلُوكُ عَادَ كَالْمَسَدِ

۱۰۔ فَجَاءَ نَادِي النَّبِيِّ فَاهْتَدَى

و كَبَرَ الْهَادِي وَ هَلَّ الْمُنْتَدَى

۱۔ وہ نبی کریم ﷺ طرف کی جوش مارتا ہوا دھمکیاں دیتا ہوا اپنی تلوار چمکاتا و

لہراتا ہوا چلا۔

۲۔ پھر اس کے پاس مسلمان جماعت کا ایک فرد آیا اور اس سے کہا اے عمر اپنے گھر کو ذرا دیکھ لے۔

۳۔ خطاب کی بیٹی اللہ کو ایک مان چکی ہے۔ اور سعید بن زید نے ایمان قبول کر لیا ہے۔

۴۔ وہ اپنی بہن کے پاس سخت گیر ترش رو اور جھگڑالو کے روپ میں آیا۔

۵۔ تو اسے پردے کے اندر سے بھنبھاہٹ کی آواز اور آہستہ ترنم والی آواز نے گھبراہٹ میں مبتلا کر دیا۔

۶۔ تو پوچھا کہ میں یہ کیا سن رہا ہوں۔ فاطمہؓ نے کہا سورہ طہ پھر نہ فاطمہ کو درست کہا اور نہ ہی خطا کار۔

۷۔ اس نے کہا درست بات کی معرفت بڑی عزت کی بات ہے فاطمہ کی بات کس قدر عزت والی ہے۔

۸۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی اس شخص سے مطمئن ہو گئے جو کچھ دیر پہلے اپنے گھمنڈ میں دھت چلا جا رہا تھا۔

۹۔ ۱۰۔ اور پھر حضرت پکارتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور ہدایت پا گئے ہادی نے اللہ اکبر کہا اور پوری مجلس نے بھی نعرے کا ساتھ دیا۔

حضرت عمر کے اشعار میں فاطمہ کا تذکرہ:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دل میں قرآن حکیم کا بڑا گہرا اثر ہوا قرآن حکیم کی ان آیات پر جن میں اسے شفاء اور اہل ایمان کے لیے رحمت قرار دیا گیا حضرت عمر ٹھہر گئے۔ اور سر دھننے لگے۔ قرآن پڑھنے اور سننے والوں کو لذت آشنا کرتا ہے۔ قرآن میں ایسے خزانے ہیں جنہیں حاصل کرنے کو دل چاہتا ہے اور انہیں دیکھ کر

آنکھیں لذت محسوس کرتی ہیں۔ اس کے الفاظ رقت انگیز اور معافی لطافت آمیز ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کی تمام الجھنیں دور ہو گئیں۔ دل صاف ہو گیا قرآن حکیم کے روشن معافی نے دل اور ماحول کو منور کر دیا جب اس نے سورہ طہ کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ تو پکار اٹھے جس ذات اقدس نے یہ آیات نازل کیں ہیں کیا اس کی عبادت میں کسی کو شریک کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

☆ السہلی رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب نے جب اسلام قبول کیا تو یہ اشعار کہے اور اس میں اپنی بہن فاطمہؓ کا ذکر کیا اور یہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح اسلام قبول کرنے کا احسان کیا۔

۱۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْمَنَّ الَّذِی وَجَبَتْ

لَہٗ عَلَیْنَا اَیَادِ مَالِہَا غَیْرُ

۲۔ وَ قَدْ بَدَا نَا فَکَذَّبْنَا فَقَالَ لَنَا

صَدَقَ الْحَدِیثُ نَبِیُّ عِنْدَہُ الْخَبَرُ

۳۔ وَ قَدْ ظَلَمْتُ ابْنَةَ الْخَطَّابِ ثُمَّ هَوٰی

رَبِّیْ عَشِیۃً قَالُوْا قَدْ صَبَا عَمْرُ

۴۔ وَ قَدْ نَدِمْتُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْ زَلَلٍ

بِظُلْمِہَا حِیْنَ تَتْلٰی عِنْدَہَا السُّوْرُ

۵۔ لِمَا دَعَتْ رَبَّہَا ذَا الْعَرْشِ جَاہِدَہُ

وَ الدَّمْعُ مِنْ عَیْنِہَا عَجَلَانِ یَبْتَدِرُ

۶۔ اَیْقَنْتُ اَنَّ الَّذِیْ تَدْعُوْہُ خَالِقِہَا

فَکَادَ تَسْبِقُنِیْ مِنْ عِبْرَۃٍ دَرَرِ

۷۔ فَقُلْتُ اَشْہَدُ اَنَّ اللّٰہَ خَالِقُنَا

وَ اِنْ اَحْمَدُ فِیْنَا الْیَوْمَ مُشْتَهَرُ

۸۔ نَبِیُّ صَدَقِ اُنِّی بِالْحَقِّ مِنْ ثِقَّةٍ

وافی الامانة ما فی عوده خور

۱۔ سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں۔ جو احسان والا ہے۔ وہ جس کے احسانات کا شکر ہم پر واجب ہے۔ اور نہیں اس شکر کا حق دار کوئی اور۔

۲۔ اس نے نعمتوں کا آغاز کیا، لیکن ہم نے جھٹلا دیا نبی کریم ﷺ نے ہم سے سچی بات کہی واقعی ان کے پاس برحق اطلاع ہے۔

۳۔ میں نے خطاب کی بیٹی یعنی اپنی ہمیشہ پر ظلم کیا پھر میرے رب نے مجھے ہدایت دے دی اور لوگوں نے کہا عمر بے دین ہو گیا۔

۴۔ جو لغزشیں ہوئیں میں ان پر نادم ہوں۔ اس ظلم کی صفوت میں جو میں نے بہن پر اس وقت کیا جب کے سورتیں پڑھی جا رہی تھیں۔ اور آنسو موتی بن کر آنکھوں سے ٹپک رہے تھے۔

۵۔ میں نے یقین کر لیا کہ جس ذات کو وہ پکار رہی ہے وہی اس کا خالق ہے تو وہ آنسوؤں کے موتی گرانے میں مجھ سے سبقت لے گئی۔

۶۔ میں نے کہا، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہمارا خالق ہے۔ اور حضرت محمد ﷺ آج ہم میں خوب مشہور و معروف ہو گئے۔

۷۔ وہ سچے نبی ہیں جو حق لے کر آئے ہیں ثقہ دین کو پیش کیا امانت کو پورا کیا اس کے لوٹنے میں کوئی پستی نہیں۔^(۱)

پرهیزگاروں کا گھر کیا خوب ہے:

جب مسلمانوں کے قافلے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے لگے۔ فاطمہ بنت خطاب اپنے خاوند سعید بن زید کے ہمراہ پہلے ہجرت کرنے والے مہاجرین کے

قافلے میں شامل ہوئی۔ اور مدینہ منورہ میں حضرت فاطمہ بنت خطاب دن بدن اسلامی احداث اور معرکوں میں شریک ہونے لگی اور اسلام کے قلعے کی تعمیر میں حسب استطاعت حصہ ڈالنے لگی۔ اور اسی طرح وہ نبی کریم ﷺ کے صاف شفاف علم و عرفان کے چشمے سے سیراب ہونے لگی۔

☆ ابن الجوزی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے۔ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا اور اس کی مرویات شمار میں نہیں لیکن ان میں سے کوئی بخاری شریف میں منقول نہیں۔

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا سے درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔ جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

لَا تَزَالُ أُمَّتِي بِخَيْرٍ مَا لَمْ يَظْهَرِ فِيهِمْ حُبُّ الدُّنْيَا فِي عُلَمَاءِ فَسَاقٍ وَ قَرَاءِ جُهَالٍ وَ جَبَابَةٍ فَإِذَا ظَهَرَتْ خَشِيئَةُ أَنْ يُعَمَّهُمُ اللَّهُ بِعِقَابٍ.

میری امت اس وقت تک خیر و برکت سے رہے گی جب تک ان میں دنیا کی محبت غالب نہیں آئے گی۔ علماء اللہ کے نافرمان اور قراء جاہل اور ظالم نہ بن جائیں۔ اگر دنیا اور فسق و فجور ان میں غالب آ گیا تو مجھے اندیشہ ہے۔ کہ وہ عذاب کی لپیٹ میں آ جائیں گے۔ (۱)

اللہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اس کے بھائی اور اس کے خاوند سے راضی ہوا اور

انہیں جنت میں اپنی جوار رحمت میں ٹھکانہ عطا کیا۔

اور پرہیزگاروں کا یہ ٹھکانہ کتنا خوب ہے۔

حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

- ۱۔ الاستيعاب ۳۷۰/۴
- ۲۔ اسد الغابة ۵۱۹/۵
- ۳۔ الاصابة ۳۷۰/۴
- ۴۔ السيرة الحلبية ۴۴۵/۱
- ۵۔ جمهرة انساب العرب ۱۵۱/۱
- ۶۔ سيرت ابن هشام ۳۴۳/۱
- ۷۔ عيون الاثر ۱۵۹/۱
- ۸۔ السيرة الحلبية ۴۰/۱
- ۹۔ الطبقات ۲۶۷/۳
- ۱۰۔ صفة الصفوة ۲۶۹/۱
- ۱۱۔ البداية و النهاية ۷۷/۳
- ۱۲۔ تاريخ اسلام ذهبي ۱۷۵، ۱۷۴/۱
- ۱۳۔ الروض الانف ۱۰۰/۲



۶۹

ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ تمہاری بکریوں میں برکت دے اور وہ زیادہ بچوں کو جنم دیں۔“

حق آگیا

☆ بیس سال بیت گئے اس کا دل ذکر الہی کے لیے نہ جھکا اور نہ ہی حق کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔

☆ اس خاتون نے بیس سال رسول اللہ ﷺ اسلام اور مسلمانوں کی شدید عداوت میں گزار دیئے۔ اس دوران ایک مرتبہ بھی عداوت کے اظہار میں کوئی توقف اختیار نہ کیا۔ یہ اسلام کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے اپنے زیور اور سونا بے دریغ خرچ کر دیا کرتی تھی۔ کیا تم نے کسی خاتون کو دیکھا ہے۔ کہ وہ اپنی مملوکہ اور پسندیدہ قیمتی زیب و زینت کے ساز و سامان کو اللہ کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے ہر حیلہ استعمال کیا ہو۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون بہانے کی اجازت دے دی۔

☆ اس خاتون پر ایک وقت یہ بھی آیا کہ یہ کامیاب لوگوں کے ساتھ شامل ہو کر کامیاب و کامران ہوئی، یہ اس وقت ہوا جب حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔ اس کا شرک نیامنسا ہو گیا اور بتوں کا غرور کا فور ہو گیا۔

☆ اس خاتون کا نام ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس العبشہ القرشیہ ہے۔^(۱) یہ ان عرب خواتین میں سے ایک تھی جن کی اسلام لانے سے پہلے اور بعد شہرت کا ہر سوچہ چہ تھا۔

(۱) الاستیعاب (۴/۴۰۹) تاریخ دمشق (ص ۴۳۷) الاصابہ (۴/۴۰۹) تاریخ

اسلام (۳/۲۹۸) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۷)

یہ اموی خلیفہ معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی والدہ تھی۔

☆ ہند فاکہ بن مغیرہ المخزومی کی بیوی تھی یہ قریش کا ایک ابھرتا ہوا کڑیل جوان تھا۔ اس کی بد اخلاقی نے اسے اپنا دامن چھڑانے پر مجبور کیا لہذا دونوں میں علیحدگی ہو گئی۔ یہ زمانہ جاہلیت کی ایک طویل داستان ہے۔ بعد ازاں اس کی شادی ابوسفیان بن حرب سے ہوئی اور اس سے معاویہ اور عتبہ پیدا ہوئے۔

اس کی ذاتی خوبیاں:

ہند رضی اللہ عنہا رائے احتیاط، بلند ہمتی، حسن بیان کے اعتبار سے خاندان قریش کی ایک یگانہ روزگار خاتون تھی، یہ فصیح و بلیغ، جرأت مند، صاحب رائے، غیرت مند خاتون تھی۔ (۱)

علامہ ذہبی کہتے ہیں۔

ہند قریش کی سب سے بڑھ کر حسین و جمیل اور عقلمند خاتون تھی۔

☆ علاوہ ازیں یہ کمال درجے کی شاعرہ بھی تھی اور بہت عمدہ شعر کہہ لیتی تھی اس کے مشہور اشعار ان مرثیوں پر مشتمل ہیں جو اس نے مقتولین کے غم میں کہے ان میں اس کا باپ عتبہ بن ربیعہ بھی تھا جو قریش کا سردار اور دانشور تھا، اور ان میں اس کا بھائی ولید بن عتبہ اور چچا شیبہ بن ربیعہ وغیرہ شامل تھے۔

☆ ہند نے زمانہ جاہلیت میں رواداری کی ایک مثال قائم کر دی ہمدردی اور مروت کا قابل رشک مظاہرہ کیا حالانکہ ان دنوں اس کی رسول اللہ ﷺ سے عداوت نقطہ عروج پر تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی بیٹی زینب نے مدینے کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو اسے کسی طرح پتہ چل گیا یہ ایک رات چپکے سے زینب کے پاس گئی اور اپنی طرف سے ہر طرح کی مدد کی پیشکش کی اور ہر طرح کی مروت کا

اظہار کیا۔ کہنے لگی اے دختر محمد ﷺ مجھے پتہ چلا ہے کہ تو نے یہاں سے رخت سفر باندھنے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے دل میں آیا کہ ہند سے اپنی ہجرت کو خفیہ رکھا جائے۔ ہند نے صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہا بیٹی مجھ سے جھوٹ نہ بولنا میں جانتی ہوں۔

فان ما بين الرجال لا يتعداهم الى النساء.

تجھے مال کی یا کسی قسم کے تعاون کی ضرورت ہو تو بتائیں میں ہر طرح کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں۔ تم ہمارے خاندان کی چشم و چراغ ہو۔ ☆ جب ہند کو یہ پتہ چلا کہ قریش نے زینب کا راستہ روک لیا ہے۔ اسے ہجرت پر جانے نہیں دیتے تو یہ باہر نکل کر ان کے سامنے آئی۔ انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے کہنے لگی۔

اَفِي السَّلْمِ اَعْيَارًا جَفَاءً وَ غِلْظَةً

وَفِي الْحَرْبِ اشْبَاهَ النِّسَاءِ الْعَوَارِكِ

کیا تم لوگ صلح میں ظالم عیار اور سخت ہو جاتے ہو۔ اور لڑائی میں ان عورتوں کی مانند ہو جو ایام حیض میں ہوں۔

ہند اور پیاروں کا قتل:

مشرکین مکہ سے روانہ ہوئے ان کی قیادت قریش کے سرداروں کے پاس تھی منتخب افراد سرخیل ناصر مسلمانوں کا نام و نشان مٹانے کے لیے اکٹھے ہو گئے۔ مقام بدر میں پڑاؤ کیا تین دن اونٹ ذبح ہوتے رہے شراب کے جام چھلکتے رہے۔ عرب یہ صورت حال دیکھتے بغلیں بجاتے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ ہبل کی بے ہوگی لات و مناة اور عزلی کا ڈنکا بجے گا۔ مسلمانوں کو اپنے منہ کی کھانی پڑے گی۔

☆ مشرکین کے لشکر میں ہند کے قریبی رشتہ دار تھے اس کا باپ 'بھائی' چچا اور خاوند سبھی لوگ موجود تھے۔

ادھر لشکر اسلام میں اس کا بھائی ابو حذیفہ بن عتبہ اس کے ہمراہ اس کا غلام سالم۔ ابو حذیفہ نے بدر کے دن کمال کارنامہ سرانجام دیا۔ جب کہ اس کے باپ نے سے مبارزت کی دعوت دی۔

اس موقع پر اس کی بہن ہند کہتی ہے۔

۱۔ الاحول الاتعل المذموم طائرہ

ابو حذیفہ شر الناس فی الدین

۲۔ اما شکرت ابا رباک من صغیر

حتی شبت شبابا غیر محجون

بھینگا ہے اس کی قسمت کا طائر منحوس ہے۔ ابو حذیفہ دینی لحاظ سے لوگوں میں بدتر ہے۔

تو نے باپ کا شکر ادا نہیں کیا جس نے تجھے بچپن سے پرورش کیا یہاں تک کہ تو کڑیل بے داغ جوان ہو گیا۔^(۱)

☆ درحقیقت یہاں مسلمانوں کا ایک حیرت انگیز انداز و فاکھل کر سامنے آتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بے پناہ محبت اور آپ کی رسالت پر ٹھوس ایمان کے دلفریب مظاہر دیکھنے میں آئے یہ ابو حذیفہ اپنے باپ، چچا اور بھائی کو چیلنج کرتا ہے۔

☆ معرکہ بدر کا آغاز ہوتے ہی عتبہ اس کے بھائی اور بیٹے کا کام تمام کر دیا گیا۔ پھر معرکہ آرائی کا نتیجہ یوں نکلتا ہے کہ دشمن کے ستر افراد تہ تیغ کر دیئے گئے اور ستر گرفتار کر لیے گئے۔ مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ ان کی آنکھیں ذلت و رسوائی کے احساس سے جھکی ہوئی تھیں۔ جب بھی کوئی اپنے ساتھی سے ملتا تو

مارے شرم حسرت اور افسوس کے نگاہیں جھک جاتیں۔ چہرے کا رخ پھیر لیتے، یہ اس بات کا نتیجہ تھا جو ان سب کے ساتھ لاحق ہوئی۔ بھاگنے والوں میں سر فہرست ہند کا خاوند ابوسفیان تھا۔

☆ مسلمان نصرت الہی سے خوش ہو گئے۔ ان کے ہاتھ جو غنیمت کا مال لگا تو فرحت و انبساط کی خوشگوار لہر دوڑ گئی۔ اہل مکہ کو قریش کی شکست کی خبر پہنچی اور ان کے بڑوں، سرداروں اور چودھریوں کے قتل کی اطلاع ملی تو صف ماتم بچھ گئی۔

☆ مکہ کے مشرک باشندے یہ خبر سن کر ششدر رہ گئے۔ پہلے مرحلے میں انہیں یقین نہیں آ رہا تھا وہ کہنے لگے نہیں نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔ لیکن جب شکست خوردہ زخمی مکہ پہنچے تو انہیں مجبوراً تصدیق کرنا پڑی اور ماننا پڑا کہ واقعی یہ خبر درست ہے۔ وہ گھبرا کر زمین پر گر پڑے ابولہب کو بخار چڑھ گیا اور سات دن بعد مر گیا۔

قریش کی خواتین پورا مہینہ نوحہ کناں رہیں انہوں نے اپنے سر کے بال جھنجھوڑ ڈالے، پتہ نہیں غم میں مدہوش وہ کیا کیا کرتی رہیں۔ جو شخص بھی مقام بدر سے اونٹ پر یا گھوڑے پر سوار وہاں آتا تو یہ خواتین اس کے گرد جمع ہو کر نوحہ کرتے ہوئے چیخنے چلانے لگتیں۔ اپنے مالک کو آوازیں دینے لگتیں تمام قریشی عورتوں کا یہی وطیرہ تھا البتہ ہند بنت عتبہ سب عورتوں سے مختلف تھی ایک روز ساری عورتیں مل کر اس کے پاس گئیں۔ اور سب نے اس سے کہا:

تجھے اپنے باپ بھائی اور چچا کی موت پر رونا نہیں آتا۔ تم اس روز سے چپ چاپ بیٹھی ہو۔ کیا آنسو ختم ہو گئے یا خون سفید ہو گیا۔ کیا بات ہے تم روتی کیوں نہیں۔

اس نے کہا دراصل بات یہ ہے میں جب ان پر روؤں گی تو مدینے میں محمد اور اس کے ساتھی خوش ہوں گے۔ بنو خزرج کی عورتیں خوش ہوں گی۔ اللہ کی قسم میں

محمد اور اس کے ساتھیوں سے بدلہ لے کر رہوں گی۔ جب تک میں ان سے جنگ نہ کر لوں میں اپنے سر میں تیل نہیں ڈالوں گی۔ اللہ کی قسم جب میں یہ جان لوں کہ غم میرے دل سے ختم ہو گیا پھر میں رونا شروع کر دوں گی۔
لیکن یہ غم اس وقت تک ختم نہیں ہوگا۔ جب تک میں اپنے قتل ہونے والے پیاروں کا بدلہ نہ لے لوں۔

☆ ہند اپنے اس عزم پر بدستور قائم رہی وہ سر میں تیل نہیں ڈالتی تھی اور نہ ہی ابوسفیان کے بستر کے قریب جاتی لوگوں کو جنگ پر ابھارتی رہتی یہاں تک کہ جنگ اُحد پھا ہوئی۔ ہند نے اس موقع پر یہ اشعار کہے۔
ابکی عمید الا بطحین کلیہما

وحامیہما من کل باغ یریدھا
میں روتی ہوں دونوں بطحا کے لیڈروں پر اور ان دونوں کی حفاظت کرنے والا ہر سرکش انسان سے جو اس کا ارادہ کرے۔
ابی عتبۃ الخیرات ویحک فاعلمی

وشیبة والحامی الذمار ولیدھا
اولئک آل المجد من آل غالب

فی العز منها ینمی عدیدھا
میرا باپ عتبہ خیرات باٹنے والا تجھ پر افسوس تو جان لے۔ اور شیبہ اور میرا بھائی ولید جو حسب و نسب کی حفاظت کرنے والا تھا۔ ہائے یہ سب مارے گئے۔

یہ سب آل غالب کے معزز فرزند تھے۔ جن کی تعداد بڑھتی ہی رہتی تھی۔ (۱)

جنگ احد کی تیاری:

جنگ بدر سے لے کر اب تک قریش کے دل کو چین نہیں آیا تھا ان کی عورتیں ہر وقت اپنوں کو یاد کرتی رہتیں کوئی اپنے بیٹے کو کوئی اپنے باپ کو کوئی اپنے خاوند کو اور کوئی اپنے محبوب کو یاد کر کے آنسو بہاتی رہتی۔ اور درد و الم کا اظہار کرتی رہتی مشرکوں نے بدلے کی ٹھان لی تھی قریش کی عورتیں مردوں کے شانہ بشانہ جنگ پر جانے کے لیے تیار ہوئیں قریش کے بعض شہسوار، جنگجو بہادر اس حق میں نہ تھے کہ عورتیں میدان جنگ میں جائیں۔ ان میں صفوان بن امیہ سرفہرست تھا۔

ہند بنت عتبہ نے چیختے چلاتے ہوئے ان لوگوں کے سامنے احتجاج کیا جو عورتوں کے ساتھ جانے میں رکاوٹ بن رہے تھے۔

ہند نے صفوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

اللہ کی قسم تو بدر سے صحیح سالم واپس اپنی عورتوں کے پاس آ گیا اس لیے اب اتنی باتیں بناتا ہے ہم تو ضرور لڑائی میں شریک ہوں گی۔ ہم جائیں گی، جائیں گی، جائیں گی، کوئی ہمیں روکنے والا نہیں۔ کوئی ہمیں اس طرح واپس نہیں کر سکتا جس طرح جنگ بدر کے موقع پر چھ سے عورتوں کو واپس کر دیا گیا تھا۔

اس دن ہمارے پیارے قتل کر دیئے گئے۔

☆ قریش روانہ ہوئے ان کے ساتھ ان کی عورتیں بھی تھیں۔ عورتوں کی قیادت ہند کے پاس تھی کل پندرہ عورتیں تھیں سب سے زیادہ بدلے کی جلن رکھنے والی ہند تھی۔ مشرکین مدینے کی طرف چلے۔ ہند نے وحشی جہشی کو سونا اور زیورات دینے کا وعدہ کیا اگر وہ حمزہ بن عبدالمطلب کو قتل کر دے اس لیے کہ اس کا قتل ہند کو سب سے زیادہ مطلوب تھا۔

جنگ احد میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ دونوں فریق لڑائی کے لیے تیار ہوئے۔ قریش نے بدر اور اپنے مقتولوں کو یاد کیا۔ ان کی عورتیں صفوں میں

شامل ہو کر دف اور طبلے بجانے لگیں ان سب کی قیادت ہند بنت عتبہ کر رہی تھی۔ اور جوانوں کو ابھارنے کے لیے یہ گیت گارہی تھیں۔

نحن بنات طارق ☆ نمشی علی النمارق

ان تقبلوا نعانق ☆ اوتدبروا انفارق

فراق غیر وامق

ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں، ہم نرم گدوں پر چلتی ہیں۔
اگر تم پیش قدمی کرو گے تو ہم تم سے بغل گیر ہوں گی۔
اگر تم پیٹھ پھیر کر بھاگو گے ہم تم سے الگ ہو جائیں گی۔
ایسی جدائی جو کبھی ختم نہ ہونے پائے۔

☆ مسلمان اس موقع پر اللہ تعالیٰ اور اس کی مدد کو یاد کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے پہاڑی درے میں بہت سے تیر انداز مقرر کر رکھے تھے اور لشکر کو اس انداز میں ترتیب دیا گیا تھا کہ فتح و نصرت اللہ کے حکم سے ان کی قدم بوسی کرے کسی کو اس میں کوئی اختلاف نہ تھا۔

☆ لڑائی شروع ہوئی آغاز میں بظاہر مشرکین کا گھیرا تنگ ہوتا دیکھائی دیا۔ اور درحقیقت مومنوں کی تعداد سات سو سے زیادہ نہ تھی جو تین ہزار کے مقابلے میں لڑ رہے تھے۔ مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا۔ قریش بکھر گئے قریب تھا کہ عورتیں ذلیل و خوار ہو کر گرفتار کر لی جاتیں۔ بعض مسلمان مال غنیمت جمع کرنے لگے پہاڑی درے پر متعین بعض تیر اندازوں نے نبی کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت کی۔ معرکہ کی صورت یکسر بدل گئی مشرکین نے اس فرصت کو غنیمت جانا اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور ان سے دوبارہ لڑائی شروع کر دی۔ مسلمان کثرت سے قتل کیے جانے لگے یہاں تک ستر مجاہد شہید ہو گئے۔ اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب بھی جام شہادت نوش کر گئے وہ وحشی کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

☆ قریش اس کامیابی پر پھولے نہ سمارہے تھے۔ انہوں نے یہ خیال کیا کہ بدر کا بدلہ چکا دیا گیا۔ ہم نے اپنا انتقام لے لیا۔

ہند اپنی پوری قوم میں سب سے زیادہ خوش تھی اس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل پر اکتفا نہ کیا۔ بلکہ وہ اور اس کی ساتھی عورتیں مسلمان مقتولین کا مشلہ کرنے کے لیے میدان کی طرف چلیں ان عورتوں نے مسلمان شہداء کی بے حرمتی کی ان کے ناک کان کاٹ دیئے آنکھیں نکال دیں۔ ابوسفیان کو جب پتہ چلا تو اس نے اپنی برات کا اظہار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ میں نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، حالانکہ وہ اس میں شریک تھا۔ اس کی مرضی شامل تھی۔ وہ ایک مسلمان کو مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ جو ہوا برا ہوا تمہارے مقتولین کا اس انداز میں مشلہ کرنا اچھا نہیں البتہ میں اس پر نہ خوش ہوں اور نہ ناراض نہ میں نے کسی کو روکا اور نہ ہی حکم دیا۔

اس کے بعد ہند ایک چٹان پر چڑھ کر بلند آواز میں چیختے ہوئے کہنے لگی۔

۱۔ نحن جزینا کم بیوم بدر

والحرب بعد الحرب ذات سعر

۲۔ ما کان عن عتبة لی من صبر

ولا اخی و عثمہ و بکری

۳۔ شفیت صدری و قضیت نذری

شفیت وحشی علیل صدری

۱۔ ہم نے بدر کا بدلہ تم کو چکا دیا۔ اور جنگ کے بعد جنگ بھڑکنے والی ہے۔

۲۔ مجھے صبر نہ ہو سکا باپ بھائی، چچا اور بیٹے کی موت پر۔

۳۔ میرا سینہ شفا پا گیا، میں نے اپنی نذر پوری کر لی وحشی نے میرے سینے کی

بیماری کو شفا دے دی۔^(۱)

☆ مشرکین جنگ احد سے واپس ہوئے تو بڑے خوش تھے کہ انہوں نے بدر میں لگنے والی عار کو مٹا ڈالا ہے۔

جنگ احد سے واپس ہوتے ہوئے ہند نے کہا:

۱۔ رجعت وفي نفسي بلباب حمة

وقد فاتني بعض الذي كان مطلبی

۲۔ ولکنی قد نلت شیئا ولم یکن

حما کنت ارجو فی مسیری و مطلبی

۱۔ میں واپس آئی میرے دل میں بڑے غم ہیں۔ اور ان میں سے کچھ قدرے کم ہوئے ہیں۔ جو مجھے مقصود تھے۔

۲۔ لیکن کچھ میں نے حاصل کر لیا جس طرح کہ میں چاہتی تھی اور میرا مقصد

تھا۔ (۱) www.KitaboSunnat.com

اسلام اور بیعت:

تمام روایات اس پر متفق ہیں کہ ہند بنت عتبہ نے فتح مکہ کے موقع پر اپنے خاوند کے اسلام لانے کے ایک روز بعد اسلام قبول کیا اور پھر اسلام پر خوب کاربند رہی۔

☆ ہند بنت عتبہ کے اسلام قبول کرنے کی داستان مصادر میں کچھ یوں بیان ہوئی ہے۔ کہ ہند نے ابوسفیان سے کہا میں حضرت محمد ﷺ کی اتباع اختیار کرنا چاہتی ہوں۔

اس نے کہا تو کل اس بات کو ناپسند کرتی تھی۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نے ایک رات پہلے اللہ کی عبادت کا حقیقی منظر دیکھا بخدا لوگ قیام رکوع اور سجود کی حالت

میں نماز پڑھتے ہوئے بڑے بھلے معلوم ہوتے تھے۔
اس نے کہا۔ جو تیرے جی میں آئے کر لیں اپنے ساتھ برادری کا کوئی فرد
لیتی جائیں۔

وہ عثمان کی طرف گئی ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر کی طرف گئی اور اس
کے ساتھ وہ خواتین تھیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت عثمان یا حضرت عمر
گئے۔ نبی کریم ﷺ سے اس کے لیے اجازت طلب کی وہ نقاب اوڑھے ہوئے تھی اس
نے جو کچھ امیر حمزہ کی لاش کے ساتھ سلوک کیا تھا اس کی وجہ سے دل میں خوف تھا کہ
کہیں رسول اللہ ﷺ اس کا مواخذہ نہ کر لیں۔

اس نے کہا یا رسول اللہ شکر ہے اس ذات کا جس نے اپنے پسندیدہ دین کو
غالب کر دیا یا محمد ﷺ آپ پر رحم فرمائے مجھے فائدہ پہنچائیے۔ میں اللہ پر ایمان
لانے والی ہوں اور اس کے رسول کی تصدیق کرنے والی ہوں۔ پھر اس نے نقاب
ہٹایا اور کہا میں ہند بنت عتبہ ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش آمدید اس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کی قسم
پہلے روئے زمین پر سب سے زیادہ میرے دل کو آپؐ مغبوض لگتے تھے۔ لیکن اب
ساری کائنات سے زیادہ محبوب دکھائی دیتے ہیں۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور کچھ۔ پھر آپ نے قرآن پڑھ کر سنایا۔ اور ان
سے بیعت لی۔ اور فرمایا:

تم مجھ سے اس شرط پر بیعت کرو گی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ
گی۔

ہند نے کہا: اللہ کی قسم آپ ہم سے وہ عہد لیں جو آپ بیعت کے وقت
مردوں سے لیتے ہیں۔ ہم اس پر پورا اتریں گی۔
آپ نے فرمایا تم چوری نہیں کرو گی۔

ہند نے کہا اللہ کی قسم میں نے ابوسفیان کے مال میں سے یہ چیزیں لیں
میں نہیں جانتی کہ یہ میرے لیے حلال ہے یا حرام۔

ابوسفیان وہاں موجود تھا اس نے کہا جو تو نے میرا مال استعمال کیا تیرے
لیے حلال ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو ہند بنت عتبہ ہے؟
اس نے کہا میں ہند بنت عتبہ ہوں مجھے میری خطائیں معاف کر دیں جو ہوا
اس سے درگزر فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: تم خواتین زنا نہیں کرو گی۔
اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آزاد عورت بھی زنا کا بھلا ارتکاب کر سکتی
ہے۔

آپ نے فرمایا تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی۔ اس نے کہا ہم نے اپنی اولاد
کی تربیت کی وہ بڑے ہوئے آپ نے انہیں بدر میں قتل کر دیا۔ لہذا آپ اور وہ
جائیں۔

یہ بات سن کر حضرت عمرؓ پڑے۔ انہوں نے اس بات کو بڑا عجیب و
غریب جانا۔

آپ نے فرمایا بیعت کی ایک شرط یہ ہے۔ کہ تم بہتان نہیں باندھو گی۔
اس نے کہا: اللہ کی قسم بہتان تراشی تو بڑی بری عادت ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا بیعت کی ایک شرط یہ ہے۔ کہ معروف میں تم میری
نافرمانی نہیں کرو گی۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کی معروف میں نافرمانی
کریں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا ان سے بیعت لے لو میں ان کے
حق میں مغفرت کی دعا کرتا ہوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے بیعت لی رسول اللہ ﷺ غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔^(۱) رسول اللہ ﷺ نے ہند اور ابوسفیان کے نکاح کو برقرار رہنے دیا۔

اسلام کی نعمت:

ہند بنت عتبہ کی شخصیت جہان خواتین میں بڑی ممتاز تھی جب اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام کی نعمت سے نوازا تو اس کے دل کی تمام میل کچیل دور کر دی وہ جہان صحابیات میں ایک انوکھی حیثیت سے نمایاں ہوئی۔ اللہ کی راہ میں اور اللہ کے دین کی راہ میں لگنے والے خون کا نہ دھویا دلی وحشت کا فور ہو گئی۔ دلوں کی نفرتیں ختم ہو گئیں۔ دل کیپنے کی بیماری سے پاک ہو گئے دل کیپنے اور حسد سے صاف ہو گئے عقل سے جہالت کا پردہ چھٹ گیا۔ جھوٹ کے پردے چاک ہو گئے فاسد عقیدے کی طرف دل پائنا بند ہو گئے اور یہ سب کچھ عملی طور پر ہوا۔ جب اس نے اسلام قبول کر لیا تو اپنے گھر میں پڑے ہوئے بت کو پاؤں سے ٹھوکر مارتے ہوئے کہنے لگی ارے کجخت تیری وجہ سے ہم دھوکے میں مبتلا رہے۔^(۲)

☆ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ہند کی فطرت میں جو دو کرم موجود تھا۔ اسلام قبول کرنے اور تصدیق کا راستہ اختیار کرنے کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تحفہ بھیجا آپ نے اس کے حق میں دعا کی۔

ابن عساکر رحمہ اللہ رقم طراز ہیں۔ فرماتے ہیں۔

جب ہند بنت عتبہ نے اسلام قبول کیا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف تحفہ بھیجا آپ اس وقت ابلح میں تشریف فرما تھے۔ اس کے ساتھ اس کی کنیز تھی دو

(۱) یہ روایت حدیث و تاریخ کی اکثر کتب میں موجود ہے۔

(۲) تہذیب الاسماء و اللغات (۳۵۷/۲)

پھورے روٹ کیے ہوئے اور چڑے کا مشکیزہ۔ کنیز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ سلام عرض کی آپ اپنی بیویوں میں تشریف فرما تھے حضرت ام سلمہؓ حضرت میمونہ اور بنو عبدالمطلب کی چند دیگر خواتین تھیں عرض کی میری مالکن نے یہ تحفہ آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور معذرت بھی کی ہے کہ آج کل ہماری بکریاں بچے قدرے کم دیتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

بارک اللہ لکم فی غنمکم و اکثر والدنہا۔

اللہ تمہاری بکریوں میں برکت کرے اور وہ اکثر جنم دیں۔

کنیز اپنی مالکن ہند کے پاس واپس گئی اور اسے رسول اللہ ﷺ کی دعا کے بارے میں بتایا۔ تو وہ بہت خوش ہوئی کنیز کہتی ہے۔ کہ اس دعا کے بعد ہم نے دیکھا کہ ہماری بکریوں میں برکت پڑ گئی اور وہ کثرت سے بچوں کو جنم دینے لگیں۔ اس سے پہلے کبھی یہ منظر دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔

ہند کہتی ہے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کی برکت ہے۔

اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت دی۔

پھر کہتی ہے۔

کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں دھوپ میں کھڑی ہوں۔ میرا سایہ ہے لیکن میں اسے اپنے قابو میں لانے پر قادر نہیں ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب آئے تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں سائے میں داخل ہو گئی ہوں۔^(۱)

اس کے اقوال زہدین:

ہند بھٹی سینا کے اقوال زرین نہایت خوشنما رقت انگیز جادو اثر معنی خیز نیز عقل و

خرد اور غور اور تدبر کے حسن و جمال کی نشاندہی کرنے والے تھے۔ یہ اقوال زریں اس کی زندگی کے تجربات کی طرف اشارہ کرتے تھے اور ان سے یہ پتہ چلتا تھا کہ کسی دانشمند خاتون کے اقوال ہیں۔

اس لیے ابن الاثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

کہ یہ خاتون بڑی دلیر، غیرت مند، درست رائے اور عقلمند تھی۔

عورت کے بارے میں فرماتی ہیں۔

المرءة غل ولا بد للعنق منه فانظر من تضعه في عنقك.

عورت ایک طوق ہے اس کے لیے ایک گردن کا ہونا ضروری ہے خوب غور و

خوض کر لیجئے کہ اپنی گردن میں تم کس طوق کو ڈال رہے ہو۔^(۱)

اس کا یہ بھی قول ہے۔

إِنَّمَا النِّسَاءُ أَغْلَالٌ فَلْيَتَّخِذِ الرَّجُلُ غِلًّا لِيَدَهُ.

عورتیں طوق ہوتی ہیں آدمی کو طوق اپنے ہاتھ میں پکڑنا چاہیے۔

☆ ہندو مت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا بہت احترام کیا کرتی تھی۔ اور اس کی طرف تعظیم بھری

نگاہوں سے دیکھا کرتی تھی جب حضرت عمرؓ نے اس کے بیٹے کو شام کا گورنر بنایا

تو اس نے معاویہؓ سے کہا اللہ کی قسم کسی آزاد ماں نے آپ جیسا کوئی کم ہی جنا ہو

گا۔ اس شخص نے تجھے ترقی کے زینے پر چڑھایا ہے۔ اس کی موافقت کرنا خواہ

تجھے پسند ہو یا نا پسند۔

ہند اور معاویہؓ:

ہند نے اپنے بیٹے معاویہؓ میں فضائل و مناقب حاصل کرنے کی محبت پیدا کی

اس میں جرأت شجاعت غیرت اور احتیاط کے اوصاف پیدا کیے بچپن میں اسے یہ لوری

سنایا کرتی تھی۔

۱۔ اِنَّ بَنِيْ مَعْرِقْ كَرِيْم

مَحَبِّ فِيْ اَهْلِهِ حَلِيْم

۲۔ لَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلَا لَثِيْم

وَلَا بَطْخَرُوْرٍ وَلَا شُوْم

۳۔ صَخْرَ بَنِيْ فَهْرَبَه زَعِيْم

لَا يَخْلِفُ الظَّنَّ وَلَا يَخِيْم

۱۔ میرا بیٹا خاندانی معزز ہے۔ اور اپنے گھر میں ہر دلعزیز اور بردبار ہے۔

۲۔ نہ وہ فحش گوئی کرنے والا ہے اور نہ ہی کمینگی کا اظہار نہ ہی سخت گیر ہے اور نہ ہی منحوس۔

۳۔ بنو فہر قبیلے کی چٹان ہے اور اس کا سردار ہے۔ وہ اپنے بارے میں گمان کی مخالفت نہیں کرتا۔

اور نہ ہی بزدلی دکھلاتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جب ایک شخص نے بچپن میں دیکھا تو یہ کہا، میرے خیال میں یہ بچہ بڑا ہو کر اپنی قوم کا سردار ہوگا۔

ہند نے کہا: اگر اس نے بڑا ہو کر قوم کی قیادت نہ کی تو میرے لیے افسوس کا مقام ہوگا۔^(۱)

کسی نے کیا خوب کہا:

وَ اِذَا كَانَتْ النُّفُوسُ كَمَا

تَعْبَتُ فِيْ مَرَادِهَا الْاَجْسَامِ

جب نفوس بڑے ہو جاتے ہیں تو ان کی مرادیں پانے میں جسم تھک جاتے ہیں۔

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا:
میری والدہ ہند قریش کی ایک ایسی خاتون تھی جو زمانہ جاہلیت میں بڑی خطرناک اور اسلام میں بڑی شریف الطبع اور خبردار تھی۔

☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سرزمین عرب کے ایک یگانہ روزگار شخصیت تھے اسے اپنی والدہ سے ورثے میں جتنی خوبیاں ملیں اتنی باپ کی طرف سے نہیں ملی تھیں۔
جب امیر معاویہؓ نے فخر کا اظہار کرنا ہوتا تو یا اپنے مد مقابل کو مرعوب کرنا ہوتا تو یہ فرماتے ہیں ہند کا بیٹا ہوں۔

آخر کلام:

ہند رضی اللہ عنہا نے زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کی گئی بیعت کا پاس رکھا
معرکہ یرموک میں یہ شریک ہوئی اور اس دن رومیوں کے خلاف مجاہدین کو خوب انکیت
کیا (۱) یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اپنے بیٹے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس
چلی گئی تھی۔

☆ فضائل و مناقب کے میدان میں اس کا قابل تعریف اثر تھا۔ نبی کریم ﷺ سے
اس نے حدیث کی روایت کی۔ اس سے اس کے بیٹے۔ معاویہ اور ام المومنین
عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث روایت کی (۱) اس کی مرویات میں سے ایک یہ ہے فرماتی
ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی ابوسفیان بڑا بخیل ہے۔ وہ مجھے کچھ
نہیں دیتا اور نہ ہی میرا بیٹا مگر وہ جو میں اس کو بتائے بغیر لے لیتی ہوں کیا اس

(۱) تاریخ دمشق (ص ۴۲۷) الاعلام (۹۸/۸)

(۲) تہذیب و لغات (۳۵۷/۲)

میں کوئی حرج یا گناہ ہے؟

آپ نے ارشاد فرمایا:

معروف انداز میں اپنے لیے اور اپنے بیٹے کے لیے لے لیا کر۔^(۱)

☆ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کی وفات ۱۳ ہجری کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ہوئی اس دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد ابو قحافہ بھی فوت ہوئے۔^(۲)

☆ ہند بنت عتبہ کی سیرت کے چند اجزاء جو اس نے اسلام کے زیر سایہ اپنی زندگی کے چند سال گزارے آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔
لیکن اس کا دلپذیر اثر صدیوں پر محیط ہے۔
اللہ اس سے راضی اور وہ اپنے اللہ سے راضی اللہ نے اسے اپنی رحمت میں جگہ دی وہ بخشش والا مہربان ہے۔

حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۴۰۹/۴

۱۔ الاستیعاب

صفحہ ۴۳۷

۲۔ تاریخ دمشق

۳۵۷/۲

۳۔ تہذیب الاسماء و اللغات

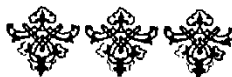
۲۹۸/۳

۴۔ تاریخ اسلام ذہبی

(۱) ترمذی کے علاوہ اس کو ائمہ صحاح نے روایت کیا ہے۔

(۲) اسد الغابہ (۵/۵۶۳) تہذیب الاسماء و اللغات (۲/۳۵۷)

- ٥- الاصابة ٤٠٩/٤
- ٦- سير اعلام النبلاء ١٦٦/١
- ٧- شاعرات العرب ٤٦٨
- ٨- السيرة النبوية ١٦٨/٢
- ٩- الطبقات ٢٣٦/٢
- ١٠- تاريخ الطبري ١٦١/٢
- ١١- اسد الغاية ٥٦٢/٥
- ١٢- السيرة الحلبية ٤٦/٣
- ١٣- الاعلام ٩٨/٨
- ١٤- عيون الاخبار ٢٢٤/١
- ١٥- العقد الفريد ٢٨٧/٢



۷۰

ام حکیم بنت الحارث رضی اللہ عنہا

مومنہ عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی مجاہدہ سچائی کی خوگر۔

فتح مبین

رسول اللہ ﷺ بیس سے چند اوپر سال قریش اور تمام لوگوں کے لیے خیر و برکت کا پیغام دیتے رہے اور ہر ذریعے سے ان کی توجہ خیر کی طرف مبذول کراتے رہے۔ اور انہیں رغبت دلاتے رہے لیکن لوگ اندھے بہرے بنے رہے۔ ان کی منظر کشی قرآن کی اس آیت میں کی گئی ہے۔

﴿وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِيْ اَكِنَّةٍ مَّا تَدْعُونَا اِلَيْهِ وَفِيْ اِذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاَعْمَلْ اِنَّا عَمِلُوْنَ﴾ (فصلت : ۵)

”کہتے ہیں کہ جس چیز کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے۔ اس کے لیے ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں ہمارے کان بہرے ہو گئے ہیں ہمارے اور تمہارے درمیان ایک حجاب حائل ہو گیا ہے۔ تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کیے جائیں گے۔“

انہوں نے محبت کے بدلے عداوت کو اور احسان کے بدلے برائی کو پالا جیسا کہ درج ذیل آیت سے معلوم ہوتا ہے۔

﴿وَكَذَّبُوا وَاتَّبَعُوا اَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرِ مُّسْتَقَرٌّ﴾ (القمر : ۳)

”انہوں نے اس کو بھی جھٹلا دیا۔ اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی کی ہر معاملہ کو بالآخر ایک انجام پر پہنچ کر رہنا ہے۔“

انہوں نے آپ سے قطع تعلقی، آپ کو وطن سے نکال دیا، آپ سے لڑائی لڑی، البوا علیہ وہ آپ کے بارے میں مصائب و مشکلات میں پھنسنے کا انتظار کرنے لگے۔ ویتحینون الفرص۔

☆ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو ان پر غالب کر دیا۔ اور آپ کو ان کی

گردنوں پر مسلط کر دیا۔ آپ نے انہیں معاف کر دیا۔ ان کی بدسلوکی اور عداوت کو فراموش کر دیا۔ اور انہیں نہایت خوبصورت انداز میں درگزر کر دیا انہیں بالکل معاف کر دیا۔

یہ معافی ایک اور فتح تھی اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعے سے منکر دلوں کے بند تالے کھول دیئے۔ متکبر نفوس کی لگام کو لپیٹ دیا۔ تو وہ محبت اور اخلاص کا فیض بانٹنے لگے۔ وہ اطاعت اور دوستی کا دم بھرنے لگے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے سر تسلیم خم کرتے ہوئے جمع ہونے لگے۔ اور اس کے دین میں راضی خوشی گروہ در گروہ داخل ہونے لگے۔ ان جملہ افواج کے درمیان ایک شریف حسب و نسب والی فوج بھی شامل تھی۔ جسے اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور اس سے وہ شاداں و فرحاں ہوئے۔ اور انہوں نے اپنے تمام معاملات باگ ڈور نبی کریم ﷺ کے سپرد کر دی۔ تاکہ آپ اسے اللہ کے حکم سے ظلمات سے نور کی طرف نکال لائیں۔ یہ فوج ایک معزز صحابیہ جو فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اس کے خاوند اس کے باپ اور ماں پر مشتمل ہے۔

☆ یاد رہے کہ یہ چاروں افراد مسلسل بیس سال سے زیادہ عرصے تک رسول اللہ ﷺ سے برسرِ پیکار رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایمان کے ذریعے سے احسان کیا۔ ان میں سے ایک ام حکیم بنت الحارث بن ہشام بن مغیرہ المخزومیہ القرظیہ ہے ^(۱) یہ قریش کی ایک سمجھدار اور محتاط خاتون ہے۔

انوکھا خاندان:

☆ ام حکیم اس خاندان سے تھی جو عزت، شرف اور قریش کی سرداری کے اعتبار سے

(۱) الطبقات (۸/۲۶۱) الاستیعاب (۴/۴۳۴) اسد الغابہ (۵/۵۷۷) تاریخ دمشق

مشہور و معروف تھا۔

☆ اس کا باپ حارث بن ہشام بن مغیرہ المخزومی تھا جس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ یہ ابو جہل کا بھائی تھا۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا۔ یہ سردار اور چودھری تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے تالیف قلبی کے طور پر غزوہ حنین کے مال غنیمت میں سے سوانٹ عطا کیے اس نے اسلام کو بڑے اچھے انداز سے اپنایا۔ جب یہ مکہ سے جہاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے شام کی طرف روانہ ہوا۔ تو اہل مکہ پریشان ہو گئے۔ اہل مکہ اسے الوداع کہنے کے لیے اس کے ساتھ چلے اور اس کی جدائی میں رونے لگے۔ اور یہ طاعون کی بیماری میں فوت ہوئے۔^(۱)

☆ اس کی والدہ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ المخزومیہ حضرت خالد بن ولید کی ہمشیرہ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئی اس نے بیعت کی اور صحابیہ ہونے کا شرف پایا۔ اس نے نبی کریم ﷺ سے ایک حدیث روایت کی وہ اپنے خاوند حارث کے ساتھ شام چلی گئی حضرت خالد بن ولید نے بعض معاملات میں اس سے مشورہ لیا۔ اس کے ہاں حارث سے شادی کے بعد عبد الرحمن اور ام حکیم پیدا ہوئے۔^(۲) یہ ام حکیم وہی خاتون ہے جس کا تعارف آج ہم پیش کرنے لگے ہیں۔

☆ اس کا خاوند عکرمہ بن ابی جہل بن ہشام المخزومی القرشی تھا اس کی کنیت ابو عثمان تھی۔ یہ زمانہ جاہلیت کا سردار تھا۔ پھر یہ مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے اسلام کو خوب اپنایا اس نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا۔

یہ جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوا تھا تو آپ نے اسے یہ فرمایا تھا۔

مرحبا بالراکب المهاجر۔

(۱) تاریخ اسلام ذہبی (۱۸۳/۲)

(۲) تاریخ دمشق (ص ۳۰۵)

مہاجر شہسوار خوش آمدید۔

یہ شام کی طرف مجاہد کے روپ میں روانہ ہوا۔ اسے اسلام قبول کرنے کے بعد آزمائش کا سامنا کرنا پڑا جس کا اس نے قابل ستائش انداز میں خندہ پیشانی سے مقابلہ کیا یہ یرموک سے پہلے ۱۳ ہجری میں ہوا ہونے والی جنگ اجنادین میں شہید ہوئے۔

☆ اس کے خالو سیف اللہ خالد بن ولید ہاں ہاں آپ کیا جانیں کہ خالد بن ولید کون ہے اور کیا ہے؟

☆ یہ سرکردہ لوگ اور ان میں پرورش پانے والی ام حکیم اس نے اپنے چچا کے بیٹے عکرمہ سے شادی کی جب اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا یہ سارا خاندان دعوت اسلامی کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا۔ یہ صورت حال پہلے دن سے ہی دیکھنے میں آئی جب کہ نور اسلام ضوء فلقن ہوا ہی تھا اور اس وقت تک یہ کیفیت رہی جب فتح مکہ کے دن اللہ تعالیٰ نے اسے اسلام قبول کرنے کی توفیق سے نواز دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت میں جو معرکہ بھی ہوا اس میں یہ لوگ ضرور شریک ہوئے۔

☆ غزوہ احد میں حارث اس کی بیوی فاطمہ عکرمہ اور اس کی بیوی ام حکیم خالد بن ولید اور قریش کے شہسواروں کا مجموعہ یہ سب شریک ہوئے۔ انہوں نے مسلمانوں کی مخالفت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نو بڑے بڑے مجرموں کا خون جائز قرار دے دیا تھا۔ انہیں قتل کرنے کا حکم دیا خواہ وہ خانہ کعبہ کے پردوں میں چھپے ہوئے ہوں۔ ان نو افراد میں عکرمہ بن ابی جہل بھی شامل تھا۔

اسلام اور عزت:

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کر لیا تو آپ نے تاریخ میں ایک انوکھا موقف اختیار کیا جب رحمت نازل ہوتی ہے تو دوست اور دشمن مومن اور کافر پر پڑتی

ہے۔ اور ہر ایک اس سے اپنا نصیب حاصل کرتا ہے۔ جس طرح کہ بارش ہر قسم کی زمین پر برستی ہے جو زرخیز زمین پھل آوے اور سخت زمین کو نرم کر دیتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا عفو و درگزر ان سخت دلوں پر ٹھنڈک اور سلامتی بن کر نازل ہوا۔ جو قدسی نفوس کی عدوات میں جل رہے تھے لیکن وہ ایسے شفیق ہاتھ کے ذریعے بیدار ہوئے جس نے انہیں گمراہی کی طوفانی امواج میں غرق ہونے سے بچا لیا۔

جب اس عفو کامل کی پھوار ام حکیم پر پڑی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور وہ خواتین جو اس کے ساتھ آئی تھیں ان کے ساتھ مل کر آپ کی بیعت کی ان خواتین میں فاطمہ بنت ولید ہند بنت عتبہ اور صفوان بن امیہ کی بیوی فاختہ بنت ولید تھیں۔

☆ جب سے ام حکیم نے اسلام قبول کیا تو اسے رسول اقدس ﷺ کی طرف سے عزت و تکریم نصیب ہوئی۔ اس کا خواتین میں بڑا مقام و مرتبہ تھا۔

اس نے سچ کہا ہے تجھے امان حاصل ہے:

ام حکیم اپنے خاوند عکرمہ کے مسلمان ہونے کا سبب بنی جو یمن کی طرف بھاگ گیا تھا۔ ام حکیم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی۔ اس نے عکرمہ کے لیے امن کی ضمانت طلب کی جو آپ نے اسے دے دی پھر اس نے اسے تلاش کرنے کی اجازت طلب کی آپ نے اسے اس کی اجازت بھی دے دی وہ اس کی تلاش میں نکلی اسے یمن جا ملی۔ اس نے کہا میرے چچا زاد۔ میں تیرے پاس دنیا کے سب سے بہتر سب سے نیک اور سب سے اول درجے کے انسان کے ہاں سے آئی ہوں۔ تو اپنی جان کو تباہ نہ کر تو میرے ساتھ چل میں نے رسول اللہ ﷺ سے تیری جان کا امان طلب کر لی ہے۔

اس نے کہا تو نے یہ سب کچھ کر لیا ہے۔

اس نے کہا ہاں میں نے خود آپ سے بات کی اور آپ نے تجھے امان دے دی ہے۔

تو وہ اس کے ساتھ واپس آ گیا۔ جب عکرمہ مکہ معظمہ کے قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے کہا۔

تمہارے پاس عکرمہ مومن مہاجر کی صورت میں آئے تم اس کے باپ کو گالی نہ دینا کیونکہ میت کو گالی دینے سے زندہ کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور میت کو تو وہ گالی پہنچتی نہیں۔

راستے میں واپسی پر عکرمہ نے بیوی سے ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا اظہار کیا تو اس نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ تم کافر ہو اور میں مومن۔

اس نے کہا اچھا معاملے کی یہ نوعیت ہے۔ یہ تو بڑی بات ہے۔ جب نبی کریم ﷺ نے دیکھا تو آپ بھاگ کر اس کی طرف لپکے عکرمہ کی آمد پر آپ کو بہت زیادہ خوشی ہوئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے وہ آپ کے سامنے بادب کھڑا رہا اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی نقاب اوڑھے کھڑی تھی۔ اس نے کہا اے محمد ﷺ اس نے مجھے بتایا ہے کہ آپ نے مجھے امان دے دی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں یہ سچ کہتی ہے تجھے امان ہے۔ عکرمہ نے برجستہ کہا:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں اور میں گواہی دیتا

ہوں کہ حضرت محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

عکرمہ کا سر شرم سے جھک گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مانگئے جو کچھ مانگنا ہے۔ تاکہ میں تجھے دوں عکرمہ نے کہا: آپ میرے

لیے اللہ تعالیٰ سے اس جرم عداوت کی معافی طلب کر دیں۔ جو عداوت میں آپ سے کرتا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا مانگی۔

اللهم اغفر له كل عداوة عادانيها او مركب اوضع فيه يريد ان يصد عن سبيلك.

الہی! اسے ہر وہ عداوت بخش جو اس نے کی اور ہر وہ جرم بخش جو اس نے تیرے راستے میں رکاوٹ بننے کے لیے کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیوی سے پہلے نکاح کی بنیاد پر ہی اس کے لیے جائز قرار دے دیا۔

اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جتنا اللہ کی راہ سے روکنے کی خاطر مال خرچ کرتا رہا اس سے دو گنا مال اب میں اللہ کی راہ میں خرچ کیا کروں گا۔ جتنا میں اللہ کی راہ میں رکاوٹ پیدا کرنے کے لیے لڑائی کرتا تھا اب اللہ کے دین کی سر بلندی کے لیے دو گنا زیادہ میں دشمن سے برسر پیکار ہوا کروں گا۔^(۱)

عکرمہ اور اس کی بیوی ام حکیم رضی اللہ عنہما نے اسلام کو خوب اپنایا اور وہ اسلامی واجبات کو ادا کرنے میں زندگی بھر پوری طرح دلچسپی لیتے رہے۔
رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ اس پر راضی تھے۔

جہاد اور بہادری:

رومیوں سے جنگ کرنے کی خاطر حضرت ام حکیم اپنے خاوند عکرمہ کے ساتھ سر زمین شام روانہ ہوئی یرموک میں لوگوں نے بڑی شدید لڑائی لڑی۔ قریشی

(۱) تاریخ طبری (۲/۱۶۰) تاریخ دمشق (ص ۵۰۲) المغازی (۲/۸۵۰) اسد

الغابہ (۵/۵۷۷) زاد المعاد (۳/۴۱۳) الاعلام (۲/۲۶۹) وغیرہ

خواتین بھی تلواریں تھام کر لڑائی کے لیے میدان میں اتری ان میں یہ ام حکیم بھی تھی جس کی سیرت آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ عورتیں مردوں سے بھی سبقت لے گئیں اس معرکہ میں عکرمہ جام شہادت نوش کر گئے (۱) اللہ کے ہاں اجر و ثواب پالیا۔

ام حکیم نے چار ماہ دس دن عدت گزاری۔ پھر اس سے خالد بن سعید بن عاص نے شادی کی جب دمشق کے جنوب میں ”مرج الصفر“ کا واقعہ پیش آیا۔ شادی کے بعد خالد بن سعید نے شب زفاف کا ارادہ کیا تو ام حکیم نے کہا اگر آپ کچھ تاخیر کر لیں۔ تاکہ یہ لشکر شکست کھا جائیں۔ اس نے کہا مجھے یوں لگتا ہے کہ اس معرکہ میں مجھے قتل کر دیا جائے گا۔ اس نے کہا پھر ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔

☆ صفر کے پاس پل کے نزدیک خیمہ زن ہو کر شب عروسی کا اہتمام کیا گیا۔ اسی لیے اس کو ام حکیم کا پل کہا جاتا ہے۔

صبح کو دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو دعوت دی۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو روم کی فوج وہاں پہنچ گئی لڑائی شروع ہو گئی۔ اور خالد بن سعید شہید ہو گئے ام حکیم نے کپڑے کس لیے۔ اور میدان میں کود پڑی اس کے جسم پر خوشبو کے آثار تھے۔ دریا کے کنارے زور کارن پڑا اس دن ام حکیم نے ایسی بہادری کے جوہر دکھلائے رومی فوج کے بہادر بھی عاجز آ گئے۔ اس روز ام حکیم نے خیمے کے سات بانس لڑائی میں استعمال کیے۔ (۲)

☆ بعد ازاں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے شادی کی اور اس سے فاطمہ

(۱) نسب قریش (ص ۳۰۳) الاصابہ (۴/۲۲۶)

(۲) الاستیعاب (۴/۴۲۵) تاریخ دمشق (ص ۵۰۶) اسد الغابہ (۵/۵۷۷) وغیرہ

بنت عمر پیدا ہوئی۔ اس فاطمہ کی شادی اس کے چچا زید بن خطاب کے بیٹے سے ہوئی۔ (۱)

☆ ام حکيم کے واقعات و حالات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ اپنے خاوند حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئی۔ علامہ زرکلی نے اس کی تاریخ وفات ۱۴ ہجری قرار دی ہے۔

اللہ ام حکيم سے راضی ہوا۔ اور اسے سدا بہار جنتوں میں جگہ عطا کی۔

حضرت ام حکيم بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے مفصل حالات زندگی معلوم کرنے کے لیے درج ذیل کتابوں کا مطالعہ کریں۔

۲۶۱/۸	۱۔ التلخیصات
۴۲۴/۴	۲۔ الاستیعاب
۱۸۴/۱۸۳	۳۔ تاریخ اسلام ذہبی
۵۷۷/۵	۴۔ اسد الغابۃ
صفحہ ۳۰۵	۵۔ تاریخ دمشق
۱۶۰/۲	۶۔ تاریخ الطبری
۴۱۳/۳	۷۔ زاد المعاد
۲۹۷/۴	۸۔ البدایہ والنہایۃ
۳۸۸/۹	۹۔ مجمع الزوائد
۳۹/۳	۱۰۔ السیرۃ الحلبيۃ

(۱) نسب قریش (ص ۳۰۳) تاریخ دمشق (ص ۵۰۳)

تاریخ طبری (۵۶۴/۲) وغیرہ

۲۶۹/۲

۱۱۔ الاعلام زر کلی

۳۲۴/۱

۱۲۔ سیر اعلام النبلاء

۴۲۶/۴

۱۳۔ الاصابة

آج ۱۶/ جون ۲۰۰۲ء بروز اتوار چک نمبر ۳۹ فیصل آباد میں کام مکمل ہوا۔

الحمد لله على ذالك

محمود احمد غنفر

۲۰۰۲/۶/۱۶



کتابیں جن سے استفادہ کیا گیا

- ۱۔ القرآن الکریم:
- ۲۔ اسباب النزول: تحقیق ڈاکٹر مصطفیٰ البغا۔ دار ابن کثیر دمشق طبع ۱۹۸۸
- ۳۔ الاستیعاب بہامش الاصابة: ابن عبد البر القرطبی، دار الکتب العربی بیروت۔
- ۴۔ اسد الغابة فی معرفة الصحابة: لابن الاثیر، دار احیاء التراث العربی بیروت۔
- ۵۔ الاصابة فی تمييز الصحابة: لابن حجر العسقلانی، دار الکتب العربی بیروت۔
- ۶۔ الاعلام: لخير الدين الزركلي، دار العلم للملايين۔ بیروت طبع ۱۹۸۴ء
- ۷۔ اعلام النساء: لعمرضا کحالة، المطبعة الهاشمية۔ دمشق طبع ۱۹۵۸ء
- ۸۔ انساب الاشراف: البلاذری، دار المعارف، تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مصر۔
- ۹۔ البداية و النهاية: لابن کثیر، دار الکتب العلمیہ، تحقیق ڈاکٹر ابو حمزہ ورفاقہ، بیروت طبع ۱۹۸۷ء۔
- ۱۰۔ التاج الجامع للاصول: لمصووعلى ناصف، مطبع البابي الحلبي مصر۔
- ۱۱۔ تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر و الاعلام: ۱۴ جزاء علامہ ذہبی تحقیق ڈاکٹر عمر تدمری، دار الکتب العربی بیروت طبع ۱۹۸۷ء۔
- ۱۲۔ تاریخ الامم و الملوك للطبری: دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۸۸ء۔
- ۱۳۔ تاریخ دمشق تراجم النساء لابن عساکر: دار الفکر دمشق تحقیق سیکنہ الشهابی۔
- ۱۴۔ تفسیر الخازن و بہامشہ البغوی: مطبعہ البابي الحلبي طبع ۱۹۵۵ء۔
- ۱۵۔ تفسیر القرآن العظیم: لابن کثیر، دار المعرفة بیروت۔

- ۱۶۔ تفسیر القرطبی: دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۹۶۷۔
- ۱۷۔ تہذیب الاسماء و اللغات، للنووی: دار الکتب العلمیۃ بیروت۔
- ۱۸۔ تہذیب التہذیب: لابن حجر العسقلانی، دار المعرفۃ بیروت۔
- ۱۹۔ جمہورۃ انساب العرب: لابن حزم الاندلسی، دار الکتب العلمیۃ بیروت ۱۹۸۳۔
- ۲۰۔ جوامع السیرۃ النبویۃ: لابن حزم الاندلسی، تحقیق المرحوم الشیخ نایف العباس۔
دار ابن کثیر دمشق ۱۹۸۶۔
- ۲۱۔ حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء: دار الکتب العربی لابی نعیم الاصبہانی
بیروت ۱۹۶۷۔
- ۲۲۔ حیاۃ الصحابۃ: محمد یوسف کاندلوی، دار القلم ۱۹۶۸۔
- ۲۳۔ الدرر فی اختصار المغازی و السیر: لابن عبدالبر القرطبی تحقیق مصطفیٰ البغا
موسسۃ علوم القرآن دمشق ۱۹۸۴۔
- ۲۴۔ در السحابۃ فی مناقب القراۃ و الصحابۃ: محمد بن علی الشوکانی تحقیق
ڈاکٹر حسن العمری، دار الفکر دمشق ۱۹۸۴۔
- ۲۵۔ دلائل النبوة: لابی نعیم الاصبہانی تحقیق محمد رواس قلعبہ جی و عبدالبر عباس، دار التراث
حلب ۱۹۷۰۔
- ۲۶۔ دلائل النبوة للبیہقی: تحقیق ڈاکٹر عبدالمعطی قلعبہ جی، دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹۸۵۔
- ۲۷۔ الروض الانف: للسہلی تحقیق طہ عبدالرؤف سعد مکتبۃ الکلیات الازہریۃ مصر
۱۹۷۱۔
- ۲۸۔ الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ: للحب الطبری، دار الکتب العلمیۃ بیروت
۱۹۸۴۔
- ۲۹۔ زاد المعاد: لابن قیم الجوزیۃ، تحقیق شعیب الارنؤوط و عبدالقادر الارنؤوط،

مؤسّۃ الرسالۃ - بیروت ط ۲-۱۹۸۲م-

۳۰۔ الزهد: لاجمہ بن خلیل۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت ط ۱-۱۹۸۳م-

۳۱۔ سنن ابن ماجہ: تحقیق فواد عبدالباقی، داراحیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۷۵م-

۳۲۔ سنن ابی داود: اعداد و تعلیق محمد محی الدین عبدالحمید، داراحیاء التراث العربی، بیروت -

۳۳۔ سنن الترمذی: اعداد و تعلیق عزت عبید الدعاس۔ حصص ط ۱-۱۹۶۶-

۳۴۔ سنن النسائی: بشرح السیوطی وحاشیۃ السندی، داراحیاء التراث العربی، بیروت

۳۵۔ السمط الثمین فی مناقب امہات المومنین: للحب الطبری، مکتبۃ التراث الاسلامی حلب -

۳۶۔ سیر اعلام النبلاء: للذہبی، تحقیق ثلثہ من افاضل العلماء، مؤسّۃ الرسالۃ، بیروت ط ۳-۱۹۸۵-

۳۷۔ السیرۃ الحلبیۃ: لعلی بن برہان الدین الحلی، مطبوعۃ الباب الحلی مصر ط ۱- ۱۹۶۴م-

۳۸۔ السیرۃ النبویۃ: لاجمہ بن زینی دحلان، الاہلیۃ للنشر والتوزیع۔ بیروت ۱۹۸۳م-

۳۹۔ شاعرات العرب: جمع و تحقیق عبدہدیلج صقر، المکتب الاسلامی ط ۱-۱۹۶۷م-

۴۰۔ شذرات الذهب: لابن العماد الحسینی۔ تحقیق محمود الارنؤط۔ دار ابن کثیر دمشق ط ۱-۱۹۸۶م-

۴۱۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی: للقاضی عیاض، تحقیق محمد امین قرہ علی و رفاقہ۔ موسّۃ علوم القرآن۔ دمشق ط ۲-۱۹۸۶م-

۴۲۔ صحیح مسلم: دارالفکر۔ طبعہ مصورۃ قديمۃ -

۳۳۔ صفة الصفوة: لابن الجوزی، تحقیق محمود فاخوری و محمد رواں قلجی، دارالمعرفة، بیروت ط ۲-۱۹۷۹م۔

۳۴۔ طبقات الحفاظ: للسيوطی، دارالکتب العلمية، بیروت ط ۱-۱۹۸۳م۔

۳۵۔ الطبقات الكبرى: لابن سعد، تحقیق احسان عباس، دارصادر، بیروت۔

۳۶۔ طبقات المفسرين: للداودی، دارالکتب العلمية، بیروت۔

۳۷۔ العبر فی خبر من غیر: للذہبی، تحقیق محمد زغلول، دارالکتب العلمية، بیروت ط ۱-۱۹۸۵م۔

۳۸۔ العقد الفريد: لابن عبد ربہ، بعناہ احمد امین و رفیقہ، مطبعة 'لجنة التالیف و الترجمة والنشر'، مصر ط ۲-۱۹۶۵م۔

۳۹۔ عیون الاثر فی فنون المغازی و السیر: لابن سید الناس موسیٰ عز الدین۔

۵۰۔ عیون الاخبار: لابن قتیبہ، مصورة عن دارالکتب، ۱۹۶۳م۔

۵۱۔ فتح الباری بشرح صحیح البخاری: لابن حجر العسقلانی، دارالمعرفة، بیروت۔

۵۲۔ الفرغ بعد الشدة: للقاضی التتوخی، تحقیق عبد الشالی، دارصادر، بیروت۔ ۱۹۷۸م۔

۵۳۔ الفصول فی سیرة الرسول: لابن کثیر، تحقیق محمد العید الخضر ادوی و محیی الدین مستو، دار ابن کثیر، دمشق ط ۳-۱۹۸۵م۔

۵۴۔ القاموس المحيط: للفيروز آبادی، مطبعة البابي الحلبي، مصر ط ۲-۱۹۵۲م۔

۵۵۔ لسان العرب: لابن منظور الافريقی، دارصادر، بیروت۔

۵۶۔ مجمع الزوائد و منبع الفوائد: للهيثمی، مؤسسة المعارف، بیروت ۱۹۸۶م۔

۵۷۔ المسند: لاجمہ بن حنبل، دار الفکر، بیروت ط ۲-۱۹۷۸م۔

۵۸۔ المعارف: لابن قتیبہ، تحقیق ڈاکٹر ثروت عکاشة، دارالمعارف، مصر ط ۳-۱۹۷۷م۔

۵۹۔ معجم البلدان: لياقوت الحموی، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۶۰۔ المعجم الوسيط: اخرجہ ڈاکٹر ابراہیم مصطفیٰ ورفاقہ، دار احیاء التراث العربی، بیروت ط ۲۔

۶۱۔ معجم المؤلفین: لعمر رضا کحالة، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۶۲۔ المغازی: للواقدي، عالم الکتب، بیروت۔

۶۳۔ منح المدح: اوشعراء الصحابة۔ لابن سید الناس، تحقیق عفت وصال حمزة، دار الفکر، دمشق ط ۱۔ ۱۹۸۷م۔

۶۴۔ السنمق فی اخبار قریش: للمحمد بن حبیب البغدادی، تحقیق خورشید احمد فاروق، عالم الکتب، بیروت ط ۱۔ ۱۹۸۵م۔

۶۵۔ نسب قریش: لمصعب الزبیری، دار المعارف، مصر ط ۳۔

۶۶۔ نوادر المخطوطات: تحقیق عبدالسلام ہارون، مطبعة البابي الحلبي، مصر ط ۲۔ ۱۹۷۲م۔

۶۷۔ وفاء الوفا: للسهمودی، تحقیق محمد محی الدین عبدالحمید۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت ۱۹۸۳م۔



تالیفات و تراجم

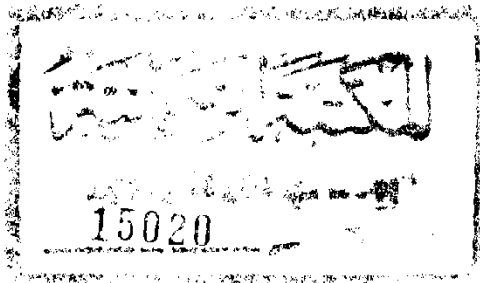
از قلم

ابوضیاء محمود احمد غففر

- ۱۔ حیات صحابہؓ کے درخشاں پہلو
- ۲۔ حیات تابعینؓ کے درخشاں پہلو
- ۳۔ جرنیل صحابہؓ اردو - انگلش
- ۴۔ حکمران صحابہؓ
- ۵۔ صحابیات مبشرات اردو - انگلش
- ۶۔ عہد تابعین کی جلیل القدر خواتین
- ۷۔ فقہائے مدینہ
- ۸۔ صحابیات طیبات
- ۹۔ ضیاء الکلام شرح عمدۃ الاحکام
- ۱۰۔ مصابیح النیام ترجمہ الامام باحادیث الاحکام
- ۱۱۔ احادیث قدسیہ
- ۱۲۔ نبیوں کے قصے (بچوں کے لیے)
- ۱۳۔ شہسوار صحابہؓ

- ۱۴۔ حیات انبیاء علیہم السلام
- ۱۵۔ اصول دین
- ۱۶۔ سمیر المومنات (قرآنی خواتین کا تذکرہ)
- ۱۷۔ انوار رحمت عالم (سیرت النبیؐ بچوں کے لیے)
- ۱۸۔ حج و عمرہ قرآن و سنت کے آئینے میں
- ۱۹۔ ضیاء البیان فی کلام الرحمان (انتظار کیجئے)

www.KitaboSunnat.com





عقائد اسلام کے تہذیبی و فکری پیروں

سلطنتِ نبویہ کے

صحابہ مبارک

تألیف

تھاکر علی احمد

ایم اے اسلامیات (کولمبیڈا) پنجاب یونیورسٹی لاہور

شمع رسالت کے پروانے، آسمانِ نبوت کے چمکتے ستارے،
بُستانِ نبوت کے مہکتے پھول، آفتابِ رسالت کی چمکیلی شعائیں
درسا گاہِ نبوی کے فیض یافتگان اور آغوشِ نبوت کی پروردہ ہستیاں
صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

نبی کریم ﷺ کے جملہ سفرائے اکرام عظمت کے مینار تھے۔ ان میں
شاہین کا تجسس، عقاب کی نگاہ، شیروں کا حوصلہ، چیتے کا عزم، پہاڑوں
کا وقار، سمندروں کا تنوع، دریاؤں کا شور، آبشاروں کا ترنم، پھولوں کی
مہک، بلبل کی چمک، سبزہ زاروں کی لطافت، بادِ صبا کی ٹھنڈک اور
طوفان کی ہیبت پائی جاتی تھی۔ وہ جدھر سے بھی گزرے اپنی یادوں کے
خوشگوار اثرات چھوڑتے چلے گئے۔

حق سنوٹیٹ
اردو بازار لاہور

نعمانی کتب خانہ



E-Mail: nomania2000@hotmail.com